

الرياض النيرة

(أثر)

جلد اول

تصنيف

امام ابو العباس محمد بن الطبري متوفى ٦٩٣ هـ

ترجمه

مطابق مع خطب خيبر

مكتبة نور

جامعة طهران - شیراز - ٥٠٠

7327330

آرشیو خطی

الترىخ النصرة

(اردو)

فی مناقب العیثۃ المبشۃ

جلد اول

تصنیف

امام ابو العباس محمد بن الطبری متوفی ۶۹۲ھ

ترجمہ و تفسیر

مولانا قاری محمد طیب خطیب انگلینڈ

مکتبہ نور محمدیہ
بلاول گنج — لاہور

محقق اسلام شیخ الحدیث محمد علی صاحب کی تصانیف انکی جدید قیمتیں
حضرت مولانا الحاج

موجودہ قیمتیں: تحفہ جعفریہ جلد اول ۱۲ روپے

تحفہ جعفریہ جلد دوم ۱۲ روپے — تحفہ جعفریہ جلد سوم ۱۲ روپے

تحفہ جعفریہ جلد چہارم ۱۲ روپے — تحفہ جعفریہ جلد پنجم ۱۲ روپے

فقہ جعفریہ جلد اول قیمت ۱۲ روپے — فقہ جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۳ روپے

فقہ جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۳ روپے — فقہ جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۲ روپے

عقائد جعفریہ جلد اول قیمت ۱۳ روپے عقائد جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۳ روپے

عقائد جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۳ روپے عقائد جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۳ روپے

نور العینین فی ایمان ابائے سید الکونین ۲ قیمت: ۱۲ روپے

وشمنان امیر معاویہؓ کا علمی محاربہ و جلد قیمت ۱۲ - دوم ۱۲ روپے

میزان الکتب قیمت ۱۲ روپے

مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مکتبہ دارالعلوم دیوبند
مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مصنف علام کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تصانیف

ترجمہ دلائل النبوت، ابو نعیم، صفحہ ۱۲۰ جلد اول مطبوعہ ترجمہ اردو ریاض النضرہ جلد اول - مطبوعہ

قرآن صحیح پڑھو - مطبوعہ رسالہ حجاب - مطبوعہ الدعا بعد نماز جنازہ - مطبوعہ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اثبات پر ایک تحقیقی کتاب زیر طبع

ترجمہ اردو ریاض النضرہ جلد دوم - زیر طبع فی تجدید میں "دشنامی" کی شرح اور سببیں اردو میں ترجمہ زیر طبع

شیعوں میں مذہب المعروف تحفہ جعفریہ، فقہ جعفریہ، عقائد جعفریہ کا خلاصہ - زیر طبع

ناشر: مکتبہ نوریہ حسینیہ، جامعہ رسولیہ شیرازیہ، امیر رومی بلال گنج لاہور

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب: الرِّیَاضُ النَّظَرُ جلد اول
مترجم: مولانا قاری محمد طیب صاحب
مقامت: مکتبہ صدیق حضرت کیسا نوالہ شریف
تاریخ طباعت: نومبر ۱۹۹۲ء

قیمت:

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۶	بیان اول:	۷۴
۱۷	عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو نبی علیہ السلام کی صحبت میسر ہے اگرچہ درجات صحبت میں تفاوت ہے۔	۷۴
۱۸	بیان دوم: عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کینہ و بغض رکھنے سے بچنا	۷۷
۱۹	بیان سوم: عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی بشارت	۷۷
۲۰	بیان چہارم: عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ صفات حمیدہ	۸۰
۲۱	بیان پنجم: عشرہ مبشرہ الذین سبقک ہم منہا لکنسئی کے مصداق اول ہیں۔	۸۱
۲۲	باب سوم: عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعض کے فضائل	۸۲
۲۳	بیان اول: عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں صدیقین اور شہداء	۸۲
۲۴	بیان دوم: جنت میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم سمیت آپ کا امت سے موازنہ کیا جانا۔	۸۵
۲۵	بیان سوم: کچھ افراد عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کی رفاقت و نجابت	۸۶
۲۶	بیان چہارم: فرمان نبی۔ ابو بکر نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا۔ اور اول مہاجرین سے رضاء نبی۔	۸۸
۲۷	بیان پنجم: عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی جداگانہ صفت حمیدہ	۸۸
۲۸	بیان ششم: چند صحابہ جو زبان نبوت کے مطابق بہترین انسان ہیں۔	۸۹
۲۹	بیان ہفتم: فرمان نبی کے مطابق جو لوگ مجان خدا و مصطفیٰ ہیں۔	۹۰
۳۰	بیان ہشتم: کچھ وہ صحابہ جو نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔	۹۰
۳۱	بیان ذہم: عشرہ مبشرہ میں سے کچھ کے لیے زبان رسالت کی خصوصی اور	۹۱



صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۵	کچھ پیش نظر کتاب کے بارے میں۔	۱
۳۸	کچھ مصنف کے بارے میں۔	۲
۴۱	باب اول:	۳
۴۳	عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ رضہ کے اجتماعی فضائل	۴
۴۳	فصل اول:	۵
۴۳	جملہ صحابہ رضہ کے فضائل	۶
۴۴	کسی بھی علاقہ میں فوت ہونے والا صحابی روز قیامت اہل علاقہ کا رہنما ہوگا	۷
۴۷	اصحابی، تابعی اور تبع تابعی نگاہ رسولؐ میں	۸
۴۹	فصل دوم۔	۹
۴۹	جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ رضہ کے فضائل	۱۰
۵۴	فصل سوم۔	۱۱
۵۴	صحابہ کرام سے محبت، ان کے لیے استغفار اور ان کے باہمی اختلافات میں نہ پڑنے کا بیان۔	۱۲
۵۹	فصل چہارم:	۱۳
۵۹	صحابہ کرام کے باہمی اختلاف میں نہ الجھنے اور انہیں برا نہ کہنے کے بیان میں	۱۴
۷۰	باب دوم: عشرہ مبشرہ صحابہ رضہ کے بعض اجتماعی فضائل اور ان کے نسب مبارک کا نبی علیہ السلام سے اتصال	۱۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۱۱	بیان نمبر ۱۲: خلفاء اربعہ نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔	۴۹
۱۱۲	بیان نمبر ۱۳: حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ متعین ہوں گے۔	۵۰
۱۱۲	بیان نمبر ۱۴: روز قیامت خلفاء اربعہ کے خصوصی اختیارات	۵۱
۱۱۳	بیان نمبر ۱۵: چار یاران نبی کے اسماء کی تحریر۔	۵۲
۱۱۴	بیان نمبر ۱۶: لواؤ الحمد (حمد کے جھنڈے) پر اسماء خلفاء اربعہ کی تحریر	۵۳
۱۱۴	بیان نمبر ۱۷: چار یاران نبی کی خلافت پر وال احادیث	۵۴
۱۱۸	بیان نمبر ۱۸: قرآن، در شان یاران نبی علیہم الرضوان	۵۵
۱۱۹	بیان نمبر ۱۹: نبی علیہ السلام کے بعد چار یاران نبی کی افضلیت	۵۶
۱۲۰	بیان نمبر ۲۰: بارگاہ تاجداران خلافت میں حضرت ابن عباس کا ہدیہ عقیدت	۵۷
۱۲۳	بیان نمبر ۲۱: امام جعفر صادق کی زبان سے ثناء یاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۵۸
۱۲۴	بیان نمبر ۲۲: اتباع رسول میں آپ کے یاروں کی تین تین اشیاء سے محبت	۵۹
۱۲۵	باب پنجم:	۶۰
۱۲۵	ابو بکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے مختص مشترکہ فضائل	۶۱
۱۲۷	بیان نمبر ۱: تینوں خلفاء میں سے ہر ایک ساری امت بھاری ہے	۶۲
۱۲۸	ایک شبہ:	۶۳
۱۲۹	دلیل اول:	۶۴
۱۳۰	دلیل دوم:	۶۵
۱۳۰	بیان نمبر ۲: عرش پر صحابہ ثلاثہ کے اسماء گرامی کی تحریر	۶۶
۱۳۱	بیان نمبر ۳: جنت کے ہر پتے پر صحابہ ثلاثہ کے نام	۶۷
۱۳۱	بیان نمبر ۴: صحابہ ثلاثہ کے ہاتھوں میں کنگریوں کی تسبیح	۶۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۹۱	بیان دہم: بعض افراد عشرہ اور بعض دیگر صحابہؓ کے لیے زبانِ سالتِ جنت کی دعا	۳۲
۹۲	بیان نمبر ۱۱: جنت میں عشرہ مبشرہ کے مقامات رفیعہ	۳۳
۹۳	بیان نمبر ۱۲: کچھ وہ صحابہ جو جمعہ کے روز لوگوں کے بھاگ جانے کے وقت نبی علیہ السلام کے ساتھ رہے۔	۳۴
۹۴	بیان نمبر ۱۳: وہ حدیث جو عشرہ مبشرہ میں سے بعض کی اہلیتِ خلافت پر دال ہے۔	۳۵
۹۴	بیان ۱۴: کچھ عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ	۳۶
۱۰۰	باب چہارم: چار یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائلِ سننے سے احادیث	۳۷
۱۰۰	بیان اوّل: اللہ نے خلفاءِ اربعہ کو اپنے نبی کی محبت کے لیے چن لیا۔	۳۸
۱۰۱	بیان دوم: خلفاءِ اربعہ پر خدا و مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نوازشیں اور یہ کہ ان کا محبوبِ مومن ہے اور دشمنِ منافق۔	۳۹
۱۰۲	بیان سوم: خطبہ سیدالابراہرہ در مدح چار یارِ رضا	۴۰
۱۰۵	بیان چہارم: خلفاءِ اربعہ کی محبت فرض ہے۔	۴۱
۱۰۶	بیان پنجم: خلفاءِ اربعہ انبیاء کی امثال ہیں۔	۴۲
۱۰۷	بیان ششم: ابو بکر و عمر ایک مٹی اور عثمان و علی ایک مٹی سے ہیں	۴۳
۱۰۷	بیان ہفتم: نبیؐ اور خلفاءِ اربعہ کا جو ہمیشہ ایک جہنمی سیب اٹھایا گیا ہے۔	۴۴
۱۰۸	بیان ہشتم: نبیؐ اور خلفاءِ اربعہ آفرینشِ آدمؑ سے قبل اللہ کے ہاں انوار تھے۔	۴۵
۱۰۹	بیان نهم: نبیؐ کے بعد سب پہلے خلفاءِ اربعہ ہی قبروں سے اٹھیں گے۔	۴۶
۱۰۹	بیان دہم: روزِ قیامت خلفاءِ اربعہ کی وقتِ حساب امتیازی شان۔	۴۷
۱۱۰	بیان گیارھواں: زبانِ نبوت سے خلفاءِ اربعہ کے لیے اعلانِ جنت	۴۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۸۰	بیان ۲: سب سے پہلے کون اسلام لایا اس بارہ میں اختلاف علماء	۸۹
۱۸۶	فصل ۵: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کون کون اسلام لایا	۹۰
۱۸۹	فصل ۶: دورِ جاہلیت سے ہی نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق باہم گہرے دوست تھے۔	۹۱
۱۹۱	فصل ۷: جب ابوبکر صدیق نے توحید خداوندی کا اعلان کیا اور نبی علیہ السلام کا دفاع کیا تو مشرکین سے کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں۔	۹۲
۱۹۲	بیان ۷: ابوبکر صدیق نے کہاں کہاں مشرکین سے رسول خدا کا دفاع کیا۔	۹۳
۱۹۷	بیان ۸: مشرکین نے محکمہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نکالا اور ابنِ دغنے نے پناہ دی	۹۴
۲۰۰	فصل ۸: نبی علیہ السلام کے ساتھ راہِ ہجرت میں آپ کی خدمتِ رسولؐ اور غار اور اس کے بعد والے سفرِ مدینہ کے واقعات	۹۵
۲۰۰	بیان ۹: نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق غارِ ثور کو چلے۔	۹۶
۲۱۱	بیان ۱۰: غارِ ثور اور اس کے راستے میں ابوبکر صدیق کی خدمتِ رسولؐ	۹۷
۲۱۲	حیاتِ صدیق اکبر کی ایک رات اور ایک دن۔	۹۸
۲۱۸	صدیق جیسا دوست کہاں۔ قولِ نبیؐ	۹۹
۲۲۳	غار میں صدیق کے لیے جنت سے پانی آیا۔	۱۰۰
۲۲۴	بیان ۱۱: نبیؐ اور ابوبکر کی غار سے نکل کر روانگی اور استقبالِ اہلِ مدینہ۔	۱۰۱
۲۳۲	جب امامِ معبد کا جھونپڑا نور رسالت سے جگمگا اٹھا۔	۱۰۲
۲۳۵	آقایہ ہیں یس تو غلام ہوں۔	۱۰۳
۲۳۸	آمدِ رسولؐ پر مدینہ میں جشنِ بہاراں۔	۱۰۴
۲۴۲	فصل ۹: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	۱۰۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۹	بیان ۵: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صداقت اور عرفان حق و عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۳۳
۷۰	بیان ۶: صحابہ ثلاثہ کے لیے زبان رسالت سے جنت کی خصوصی بشارت	۱۳۵
۷۱	بیان ۷: شان صحابہ ثلاثہ بزبان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۱۳۷
۷۲	بیان ۸: صحابہ ثلاثہ کی منفرد شان بزبان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۴۳
۷۳	بیان ۹: صحابہ ثلاثہ کی شان میں امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا قول	۱۴۵
۷۴	بیان ۱۰: امام حسن بن علی مرتضیٰ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی زبانی شان صحابہ ثلاثہ	۱۴۵
۷۵	بیان ۱۱: حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب مدح صحابہ ثلاثہ	۱۴۶
۷۶	بیان ۱۲: حضرت ابو بکر صدیق و حضرت علی مرتضیٰ کی منفرد شان	۱۴۸
۷۷	قسم ثانی:	۱۴۹
۷۸	عشر مبشرہ صحابہؓ میں سے ہر ایک کے سوانح و فضائل پر مستقل دس ابواب	۱۴۹
۷۹	باب اول: فضائل خلیفہ رسول بلا فصل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میں پندرہ فصول ہیں	۱۵۱
۸۰	فصل ۱: صدیق اکبرؓ کا نسب اور آپ کے والدین کا اسلام۔	۱۵۲
۸۱	بیان ۱: آپ کے والد ابو قحافہ کے اسلام کا واقعہ۔	۱۵۳
۸۲	بیان ۲: آپ کی والدہ ام النخیر کے اسلام کا واقعہ	۱۵۵
۸۳	فصل ۲: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی	۱۶۰
۸۴	بیان ۳: آپ کا لقب ”صدیق“	۱۶۳
۸۵	بیان ۴: ابو بکر صدیق کو آسمانوں میں علیم کہا جاتا ہے	۱۶۰
۸۶	فصل سوم: آپ کے جسمانی خدو خال	۱۶۰
۸۷	فصل ۴: صدیق اکبر کا واقعہ اسلام اور دین میں آپ کا ورود مسعود	۱۶۱
۸۸	بیان ۵: سب سے پہلے اسلام کون لایا؟	۱۶۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۶۴	خصوصیت ۱۵: آپ نبی علیہ السلام کے ہاں سب صحابہ سے بڑھ کر محبوب ہیں	۱۲۲
۲۶۵	خصوصیت ۱۶:	۱۲۳
۲۶۵	خصوصیت ۱۷: امت کے لیے سب سے زیادہ رحیم ابو بکر رضی اللہ عنہ	۱۲۴
۲۶۶	خصوصیت ۱۸: انبیاء کے بعد پوری نسل انسانیت میں آپ سب سے افضل ہیں	۱۲۵
۲۶۶	صدیق کی بابت ائمہ اہل بیت کا اجماعی فیصلہ۔	۱۲۶
۲۶۸	آپ روزِ محشر انبیاء کی طرح شفاعت کریں گے۔	۱۲۷
۲۷۰	میرے بعد اللہ تمہیں سب سے بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا۔ ارشادِ نبویؐ	۱۲۸
۲۷۲	خصوصیت ۱۹: آپ دانشمندانِ عرب کے سردار ہیں۔	۱۲۹
۲۷۳	خصوصیت ۲۰: آپ سب سے بڑھ کر شجاع ہیں۔	۱۳۰
۲۷۵	خصوصیت ۲۱: بدر میں آپ کی شجاعت اور ثابت قدمی کا منظر	۱۳۱
۲۷۸	خصوصیت ۲۲: مدینہ میں آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی۔	۱۳۲
۲۸۰	خصوصیت ۲۳: نبیؐ کے وصال کے روز آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی	۱۳۳
۲۸۰	جب لوگوں کے دماغ آؤف ہو گئے تھے صدیق رضی اللہ عنہ نے امت کی تسکینی کی	۱۳۴
۲۸۵	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ کا طریقہ صدیق اکبرؓ نے بتلایا۔	۱۳۵
۲۸۸	خصوصیت ۲۴: نبی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی غیر موجودگی نبی علیہ السلام کے حکم سے تھی۔	۱۳۶
۲۹۰	خصوصیت ۲۵: وصال نبی کریمؐ کے بعد قبائلِ عرب کے مرتد ہونے پر آپ کی ثابت قدمی اور قتلِ مزاحی۔	۱۳۷
۲۹۰	میں زکوٰۃ کی ایک رسی کے لیے بھی جہاد کروں گا۔ صدیق اکبرؓ	۱۳۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۴۳	خصوصیت صدیق اکبرؑ:	۱۰۶
۲۴۳	آپ نے کسی دور میں نبی علیہ السلام کا انکار نہیں کیا۔	۱۰۷
۲۴۴	خصوصیت ۲: غار میں خدمتِ رسول۔ نبی علیہ السلام کی شفقت و محبت اور ثانی اشین کا لقب۔	۱۰۸
۲۴۶	خصوصیت ۳: نبیؐ کے بعد آپ سب امت کے سبقت لے گئے ہیں۔	۱۰۹
۲۴۶	خصوصیت ۴: اگر نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل نہ ہوتے تو آپ ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بناتے۔	۱۱۰
۲۴۷	خصوصیت ۵: واقعاً نبی علیہ السلام نے آپ کو اپنا خلیل بنایا۔	۱۱۱
۲۴۷	خصوصیت ۶: نبی علیہ السلام کے ساتھ یمثالِ اخوت و صحبت	۱۱۲
۲۴۹	خصوصیت ۷: مسجد نبویؐ میں صرف آپ کا ہی دروازہ کھلا چھوڑا گیا	۱۱۳
۲۵۰	خصوصیت ۸: فرمانِ نبیؐ مجھے اپنی محبت و مال سے ابو بکرؓ نے سب زیادہ دیا	۱۱۴
۲۵۲	خصوصیت ۹: ارشادِ نبویؐ! صدیق سے بڑھ کر کسی انسان کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا۔	۱۱۵
۲۵۵	خصوصیت ۱۰: شانِ صدیقی میں شہادتِ حیدرِ کرار	۱۱۶
۲۵۵	خصوصیت ۱۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدیقی احیاء کا بڑا اللہ ہی دے گا	۱۱۷
۲۵۶	خصوصیت ۱۲: ذاتِ نبی پر جان و مال کی قربانی اور روشن ضمیری۔	۱۱۸
۲۵۹	خصوصیت ۱۳: آپ نے کس قدر مال راہِ خدا میں خرچ کیا۔	۱۱۹
۲۶۱	خصوصیت ۱۴: پاداشِ اسلام میں سناٹے جانے والے غلاموں کو آپ نے خرید کر آزاد کیا۔	۱۲۰
۲۶۱	جب صدیق اکبرؑ نے بلالؓ کو خریدا۔	۱۲۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۱	خصوصیت ۳۷: سب سے پہلے اپنے اسلام میں مسلمانوں کی امارت ج کی ہے۔	۳۱۷
۱۵۲	خصوصیت ۳۸: نبی علیہ السلام کے بعد ساری نسل انسانیت سے پہلے آپ روز قیامت قبر سے باہر آئیں گے۔	۳۱۸
۱۵۳	خصوصیت ۳۹: امارت محمدیہ کا سب سے پہلا جنت میں جانے والا فرد آپ میں	۳۱۸
۱۵۴	خصوصیت ۴۰: سب سے پہلے آپ ہی حوض کوثر پر آئیں گے۔	۳۱۹
۱۵۵	خصوصیت ۴۱: حوض کوثر پر آپ نبی علیہ السلام کے ساتھی ہوں گے۔	۳۱۹
۱۵۶	خصوصیت ۴۲: آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے رفیق ہوں گے۔	۳۲۰
۱۵۷	خصوصیت ۴۳: روز قیامت آپ خلیل و حبیب کے درمیان ہوں گے۔	۳۲۰
۱۵۸	خصوصیت ۴۴: روز قیامت آپ کا حساب نہیں ہو گا۔	۳۲۱
۱۵۹	خصوصیت ۴۵: اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ پر خصوصی تہنیتی ڈالے گا۔	۳۲۲
۱۶۰	خصوصیت ۴۶: جبریل کے قدموں کی کھڑکھڑاہٹ کو آپ سن لیتے تھے۔	۳۲۲
۱۶۱	خصوصیت ۴۷: ہر آسمان پر نبی علیہ السلام کے نام کے پیچھے آپ کا نام لکھا ہے	۳۲۴
۱۶۲	خصوصیت ۴۸:	۳۲۵
۱۶۳	خصوصیت ۴۹: نورانی جھنڈے پر نبی کے ہاتھ کے ساتھ آپ کا نام ہے۔	۳۲۵
۱۶۴	خصوصیت ۵۰: نبی نے آپ کو حیاتِ ظاہر میں امیر حج بنایا۔	۳۲۶
۱۶۵	خصوصیت ۵۱: بعض اوقات نبیؐ کسی کام کو غیر حاضر تھے۔ تو اپنے نماز پڑھائی	۳۲۶
۱۶۶	خصوصیت ۵۲: فرمانِ نبیؐ ابو بکرؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امارت کا حق نہیں	۳۲۸
۱۶۷	خصوصیت ۵۳: ایامِ مرض و وفات میں نبی علیہ السلام نے اعلانِ خلافت کیلئے	۳۳۰
۱۶۸	آپ کو امام بنایا۔	
	خصوصیت ۵۴: نبیؐ کے حکم سے اپنے نماز پڑھائی اور نبیؐ نے پیچھے پڑھی۔	۳۳۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۹	شکر اسامہ ضرور روانہ ہو گا، خواہ اس کے بعد مجھے درد سے ہی اٹھالے جائیں	۲۹۳
۱۴۰	خصوصیت ۲۷: بوقت وفات آپ کی دل جمعی اور متقل مزاجی	۲۹۷
۱۴۱	خصوصیت ۲۷: آپ کی حدیث فہمی اور سب سے بڑھ کر علم نبی سے واقفیت	۲۹۷
۱۴۲	خصوصیت ۲۸: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خورو وودھ صدیق اکبر کو دیا۔	۳۰۰
۱۴۳	خصوصیت ۲۹: آپ کے علم انساب عرب پر نبی علیہ السلام کی شہادت قبائل و انساب عرب کے متعلق ایک عرب نوجوان کا صدیق اکبر رض سے پر لطف مکالمہ۔	۳۰۰
۱۴۴	خصوصیت ۳۰: نبی علیہ السلام کے سامنے آپ فتویٰ دیتے اور نبی ۴ مہر صدیق ثابت کرتے تھے۔	۳۰۷
۱۴۵	خصوصیت ۳۱: نبی علیہ السلام کی موجودگی میں خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے اور زبان نبوت اس کی تصدیق کیا کرتی۔	۳۰۹
۱۴۶	خصوصیت ۳۲: آپ دربار نبوت میں مشورہ پیش کرتے اور نبی علیہ السلام قبول فرماتے تھے۔	۳۱۲
۱۴۷	خصوصیت ۳۳: اللہ تعالیٰ نے نبی کو اپنے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے	۳۱۳
۱۴۸	خصوصیت ۳۴: آپ مصالح اہل اسلام کے متعلق نبی علیہ السلام سے ہمیشہ کو گفتگو رہے تھے۔	۳۱۳
۱۴۹	خصوصیت ۳۵: آپ کا غلطی کرنا اللہ کو منظور ہی نہیں۔	۳۱۴
۱۵۰	خصوصیت ۳۶: آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن پاک جمع کیا ہے۔	۳۱۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۶۸	بیان ۴: جنت میں آپ کا بلند و بالا گنبد۔	
۳۶۸	بیان ۵: جنت میں آپ کے لیے گلاب جیسی چار سو حوریں۔	
۳۶۸	بیان ۶: اہل جنت کس طرح آپ کا پرتپاک استقبال کیا کریں گے۔	
۳۶۹	فصل ۱۲:	
۳۷۰	فضیلت ۱: آپ مجسمہ خیر و خوبی ہیں۔	
۳۷۰	مدنی اکبر اور بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں۔	
۳۷۱	فضیلت ۲: نبی علیہ السلام کے سسرال کی عظمت	
۳۷۲	فضیلت ۳: بارگاہ رسالت پناہ ملی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی قدرومنزلت۔	
۳۷۳	فضیلت ۴: آپ کو رسول سے وہ قرب حاصل ہے جو انھوں کو جسم سے ہے	
۳۷۴	فضیلت ۵: بارگاہ نبوت میں آپ کا ادب و احترام	
۳۷۵	فضیلت ۶: آپ سے نبی علیہ السلام کا دل کبھی نہیں دکھا	۱۸۵
۳۷۶	فضیلت ۷: آپ نبی علیہ السلام کے محرم و رازدار	۱۸۶
	امین الامر ارہتے۔	
۳۷۷	فضیلت ۸: نبی علیہ السلام کے رشتہ دار نگاہ و مدنی میں	۱۸۷
	اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز تھے۔	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۳۶	خصوصیت ۵۵: نبی علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد اے معاملات خود ابو بکر کے حوالے کر دیئے تھے۔ تاکہ ان کی خلافت لوگوں پر واضح ہو جائے۔	۱۶۹
۳۳۸	خصوصیت ۵۶: نبی علیہ السلام نے آپ کی خلافت کی تحریر لکھنا چاہی تھی پھر اس خیال سے کہ انہی کی خلافت اللہ اور مسلمانوں کو منظور رہے آپ نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔	۱۷۰
۳۴۲	خصوصیت ۵۷: آپ ایک ہی دن میں کئی قسم کی نیکیوں میں پہل کر گئے	۱۷۱
۳۴۵	خصوصیت ۵۸: سیدہ فاطمہ کا جنازہ آپ ہی نے پڑھایا۔	۱۷۲
۳۴۷	خصوصیت ۵۹: سیدہ فاطمہؓ ابو بکر صدیقؓ سے راضی خوشی دنیا سے گئی ہیں۔	۱۷۳
۳۴۹	خصوصیت ۶۰: خلیفۃ الرسول صرف آپ کا مشہور زمانہ لقب ہے۔	۱۷۴
۳۵۰	خصوصیت ۶۱: آپ کی چار بیعتیں صحابی اور راوی احادیث رسول خدا ہیں	۱۷۵
۳۵۱	خصوصیت ۶۲: وہ قرآنی آیات جو آپ کے حق میں یا آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں۔	۱۷۶
۳۶۲	فصل ۱: افضلیت صدیق اکبرؓ والی احادیث ایک نظر میں	۱۷۷
۳۶۴	فصل ۲: جنت میں ابو بکرؓ کی شان اور مدارج	۱۷۸
۳۶۵	صدیق اکبرؓ کی پہلی جتنی شان	۱۷۹
۳۶۵	آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا۔	۱۸۰
۳۶۶	صدیق اکبرؓ کی دوسری جتنی شان	۱۸۱
۳۶۶	فرشتے آپ کو جنت میں انبیاء کے ساتھ مقام دیں گے	۱۸۲
۳۶۷	ابو بکر صدیقؓ کی تیسری جتنی شان۔	۱۸۳
۳۶۷	جنت میں آپ کی خوش بختی۔	۱۸۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۹۶	فضیلت ۲۱: بقول آپ کی زوجہ کے آپ ساری رات محو عبادت رہتے اور آہ بھرتے رہا کرتے۔ ایسے میں ہمیں مجھنے ہوئے کلیجہ کی بو آتی تھی۔	۲۰۲
۳۹۶	فضیلت ۲۲: آپ کا زہد و ورع اور اتقاء و پرہیزگاری	۲۰۳
۳۹۸	فضیلت ۲۳: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا اور آپ کی رضا پوچھتا ہے۔	۲۰۴
۳۹۹	صدق اکبرؐ اور محاسبہ نفس۔	۲۰۵
۴۰۲	فضیلت ۲۴: آپ کا خوفِ خدا اور تقویٰ۔	۲۰۶
۴۰۵	کسی مسئلے کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے تحقیق کا عالم	۲۰۷
۴۰۶	اقتیاداً پانچ سو احادیث کا مسودہ جلا دیا۔	۲۰۸
۴۰۷	دورانِ خلافت آپ کے مال میں صرف ایک اونٹ اور ایک معمولی کپڑے کا اضافہ ہوا۔	۲۰۹
۴۰۹	فضیلت ۲۵: آپ نے قبل از اسلام سے لے کر تمام عمر شراب پی نہ شہر کہا۔	۲۱۰
۴۰۹	فضیلت ۲۶: آپ نے کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں تھا۔	۲۱۱
۴۱۰	فضیلت ۲۷: آپ کا انکسار اور تواضع۔	۲۱۲
۴۱۰	خلیفہ وقت کندھے پہ کپڑا رکھے بازار میں روزی کمانے ہے۔	۲۱۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۷۷	فضیلت ۹: نبی علیہ السلام کو قلبی سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک دینا آپ کا عمل تھا۔	۱۸۸
۳۷۹	فضیلت ۱۰: نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے وعدے ابو بکر رضی نے پورے کیے۔	۱۸۹
۳۸۰	فضیلت ۱۱: تاقیامت اہل ایمان کے اعمال صالحہ جتنا ثواب اکیلے ابو بکر رضی کو ہوگا	۱۹۰
۳۸۱	فضیلت ۱۲: آپ کی شجاعت اور مصائب میں حوصلہ مندی۔	۱۹۱
۳۸۱	فضیلت ۱۳: آپ کا علم و فضل اور معاملہ فہمی۔	۱۹۲
۳۸۲	فضیلت ۱۴: آپ کی فراست ایمانی اور کرامات	۱۹۳
۳۸۴	فضیلت ۱۵: آپ نے کس طرح نبی علیہ السلام کی قدم تقدیم پیروی کی۔	۱۹۴
۳۸۵	باغ فدک کے متعلق آپ تاریخی فیصلہ	۱۹۵
۳۹۱	فضیلت ۱۶:	۱۹۶
۳۹۱	فضیلت ۱۷: آپ کی عبادت اور حسن ادا ایگی نماز	۱۹۷
۳۹۲	فضیلت ۱۸:	۱۹۸
۳۹۴	فضیلت ۱۹: ہزار ہا اقسام کی خوبیاں اور نیک اعمال آپ میں موجود ہیں۔	۱۹۹
۳۹۵	فضیلت ۲۰: آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا۔	۲۰۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۲۴	فصل ۱۳: خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اس کے متعلقات کا بیان	۴۳۴
۲۲۵	فضیلت ۱: نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت (بلا فصل) کی دعا مگر اللہ نے صرف ابوبکر ہی کا انتخاب فرمایا۔	۴۳۵
۲۲۷	فضیلت ۲: خلافت ابی بکر پر حضرت عمر کی رائے۔	۴۳۸
۲۲۸	فضیلت ۳: خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ علی کی رائے اور نبی علیہ السلام کے عمل سے استدلال۔	۴۳۹
۲۲۹	فضیلت ۴: خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا بیان	۴۴۱
۲۳۰	فضیلت ۵: خلافت صدیق اکبر پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد۔	۴۴۲
۲۳۱	فضیلت ۶: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد و خلافت صدیق کی اہمیت۔	۴۴۳
۲۳۲	فضیلت ۷: خلافت ابی بکر کے متعلق عیسائی علماء کا بیان	۴۴۴
۲۳۳	فضیلت ۸: نبی علیہ السلام کسی بھی شخص کو خلافت کا پروانہ کبھی نہیں دیئے گئے تھے۔	۴۴۶
۲۳۴	فضیلت ۹: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اور متعلقہ امور کی تفصیل	۴۴۷
۲۳۵	فضیلت ۱۰: تنقیف میں کس طرح سے بیعت ہوئی۔	۴۴۸
۲۳۶	فضیلت ۱۱: صدیق اکبر کی عمومی بیعت کا حال حقیقت	۴۴۹
۲۳۷	فضیلت ۱۲: دست صدیق پر علی المرتضیٰ کی بیعت	۴۵۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۲	دخترانِ مدینہ! میں خلیفہ بننے کے بعد بھی تمہاری بکریاں ڈوبتا رہوں گا۔	۴۱۱
۲۱۵	فضیلت ۲۸: آپ کا غصہ جلد ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔	۴۱۲
۲۱۶	قتل کا لفظ سنتے ہی آپ کا غصہ کافور ہو گیا۔	۴۱۳
۲۱۷	فضیلت ۲۹: آپ کی غیرت اور زبانِ نبیؐ سے آپ کی بیوی کی طہارت۔	۴۱۵
۲۱۸	فضیلت ۳۰: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جھگڑے میں خاموش رہے اور فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دیتا رہا۔	۴۱۶
۲۱۹	فضیلت ۳۱: آپ سے محبت رکھنے کی ترغیب دھندہ احادیث۔	۴۱۸
۲۲۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ پل مراٹھ سے صدیقِ رحمہ کے جدار کو ہسی گزرنے دیں گے۔	۴۲۰
۲۲۱	فضیلت ۳۲: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو خود سے بہتر جانتے تھے۔	۴۲۱
۲۲۲	اے کاش: میں صدیق کے سینے پر ایک بال ہوتا۔ عمر فاروقؓ	۴۲۲
۲۲۳	فضیلت ۳۳: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی از حد تعظیم کرتے تھے۔	۴۲۳

صفحہ نمبر	مضمون	پر شمار
۵۲۸	فضیلت ۴:	۲۵۲
۵۲۸	آپ کی رحلت پر حضرت علی کا اظہارِ انوس	۲۵۳
۵۳۲	فضیلت ۵:	۲۵۴
۵۳۲	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر اگر کیا گیا	۲۵۵
۵۳۳	فضل پانزدہم:	۲۵۶
۵۳۳	ابوبکر صدیق کی اولاد کا تذکرہ	۲۵۷
۵۳۹	باب دوم	۲۵۸
۵۳۹	فضائل سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۹
۵۴۱	فصل اول:	۲۶۰
۵۴۱	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک	۲۶۱
۵۴۳	فصل دوم:	۲۶۲
۵۴۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم اور کنیت	۲۶۳
۵۴۸	فصل سوم:	۲۶۴
۵۴۸	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جسمانی خدوخال	۲۶۵
۵۵۱	فصل چہارم:	۲۶۶
۵۵۱	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ	۲۶۷
۵۶۲	اسلام لانے کی پاداش میں کچھ تکالیف مجھے بھی آنی چاہئیں تمنا ہے عمر فاروق رضی	۲۶۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۰۹	فضیلت ۱۳: دست صدیق اکبر پر حضرت زبیر کی بیعت۔	۲۳۸
۵۰۹	فضیلت ۱۴: ابو بکر صدیق نے حکومت سے گلو خلاصی کرانے کی کوشش کی۔	۲۳۹
۵۱۳	فضیلت ۱۵: آپ حکومت سے نفرت کرتے تھے اور مجبوراً اسے اہل اسلام کی بہتری کے لیے اختیار کیا۔	۲۴۰
۵۱۵	فضیلت ۱۶: خلافت حاصل ہونے کے بعد ابو بکر صدیق کا خطاب	۲۴۱
۵۱۶	فضیلت ۱۷: بیت المال میں سے آپ کے لیے کیا وظیفہ مقرر کیا گیا۔	۲۴۲
۵۱۸	فضیلت ۱۸: جب ابوقحیہ و رضہ کو ابو بکر صدیق کی خلافت کا علم ہوا تو انہوں نے کیا کہا۔	۲۴۳
۵۱۸	فصل ۱۲:	۲۴۴
۵۱۸	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات اور متعلقہ امور۔	۲۴۵
۵۲۱	فضیلت ۱: آپ کی وفات کس سبب سے ہوئی۔	۲۴۶
۵۲۲	فضیلت ۲: راضی برضا رہتے ہوئے آپ نے جہاد ترک کر دیا۔	۲۴۷
۵۲۳	فضیلت ۳: آپ نے عمر فاروق کو اپنا جانشین بنایا۔	۲۴۸
۵۲۵	فضیلت ۴: آپ نے وصیت کی کہ مجھے فلاں شخص غسل دے گا اور	۲۴۹
	یہ کہ میری تدفین جلدی کی جائے۔	
۵۲۷	فضیلت ۵: وفات کے وقت آپ کی عمر۔	۲۵۰
۵۲۸	فضیلت ۶: جب ابوقحیہ و رضہ کو آپ کی رحلت کی اطلاع ملی تو انہوں نے کیا کہا۔	۲۵۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۸۳	خصوصیت ۵: کئی مواقع پر آپ کی رائے کے موافق قرآن لہرا	۲۸۵
۵۸۴	اسیرانِ بدر کے متعلق آپ کی رائے	۲۸۶
۵۹۰	آپ کی رائے پر آیتِ حجاب کا نزول	۲۸۷
۵۹۳	حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! اللہ جبریل، میں، ابوبکر، اور تمام مسلمان آپ کے مددگار ہیں۔ تو اللہ نے اس کی تائید میں قرآن اتارا۔	۲۸۸
۵۹۸	منافقین کی نماز جنازہ کے متعلق آپ کی رائے	۲۸۹
۶۰۲	ختبارك الله احسن المخالقين کا نزول آپ کی رائے پر	۲۹۰
۶۰۵	سبحانك هذا جہتان عظیمہ کا نزول آپ کی رائے پر۔	۲۹۱
۶۰۶	قل من كان عدوا لجبریل کا نزول آپ کی رائے پر۔	۲۹۲
۶۰۷	شراب کی حرمت آپ کی رائے پر	۲۹۳
۶۱۰	حضرت عمرؓ کی رائے پر غلاموں کو گھڑ میں اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم ہوا	۲۹۴
۶۱۲	حضرت عمرؓ کے بعض ارشادات تو راست کی آیات کے مماثل واقع ہوئے	۲۹۵
۶۱۴	خصوصیت ۷: اللہ نے عمرؓ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۶۶	عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کفار کے گھر گھر جا کر اپنے ایمان کا اعلان کیا۔	۲۶۹
۵۶۹	آپ کے اسلام کی وجہ سے دین کا غلبہ و عزت اور اہل اسلام کی حفاظت۔	۲۷۰
۵۷۵	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام پر عرش والوں کی خوشی۔	۲۷۱
۵۷۷	فصل پنجم:	۲۷۲
۵۷۷	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بے مثال ہجرت	۲۷۳
۵۷۹	فصل ششم:	۲۷۴
۵۷۹	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	۲۷۵
۵۷۹	خصوصیت ۱:	۲۷۶
۵۷۹	اگر نبی علیہ السلام کے بعد نبوت ممکن ہوتی تو آپ نبی ہوتے	۲۷۷
۵۸۰	اگر نبی بن کر نہ آتا تو عمر نبی بن کر آتا۔	۲۷۸
۵۸۰	قول رسول	۲۷۹
۵۸۰	خصوصیت ۲:	۲۸۰
۵۸۰	زبان رسالت کے مطابق آپ امت کے محدث ہیں۔	۲۸۱
۵۸۱	خصوصیت ۳:	۲۸۲
۵۸۱	آپ کی ذات سراپا خیر ہے۔	۲۸۳
۵۸۳	خصوصیت ۴:	۲۸۴
۵۸۳	آپ تمام صحابہ سے بڑھ کر تبارک الدنیا تھے۔	۲۸۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۴۸	فصل ہشتم:	۳۰۷
۶۴۸	زبان نبوت سے آپ کے لیے جنت کی بشارت	۳۰۸
۶۴۹	نبی علیہ السلام نے آپ کو اہل جنت میں سے قرار دیا	۳۰۹
۶۴۹	آپ جنت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے	۳۱۰
۶۵۰	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے سبب ہیں	۳۱۱
۶۵۲	آپ کے لیے جنت میں تیار شدہ محل کا ذکر	۳۱۲
۶۵۵	فصل نہم:	۳۱۳
۶۵۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا مختصر نمونہ	۳۱۴
۶۵۸	حکومت سنبھالنے کے بعد آپ کا فکر انگریز خطبہ	۳۱۵
۶۶۲	اللہ کے ہاں آپ کی اور آپ کے حال کی قدر و قیمت اور آپ کی رحلت پر اسلام کی گریہ زاری	۳۱۶
۶۶۵	جبریلؑ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کا بھائی کہا۔	۳۱۷
۶۶۵	اسلام کو معزز کرنے صلہ میں روز قیامت آپ کی زالی شان	۳۱۸
۶۶۶	پہلی آسمانی کتب میں آپ کی تعریف	۳۱۹
۶۶۷	نبی علیہ السلام کے مسرہ ہونے میں آپ کی فضیلت	۳۲۰
۶۶۷	عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کا مقام	۳۲۱
۶۶۸	نبی علیہ السلام نے آپ سے دُعا کروائی	۳۲۲
۶۶۸	مخاطب میں ایک شخص کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے پاس بھیج دیا۔	۳۲۳
۶۶۹	عمر فاروق کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔	۳۲۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۹۶	خصوصیت ۷: عرف روقی زبان فرشتہ (سکینہ) بولتا ہے۔	۶۱۶
۲۹۷	خصوصیت ۸: آپ کی ہمیت اور آپ شیطان کا فرار پر جناتی یا انسانی شیطان عمر سے بھاگتا ہے۔ حدیث	۶۱۷
۲۹۸	خصوصیت ۹: آپ نے ایک جن سے کشتی لڑی اور اسے گرایا۔	۶۲۳
۲۹۹	خصوصیت ۱۰: عمرہ کو ہر نامناسب بات سے نفرت ہے (حدیث)	۶۲۴
۳۰۰	خصوصیت ۱۱: امر خداوندی کی بجا آوری میں عمر فرشتہ پختہ انسان اس امت میں نہیں۔ (حدیث)	۶۲۴
۳۰۲	خصوصیت ۱۲: جنگ احد میں جواب دینے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی کو منتخب فرمایا۔	۶۲۵
۳۰۳	خصوصیت ۱۳: روز عرفات میں اللہ نے عمرہ کی فضیلت سے فرشتوں پر فرمایا۔	۶۲۸
۳۰۴	خصوصیت ۱۴: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کا لباس ساری امت کے لیے لبادیکھا۔	۶۲۹
۳۰۵	خصوصیت ۱۵: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خورہ دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا اور اس کی تعظیم کو قرار دیا۔	۶۳۰
۳۰۶	خصوصیت ۱۶: ابو بردہ نے آپ کو خواب میں سب سے اونچا دیکھا۔	۶۳۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۳۳	خصوصیت ۱۷:	۳۴۲
۶۳۳	جب تک آپ دنیا میں رہے اسلام میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا۔	۳۴۳
۶۳۴	فتنہ کا تالہ کون تھا	۳۴۴
۶۳۵	اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت عمرؓ کی شان بتلائی	۳۴۵
۶۳۷	خصوصیت ۱۸:	۳۴۶
۶۳۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے بعد آپ روزِ حشر زمین سے باہر آئیں۔	۳۴۷
۶۳۸	خصوصیت ۱۹:	۳۴۸
۶۳۸	روزِ قیامت اسلام آپ کا شکر یہ ادا کرے گا۔	۳۴۹
۶۳۹	خصوصیت ۲۰:	۳۵۰
۶۳۹	اللہ نے آپ کو مفتاح الاسلام بنایا ہے۔	۳۵۱
۶۳۹	خصوصیت ۲۱:	۳۵۲
۶۳۹	روزِ قیامت اللہ سب پہلے آپ کو سلام کہے گا۔	۳۵۳
۶۴۰	خصوصیت ۲۲:	۳۵۴
۶۴۰	سب پہلے آپ ہی نے امیر المؤمنین کا لقب پایا۔	۳۵۵
۶۴۱	خصوصیت ۲۳:	۳۵۶
۶۴۱	باجماعت تراویح رمضان کا اہتمام سب پہلے آپ ہی نے کیا۔	۳۵۷
۶۴۶	خصوصیت ۲۴:	۳۵۸
۶۴۶	آپ کی شان میں اترنے والی آیات	۳۵۹
۶۴۸	فصل ہفتم:	۳۶۱
۶۴۸	ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ ساری امت افضل ہیں۔	۳۶۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۶۹	عمر فاروق کی ناراضگی بڑا المیہ	۳۲۵
۶۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شہادت کی خبر دی اور آپ شہادت کی تمنا کرتے رہے۔	۳۲۶
۶۷۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم وفراست اور علم	۳۲۷
۶۷۵	احکام شرعیہ سے استنباط کا مکمل	۳۲۸
۶۷۶	آپ کی مومنہ فراست و بصیرت	۳۲۹
۶۸۱	آپ کی کرامات و مکاشفات	۳۳۰
۶۸۱	آپ نے منبر مدینہ سے آواز دی باسادۃ الجبل	۳۳۱
۶۸۳	آپ کی چٹھی پاکر دریا مے نیل روانی پراگیا۔	۳۳۲
۶۸۴	بادلوں نے آپ کی اطاعت کی	۳۳۳
۶۸۵	آپ کی نسل میں عمر بن عبدالعزیز کیسے پیدا ہوئے	۳۳۴
۶۸۶	اے عمر! آپ کو میرے مرثیے کا کیسے پتہ چلا؟ ایک دیہاتی کی حیرانی۔	۳۳۵
۶۸۸	جب دور فاروقی میں عبد العیسوی کا ایک شخص نمودار ہوا	۳۳۶
۶۹۱	عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غیب کی بتلادی	۳۳۷
۶۹۲	اسے کی بدعا کا اثر	۳۳۸
۶۹۲	خلافت فاروقی نگاہ علی میں اور علی کی خواب نگاہ فاروقی میں	۳۳۹
	اذان کے متعلق آپ کا خواب	
۶۹۴	آپ کی نگاہ بصیرت اور اصابت رائے	۳۴۰
۶۹۶	طاہون کے متعلق آپ کی رائے حدیث رسول کے مطابق ٹھہری	۳۴۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷۳۰	جب آپ نے عبداللہ بن ابی منافق کو قتل کرنا چاہا	۳۷۹
۷۳۲	جب عمیرہ قتل نبی کا ارادہ لے کر آیا اور آپ کے ہاتھ چڑھ گیا	۳۸۰
۷۳۲	جب آپ نے ابن صیاد کو قتل کرنا چاہا	۳۸۱
۷۳۵	حضرت عاتب کا خطا اور عمر فاروق کا غیض و غضب	۳۸۲
۷۳۸	ابو حذیفہ صہابی کی غلطی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جلال فاروقی	۳۸۳
۷۳۹	جب آپ نے اپنے بیٹے عبدالرحمان پر شراب کی حد جاری کی۔	۳۸۴
۷۴۱	جب آپ نے اپنے بیٹے ابوشحہ کو زنا کی حد میں مروا دیا۔ ایک دروناک واقعہ	۳۸۵
۷۵۵	آپ کی عبادت و ریاضت کا حال	۳۸۶
۷۵۸	آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور لاتعلقی	۳۸۷
۷۵۹	دوران خلافت حضرت عمر کا روکھا سوکھا کھانا	۳۸۸
۷۶۱	دسترخان پر دو طرح کا سالن آپ کو ناپسند تھا	۳۸۹
۷۶۲	خلیفہ وقت کنرھے پر لوگوں کے کپڑے اٹھائے ان کے گھر پہنچا رہا ہے۔	۳۹۰
۷۶۴	آپ کا شاہی لباس۔ پھٹا پڑنا جبکہ	۳۹۱
۷۶۵	جب آپ کو عمدہ کھانے اور پینے کا مشورہ دیا گیا	۳۹۲
۷۶۹	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خوف خدا	۳۹۳
۷۷۵	اگر فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھوک سے مرجائے تو بچہ سوال ہوگا۔ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۳۹۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷۰۰	دور رسالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے	۳۶۳
۷۰۱	آپ کی قرآن فہمی، آثار نبوت کی تلاش اور اتباع سنت	۳۶۴
۷۰۲	آپ نے سنت کی پیروی میں اپنا جان و مال غنیمت کیسے محفوظ کیا	۳۶۵
۷۰۲	حجرا سود سے جناب عمر فاروق کا خطاب	۳۶۶
۷۰۴	سنت کے مطابق آپ کی سادہ اور سنت کو شش زندگی	۳۶۷
۷۰۶	عباس کے مکان کا پرنا لہجہ آپ نے دوبارہ لکھوایا۔	۳۶۷
۷۰۸	آپ نے اپنی بڑھی ہوئی استینین پھرتی سے کاٹ لیں سادگی کی انتہاء	۳۶۸
۷۱۱	آپ نے حسنین کریمین کو اپنے بیٹے سے زیادہ مال غنیمت دیا۔	۳۶۹
۷۱۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے آپ کی عقیدت۔	۳۷۰
۷۱۶	آپ نے آذواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کیسے محفوظ کیے۔	۳۷۱
۷۱۸	نبی علیہ السلام کے غضب سے آپ کا غضب، غم سے غم اور خوشی سے خوشی	۳۷۲
۷۲۱	دل فاروق میں احترام رسول	۳۷۳
۷۲۲	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت رسول	۳۷۴
۷۲۳	وفات سے قبل اور بعد میں آپ کی قوت ایمانی	۳۷۵
۷۲۵	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قوت ایمانی پر صحابہ کا اتفاق	۳۷۶
۷۲۵	دینی معاملہ میں آپ کی سختی	۳۷۷
۷۲۷	جب آپ نے ابوسفیان کے قتل کی اجازت چاہی	۳۷۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۰۳	اے پیٹ تو آواز نکال یا خاموش رہ، لوگوں کو کھانا دیے بغیر تجھے کھانا نہیں ملے گا۔	۴۱۰
۸۰۵	ایک قریب المرگ فقیر شخص پر آپ کا فقید المثال احسان	۴۱۱
۸۰۸	جب آپ نے ایک گورنر کو تین دن تک دھوپ میں کھڑا کیے رکھا۔	۴۱۲
۸۱۱	جب ایک شخص نے بھرے مجمع میں آپ کے لباس پر اعتراض کیا	۴۱۳
۸۱۲	ملک شام کے راستے میں ایک خیمے والی بوڑھی عورت اور حضرت عمرؓ کی دلچسپ گفتگو۔	۴۱۴
۸۱۳	درزہ میں مبتلا ایک نادار عورت پر آپ کا عظیم احسان	۴۱۵
۸۱۴	ایا بیج بڑھیا کو روزانہ روٹی پکا کر کون دیا کرتا تھا	۴۱۶
۸۱۵	دوران خلافت آپ کی سادگی دیکھ کر شاہ کسری کا نمائندہ اسلام لے آیا	۴۱۷
۸۱۷	کوئی مجاہد اپنی بیوی سے دور محاذ پر چار ماہ سے زائد نہ رہے۔	۴۱۸
۸۱۹	عمر فاروق کس طرح جانفشانی سے مسلمانوں کے حال کی حفاظت کیا کرتے تھے۔	۴۱۹
۸۲۰	صدر قہ کے دواؤں کی حفاظت کے لیے آپ کی جاسوسی	۴۲۰
۸۲۲	گورنران مملکت کے نام آپ کے مکتوبات اور ہدایات عمل و انصاف	۴۲۱
۸۲۳	گورنر کے لیے آئینی سی عمارت کافی ہے جو اسے دھوپ اور بارش سے بچا سکے۔	۴۲۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۹۵	لا ترفعوا اصواتکم کے نزول کے بعد دربار نبوی میں آپ کا حال	۷۷۶
۳۹۶	یہ لو درّہ اور مجھ سے بدل لے لو! خلیفہ وقت کی التجارہ	۷۷۹
۳۹۷	آپ اپنے نفس کا محاسبہ کیسے کرتے تھے۔	۷۸۳
۳۹۸	حقوق العباد کے معاملہ میں کمال احتیاط۔	۷۸۴
۳۹۹	دوسرے ہر مجاہد کے لیے چار ہزار وظیفہ اور خلیفہ کے بیٹے کے لیے صرف سات سو	۷۸۵
۴۰۰	ملکہ روم نے آپ کی بیوی کو جبراً ہرات بھیجے جو اپنے بیت المال کو دے دیے	۷۸۶
۴۰۱	آپ کا تواضع وانکسار اور نفس کشی	۷۹۱
۴۰۲	جب آپ فقیری لباس میں بیت المقدس لے گئے	۷۹۱
۴۰۳	آپ نے اپنے نفس امارہ کو ذلیل کرنے کا انوکھا طریقہ	۷۹۳
۴۰۴	یہاں میرا باپ مجھے اونٹ چرانے میں کو تاہی پر مارا کرتا تھا۔ قول حضرت عمرؓ	۷۹۳
۴۰۵	جب حضرت عمرؓ کی سیدنا اوسؓ قرنی سے ملاقات ہوئی	۷۹۶
۴۰۶	عوام پر آپ کی شفقت۔ اور ان کی خبر گیری	۷۹۸
۴۰۷	مہینہ طیبہ کی گلیوں میں آپ کا گشت اور غریبوں کی فریادیں	۸۰۱
۴۰۸	آپ ایک غریب عورت کے گھر غلہ سر پہ اٹھا کر لے گئے اور خود کھانا پکا کر دیا	۸۰۲
۴۰۹	آپ کے دور خلافت میں پیدا ہونے والے تحت میں آپ کے شب و روز	۸۰۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۷۰	تاریخ شہادت	۴۴۲
۸۷۱	عمر کتنی ہے اور مدتِ خلافت کتنی؟	۴۴۳
۸۷۲	آپ کی شہادت پر صحابہ کا گریہ اور تعزیت و توصیف	۴۴۴
۸۷۷	حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی تمنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قبل وہ فوت ہو جائیں	۴۴۵
۸۷۷	آپ کی شہادت پر حضرت زبیر نے دفترِ وظائف سے اپنا نام کٹوا دیا۔	۴۴۶
۸۷۸	آپ کی شہادت پر جنوں کے مرثیے	۴۴۷
۸۸۰	جن لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد دیکھا	۴۴۸
۸۸۱/۸	فصل دوازدھم:	۴۴۹
۸۸۱	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارہ میں	۴۵۰
۸۸۷	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں	۴۵۱
۸۸۷	آپ کی چار بیٹیاں تھیں۔	۴۵۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۲۵	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گورنروں کی باہمی ایمان افروز خط و کتابت	۲۲۲
۸۲۷	حضرت عمر کا اپنے بیٹے کے نام خط جس کا ہر لفظ حکمت کا خزانہ ہے	۲۲۳
۸۳۱	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں عمر فاروق کی قدر و سب سے زیادہ تھی۔	۲۲۴
۸۳۲	فصل نہم:	۲۲۵
۸۳۲	فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایات	۲۲۶
۸۳۷	فصل دہم:	۲۲۷
۸۳۷	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور متعلقہ امور	۲۲۸
۸۳۷	خلافت فاروقی کے متعلق اہل کتاب کی پیش گوئی	۲۲۹
۸۴۰	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اہلیت خلافت پر علی المرتضیٰ کی مہر تصدیق	۲۳۰
۸۴۳	حقرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت	۲۳۱
۸۴۳	حصول خلافت کے بعد آپ کا پہلا خطبہ	۲۳۲
۸۴۶	فصل یازدہم:	۲۳۳
۸۴۶	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس سے متعلقہ امور	۲۳۴
۸۴۷	شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مفصل واقعہ	۲۳۵
۸۵۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اصل سبب اور بعد کے واقعات	۲۳۶
۸۶۰	قاتلانہ حملہ کے بعد آپ کو امت محمدیہ کی فکر	۲۳۷
۸۸۳	آپ نے اپنا جانشین مقرر کرنے سے انکار فرمایا	۲۳۸
۸۶۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں اپنی شہادت کا اشارہ پایا تھا	۲۳۹
۸۶۶	آپ کی شہادت کے متعلق حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا خواب	۲۴۰
۸۶۸	آپ کی گونا گوں دینی و اخلاقی وصیات	۲۴۱

کچھ پیش نظر کتاب کے بارے میں

کتاب الریاض النضرہ صحابہ کرام کی سیرت و عظمت پر لکھی جانے والی شہرہ آفاق کتاب ہے۔ مصنف بڑی عرق ریزی سے اس موضوع پر ذخیرہ حدیث جمع کیا۔ اور ان گنت کتابوں سے مدد حاصل کی جن کی ایک مختصر فہرست مصنف نے آغاز کتاب میں دی ہے۔ جسے دیکھ کر اس کتاب کے لیے کی جانے والی دیدہ ریزیوں جگر سوزیوں اور شب بیداریوں کا پتہ چلتا ہے۔

مصنف نے کتاب کے مضمون کو قسم اول اور قسم ثانی کے نام سے دو حصوں میں منقسم کیا ہے۔ قسم اول میں اس نے پہلے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجتماعی فضائل و محامد پر دلالت کرنے والی احادیث لکھی ہیں۔ پھر ان میں سے چند مخصوص برگزیدہ طبقات جیسے اصحاب بدر اور نشر کائنات وغیرہ ہم کے فضائل ذکر کیے ہیں۔ بعد ازاں عشرہ مبشرہ یعنی دس وہ صحابی جنہیں ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان نے غزوہ جنت سنایا۔ کے مخصوص اجتماعی فضائل کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار مغرب کریں دوست اور آپ کے خلفاء کے مشترکہ محامد بیان کیے ہیں۔ یہاں قسم اول ختم ہو جاتی ہے۔

قسم ثانی میں عشرہ مبشرہ میں شامل دس صحابہ میں سے ہر ایک کے انفرادی اور شخصی فضائل محامد اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اس لیے قسم ثانی دس ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب فضائل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہے۔



معتبر کتاب ناسخ التواریخ اور بحار الانوار وغیرہ میں بھی یہ واقعات بالتفصیل مذکور ہیں۔ اور شیعوں کے گیارہویں امام، امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ابو بکر صدیقؓ کو سفر ہجرت میں ساتھ رکھیں۔ یہ آپ کی دل و جان سے خدمت کریں گے۔ تو میں نے یہ تمام روایات شیعہ کتب سے اخذ کرتے ہوئے حاشیہ میں ساتھ ساتھ بیان کر دی ہیں۔

مجھے اپنی کم مائیگی کا پورا احساس ہے۔ قارئین جہاں کہیں کسی غلطی کا احساس کریں مجھے اس سے ضرور مطلع فرمائیں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔

احقر مترجم

قَارِیْ مُحَمَّدٌ طَیِّبٌ غَفَرَلہ

تو دوسرا باب فضائل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اسی طرح اگلے ابواب ہیں۔
 قارئین! آپ کے ہاتھ میں اس وقت کتاب کا پہلا حصہ ہے جس میں قسم اول
 ساری اور قسم ثانی کا پہلا باب جو فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتا
 ہے۔ شامل ہے۔

یہ کتاب عربی میں ہونے کے سبب اردو خواں طبقہ کی دسترس سے باہر تھی۔ اس
 لیے محترم مترجم نے اس کا اردو میں ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا۔ خدا بزرگ و بزر نے اس
 ارادے میں برکت ڈالی۔ اور مجھ سے بے علم آدمی سے یہ کام لے لیا گیا۔

چونکہ اس کتاب میں انہی کتب سے احادیث جمع کی گئی ہیں جن پر اہل
 سنت و جماعت کا اعتماد ہے جیسے صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر کتب متداولہ
 ہیں۔ اور اہل سنت تو پہلے ہی سے صحابہ کرام کی عظمت دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں۔
 اس لیے میں نے اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی کہ شیعہ فرقہ کی کتب سے
 بھی صحابہ کرام کے فضائل ساتھ ساتھ لکھے جائیں۔ مصنف نے سیدنا صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کتب اہل سنت سے جو روایات لی ہیں متعدد مقامات
 پر وہ روایات انہی الفاظ کے ساتھ شیعہ کتب میں بھی موجود ہیں۔ جیسے مصنف
 نے ابو بکر صدیق کا سب سے پہلے اسلام لانا متعدد کتب حدیث کی روایات
 سے بیان کیا ہے۔ اور شیعہ فرقہ کی معتبر کتاب مجمع البیان جلد نمبر ۷۵ میں شیعوں
 کا شیخ المفسر بن علامہ طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہؓ کے بعد سب سے
 پہلے ابو بکر صدیق نے اسلام قبول کیا۔ تو میں نے مجمع البیان کی یہ عبارت حاشیہ میں
 نقل کر دی ہے۔ اسی طرح ہجرت کے موقع پر ابو بکر صدیق کی بیٹی اسماء کا اپنا دو ٹپہ
 پھاڑ کر کھانا باندھ کر دینا۔ اور آپ کے بیٹے عبدالرحمن کا غار نور میں تین رات
 تک دودھ پینا مصنف نے کتب اہل سنت سے نقل ہے اور شیعوں کی

۲۔ ذخائر العقبیٰ فی مودۃ ذوی القربیٰ۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں شامل ہونے والے افراد کے فضائل و محامد بیان کیے گئے ہیں جن میں آپ کے چچے اور ان کی اولاد پھوپھیوں اور ان کی اولاد آپ کے بیٹے اور بیٹیاں اور بیٹیوں کی اولاد وغیرہ شامل ہیں خصوصاً سیدنا علی مرتضیٰؑ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ زہراؑ اور حسین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بے پناہ فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔

۳۔ السمط الیمین فی مناقب اہل بیت المؤمنین۔

۴۔ پیش نظر کتاب الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ۔

۵۔ کتاب القرۃ فی ساکن ام القرۃ۔

آپ کی تمام کتب میں محدثانہ انداز اپنایا گیا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر صرف اور صرف لگاتار احادیث ہی احادیث نقل کرتے چلے گئے ہیں اس لیے آپ کی کتب تاریخ یا سیر کے زمرے میں نہیں ذخیرہ حدیث میں شامل ہوتی ہیں۔

علم کے ساتھ ساتھ آپ عمل کی دولت سے بھی بالامال تھے۔ آپ کا زہد و ورع بھی مثالی تھا۔ امام ذہبی لکھتے ہیں۔ وکان اماماً صالحاً زاہداً کبیر الشان۔ یعنی آپ عظیم المرتبت صالح اور زاہد امام تھے۔

جمادی الآخر ۶۹۲ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مکہ مکرمہ ہی میں سپرد خاک ہوئے۔

تَعْمَدُہُ اللہُ بِغُفْرَانِہُ

کچھ مصنف کے بارے میں

سرمزین مکہ میں ساتویں ہجری کے دوسرے حصے میں عبداللہ بن محمد کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ بچے کو ہر روز ہزاروں پیدا ہوتے ہیں۔ عبداللہ کے گھر پیدا ہونے والا بھی بظاہر ایک عام بچہ ہی تھا۔ مگر یہ کون جانتا تھا کہ یہ کچھ مستقبل میں آسمان علم و فضل پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکے گا۔ اور جہان میں علم کا وہ نور پھیلائے گا جس سے رہتی دنیا تک لوگ روشنی حاصل کریں گے۔

یہ تھے احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد الطبری لقب محب الدین ہے۔ مگر عموماً محب الطبری بولا جاتا ہے۔ آپ بروز جمعرات ۲۷ جمادی الآخر ۶۱۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر اپنے اپنے دور کی مقتدر اور بلند ترین علمی شخصیات سے استفادہ کیا۔ اور حدیث و فقہ میں وہ مقام پایا کہ قاضی حرم کعبہ کا مرتبہ حاصل کیا۔ ذہبی کے مطابق آپ کو شیخ الشافعیہ اور محدث الحجاز کہا جاتا تھا۔ آپ کے تلامذہ میں امام ابن العطار شیخ ابن الحجاز اور علامہ دمیاطی جیسی شخصیات شامل ہیں۔

تصانیف۔ آپ نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ اور جس طرف بھی توجہ کی ہے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ذیل میں آپ کی چند تصانیف گنوائی جاتی ہیں۔

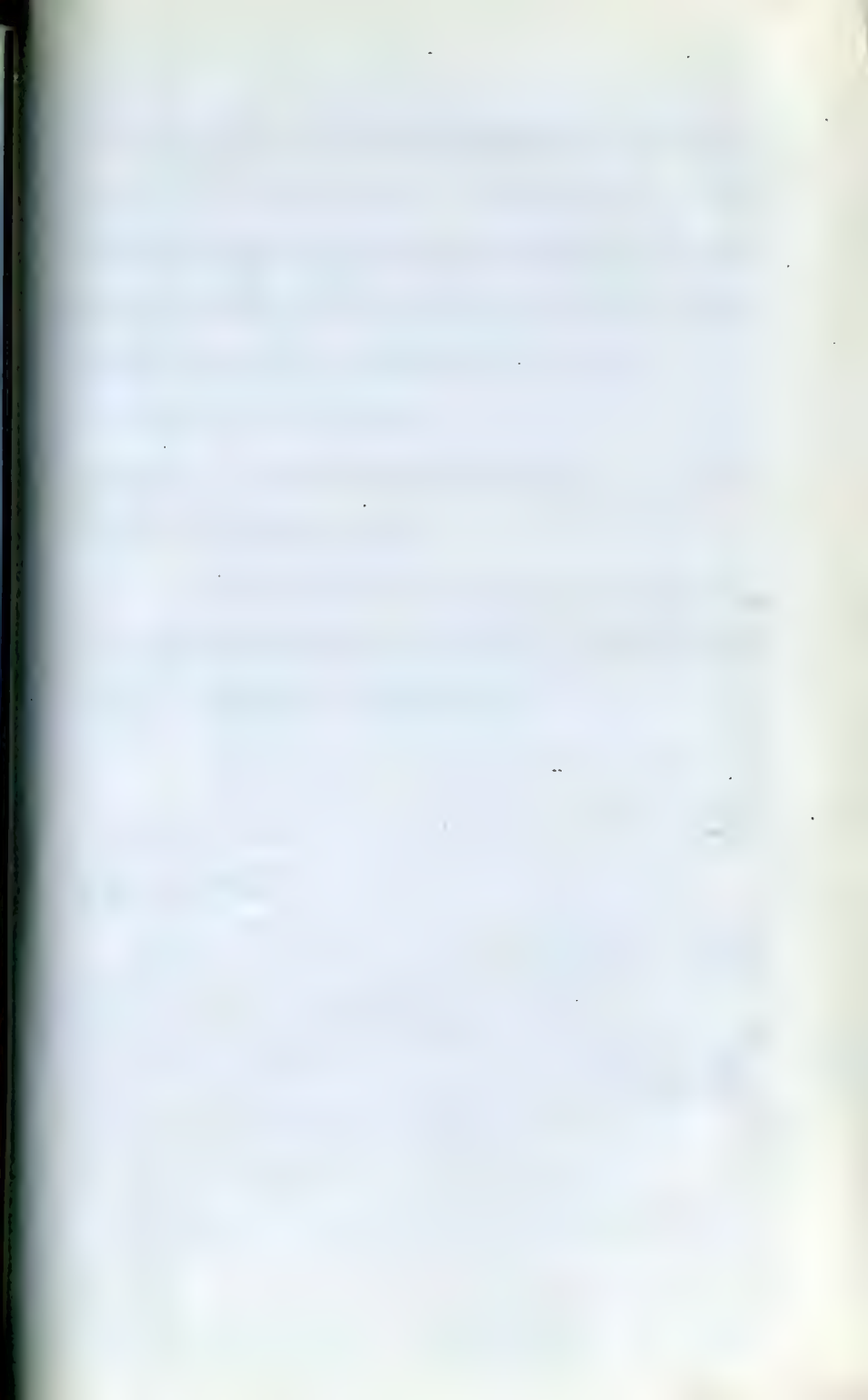
۱۔ کتاب الاحکام۔ شافعی فقہ پر مسائل و احکام کا چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک دقیق علمی و ذہنی آپکو اپنی اس تصنیف پر اس قدر فخر اور اعتماد تھا کہ اسے سلطان یمن یوسف بن منصور کے پاس علمی تحفہ کے طور پر لے گئے۔ جو اہل علم کا بڑا قدر دان اور خصوصاً احادیث نبویہ کی سماعت کا بہت شائق تھا۔ اس نے اس کتاب کی بڑی قدر کی اور بہت سے نسخے املا کر واکر اطراف میں پھیلائے۔ اس کتاب سے آپ کی جلالت علمی اور تحریفی کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا۔



صحابة کرام

خصوصاً عشرہ مبشرہ کے

اجتماعی فضائل



بابِ اوّل:

عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہؓ کے

اجتماعی فضائل

فصل اوّل

جملہ صحابہؓ کے فضائل

صحابہ کے اعمال ساری امت کے اعمال سے بھاری ہیں

حدیث ۱۱

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو ایک صحابی کے چار سیر بلکہ دو سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔“

اسے بخاری و مسلم نے اور ابوبکر برقانی نے بخاری مسلم کی شرائط پر روایت کیا ہے۔



نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کوئی صحابی کسی علاقے یا انتقال کر جائے تو وہ روز قیامت اس علاقہ والوں کے لیے باعث نور اور راہنما ہوگا۔

حدیث

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ :-

نبی پاکؐ نے فرمایا لوگوں کے درمیان میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت حسنؓ فرمایا کرتے تھے ہائے افسوس قوم کا نمک جاتا رہا (صحابہ دنیا سے اٹھ گئے)۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول

قل الحمد لله و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ -

ترجمہ: (فرمادیجئے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر) کی تفسیر نبی علیہ السلام کے صحابہ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی سنگت کے لیے چن لیا۔

ان احادیث کو خثیمہ بن سلیمانؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

البوصالح سے قول باری تعالیٰ

الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ -

ترجمہ: ”وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دے دیں تو وہ نماز قائم کریں گے۔“ سے مراد نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ ہیں۔ اسے ابن سری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت مسروقؓ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

حدیث

ابو بکر برقانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو اور انہیں پھوڑو اس لیے کہ تم میں سے کسی کا ہر روز اُحد پہاڑ کے برابر سوتا راہ خدا میں خرچ کرنا ایک صحابی کے صرف ایک دن ۴ سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تمہارے ساری عمر کے میک اعمال انہی ایک لحظہ نبی کے برابر نہیں ہو سکتے۔

اسے علی بن حرب طائی اور حنیفہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے

حدیث

حضرت عبدالرحمن بن سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہم (تینوں دادا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متواثر) روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام ایمانداروں سے مجھے چنا اور میرے لیے ساتھی چنے پھر انہیں میں سے میرے کُسر اور مددگار بنائے تو جو انہیں بُرا کہے اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ روزِ محشر اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

کسی بھی علاقہ میں فوت ہونے والا صحابی روزِ قیامت اہل علاقہ کا راہنما ہوگا

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :-

اختلافی مسئلہ کی ایک شریعت کو اختیار کر لیا۔ اس کا یہ عمل میرے ذمہ پر ہو گا۔ اس پر
مواقفہ نہ ہو گا) اسے نظام الملک نے اپنی امالی میں بیان کیا ہے۔ اس میں یہ
بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے عمل کا ثواب ضرور ملتا ہے۔

صحابی، تابعی اور تبع تابعی نگاہ رسول میں

حدیث :-

وان تلہ بن اسفغ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو... یہ
فرماتے سنا اے لوگو تم بھلائی میں رہو گے جب تک کوئی ایک بھی مجھے دیکھنے اور
میری سنگت کرنے والا (صحابی) تمہارے اندر موجود ہے۔ قسم بخدا تم بھلائی میں رہو گے
جب تک میری سنگت اور دید کرنے والے کو کوئی دیکھنے والا (تابعی) تمہارے
اندر موجود ہے۔ اور قسم بخدا تم بھلائی میں رہو گے جب تک کوئی ایسا شخص تم میں موجود
ہے جس نے میری دید اور میری سنگت کرنے والوں کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے لے

جس کے پیچھے چل پڑے ہدایت مل گئی۔ اور میرے صحابہ میں سے جس کی بھی تم اقتداء کر لو
گے ہدایت پا جاؤ گے۔

بحار الانوار ۱۲ ص ۳ طبع جدید۔ نقل عن معانی الاختیار ص ۵ طبع جدید۔

لے صحابہ تابعین اور تبع تابعین تینوں طبقات کا دوسری امت سے برتر ہونے کے بارے
میں شیعہ حضرات کے ہاں بھی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ دیکھیے۔

عن امیر المؤمنین علیہ السلام۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یقول ھُوَ بِلَیْسَ رَآئِیْ اَوْ رَآئِیْ عَنْ رَآئِیْ اَوْ رَآئِیْ مَنْ

رَآئِیْ مَنْ رَآئِیْ۔ بقیہ برصغیر آئندہ

آپ ہمیں دنیا میں تنہا چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ اگر آپ ہم سے جدا ہو گئے تو پھر آپ کا دیدار کیسے نصیب ہو گا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

من يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم
من التبیین المصدقین والشهداء والصالحین وحسن
أولئك رفیقاً۔

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے
ساتھی ہونگے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین،
شہداء اور صالحین اور ایسے لوگوں کی شرکت بہت ہی خوب ہے۔
حدیث

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ان معاملات کے بارے میں اللہ سے
سوال کیا ہیں میرے صحابہ میرے بعد اختلاف کریں گے۔ اللہ نے مجھے بذریعہ
وحی فرمایا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی
مانند ہیں اے بعض کا نور دوسروں سے زیادہ ہے تو جس شخص نے صحابہ کے مابین کسی

تمام صحابہ کرام کا ستاروں کی مانند ہونا کتب شیعہ میں مراحت کے ساتھ
نذکرہ تہہ شیعہ محقق ملا باقر مجلسی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث نقل
کرتے ہیں۔

فَأَمَّا مَثَلُ أَصْحَابِي فَيَكُم مَثَلُ النُّجُومِ يَأْتِيهَا الْخِدَاةُ تَدِي
وَبَأَيِّ أَقَاوِيلِ أَصْحَابِي أَقْتَدِي تَيَّمَرُ أَهْتَدِي تَيَّمَرُ۔

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے صحابہ کی تم میں مثال ستاروں جیسی ہے

حدیث

عبدالرحمن بن سلم بن عبد اللہ اداوا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متواتر (روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے (انبیاء میں سے) چنا اور میرے لیے ساتھی چنے انہیں سے میرے کسر اور مددگار بنائے تو جو انہیں بُرا کہے اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ روز قیامت اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

اسے ابن ہندی نے اپنی مشیخت میں بیان کیا ہے۔

فصل دوم

جنگ ہند اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

حدیث: حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ فلاں باغ میں جاؤ وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ۔ چنانچہ ہم گھوڑے دوڑانے وہاں پہنچے وہ عورت وہاں موجود پائی۔ ہم نے کہا خط ہمارے حوالے کر دے کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اسے دھمکی دی خط نکل نہیں تو ہم تیری جانہ تلاشی لیں گے تب اس نے اپنے بالوں سے خط نکالا جس کا مضمون یہ تھا۔

”مخاطب ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکیں مکہ کی طرف یہ خط ہے“

نبی علیہ السلام تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔“

جب یہ خط نبی علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو آپؐ مخاطب سے مخاطب ہو کر

(یعنی تتبع تابعی) -

اسے حافظ سلفی نے سلاسیات میں بیان کیا ہے۔

حدیث

ابی ہریرہ اسلمی کہتے ہیں میں زیاد (اموی گورنر کوفہ) کے پاس گیا وہاں میں نے کہا سب سے بڑے نگہبان بادشاہ ہوتے ہیں۔ تو زیاد بولا غاموش! تم صحابہ کے پھلکوں کی مثل ہو میں نے کہا مسلمانو! کیا نبی علیہ السلام کے صحابہ کے پھلکے تھے ان کی تو مکمل ذات ہی مغز تھی پھر میں نے کہا قسم بخدا میں آئندہ تیرے پاس نہ آؤں گا۔

اسے ابوالحسن علی بن جعفر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جو آپ کی مرضی اور نبی علیہ السلام کی عیادت کے متعلق ہے۔ اس میں نبی علیہ السلام کی یہ دعا موجود ہے ”اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول فرما اور انہیں اُٹے قدم واپس نہ پلٹا دے۔“

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے مبارک ہے جسے انے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(۱) امالی تنبیح ص ۲۸۲ تا ۲۸۳ (۲) بحار الانوار نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب فضل المہاجرین واللہ اعلم

ترجمہ: تم سے ہر کوئی جہنم پر وارد ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ ثُمَّ تُنَجَّى الَّذِينَ
اٰتَوْا وَتَذَرُ الظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔

ترجمہ: پھر ہم تقویٰ والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو وہیں چھوڑ دیں گے۔
اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حاطبؓ کے واقعہ میں عمر فاروقؓ
سے فرمایا تمہیں کیا پتہ؟ اللہ نے بدر والی جماعت پر نظر رحمت فرمائی ہے اور فرمایا ہے
جو چاہو کرو تمہاری بخشش ہو گئی ہے۔

اسے بھی صرف مسلم نے ہی روایت کیا ہے اور یہ حدیث فضائل عمر فاروقؓ میں بھی
آئے گی بلکہ

اسے بھی روایت شیعوں کی مغیر کتاب ناسخ التواتر بحالات پیغمبر جلد اول ص ۲۵ میں
یوں موجود ہے۔

و بروایت

فَقَدْ وَجِبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ

ترجمہ:

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد
فرماتے ہیں۔ وہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر رحمت فرمائی اور
ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اور ایک روایت میں
ہے کہ تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔

فرمایا کہ ہے، انہوں نے عرض کیا ذرا ٹھہریے میری بات سن لیجئے۔ میں مسک سے ہجرت کر کے یہاں مدینہ چلا آیا جب کہ میں نسباً قریش میں سے نہ تھا اور آپ کے دیگر مہاجرین ساتھی قریش میں سے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل و عیال کی نگہداشت قریش نے اپنے ذمہ لی ہے اور میرے گھر والوں کا کوئی پرسان حال نہیں تو میں نے قریش پر ایک احسان کرنا چاہا کہ اس کی وجہ سے میرے گھر کو کچھ تحفظ مل جائے اور میں نے یہ کام دین سے برگشتہ ہو کر نہیں کیا۔ کیونکہ مجھے تو اسلام کے دامن رحمت میں پناہ مل چکی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا احاطب من سخط کہتا ہے۔ مگر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کا سر اتار دوں۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا احاطب بدر میں شریک تھا اور تم کیا جانو اللہ نے بدریوں پر نظر کر م فرمائی اور فرمایا تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

حدیث

سہل بن مالک اپنے والد سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ نے بدر اور حدیبیہ والوں کی بخشش فرمادی ہے۔“
اسے علمی اور حافظہ و شقی نے اپنے اپنے معجم میں بیان کیا ہے۔

حدیث

اُمّ بنثرنے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جبکہ آپ سیدہ حفصہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ جس شخص نے بھی درخت کے نیچے (حدیبیہ میں) میری بیعت کی ہے انشاء اللہ وہ جہنم میں نہ جائے گا، راویہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ سیدہ حفصہؓ نے کہا اللہ تو فرماتا ہے۔

وان منکم الا وادھا۔

حدیث ۱۰

رفاعہ ابن رافعؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حدیث ۱۱

حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے بھی درخت کے نیچے بیعت کی ہے وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔

اسے ترمذی نے بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور ملا نے اپنی سیرت میں اسے بیان کیا ہے۔ ”اور حدیبیہ میں“ کا لفظ بڑھایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ لفظ لکھے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ میں داخل نہ ہو گا وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لایا یا ایمان کے ساتھ میرے دیکھنے والے کو دیکھ لیا۔

تشریح :

عشرہ مبشرہ صحابہ بدر والوں میں داخل ہیں جو عشرہ میں سے بدر میں شریک تھے وہ تو شریک تھے جو نہ تھے انہیں بھی بدر کا اجر اور مال عنینت دیا گیا۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ بات لکھی یونہی حدیبیہ میں حضرت عثمان غنیؓ شریک نہ تھے تو نبی علیہ السلام نے انہی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

بتوقف فی قبول ایمانہ۔

ترجمہ : کتاب مستفضی میں قاسم بن محمدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں نے جس شخص کو بھی اسلام پیش کیا اس نے کچھ تردد اور پس و پیش ضرور کیا مگر ابو بکرؓ نے قبول ایمان میں کچھ بھی توقف نہ کیا سیکھا ہی نہیں

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت حاطب کا غلام نبی علیہ السلام کے پاس ان کی شکایت لایا اور کہا تم مجھ کو حاطب عزہ درجہم میں جائیگا۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو! حاطب نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔

حدیث

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی پاکؐ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کے صحابہ میں افضل کون شمار ہوتے ہیں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدری صحابہ! جبریل نے عرض کیا تو نبی آسمانوں میں وہ فرشتے سب سے افضل ہیں جو بدر میں مسلمانوں کی امداد کو انزے تھے۔
اسے ابن بثران نے روایت کیا ہے۔ ۷۷

اس کے بعد بھی شیعہ حضرات اگر حضرات صحابہ کے متعلق مزور در ہیں تو اسے نامناسب ضد ہی کہا جاسکتا ہے۔

۱۷ یہی روایت بالفاظہما نسخ التوارخ حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلد سوم ص ۱۲ پر موجود ہے۔

تنبلیہ اگر حضرت حاطبؓ بدر میں شریک ہونے کے سبب یہ مقام رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق کوئی اعتراض سنتا گوارا نہیں فرماتے تو خلفائے ثلاثہ کو معرض طعن میں لانا اللہ اور اس کے حبیب کو کیسے گوارا ہے؟

۱۸ بدر میں شریک ملائکہ کا تمام دیگر ملائکہ سے افضل ہونا نسخ التوارخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۱۲ پر موجود ہے۔ دیکھیں۔ وہم رسول خدا افضل اہل بدر فرماید، ان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما ستعم فقد غفرت لکم

کے بعد ہیں اس سے بڑھ کر کبھی خوشی نہ ہوئی جتنی نبی علیہ السلام کے اس ارشاد پر ہوئی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ حضرت انسؓ پکار اٹھے کہ میں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرا حشر ان کے ساتھ ہوگا اگرچہ ان جیسے میرے اعمال نہیں ہیں۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث

حضرت انسؓ سے اسی مضمون کی ایک اور روایت بھی مسلم میں موجود ہے۔

حدیث

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جابیہ (ایک جگہ کا نام) میں آئے اور فرمایا ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی میری طرح کھڑے تھے اور فرمایا میرے صحابہ کے ساتھ بھلائی کرو اور پھر انہیں دیکھنے والوں کے ساتھ بھی بھلائی کرو۔ اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے اور حافظ ناصر سلامی نے اسے روایت کر کے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔

تشریح :

اس میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے کہ مومنو! صحابہ سے محبت کرو اور ان کے لیے استغفار کرو اور ان کے باہمی اختلافات میں نہ الجھو۔

حدیث :

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فصل سوم

صحابہ کرام سے محبت، ان کے لیے استغفار، اور ان کے
باہمی اختلافات میں ٹپڑنے کا بیان۔

حدیث

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی علیہ السلام کے پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت
کرنے کے لیے مکران میں شامل نہیں فرمایا۔ روز قیامت انسان اس کے ساتھ ہوگا جس
سے وہ محبت کرتا ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیار
کر رکھا ہے؟ عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت تیار کر رکھی ہے
فرمایا تو پھر تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اسلام لانے کے

کر دیں ۔
اسے مسلم اور ابومعاویہ نے روایت کیا ہے ۔

تشریح:

یہ حدیث اس بات کی تائید کرتی ہے کہ صحابہ کے ساتھ بھلائی کرنے کے محکم سے مراد ان کے لیے استغفار کرنا ہے ۔

حدیث ۱

سہیل بن مالکؓ باپ سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میرے داماد حضرت عثمان ذی النورینؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ اور سر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اور میرے کسی صحابی کی گستاخی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ اس کا حساب تم سے لے لے۔ کیونکہ یہ گناہ کبھی معاف نہیں کیا جائیگا۔ اے لوگو! مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کیا کرو اور کسی کے مرجانے کے بعد اسے بہتری سے یاد کیا کرو۔

حدیث ۲

عبدالرحمن بن زید النعمی کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہم نے چالیس برس تابعین سے ملاقات کی ہے جو کوئی صحابہ کرام سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے تمام صحابہ سے محبت کی ان سے پیار کا رستہ جوڑا اور ان کیلئے استغفار کی، اللہ اسے صحابہ کے ساتھ جنت میں جگہ دیگا۔

اسے ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے ۔

حدیث ۳

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میرے صحابہ کی عزت کرو اور پھر ان کی جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر انہی جو ان کے بعد (تابع تابعین) آئیں گے۔

اُسے عمر بن سماکؓ نے روایت کیا ہے اور صحابہ کی عزت کا وہی مطلب ہے جو ابھی بیان ہو چکا۔

حدیث ۱۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کے متعلق اچھی بات کہی وہ منافقت سے بری ہو گیا اور جس نے ان کے متعلق بُری بات کہی وہ میری سنت کا مخالف اور جہنم کا حق دار ہے اور یہ بہت بُرا انجام ہے۔

اسے ابوسعیدؓ نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۲۔

حضرت انسؓ سے ہی ایک روایت یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کے بارے میں بہتر بات کہی وہ مؤمن ہے۔
اسے ابن عبیدنؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۳۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لوگوں کو حکم تو یہ تھا کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کے حق میں استغفار کریں لیکن انہوں نے گالیاں دینا شروع

لے لے اگر کوئی اہل تشیع میں سے یہ کہے کہ استغفار گنہگاروں کے لیے ہوتا ہے لہذا صحابہ مکمل گنہگار تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہے "فسبح بحمد ربک واستغفر لہ" کیونکہ استغفار بلندی درجات کے لیے بھی ہوتا ہے۔

فصل چہارم

صحابہ کرام کے باہمی اختلاف میں نہ الجھنے اور
انہیں برا نہ کہنے کے بیان میں

فصل اول میں صحابہ کرام کو بُرا نہ کہتے اور فصل ثالث میں اُن کے اختلافات میں
نہ پڑنے کا کچھ بیان آچکا اب مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔
حدیث

حضرت حذیفہ بن بیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ سے (ممکن ہے کہ) لغزش ہوگی مگر اللہ اسے
معاف کر دیگا۔ یا میں سبب کہ وہ میری صیحت کے شرف کے ساتھ تمام امت
سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ مگر ان کی لغزش پر کچھ لوگ اپنا عمل کریں گے اللہ انہیں منہ
کے بل گھسیٹ کر جہنم میں اوندھا کر کے پھینکے گا۔

لعنہ نبی علیہ السلام کے اس ارشاد ”اُنہی لغزش پر بعد میں آنے والے لوگ اپنا عمل کریں گے“
کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ وہ لوگ انہی کی اتباع میں ویسا ہی عمل شروع کر دیں گے۔ دوسرا یہ کہ وہ غیبت
باقی جلد اول صفحہ ۶۰

فرمایا اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان سے خود غرضی مت کرنا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھے محبوب بنایا جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغاوت کی۔ انہیں ایذا دینا مجھے ایذا دینا ہے اور مجھے ایذا دینا اللہ کو ناراض کرنا ہے اور اللہ کو ناراض کرنا بالکل ممکن ہے کہ جلد گرفتار عذاب ہو جائے۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حافظ دمشقی نے اپنے معجم میں اسی روایت کو یوں لیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے میرے صحابہ سے محبت کی تو اس لیے کہ وہ میرا محبوب ہے اور جس نے ان سے بغض کیا تو اس وجہ سے کہ وہ میرے نزدیک مردود ہے حافظ دمشقی نے اس روایت کے ابتدائی اور آخری الفاظ اس سے قبل والی حدیث کی مثل بیان کیے ہیں۔

یہ روایت حافظ نے ابن شریط سے لی ہے جیسا کہ اس نے اس سے قبل والی روایت عبد اللہ بن معقل سے لی ہے۔

دیا ہے ۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔
ان تمام احادیث کو خثیمہ بن سلیمان اور ثالث بن سہاک نے روایت کیا ہے بلکہ

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بھی نبی کی گستاخی کرنے والے کو قتل کر دو اور میرے کسی صحابی کو جو گالی دے اسے کوڑے لگاؤ۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کی شکایت نہ پہنچایا کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اپنے صحابہ کے پاس آؤں تو میرے دل میں ان کے بارے میں کوئی میل نہ ہو۔

اسی حدیث بعینہ انہیں الفاظ کے ساتھ اہل تشیع کی نہایت معتبر کتاب جامع الاخبار ص ۱۲۵ فصل نمبر ۱۲ میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال علیہما السلام من سبني فقد كفر و من سب اصحابي فقد كفر و من سب اصحابي فاحببوه

ترجمہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے یا میرے صحابہ کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور اسے کوڑے لگاؤ۔

اسے تمام رازی نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۷

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تقدیر میں لوگ الجھیں تو تم خاموش رہو اور جب میرے صحابہ کے بارے میں ایسا کہیں تو بھی تم خاموش رہو۔

حدیث ۱۸

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے صحابہ کو برا کہے اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔

حدیث ۱۹

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اور انہیں دکھ دیا اس نے مجھے دکھ

کی معمولی غلطی پر اس کے خلاف بھڑک اٹھیں گے۔ اور بناوت کریں گے۔ (حالانکہ صحابہ دور میں حاکم اور محکومین سب ہی تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے تو کسی کے خلاف ادلی عمل پر بھی دوا کا ہنگامہ کرنا معقول تھا بعد دے دور کا یہ ماحول نہ ہو گا) اس لیے نبی علیہ السلام نے یہ قیاس باطل قرار دیتے ہوئے صحابہ اور بعد والے لوگوں کے مابین فرق واضح کر دیا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بعد والے لوگ صحابہ کی لغزش کو مورد الزام بنائیں گے اور زبان طعن دراز کریں گے اور یغنیایہ دونوں گروہ (تو پہلے اور دوسرے مفہوم کا مصداق بنتے ہیں) اسی انجام کے مستحق بن جاتے ہیں جو زبان نبوت نے ارتداد فرمایا ہے۔ تو اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا اور اللہ ہمیشہ محفوظ ہی رکھے۔

بنائے ہیں تو اسے ابو بکرؓ اٹھو اور میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ مجھ پر تمہارے کئی احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ ہی تمہیں دے گا۔ اگر میں کسی کو اپنا غلیل (دوست) بناتا تو تمہیں بنانا تم میرے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہو جو تمہیں کو بدن سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ ایک طرف کھڑے ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا۔ عمرؓ میرے قریب آ جاؤ۔ وہ قریب آ گئے تو آپؐ نے فرمایا عمرؓ تم سب سے زیادہ ہماری محالفت کیا کرتے تھے۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ تمہاری وجہ سے یا ابو جہل بن ہشام کی وجہ سے اسلام کو شوکت دے دی جائے تو اللہ نے میری دعا کو تمہارے حق میں قبول فرمایا تو تم میرے ساتھ جنت میں ہو گئے ساری امت میں سے تیسرے نمبر پر جنت میں داخل ہونے والے یہ سن کر عمرؓ فاروقؓ ایک طرف ہٹ گئے تو نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ اور عمرؓ رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔

پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا لیا گیا اور ارشاد ہوا اے ابو عمر و عثمان میرے قریب آ جاؤ وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگے۔ تا آنکہ نبی علیہ السلام نے اُن کے گھٹنے اپنے گھٹنوں سے ملا لیے تب آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور تین بار سبحان اللہ العظیم کہا پھر عثمان غنیؓ کو دیکھا تو اُنکی چادر کھلی ہوئی تھی تو آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے باندھ دی اور فرمایا چادر کے دونوں پوسینے کے اوپر سے گزار لو اور پھر فرمایا آسمانوں میں تمہاری تعریف کی جاتی ہے اے تم روز قیامت میرے پاس

اس بات کی تائید شیعہ کتب حدیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ فروغ کائنات کتاب الروضہ باب غلامات قیام القائم میں ہے کہ امام حنفیہ صادقؒ نے فرمایا ہر دوزخ نام کو آسمانوں میں ندا ہوتی ہے کہ عثمان اور اس کے پیرو غنی ہیں اور کامیاب۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال حاضر کیا گیا آپ نے اسے تقسیم کر دیا۔ وہاں دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے میں اُن کے پاس سے گزرا وہ کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا اور آخرت میں سرخروئی نہیں چاہی چنانچہ میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کی یہ گفتگو کہہ سنائی آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا چھوڑ دو یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی بڑھ کر تکالیف دی گئیں تو انہوں نے صبر کیا۔

ترمذی نے یہ حدیث اور اس کے علاوہ بھی کئی احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں یہی مضمون ہے کہ عشرہ مبشرہ اور دیگر مہاجرین و انصار کے درمیان گہرا بھائی چارہ تھا۔

حدیث

زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ آپ نے صحابہ کے چہرے ملاحظہ فرما کر انہیں سے کچھ کو غیر حاضر پایا تو انہیں بلا بھیجا جب تمام اکٹھے ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کہی پھر فرمایا آج میں تمہیں ایک بات کہنے والا ہوں اسے یاد کر لو اور بعد میں آنے والوں کو آگاہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو برگزیدہ بنا یا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ

ترجمہ: اللہ فرشتوں سے رسول چن لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

اور میں بھی تم (صحابہ) میں سے بعض کو زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور تمہارے درمیان بھائی بندی بنانے والا ہوں۔ جیسا کہ اللہ نے فرشتوں کے مابین اخوت کے رشتے

کیا ہاں یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان - فرمایا اے ابو دردرا۔ اگر تم گم ہو جاؤ گے تو امت تمہیں تلاش کرے گی۔ اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے تم بھاگو گے بھی وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ اس لیے اپنی عزت کو فقر و اسے دن کے لیے ادھار دے دو (یعنی آج لوگوں کے کام آؤ کل وہ تمہارے کام آئیں گے) اور جاؤ کہ اعمال کی جزا آنے والی ہے۔ پھر آپ نے ان کے اور سعد کے درمیان بھائی بندی کر دی۔ پھر صحابہ کے دیکھتے ہوئے چہروں کو دیکھ کر فرمانے لگے صحابہ! تمہیں مبارک ہو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں تم ہی سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے جنت میں تمہارے گھر بہت بلند و بالا ہونگے۔ پھر آپ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا اللہ ہی کی حمد ہے جسے وہ اپنا محبوب بنائے اسے گمراہی سے نجات دیدیتا ہے۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے۔ کہنے لگے میری توجان نکل گئی تھی اور کمر ٹوٹ گئی تھی جب میں نے دیکھا کہ آپ میرے سوا سب کی تعریف کر رہے اور بھائی بندیاں بنا رہے ہیں۔ اگر مجھ پر کوئی ناراضگی ہے تو جیسے آپ کی مرضی تو رسول اللہ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبی بنایا۔ میں نے تمہیں سب سے پیچھے رکھا ہی صرف اپنا بھائی بنانے کے لیے ہے تمہارا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے آپ کی کیا وراثت ملے گی! فرمایا جو کچھ پہلے انبیاء وراثت چھوڑ گئے تھے وہی ملے گی۔ عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ کی کتاب ہے اور نبی کی سنت اور جنت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سمیت تم میرے محل میں ہو گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

خوض کوثر پر آؤ گے جب کہ تمہاری گردن کی رگوں سے خون بہتا ہو گا میں کہوں
تمہارے ساتھ یہ جشتر کس نے کیا ہے؟ تم کہو گے فلاں فلاں نے، یہی بات
ہو گی کہ کوئی آواز دینے والا آسمانوں سے آواز دے گا یا در کھو عثمانؓ تمام
مظلومین کا امیر ہے۔

چنانچہ عثمانؓ غنیؓ ایک طرف ہو گئے تو نبی علیہ السلام نے عبدالرحمن بن عوفؓ
کو بلایا اور فرمایا اے اللہ کے امین! میرے قریب ہو! تم اللہ کے امین ہو آسمانوں
میں تمہیں امین کہا جاتا ہے۔ جو تمہارا حق ہے اللہ اس پر تمہیں ضرور قبضہ دے گا، میرے
پاس تمہارے لیے ایک دعا ہے جو ابھی تک میں نے بارگاہ خداوندی میں پیش
نہیں کی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پیش کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا تم مجھے
ایک امانت لا رکھتی ہے (یعنی دعا کی قبولیت اور طلب کردہ چیز کا حصول) پھر فرمایا
عبدالرحمنؓ تمہارا ایک مقام ہے اللہ تمہیں کثرت سے مال عطا فرمائے اور آپؐ
نے مال کی کثرت کو اپنے ہاتھ پھیلا پھیلا کر تعبیر فرمایا۔ چنانچہ عبدالرحمنؓ ایک طرف
ہو گئے تو آپؐ نے اُن کے اور عثمانؓ غنیؓ کے درمیان بھائی بندی کر دی۔

پھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا ارشاد ہوا قریب آ جاؤ وہ قریب آ گئے
فرمایا تم دونوں عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح میرے حواری ہو پھر دونوں کو
ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا تو وہ ایک طرف ہو گئے۔
پھر عمار بن یاسرؓ اور حضرت سعدؓ کو بلایا گیا۔ اور فرمایا تمہیں باغی گروہ قتل
کرے گا۔

پھر ابوذرؓ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا۔ اور فرمایا تم ہمارے اہل
بیت میں سے ہو اللہ نے تمہیں پہلا اور آخری علم اور پہلی اور آخری کتاب عطا
فرمائی ہے۔ پھر فرمایا۔ ابوذرؓ! کیا اللہ نے تمہیں راہ حق عطا نہیں فرمادی؟ عرض

سابق کاروائی ہوئی۔ پھر ابو عبیدہ بن جراحؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ کے درمیان بھائی
بندی قائم کی گئی۔ پھر ابو درثاءؓ اور سلمان فارسیؓ کو باہم بھائی قرار دیا گیا۔ پھر سعد بن
ابی وقاصؓ اور حضرت حبیب رومیؓ کے مابین مواخات کا رشتہ استوار ہوا۔ پھر ابو
ایوب انصاریؓ اور حضرت بلالؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا گیا۔ پھر اسامہ بن زید اور
ابو ہندلہ جعاف کو نبی صلیہ السلام نے باہم بھائی بھائی قرار دیا۔

پھر فرمایا مجھے یہ حکم ہے کہ سیدہ فاطمہؓ اور ام سلیمؓ کے مابین رشتہ اخوت استوار
کردوں اور سیدہ عائشہؓ اور حضرت ایوب انصاریؓ کی زوجہ کو بہنیں بنا دوں۔
اللہ تعالیٰ ابو طلحہؓ اور ابو ایوب انصاریؓ کی آل کو اللہ کے رسول کی طرف سے بہتر
جزا عطا فرمائے۔

حدیث۔

مورخ ابن اسحاقؒ نے مہاجرین و انصار کے مابین مواخات کا تذکرہ ان الفاظ
میں کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف سے ہم پر نازل شدہ وحی میں
سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں بھائی بندی کی جلنے یہ کہہ کر آپؐ نے حضرت علیؓ کا
ہاتھ نکھا اور فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور
علیؓ رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کا بھائی کہلایا کرتے تھے پھر حضرت امیر حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ
اور زید بن حارثہؓ بھائی بھائی بنے حضرت ابی طالبؓ اور معاذ بن حبیبؓ میں بھائی
بندی ہوئی۔

حضرت ابو بکرؓ اور خاریج بن زیدؓ باہم بھائی بنے۔ عمر بن الخطابؓ اور عثمان بن
مالکؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ اور سعد بن معاذؓ بھائی
بھائی کہلائے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ربیعؓ میں بھائی بندی استوار ہوئی۔
اور زبیر بن العوامؓ اور سلمہ سلامہؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔

اِخْرَانَا عَلٰی مَسْرِدٍ مَّشَابِلَيْنِ (سورہ حجرات ۲۴)
 اللہ کے لیے محبت کرنے والے تختوں پر بیٹھے ایک دوسرے کے آگے
 سامنے دیکھتے ہونگے۔

اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے چالیس لمبی حدیثوں کے مجموعہ میں بیان
 کیا ہے۔
 حدیث۔

امام احمد بن حنبلؒ اپنی کتاب مناقب علی بن ابی طالب میں حدیث موصوفہ
 (مذکورہ) کا معنی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان
 بھائی بندی کر دی تو علی مرتضیٰؑ نے مذکورہ تسکایت کی نفی۔
 حدیث۔

ابوسعبد نے کتاب شرف النبوۃ میں عقبہ بن عامر جہنیؓ سے مختلف الفاظ کے
 ساتھ حدیث موصوفہ روایت کی ہے۔ جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا۔ اے ابو بکرؓ عرض مجھے حکم ملا ہے کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی
 بناؤں تم دنیا و آخرت میں باہم بھائی بھائی ہو لہذا دونوں ایک دوسرے کو سلام کہو
 اور مصافحہ کرو تو تعمیل حکم کرتے ہوئے دونوں نے مصافحہ کر لیا۔
 پھر فرمایا اے زبیرؓ و طلحہؓ! آؤ میں تمہیں بھائی بناؤں تم دونوں دنیا اور آخرت میں
 ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ آپس میں سلام کہو اور مصافحہ کرو۔ تو دونوں نے ایسا
 کر دکھایا۔

پھر فرمایا اے عبدالرحمنؓ اور عثمان رضی اللہ عنہما آؤ مجھے حکم ہے کہ تمہیں باہمی
 بھائی بنا دوں۔ تم دنیا اور آخرت میں یا ایک دیگر بھائی بھائی ہو۔ دونوں سلام کہو
 اور مصافحہ کرو جو انہوں نے کر دیا۔ پھر ابی بن کعبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو بلایا گیا اور

حدیث

ابن اسحاق نے مہاجرین و انصار کی موخات یوں بھی لکھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ و عمرؓ عثمان غنیؓ اور عبدالرحمنؓ طلحہؓ و زبیرؓ ابو ذرؓ اور مقدادؓ اور امیر معاویہؓ اور جنات مجاشعی کے درمیان موخات کا تعلق قائم کیا۔ بہر حال یہ مختلف احادیث اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ موخات قائم کرنے کا امر متعدد بار واقع ہوا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیقؓ و فاروقؓ، امیر حمزہؓ و زید بن حارثہؓ، عبداللہ بن مسعودؓ و زبیر بن عوامؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ و سعد بن مالکؓ، اور خود اپنے اور میرے درمیان موخات پیدا فرمائی۔

حدیث

ابن عبداللہؓ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مہاجرین کے درمیان موخات قائم کی پھر مہاجرین اور انصار کے مابین موخات کا رشتہ استوار کیا۔ دونوں بار حضرت علیؓ سے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حدیث

طبرانی معجم میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنیؓ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی بندی بنائی، تو ممکن ہے کہ آپؐ نے اپنے اور علی رضی اللہ عنہ کے مابین موخات کسی اور موقع یا آخری موقع پر قائم فرمائی ہو۔ کیونکہ روایات کے اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر متعدد بار واقع ہوا ہے۔ چنانچہ کئی صحابی دو یا تین افراد تک کے بھائی بنائے گئے۔

اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ حدیث ۱۵ میں موخات کے ضمن میں امیر معاویہؓ کا تذکرہ

حدیث

بروایت دیگر زبیر بن عوامؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا تھا۔ یونہی عثمانؓ اور ابوس بن ثابتؓ کو طلحہ بن عبداللہؓ اور کعب بن مالکؓ کو سعید بن زیدؓ اور ابی بن کعبؓ کو مصعب بن عمیرؓ اور ابویوسفؓ کو ابو حذیفہؓ اور عباد بن بشرؓ کو اور عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمانؓ کو زبان نبوتؐ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔

حدیث

ایک اور روایت کے مطابق عمار بن یاسرؓ اور ثابت بن قیسؓ جنہیں خطیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے اور ابوذر غفاریؓ اور منذر بن عمرؓ کے درمیان نبی علیہ السلام نے بھائی بندی بنائی۔

ابن ہشامؒ کہتا ہے کہ میں نے ایک یار علماء سے سنا ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو جذب بن جنادہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہؓ اور عریم بن سعدؓ کے مابین سلمان فارسیؓ ابوذرؓ کے مابین اور بلالؓ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوذرؓ کے مابین رشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موافات کا جوڑا ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ مذکورہ اسماء ہیں۔ ان صحابہ کے جن کے مابین موافات کا تعلق استوار ہوا تھا۔

جب کہ ابن اسحاق کی گزشتہ حدیث موافات ۱۲ میں عشرہ مبشرہ میں سے جناب سعدؓ کے علاوہ تمام کا ذکر موجود ہے۔ یہ موافات ہاجرین و انصار کے درمیان بنائی گئی تھی تاکہ ہاجرین کو غریب الوطنی کا احساس نہ ہو اور یوں صحابہؓ ایک دوسرے کے لیے دست و بازو بن جائیں جب کہ قبل ازیں عقبہ بن عامرؓ کی گزشتہ حدیث

موافاتؓ میں سعید بن زیدؓ کے سوا تمام عشرہ مبشرہ کا ذکر موجود ہے۔
 نتیجہ یہ ہوا کہ تمام گروہ عشرہ مبشرہ اس رشتہ اخوت میں شامل ہو گئے۔

کی آل اور دس صحابہ پر۔

۲۔ آپ کی آل میں سیدہ فاطمہ اور آپ کے بھائی حیدر قرار ہیں۔ ان سب کیلئے تعریف ہے اور عبدالمطلب ایسا درخت ہے جس کے پھل بڑے عمدہ ہیں۔

۳۔ ان کے بعد عثمان غنی ہیں جو عبدمناف میں سے بہترین انسان ہیں۔ اور قحطی سے حضرت زبیرؓ چائے ہیں۔ جو کفار کو ہلاک کرنے کا شیوہ رکھتے ہیں۔

۴۔ جانشین نبی حضرت سعدؓ کلاب کی اولاد میں سے ہیں اور عید الرحمن بن عوف بھی نبی کلاب ہی سے ہیں صدیق اکبر اور طلحہؓ مرہ سے مشہور ہیں۔

۵۔ فاروق اعظم کعب سے تعلق رکھتے ہیں سبید بھی ان کے پیرو ہیں اور ابو عبیدہ بن جراحؓ فہر کی اولاد میں ہیں نو عشرہ ہشتہ مکمل ہوئے۔

اشعار کی تشریح اگلے صفحے پر نقشہ میں دیکھیں۔

باب دوم:

عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعض

اجتماعی فضائل

ان کے نسب مبارک کا نبی علیہ السلام سے اتصال

علامہ محمد بن احمد بن خلف رحمہ اللہ نے عشرہ مبشرہ کا نسب درج ذیل عربی اشعار میں بیان کیا ہے۔

صَلَوَاتُ رَبِّيَ دَائِمًا وَالطَّيِّبِينَ الْبَرَّةَ - عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ وَإِلَيْهِ وَالْعَشْرَةَ
فَالِهُ وَنَافِطِيمٍ وَمِنْ أَحِبِّهِ حَيَّةَ رَهْ - وَنَسِيبَةَ الْحَمْدِ لَهُمْ أَصْلُ أَطَابَ الثَّمَرَةَ
وَبَعْدُ هُمْ عُثْمَانُ وَمِنْ عَبِيدِ عَمَّاتِ الْحَيَّةِ - وَمِنْ قُصَىٰ لِحَقِّ الزُّبَيْرِ مُرْدَى الْكَفَرَةِ
سَعْدُ الْمُقْدَرِ مِنْ رَكَابِ وَأَبْنِ عَوْنِ آذَرِهْ - وَمَا يَقْنَأُ وَطْلَحَةُ مِنْ مُرَّةٍ مَا أَتَهْدَاهْ
فَارَوْقَنَا مِنْ كَعْبِهِمْ سَرِيدٌ يَقْفُو آثَرَهُ - وَغَامِرُ الْأَمِيثِ مِنْ فِهْرِ كَمَالِ الْعَتَرَةِ
ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور تمام پاک لوگوں کا درود و سلام ہو۔ نبی علیہ السلام پر آپ

بھی موجود ہے جو فتح مکہ کے قریب اسلام لائے تھے۔ ہدایہ بید کا واقعہ ہے۔ اور جو موانع ہجرت کے فوراً بعد ہوئی تھی وہ پہلا واقعہ ہے۔

ضروری نوٹ:

درج بالا نقشہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کا نسب نبی علیہ السلام کی دوسری پشت سے مل جاتا ہے۔ جب کہ عثمان غنیؓ جو تھقی۔ عمر فاروقؓ آٹھویں ایوبؓ صدیقؓ پرتے ساتویں اور ابو عبیدہ بن جراحؓ گیارہویں پشت پر آپ سے جا ملتے ہیں۔ اسی طرح دیگر افراد عشرہؓ کا حال نقشہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

حدیث

روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں عشرہ مبشرہ کی ارواح جمع فرمائیں اور ان کے انوار سے ایک پرندہ بنایا جو جنتوں میں رہتا ہے۔ اسے ملاں نے اپنی سیرت اور دیگر مصنفین نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے گویا عشرہ مبشرہ کو دنیا میں پیدا کرنے سے پہلے ہی عالم ارواح میں اکٹھا کر دیا تھا۔ اور جب دنیا میں آئے تو عالم ارواح کی طرح یہاں بھی اکٹھے ہو گئے۔ نسب میں بھی (جیسا کہ گذر چکا) نبی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بھی۔ رشتہ موافات میں بھی۔ اور پھر جنت میں بھی انشاء اللہ اکٹھے ہونگے۔ تو خوش بخت ہے وہ انسان جس نے ان کی محبت کی کسی ایک میں فرق نہ کیا اور ان سے راستے پر چلا۔ اور بد بخت ہے وہ انسان جو ان کے یا ہمیں اختلافات میں الجھا رہا اور کسی ایک میں فرق کرنے کا خطرہ مول لیا اور نفس کی پیروی کرتے ہوئے ایک کی گستاخی کا مرتکب ہوا، اللہ ہی کو حمد ہے جس نے ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھا دعایہ ہے کہ یہ کرم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے۔

میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر بن الخطابؓ، اس کے بعد آپ نے بہت سے لوگوں کے نام گئے۔ ذکر فلاں کے بعد فلاں شخص مجھے محبوب ہے۔ اسے احمد مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

عمر بن العاصؓ ہی سے ایک روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جیش ذات السلاسل کا امیر بنا کر بھیجا۔ جبکہ لشکر میں ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ (رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ) بھی تھے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ (رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ پر مجھے امیر بنا یا جانا اس بنا پر ہے کہ آپ کے ہاں میرا مرتبہ ان سے بڑھ کر ہے۔ تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، پھر میں نے عرض کیا

یا رسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کے ہاں پسندیدہ تر شخص کون ہے؟ اگے حدیث مثل سابق ہے۔

یہ حدیث ابو حاتم نے حضرت انسؓ کی روایت سے سیدہ عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بھی درج کی ہے۔

یہ احادیث عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں قدر و منزلت پر پوری طرح سے روشنی ڈالتی ہیں۔ تاہم پھر بھی یہ

بیان اول

(اسے بارے میں کہ)

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو نبی علیہ السلام کی صحبت
میشر ہے اگرچہ درجات صحبت میں تفاوت ہے

حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں
میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) میں نے عرض
کیا مردوں میں کون؟ فرمایا ابوبکرؓ، میں نے پھر عرض کیا ان کے بعد کون؟
فرمایا عمرؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عثمانؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا علیؓ تو
میں خاموش ہو گیا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے فرمایا عید اللہ! جو چاہو پوچھو
میں نے عرض کیا کہ علیؓ کے بعد کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا طلحہؓ پھر
زبیرؓ پھر سعدؓ ابن مالکؓ پھر سعید بن زیدؓ پھر عید الرحمن بن عوفؓ، پھر ابو عبیدہ
بن جراح۔

ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے مگر یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث

جب کہ اس بارے میں صحیح حدیث حضرت عمرو بن العاصؓ کی ہے۔ وہ
کہتے ہیں میں نے عرض کیا مردوں میں سے کون؟ فرمایا عائشہ کا باپ (ابوبکر صدیقؓ)

بیان سوم | عشرہ مبشرہ صحابہ رض

سے کینہ و بغض رکھنے سے بچنا

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! اے مسلمانو ! اگر تم عبادت کرتے کرتے کمانوں کی طرح کوز نشیت ہو جاؤ اور مسلسل روزہ رکھتے رکھتے کافروں کی طرح سوکھ جاؤ اور نماز ادا کرنے کے لیے قافلوں سے ٹھٹھڑے پھرو۔ پھر بھی اگر تم میں سے کسی نے عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے کسی سے بغض رکھا تو اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔
اسے ابو سعیدؓ نے شرف البتوت میں بیان کیا ہے۔

بیان سوم عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی نشات

حدیث

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ جنت میں جائیں گے۔ عمرؓ جنتی ہیں۔ عثمانؓ جنتی ہیں۔ علیؓ جنتی ہیں۔ طلحہؓ جنتی ہیں۔ زبیرؓ جنتی ہیں۔ عبدالرحمن بن عوفؓ جنتی ہیں۔

مذکورہ احادیث بظاہر متعارض ہیں مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ ابو حاتم اور مسلم والی حدیث میں خوب ہے کہ آپ نے کئی مردوں کے نام گنے کہ فلاں کے بعد فلاں محبوب ہے ممکن ہے اس سے مراد یہی عشرہ مبشرہ ہوں جنہیں ملاں نے اپنی روایت میں صراحتاً بیان کیا ہے۔ البتہ درج ذیل حدیث سے یہاں اشکال پیدا ہوتا ہے۔

حدیث۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی علیہ السلام کو صحابہ میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا ابو بکرؓ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا عمرؓ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا ابو عبیدہ بن جراح۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور اسی باب میں یہ حدیث بالتفصیل آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تشریح:

اگر سوال کیا جائے کہ گزشتہ احادیث میں تو ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بعد عثمان غنیؓ کو نبی علیہ السلام کا محبوب بتلایا گیا ہے اور اس حدیث میں ابو عبیدہ بن جراح کو آخر کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت وہی ہے جو گزشتہ احادیث میں خود نبی علیہ السلام نے فرمائی باقی سیدہ عائشہ نے قرآن کو دیکھ کر اپنے گمان کے مطابق بات کہہ دی ہے یہ نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں ہے۔

بن جراحؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ نوے افراد گن کر دسویں کا ذکر کیے بغیر آپؐ چپ ہو گئے۔ لوگوں نے کہا آپؐ کو خدا کی قسم ہے کہ دسویں کا نام لیں فرمایا تم نے مجھے خدا کی قسم دے دی ہے۔ اس لیے بنتانا ہوں کہ وہ دسواں ابوالاعور (سعید بن زید) ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس باب میں اسے سب سے صحیح حدیث قرار دیا ہے یعنی سابق الذکر حدیث عبدالرحمن بن عوف سے تھی یہ حدیث زیادہ قوی ہے۔

حدیث

حضرت سعید ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش میں سے کئی افراد جنتی ہیں۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن مالکؓ اور ابوسیدہ بن جراحؓ، سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ دس جنتیوں میں ایک صحابی اور بھی ہے اور غالباً وہ خود حدیث کے راوی (سعید بن زید) ہیں۔

اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے انہوں نے اسے ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اپنے معجم میں عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں حضرت سعیدؓ کا صاف نام موجود ہے۔

حدیث

لے اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ صرف دس صحابی جنتی ہیں اور باقی جنتی نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دس وہ صحابی ہیں جنہیں شائع علیہ السلام نے جنتی کہا ہے وہ خوش نصیب جنتی بہنیں زبان نبوت سے شرفِ جنت مل گیا۔

سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔ سعد بن زید جنتی ہیں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

اسے احمد بن حنبلؒ، ترمذی اور بغوی نے مصابیح میں احادیث حسان سے درج کیا ہے۔

تشریح:

اسے ابو حاتم نے بھی روایت کیا ہے مگر کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ، اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ جنت کی بشارت کے بارہ میں ابو عبیدہ بن جراح کا ذکر عشرہؒ سے متصلاً اسی حدیث میں آیا ہے۔

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ آگے بیان ہونے والی سعید بن زید سے مروی حدیث ابو حاتم کے قول کی تردید کر رہی ہے۔

حدیث

حضرت سعید بن زیدؒ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس آدمی جنتی ہیں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، ابو عبیدہؓ

لے ان دس صحابہ اکرام کو جنت کی بشارت ملی ہے اس لیے انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور یہ بات تنبیہ کتب میں بھی موجود ہے چنانچہ ابن ابی الحدید اپنی کتاب شرح فیج البلاغہ جلد اول ص ۷ مطبوعہ بیروت میں حضرت طلحہؓ کے تعارف میں لکھتا ہے۔ وَطَاحَةُ أَحَدِ الْعَشَرَةِ الْبُشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ

ترجمہ: اور طلحہؓ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں جن کے لیے جنت کی شہادت دی گئی ہے۔

مالک علیؓ اپنی طالبؓ ہیں ہر نبی کے حواری تھے۔ اور میرے حواری (خداوندگار) علیؓ و زبیرؓ ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ جہاں ہونگے حق ان کے ساتھ ہوگا۔ سعید بن زیدؓ مجوبان خدا میں سے ہیں۔ عبدالرحمن بن عوفؓ اللہ کے نایبوں میں سے ہیں۔ (یعنی سب سے زیادہ خدا کے عبادت گزار اور اجر و ثواب کا لین دین کرنے والے ہیں) ابو عبیدہ بن جراحؓ اللہ اور اس کے رسول کے امین ہیں۔ ہر نبی کا محرم راز ہوتا ہے اور میرا محرم راز امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ ہیں۔ ان سب سے محبت کرنے والا نجات پا گیا اور نفع رکھنے والا تباہ ہو گیا۔ اسے ملاں نے اپنی سیڑی میں ردایت کیا ہے۔

بیان پنجم عشرہ مبشرہ الذین سبقت لہم من الحسنیٰ کے مصداق اول ہیں

حدیث

حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی۔

ان الذین سبقت لہم من الحسنیٰ الخ سورة انبیاء۔ آیت نمبر
ترجمہ: جن کے لیے ہم اچھی عاقبت کھینچے ہیں وہ جہنم سے دور

رہیں گے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا میں انہیں میں سے ہوں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور دیگر تمام عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہ بھی انہی میں سے ہیں۔ اسے ابو القریظ بن جوزی رحمہ اللہ نے اسباب النورول میں بیان کیا ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ کے گھر تشریف لائے فرمایا اے عائشہؓ! تمہیں ایک بشارت مژدوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ فرمایا تمہارے والد ابو بکر جنتی ہیں۔ وہاں ان کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام ہونگے۔ عمرؓ جنتی ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت فوح علیہ السلام ہوں گے عثمانؓ جنتی ہیں ان کا ساتھی میں خود ہوں گا۔ علیؓ جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہوں گے۔ طلحہؓ جنتی ہیں وہاں ان کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ زبیرؓ جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہوں گے سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔ ان کے ساتھ سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہوں گے۔

سعد بن زیدؓ جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں ان کے ساتھ ادريس علیہ السلام ہوں گے۔ پھر فرمایا۔ اے عائشہ! میں سید المرسلین ہوں۔ تمہارا والد افضل الصديقین ہے اور تم اتم المؤمنین ہو۔ اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان چہارم

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ صفات حمیدہ

حدیث

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت سے زیادہ رحم دل ابو بکرؓ ہیں دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ ہیں سب سے بڑھ کر عثمانؓ اور سب سے زیادہ قوت فیصلہ کے

ترمذی نے یہ روایت مناقب عثمان غنیؓ میں درج کرتے ہوئے
کی جگہ ۱۵۸۲ رکھا ہے جب کہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے
سعید بن زیدؓ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے۔ مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ ”دوسرا“
پیر ابو عبیدہؓ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے اور الفاظ ہیں۔ اُثْبِتْ یَحْرَءُ

حدیث

زیلعی نے بھی اسے لیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ تم مجھے کہتے ہو کہ میں اپنے بھائیوں کو بڑا کہوں جب کہ اللہ ان پر درود بھیجتا
ہے۔ یا یہ کہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔

اس کے بعد راوی نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ حراء میں تھے کہ وہ ہلنے لگا آپ
نے فرمایا حراء ٹھہر جا راوی نے اس روایت میں یہ کہا ہے کہ اس وقت وہاں ابو
عبیدہؓ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے۔

علاوہ ازیں یہ روایت حربی نے ابن عباس سے لی ہے۔ جس کے الفاظ
یہ ہیں کہ آپ حراء پر تھے کہ اچانک وہ دھل پڑا آپ نے فرمایا ٹھہر جا! تجھ پر نبیؐ،
صدیق اور شہداء ہی تو ہیں۔ جب کہ آپ کے ساتھ وہاں ابو عبیدہؓ کے سوا تمام
افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے۔

حدیث

علاوہ ازیں اسے حافظ اسحاق بن ابراہیم بغدادی نے ان روایات میں درج
کیا ہے۔ جو بڑوں نے چھوٹوں سے اور اباؤ اجداد نے اولاد سے روایت کی
میں چنانچہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم۔ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ
اور حضرت سعیدؓ حراء پر کھڑے تھے کہ وہ ہلنے لگ پڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

باب سوم:

عشرہ مبشرہ صحابہؓ میں سے بعض
کے فضائل



بیان اول

عشرہ مبشرہؓ میں صدیقین اور شہداء

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ صحابہؓ پہاڑ پر چڑھے تھے آپ کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ حرکت میں آگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا: ”اے حراد، اپنی جگہ ٹھہر! تجھ پر نبی صدیق اور شہداء ہی تو ہیں دوسری روایت میں حضرت علیؓ کا نام نہیں۔

مذکورہ طریقہ پر یہ دونوں روایات مسلم نے ہی بیان کی ہیں۔

جنت میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری عشرہ مشرہ بیان دوم سمیت آپ کا امت سے موازنہ کیا جانا

حدیث

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا وہاں میں نے (اپنے آگے) کسی کے قدموں کی سرسراہٹ سنی۔ پوچھنے پر بتلایا گیا کہ یہ حضرت بلالؓ ہیں تو جنت کی میں نے سیر کی اور دیکھا کہ وہاں کے اکثر باشندے فقراء مہاجرین ہیں اور مسلمان مالدار لوگ اور عورتیں نظر نہ آئیں۔ پھر معلوم ہوا کہ مالدار تو جنت کے دوازوں پر محاسبین بن کر کھڑے ہوئے ہیں اور عورتوں کو دوسرے چیزوں سونا اور ریشم نے تباہ کر ڈالا ہے (وہ اکثر جہنم میں ہیں) پھر میں جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک سے باہر آیا۔ ابھی میں دروازے کے پاس ہی تھا کہ ایک نرازو لایا گیا جس کے ایک پلے میں مجھے اور دوسرے میں میری ساری امت کو رکھ کر تو لایا تو میں سب سے بھاری نکلا، پھر ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ کو باری باری لایا گیا اور ساری امت سے ان کا وزن کیا گیا اور انہیں سے ہر ایک ساری امت سے بھاری نکلا۔ پھر میری ساری امت کو ایک ایک کر کے میرے سامنے سے گزارا گیا۔ جب عبدالرحمن بن عوفؓ کی باری آئی تو میں نے دیکھا وہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں، پھر وہ ذرا آگے جا کر واپس آگئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے

حرام ٹھہر جا! تجھ پر نبیؐ۔ صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔ چنانچہ یہ سنتے ہی حرام ٹھہر گیا۔

تشریح:

صحابہ ثلاثہ (ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) کے فضائل میں مذکور روایات و دیگر روایات کئی اور پہاڑوں کے بارہ میں آئیں گی۔ لہذا یہ اختلاف روایات صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار مختلف پہاڑوں پر ظاہر ہوا ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ احادیث میں پہاڑ پر موجود افراد کی تعداد اور اسماء گونا گوں ذکر ہوئے ہیں۔

البتہ یہاں صدیق سے مراد بظاہر صرف ابوبکر صدیقؓ ہیں کیونکہ وہی صحابہ میں سے اس صفت کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں اور شہید سے مراد وہ پانچ ہیں جن کا نام اس فصل کی پہلی حدیث میں صراحت سے موجود ہے (یعنی عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ عنہم) کیونکہ یہ پانچوں صراحتاً تیغ سے شہید ہوئے ہیں۔ البتہ عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، اور حضرت سعید بن زیدؓ (اگرچہ بظاہر شہید نہیں ہوئے۔ مگر ممکن ہے کہ وہ کسی اور معنی کے ساتھ مقام صدیقیت یا شہادت میں داخل ہوں۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے انہیں صدیقین اور شہداء میں رکھا ہے۔

حدیث میں یہ دونوں موجود ہیں۔
 چنانچہ دونوں احادیث کے اجتماع سے چودہ نہیں بلکہ پندرہ افراد بنتے ہیں
 کیونکہ دونوں احادیث میں چودہ کا عدد مکمل نہیں۔ ترمذی نے بارہ اور تمام مازی
 نے تیرہ لکھے ہیں جبکہ امام احمد بن حنبلؒ نے یہی حدیث حضرت علیؓ سے روایت
 کرتے ہوئے مکمل چودہ کی تکمیل ان الفاظ میں کی ہے کہ

حدیث

مرض کیا گیا یا رسول اللہ۔ آپ کے برگزیدہ چودہ ساتھی کون ہیں؟ فرمایا
 میں خود میرے بیٹے حسنؓ اور حسینؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، عقیلؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، مقدادؓ
 سلمانؓ، عمارؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ۔

گویا اس حدیث میں گیارہ قریشی صحابہ ہیں اور تین غیر قریشی۔

حدیث

یہی حدیث ابن سمان نے ”الموافقة“ میں حضرت علیؓ سے چودہ عدد کی
 تفصیل کرتے ہوئے روایت کی ہے جبکہ روایت امام احمد بن حنبلؓ سے اسما میں
 اختلاف آگیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات برگزیدہ
 ساتھی عطا کیے گئے جبکہ مجھے چودہ سات قریش میں سے علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، حمزہؓ
 جعفر طیارؓ، ابوبکرؓ، اور عمرؓ اور سات دیگر مہاجرین میں سے، عبداللہ بن مسعودؓ
 سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، حذیفہؓ، عمارؓ اور بلالؓ۔

حدیث

ابن سمان کی دوسری روایت یوں ہے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، سیدہ
 فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ، حمزہؓ، جعفر ابن مسعودؓ، بلالؓ، عمارؓ، ابوذرؓ
 اور سلمانؓ۔

بیان سوم کچھ افراد مشترہ بشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کی فائت و نبیت

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی یا محافظ عطا کیے گئے اور مجھے چودہ۔ ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ فرمایا میں خود میرے بیٹے (حسین کریمین رضی اللہ عنہ) جعفر (طیار) امیر حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

یہی حدیث تمام رازی نے فوائد میں یوں ذکر کی ہے کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو وزر ا دیا محافظین سات عدد دیے گئے اور مجھے چودہ۔ امیر حمزہ، جعفر طیارؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ (یہ سات قریش میں سے ہیں) ابن مسعودؓ، عمارؓ، حذیفہؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور بلالؓ۔

تشریح:

مذکورہ دونوں احادیث میں قریش کے سات افراد تو بالاتفاق آئے ہیں۔ جب کہ ترمذی نے مصعب بن عمیرؓ کا نام بڑھایا ہے۔

علاوہ ازیں ترمذی نے سات افراد کے علاوہ پانچ افراد ذکر کیے ہیں جن میں حذیفہؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ نہیں ہیں۔ جبکہ دوسری حدیث میں ان تینوں کے ساتھ ابن مسعودؓ، عمارؓ اور بلالؓ کا ذکر بھی ہے مگر مصعبؓ اور سلمانؓ کا نہیں (جبکہ پہلی

میری ساری امت میں سے امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکرؓ ہے۔ دین میں سب سے بچتہ عمرؓ، حیا میں سب سے سچا عثمانؓ، اللہ کی کتاب کا سب سے بڑا قاری ابی بن کعبؓ، فرائض کو سب سے زیادہ جانتے اور عمل کرنے والا زید بن ثابتؓ اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ جانتے والا معاذ بن جبلؓ ہے۔ یاد رکھو! ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہے۔

اسے ابو حاتم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

قراردیا ہے۔

حدیث

طبرانی نے یہ حدیث یوں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری امت میں سے امت پر زیادہ مہربان ابو بکرؓ امت کے لیے سب سے بڑا تمم دل عمرؓ اور ساری امت میں سے سب سے بڑا قاضی علیؓ ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ آگے مثل سابق ہے۔

بیان ششم چند صحابہ جو زبان نبوت کے مطابق بہترین انسان ہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ بہترین انسان ہے، عمرؓ بہت اچھا آدمی ہے، معاذ بن عمرو بن جموحؓ بہت بہترین شخص ہے، معاذ بن جبلؓ نہایت بہترین انسان ہے، ابو عبیدہ بن جراحؓ نفیس بندہ ہے۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

تشریح :

اس حدیث میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر مذکر صیغوں کے تحت مذکرین کی تغلیب کی بنا پر ہے۔ اور یہ بات کلام سرب میں کثیر الاستعمال ہے۔

بیان حرام

قرآن نبی۔ ابو بکر نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا۔ اور
اول مہاجرین سے رضا، نبی

حدیث

سہل بن مالک اپنے باپ سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجرۃ الوداع سے لوٹے تو مہاجر پر نشریف لاکر وعظ فرمایا۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! ابو بکر نے مجھے کبھی بھی دکھ نہیں دیا۔ اس کی یہ صفت نوٹ کر لے، اے لوگو! عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن مالکؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور اول مہاجرین تمام سے میں راضی ہوں۔ ان کی یہ صفت نوٹ کر لو!۔

اسے خلفی سے اور حافظ دمشقی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

بیان منجم عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی جداگانہ صفت حمیدہ

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بیان نہم

عشرہ میں سے کچھ کے لیے زبان رسالت کی خصوصی
اور مناسب حال دعوات۔

حدیث زہیر بن کوامؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو نے میرے صحابہ کی وجہ سے امت کو برکت عطا فرمائی ہے۔ تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے۔ انہیں ابو بکرؓ کی محبت پر اکٹھا کر دے۔ اس کا کام نہ بکھیر۔ کیوں کہ اس نے ہمیشہ اپنی رضا پر تیری رضا کو ترجیح دی ہے۔ اے اللہ عمر بن خطابؓ کو عزت عثمانؓ کو صبر۔ علیؓ کو توفیق۔ طلحہؓ کو بخشش، زبیرؓ کو ثبات قدمی، سعدؓ کو سلامتی اور عبدالرحمنؓ کو دقار عطا فرما۔ اے اللہ اہل ہاجرین و انصار کو اور نبیؐ میں انکی پیروی کرنے والے تمام مسلمانوں کو (جنت میں) میرا ساتھی بنا دے۔

اسے حافظ تقفی نے اور واحدی نے مستند روایت کیا ہے اور واحدی نے ان الفاظ تو ان سے برکت واپس نہ لے، کے بعد یہ الفاظ زائد کیے ہیں۔ اے اللہ تو نے میرے صحابہ کو ابو بکرؓ کی وجہ سے برکت عطا فرمائی ہے تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے اور ابو بکرؓ کی محبت پر انہیں اکٹھا کر دے۔

بیان دہم

بعض افراد عشرہؓ اور بعض دیگر صحابہؓ کے لیے زبان رسالت سے جنت کی دعا

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے صحابہ کے لیے جنت کا سوال کیا تو اللہ نے انہیں یقیناً جنت سے نواز دیا۔ اسے ابو الخیر حاکمی قزوینی نے روایت کیا ہے۔ حدیث ابن عبدالبر نے استیعاب میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب جل علی سے سوال کیا کہ وہ شخص جو درج میں نہ جائے جس نے مجھے سسر بنایا جسے میں نے سسر بنایا۔

۱۔ شیعوں کی معتبر اور مفصل تہ تفسیر دو لوامع التنزیل، جلد دوم ص ۴۶۶ میں علامہ حائری شیعہ لکھتا ہے۔

اسد بن حضیرؓ اور ثاث بن قیسؓ کا ذکر بھی کیا ہے۔ کچھ تقدیم تاخیر بھی کی ہے اور حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

بیان، مضمون

فرمان نبی کے مطابق جو لوگ محبتانِ خدا و مصطفیٰ
(صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں

حدیث

ابنِ نجاشیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ
الوہبؓ پر درود بھیج کہ وہ تجھے اور تیرے رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ اے اللہ عمرؓ
پر درود بھیج کہ وہ تیرا اور تیرے نبی کا محب ہے۔ اے اللہ عثمانؓ پر درود بھیج کہ
وہ تیرا اور تیرے محبوب کا حیدر ہے۔ اے اللہ ابو عبیدہ بن جراحؓ پر درود بھیج کہ وہ تجھے
اور تیرے نبی کو دوست رکھتا ہے۔ اے اللہ عمر بن العاصؓ پر درود بھیج کہ خدا
مصطفیٰ کو اپنا حبیب بنائے ہے۔

بیان، مضمون

کچھ صحابہ جو نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث شیفیق کہتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا نبی علیہ السلام
کو سب صحابہ میں زیادہ عزیز کون تھا؟ فرمایا ابو بکرؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد
کون؟ فرمایا عمرؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد کون؟ فرمایا ابو عبیدہ بن جراحؓ۔ میں
نے کہا اس کے بعد کون؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو
گئیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن حدیث قرار دیا ہے۔

عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! کیا مجھے آپ پر غیرت آئیگی؟
 پھر آپ نے عثمان غنیؓ کی طرف رخ منور کیا اور فرمایا ہر نبی کا ایک
 ساتھی ہوتا ہے اور میرے جنت کے ساتھی تم ہو پھر عبدالرحمنؓ کی طرف نگاہ
 التفات اٹھی تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں تمام صحابہ سے دیر کے ساتھ
 آنے دیکھا ہے۔ کیا سبب ہے؟ فرمایا مجھ سے حساب ہوتا رہا کہ فلاں مال
 تمہیں کہاں سے ملا کہاں خرچ کیا؟ بلکہ مجھے تو گمان گزرا کہ شاید آپ کو نہ دیکھ
 پاؤں گا پھر عرض کیا میرے سوداؤں مصر سے مال تجارت سے لدے ہوئے آئے
 ہیں۔ جنہیں میں مدینہ کے تینوں اور بیواؤں میں تقسیم کرنے کا اعلان کرتا ہوں شاید
 کہ اسی سبب سے اللہ میرا حساب آسان کر دے پھر آپ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کی
 طرف دیکھا تو فرمایا ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں۔ اور میرے حواری
 تم دونوں ہو۔

اسے قاضی ابوبکر یوسف بن فارس نے روایت کیا ہے۔

۱۲

بیان

کچھ وہ صحابہ جو جمعہ کے روز لوگوں کے بھاگ جانے کے
 وقت نبی علیہ السلام کے ساتھ تھے

حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے
 روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مدینہ منورہ میں غلے کا قافلہ آگیا (جب کہ قحط
 سالی طاری تھی) تو لوگ قافلے کی طرف دوڑ پڑے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ
 بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔

اسے صرف مسلم نے روایت کیا ہے۔

بیان

جنت میں عشرہ مبشرہ کے مقامات رفیعہ

حدیث

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے تشریف لائے اور فرمایا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے ساتھیو! آج رات میں نے جنت میں تمہارے مکانات کا اپنے مکان سے قرب دیکھا ہے۔ یہ کہہ کر آپ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے علیؓ! کیا تم یہ پسند کرو گے کہ جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے سامنے ہو جیسے دو بیانیوں کے منازل باہم بالمقابل ہوتے ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ یہ کہتے ہوئے حضرت علیؓ گریاں ہو گئے۔ پھر آپ ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا میں ایک ایسے شخص کا نام اور اس کے والدین کا نام بھی جانتا ہوں جب وہ جنت میں آئے گا تو وہاں کا ہر مکان اور پانی کا ہر گھونٹ مر جاوے گا پھر اٹھے گا حضرت سلمانؓ فارسی عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ایسا شخص ناکام کب ہو سکتا ہے۔ فرمایا وہ ابو بکرؓ ہے۔ پھر آپ نے حضرت عمرؓ کی طرف التفات فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اے ابو حفص! میں نے جنت میں سفید جوہر سے بنا ایک محل دیکھا جس پر سفید موتیوں کا جڑاؤ کیا ہوا تھا۔ میں نے فرشتہ رضوان سے پوچھا یہ محل کس کے لیے ہے؟ کہنے لگا ایک قریشی جوان کے لیے میں نے سمجھا کہ شاید میرا ہے وہ خود ہی بول اٹھا یہ عمر بن الخطابؓ کا ہے۔ پھر میں نے اس کے اندر جانا چاہا تو مجھے تیری غیرت یاد آگئی۔ عمر فاروقؓ سن کر آب دیدیدہ ہو گئے

لے کتنا پیارا خطاب ہے جو خود زبان رسالت سے ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

ابو بکر صدیقؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، عثمان بن مظعونؓ، ابو عبیدہ
بن جراحؓ، مصعب بن عمیرؓ، سالمؓ، ابوسلمہؓ، ارقم بن ابی ارقمؓ، عمارؓ، اور حضرت
بلالؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اسے ابوالفرح نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَوْلِ عَدَاوَةٍ غَنَّا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ

ترجمہ: ہم نے ان کے دلوں سے ہر قسم کا بغض و کینہ نکال پھینکا ہے۔

ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبد الرحمن
بن عوفؓ، سعید بن زیدؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے حق میں اتاری ہے۔

اسے خثیمہ بن سلیمان اور ابوصالح نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ابوجعفرؓ سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں کینہ اور بغض سے کیا مراد ہے۔ فرمایا
زمانہ جاہلیت میں بنی ہاشم، بنی تیم اور بنی عدی کے مابین رنجش تھی جب یہ لوگ
اسلام لائے تو دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہنے والے ہو گئے۔
حسن سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَيَذَرُ عِبَادَ الَّذِينَ يَسْتَبِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

سورة الزمر آیت ۷۱

بیان ۱۳

وہ حدیث جو عشرہ مبشرہ میں سے بعض کی اہمیت خلافت پر دال ہے

حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا اگر نبی علیہ السلام اپنے بعد کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے؟ فرمایا ابو بکرؓ کو عرض کیا گیا (اگر بالفرض زندہ نہ ہوتے تو) اس کے بعد کسے بناتے؟ فرمایا عمرؓ کو۔ سوال ہوا پھر کسے بناتے؟ فرمایا ابو عبیدہ بن جراحؓ کو۔ اس کے آگے سیدہ نے کسی کام نام نہیں لیا۔

بیان ۱۴

کچھ عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیہ کہ یہ

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر دوڑے چلے آئے۔
ستر صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جن میں ابو بکر صدیقؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے
جنگ احد کے لیے جب آپ نے صحابہ کو بلایا تو وہ فوراً حاضر خدمت ہو گئے۔
اسے واحدی اور ابوالفرج ابن جوزی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عطاء (تابعی) سے روایت ہے کہ آیت مبارکہ

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا

ترجمہ: جب آپ کے پاس ہماری آیات کو ماننے والے آتے ہیں تو انہیں
سلامتی کا پیغام دیجئے۔

یہ تمام اقوال واحدی نے اور ابوالفرج نے اسباب النزول میں روایت کیے ہیں۔

حدیث

امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے اور وہ اپنے ائمہ آباد سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ہے

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ

سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

أَيُّدًا عَلَى الْكُفَّارِ

(کافروں پر سختی) سے مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

رَحْمَاءَ بَيْنَهُمْ

(آپس میں رحم دل) سے مراد عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجْدًا

(تم ہمیشہ انہیں رکوع و سجدہ عبادت) کرتے ہی دیکھو گے) سے مراد

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

(اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی) سے مراد طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ

سَيِّئُهُمْ فِي وَجْهِهِمْ

(عبادت سے انکی جبینوں میں محراب ہیں) سے مراد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

اور عبید الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد خداوندی

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دین (سچی) بات سن کر اسکی خوب تر پیروی کرتے ہیں۔

جب ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زید بن حارثہؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعید بن زیدؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آئے اور پوچھا کہ آپ نے کونسا دین اختیار کیا ہے۔ جب آپ نے انہیں اپنے دین سے آگاہ کیا تو وہ بھی اسلام لے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس لیے آیت میں القول (سچی بات) سے مراد ابوبکر صدیقؓ کی بات ہے۔

حدیث

ضحاک سے مروی ہے کہ آیت مبارکہ

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ۔

سورہ حدید آیت ۱۹

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے ہی سچے ہیں، اسے مراد آٹھ صحابی ہیں۔

ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زید بن حارثہؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور حمزہؓ جب کہ عمر فاروقؓ ان کے نو دین ساتھی ہیں۔ جنہیں اللہ نے ان کے صدق دل کے سبب ان سے ملا دیا۔

تشریح:

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت سے مراد اللہ کو ماننے والا ہر انسان ہے۔ جبکہ مقاتلؒ (ایک مفسر) کے بقول اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسولوں کی بات سن کر انکی تصدیق کر دیتے ہیں تکذیب نہیں!۔

میں فتنائی النار کیا۔

- ۴۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ! جہنوں نے احد میں اپنا باپ عبداللہ بن جراح مار ڈالا۔
- ۵۔ مصعب بن عمیرؓ! جہنوں نے احد میں اپنے بھائی عبیدہ بن عمیر کو جہنم رسید کیا اسی لیے اللہ فرماتا ہے وہ لوگ دشمنانِ خدا اور رسول کو دوست نہیں بناتے خواہ وہ انکے والدین اور اولاد بھائی یا عزیز رشتہ دار ہوں۔
- ان سے واحدی اور ابوالفرح نے بیان کیا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ

سورة مجادلہ آیت ۲۲

ترجمہ: اللہ اور روز قیامت پر ایمان لانے والی قوم کو آپ ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی رکھیں خواہ وہ ان کے والدین اولاد اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ (درج ذیل صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوا ہے۔

۱۔ ابو بکر صدیقؓ! جنہوں نے اپنے کافر بیٹے کو جنگ بدر میں مقابلے کیلئے لٹکارا اور عرض کیا یا رسول اللہ آج مجھے سب سے پہلے قربان ہو لینے دیجئے تو آپؐ نے فرمایا ابو بکر! ہمیں اپنی جان کے ساتھ نفع بہم پہنچائیے یہ جانتے نہیں ہو کہ تمہاری شخصیت میرے لیے کانوں اور آنکھوں والی ہے۔

۲۔ عمر فاروقؓ! جنہوں نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو تہمتیں شہر کر ڈالا۔

۳۔ حضرت علی مرتضیٰؓ اور امیر حمزہؓ جنہوں نے شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو بدر

لے بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ یہ واقعہ شیعہ فرقہ کی معتبر تاریخ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر صلوٰۃ ص ۳۲ پر موجود ہے۔ معلوم ہوا ابو بکر صدیقؓ کے دل میں ایمان کوٹ کوٹ کر ہوا ہوا تھا۔

۴۔ عمر فاروقؓ کے متعلق شیعہ فرقہ اکثر کہتا ہے کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کبھی کسی کافر کو قتل نہیں کیا۔ ضرور ان کے دل میں کفر سے محبت موجود تھی معاذ اللہ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ اپنے سگے ماموں کو غیرت ایمانی کے جوش میں قتل کر ڈالا۔ اور آپ کا یہ کارنامہ شیعوں کی معتبر کتاب بحار الانوار جلد ۱۹ ص ۳۶۲ پر بالہر حق موجود ہے۔

خلفاء اربعہ پر خدا و مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نوازشیں
اور یہ کہ انکا محب - مومن ہے اور دشمن منافق

۲
بیان

حدیث
حضرت علی رضی سے روایت ہے کہ مجھے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علی! اللہ
نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابو بکرؓ کو اپنا وزیر، عمرؓ کو مشیر، عثمانؓ کو سہارا اور مجھے
اپنا مددگار بناؤں۔ تو تم چار ہوئے۔ جن کے متعلق اللہ نے ام الكتاب (لون قدر)
میں لکھ دیا ہے کہ انہیں دوست رکھے گا تو مومن اور ان سے حسد رکھے گا۔ تو
صرف منافق۔ تم ہی میرے جانشین۔ میری ذمہ داریوں کو اٹھانے والے اور
امت کے آگے میری صداقت کی دلیل ہو۔ لہذا یہ رشتہ توڑ نہ دینا سیدھے
رہنے سے دائیں بائیں ہٹ نہ جانا۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے اور حضرت حذیفہ رضی سے
ایک اور طریق کے ساتھ بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

حدیث
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان
چار آدمیوں کی محبت صرف اور صرف مومن کے دل میں ہی یکجا موجود ہو سکتی ہے۔
یعنی ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ۔
اسے ابن سمان اور ابن ناصر سلامتی نے روایت کیا ہے۔

حدیث
حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان چاروں سے محبوبان خدا محبت کرتے ہیں اور دشمنان خدا بغض
رکھتے ہیں۔ اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

باب چہارم:

چار باران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے مختص احادیث

بیان اول

اللہ نے خلقاء اربعہ کو اپنے نبی کی صحبت کے لیے چن لیا

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء و مرسلین کے سوا تمام جہانوں پر اللہ نے میرے صحابہ کو عظمت دیدی ہے پھر صحابہ میں سے ابو بکر رضی، عمر رضی، عثمان رضی، علی رضی کو فضیلت سے نوازا دیا۔ اور میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنا دیا ہے۔ پھر امت میں سے جو لوگ پہلی سے چوتھی صدی تک آئیں گے بعد والوں سے افضل ہیں۔

اسے بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور بزار سے عبدالحق نے کتاب ”الاسکام“ میں اسے لیا ہے۔ جبکہ ابن سہمان نے بھی المتوافقیہ میں یہ حدیث مختصر نقل کی ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ اللہ نے انبیاء و مرسلین کے سوا اگلے پچھلے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

قیامت تک فرض فرمادی ہے۔

پھر فرمایا ابو بکرؓ کہاں ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں یہ موجود ہوں۔ فرمایا میرے قریب آ جاؤ آپ نے انہیں سینے سے چمٹا کر انکی آنکھوں کے درمیان ماتھے کا بوسہ لیا۔ ہم نے (صحابہ نے) دیکھا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک رخساروں پر آنسو بہا رہی ہیں۔ پھر آپ نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! یہ ابو بکر صدیقؓ ہے تمام مہاجرین و انصار کا سردار اور میرا ساتھی ہے۔ جب لوگوں نے مجھے ہٹلایا تو اس نے میری تصدیق کی۔ لوگوں نے مجھ سے صرف نظر کیا تو اس نے مجھے پناہ دی اور بلال کو میری رضا کے لیے اپنے مال سے خرید کو آزاد کیا۔ اس سے دشمنی رکھنے والے پر اللہ اور تمام جہان کی لعنت اور اللہ اس سے بری ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے۔ وہ ابو بکر صدیقؓ کی عداوت سے باز آ جائے۔ یہ باتیں دوسروں تک پہنچا دو۔ یہ کہہ کر پھر فرمایا ابو بکر! بیٹھ جاؤ اللہ تمہارے لیے ان باتوں کا فیصلہ فرمادیا ہے۔

پھر فرمایا عمر بن خطابؓ کہاں ہے؟ عمر فاروقؓ مجلیدی سے سامنے آ گئے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا قریب آ جاؤ وہ قریب آئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ ہم نے (صحابہ نے) آپ کے رخساروں پر آنسو بہتے دیکھے۔ پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بازا بلند فرمایا مسلمانو! یہ عمر بن الخطابؓ سے تمام مہاجرین و انصار کا سردار اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں، اس کے دل زبان اور ہاتھ پر اللہ حق بات اتارتا ہے خواہ کوئی جھانپتی نہ ہو یہ حق بات کہنے سے نہیں رکنا چاہیے سچی بات کتنی ہی کڑی کیوں نہ ہو۔ احکام خداوندی کی بجا آوری میں کسی انسان کی غلامت گری کو خاطر

بیان

خطبہ سیدالابرار در مدح چار یار

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ میرا وزیر ہے اور امت میں میرا نائب، عمرؓ میرا جیب ہے اور میری زبان سے بولنے والا، عثمانؓ مجھ سے ہے اور علیؓ میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ابو بکرؓ پر رحمت نازل کرے جس نے مجھ سے اپنی بیٹی بیاہی پھر مجھے دار، ہجرت (مدینہ منورہ) کی طرف اٹھا لایا۔ غار میں میرا ساتھی رہا اور اپنے مال سے بلالؓ کو آزاد کیا، عمرؓ پر اللہ رحم کرے جو سچی بات کہہ دیتا ہے خواہ وہ کڑوی ہو۔ جب کوئی بھی اس کا ساتھی نہ ہو (سننے تنہا مجبور ہو) تو بھی حق بات کہہ دیتا ہے۔ عثمانؓ پر اللہ کی رحمتیں ہوں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور علیؓ پر اللہ رحمت برسائے اسے اللہ علیٰ جہاں جائے حتیٰ اس کا ساتھ نہ چھوڑے۔

اسے ترمذی، غلی اور ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! تمہیں کیا ہے کہ میرے صحابہ کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہو۔ جانتے نہیں کہ میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کی محبت اللہ نے امت پر روز

یہ باتیں کچھ دی ہیں۔
اسے ابوسہل نے شرف النبوت میں بیان کیا ہے۔

خلفاء اربعہ کی محبت فرض ہے

بیان

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ابوبکر، عمرؓ اور علیؓ کی محبت ایسے ہی فرض قرار دیدی ہے۔ جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج فرض ہے۔ جو انکی عظمت کا منکر ہے اللہ نے اس کی نماز قبول کرے گا نہ زکوٰۃ نہ حج۔ لہ
اسے ملاں نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔

حدیث:

حضرت محمد بن وزیرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا، میں نے قریب ہو کر عرض کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اجواب ملا علیک السلام یا محمد بن وزیر۔ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ، خیال زیادہ ہے اور مال تھوڑا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے چند دعائیں ارشاد فرمادیں جہنم میں سفر ہر وقت پڑھتا رہا کروں شاید کہ میری غربت ختم ہو

لے کیونکہ اگر وہ خلفاء اربعہ کو معاذ اللہ کافر سمجھتا ہے۔ تو خود کافر ہے اور کافر کے اعمال بیکار جانتے ہیں اور اگر انہیں فاسق و فاجر خیال کرتا ہے تو خود پرے درجے کا فاسق ہے ایسے شخص کی نمازیں اور عبادات ثواب سے عاری رہتی ہیں۔

میں نہیں لاتا۔ شیطان اس کی شخصیت سے بھاگتا ہے۔ یاد رکھو! عمر جنتیوں کا نور ہے۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں کی لعنت ہے۔ اللہ بھی اس سے بری اور میں بھی اس سے بری۔

پھر فرمایا عثمان بن عفانؓ کہاں ہے۔ تو حضرت عثمانؓ فوراً سامنے آئے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے انہیں قریب بلا کر سینے سے تلایا۔ تو آپؐ کے رخسارِ دیا پر آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے۔ انہی کے بارہ میں اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا سہارا اور داماد بناؤں۔ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اسی سے بیاہتا اس سے فرشتے جیا کرتے ہیں۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں کی لعنت ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: علی بن ابی طالبؓ کہاں ہے؟ تو علیؓ بجلت میں سامنے آکر بوسے میں حاضر ہوئے۔ فرمایا میرے قریب آؤ، وہ قریب آئے تو آپؐ نے ان سے معاف کیا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جبکہ آنسو آپؐ کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا: مومنو! یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے میرا بھائی میرے بیٹے کا بیٹا اور میرا داماد ہے میرے گوشت و خون اور بالوں کا حصہ ہے۔ حسن و حسین کا والد ہے۔ جو نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ مشکل کتنا ہے، اللہ کا شیر ہے۔ اور دشمنانِ خدا کے لیے لٹکتی تلوار ہے۔ اس کے دشمن پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اللہ بھی اس سے بری اور میں بھی اس سے بری۔ جو شخص اللہ کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے وہ علیؓ کی عداوت سے باز رہے جو لوگ موجود ہیں۔ وہ دوسروں تک یہ باتیں پہنچا دیں۔ پھر فرمایا ابو الحسنؓ بیٹھ جاؤ اللہ نے تمہارے

مانند ہے۔ اسے ملاں اور علی نے روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۱ ابو بکرؓ و عمرؓ ایک مٹی اور عثمانؓ و علیؓ ایک مٹی سے ہیں

حدیث

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ و عمرؓ ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور عثمانؓ و علیؓ ایک مٹی سے اٹھائے گئے ہیں۔

بیان نمبر ۲ نبی علیہ السلام اور خلفاء اربعہ کا جوہر بشری ایک جنتی سیب سے اٹھایا گیا ہے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جبریل نے مجھے بتلایا کہ اللہ نے جب آدمؑ کے جسد میں روح ڈالی تو مجھے حکم ہوا کہ ایک جنتی سیب کا رس لا کر جناب آدمؑ کے گلے میں ٹپکاؤں۔ میں نے

اسے پہنچا پنج شیعوں کی معتبر کتاب تاریخ التواتر میں حالات پیغمبر جلد اول ص ۲۲ پر ہے کہ جب اسیران بدر کے متعلق حضرت ابو بکرؓ نے نرمی کرنے اور حضرت عمرؓ نے انہیں قتل کرنے کا مشورہ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ حضرت موسیٰؑ کی روش پر چلنے والے (کفار پر سختی کرنے والے) ہیں اور ابو بکرؓ حضرت ابراہیمؑ کے طریقے کو اپنانے والے ہیں کہ جنہوں نے کہا تھا۔

فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانه عاصي

جائے۔ فرمایا میٹھ جاؤ اور یہ تین دیباہیں ہیں جنہیں ہر مشکل کے وقت اور ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔ وہ دیباہیں یہ ہیں۔

يَا قَدِيرَ الْاِحْسَانِ

(اے ہمیشہ سے احسان فرمانے والے)

وَيَا مَنْ اَحْسَنَهُ فَوْقَ كُلِّ اِحْسَانٍ

(وہ ذات جس کا احسان ہر احسان سے بڑا ہے)

وَيَا مَالِكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

(اے دنیا و آخرت کے مالک)

پھر آپ کی نگاہ التفات اٹھی تو فرمایا اسلام اور سنت پر مرنے کی کوشش کرو۔ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کی محبت پر مرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ایسی موت کے بعد جہنم نزدیک نہیں آتی۔

بیان

خلفاء اربعہ انبیاء کی امثال ہیں

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں انبیاء میں سے ہر نبی جیسا ایک شخص ضرور موجود ہے ابو بکرؓ، ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہے۔ عمرؓ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ عثمانؓ، حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہے اور علی بن ابی طالبؓ میری

بیان نمبر ۹

نبی علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے خلفاء اربعہ ہی
قبروں سے اٹھیں گے

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
سے پہلے میرے لیے زمین پھٹے گی اور پھر ابو بکرؓ، پھر عثمانؓ، پھر علیؓ کے لیے
پھٹے گی۔ اس کے بعد ہم آ کر حنبت البقیع والوں کو اٹھائیں گے اور مکہ والوں کا
انتظار کریں گے۔ ان کے لیے زمین پھٹے گی (تو وہ نکل کر ہمارے پاس آپہنچیں گے)
اور پھر سارا جہان زمین سے باہر آ جائیگا۔

بیان نمبر ۱۰

روز قیامت خلفاء اربعہ کی وقت حساب
انتیازی شان

حدیث

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابو بکر صدیقؓ
کو یہ عرض کرتے دیکھا کہ روز قیامت سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟ فرمایا
ابو بکرؓ تمہارا انہوں نے عرض کیا پھر کس کا ہوگا؟ فرمایا عمرؓ کا۔ عرض کیا پھر کس کا؟
فرمایا علیؓ کا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا عثمانؓ کا۔ پھر آپ نے
فرمایا میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ عثمانؓ کا حساب میرے سپرد کر دے تو اللہ
نے میری دعا قبول فرمائی۔ اسے خجندی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

خجندی نے یہ بھی کہا ہے کہ حافظ بغدادی کے بقول اسی حدیث کی دوسری

ایسے ہی کیا۔ تو یا رسول اللہ! اس سے بننے والے پہلے نطفہ سے آپ کا جوہر بنا۔ جبکہ دوسرے سے ابو بکرؓ کا تیسرے سے عمرؓ کا، چوتھے سے عثمانؓ کا اور پانچویں سے علیؓ کا جوہر بنا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا یہ کون ہیں جنہیں اتنا بڑا اعزاز بخشا گیا؟ اللہ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد میں سے پانچ وجود ہیں۔ جنہیں میں نے تمام مخلوق پر افضلیت دی ہے۔ پھر جب حضرت آدمؑ سے خطا ہوئی تو انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار! ان پانچ برگزیدہ مسینوں کے صدقے میں میری توبہ قبول فرما۔ تو اللہ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

بیان	نبی علیہ السلام اور خلفاء اربعہ آفرینش آدمؑ سے قبل اللہ کے ہاں الوار تھے
------	--

حدیث

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کو نبی علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا میں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ چھ پانچوں پیدائش آدم علیہ السلام سے قبل عرض اعظم کی دائیں جانب الوار کی شکل میں تھے۔ جب حضرت آدمؑ پیدا ہوئے تو ہمیں انکی پشت میں لاٹھیرایا گیا۔ پھر ہم پاک صاف پشتوں میں سے منتقل ہوتے رہے بنا انکے مجھے اللہ نے حضرت عبداللہ کی پشت میں ابو بکرؓ کو ابو نفیضہ کی، عمرؓ کو خطاب کی، عثمانؓ کو عفان کی، اور علیؓ کو ابوطالب کی پشت میں لانا پھر انہیں میرا صحابی بنا دیا گیا۔ اور ابو بکرؓ کو صدیق، عمرؓ کو فاروق، عثمانؓ کو ذوالنورین اور علیؓ کو میرا وصی بنا دیا گیا۔ تو انہیں گالی دینا مجھے گالی دینا ہے اور مجھے گالی دینا اللہ کو دینا ہے اور جو اللہ کو گالی دے اللہ اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکے گا۔

اسے طاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

میں نے کسی مقصد کے لیے توڑی تو اس کی آواز سے آپ جاگ گئے اور یوں گویا ہوئے۔ ”وہ تھیں اور دوسرے تیسرے اور چوتھے شخص کو جنت کی مبارک باد ہو“ اتنے میں ابو بکرؓ آگئے آپ نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ پھر عرض آئے تو انہیں بھی بشارت دی گئی پھر عثمانؓ آئے تو انہیں بھی اپنے جنت کا مژدہ سنایا پھر حضرت علیؓ آگئے تو انہیں بھی اپنے جنت کی بشارت عطا فرمائی۔
اسے ابو بکر اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت کعب بن عجرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں جنتی مردوں کی خبر دوں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمایا بنی جنت میں ہے حدیث جنت میں ہے۔ شہید جنت میں ہے اور اللہ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے والا شخص بھی جنتی ہے۔
اسے خیمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ابو بکرؓ کے لیے صدیقیت ثابت ہے اور صحابہ ثلاثہ کے لیے شہادت۔

بیان ۱۲ خلفاء اربعہ نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے

حدیث۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شہر کے دروازے سے نکلے اور کیفیت یہ تھی کہ دایاں ہاتھ ابو بکر صدیقؓ کے کندھے پر اور بایاں عمر فاروقؓ کے کندھے پر رکھا تھا، عثمان غنیؓ نے پیچھے سے دامن پکڑ رکھا

روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ایک پوشیدہ حاجت اللہ نے پوری کر دی کہ عثمانؓ کا حساب پوشیدہ لیا جائے تو ان دونوں روایات کا مفہوم یا ہم متعارض نہیں ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ عثمانؓ کا حساب لوگوں کے درمیان آشکارا نہ لیا جائے۔ سو یہ دعا قبول ہو گئی۔

علاوہ ازیں جن احادیث میں ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کا حساب نہیں ہوگا، وہ بھی مذکورہ احادیث سے متضاد نہیں۔ البتہ ان پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ احادیث میں سب سے پہلے ابو بکر صدیقؓ کا حساب ہوگا۔ جیسا کہ ابھی گذر چکا تو پھر یہ کیسے درست ہے کہ ان کا حساب ہوگا ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے حساب لیا جانے کا معنی یہ ہے کہ حساب کے لیے سب سے پہلے اٹھایا جائیگا۔ کیونکہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے ابو بکر ہی اٹھیں گے اور سارا جہان ان کے بعد اٹھے گا۔ چنانچہ مذکورہ احادیث کے مطابق انہیں حساب دینے کے لیے بارگاہ خداوندی میں سب سے پہلے ضرور بھیجا جائیگا مگر دیگر احادیث کے بقول ان سے حساب معاف کر دیا جائیگا۔

تریان نبوت سے خلفاء اربعہ کیلئے
اعلان جنت

بیان

حدیث

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلیہ السلام کی تلاش میں نکلا تو آپ کو مدینہ شریف کے باغات میں سے ایک باغ میں ایک درخت کے نیچے محو مزاحبت پایا۔ میں نے آپ کو بیدار نہ کرنا چاہا۔ البتہ مجھ کی ایک خشک ٹہنی

فرمایا روز قیامت عرش کے نیچے ایک منادی ندا کرے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کہاں ہیں؟ تو ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، اور علی مرتضیٰؓ کو پیش کیا جائیگا۔ چنانچہ ابو بکر صدیقؓ سے کہا جائے گا آپ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو جائیں۔ اللہ کی رحمت سے جسے چاہیں داخل کریں اور اللہ کے علم سے جسے چاہیں واپس کر دیں۔

عمر فاروقؓ سے کہا جائے گا کہ آپ نرا زور پر کھڑے ہو جائیں اور اللہ کی رحمت سے جس کے نیک اعمال چاہیں بڑھائیں اور اللہ کے علم سے جس کے چاہیں گھٹائیں۔

عثمان غنیؓ کو دو خلقیں پہنائی جائیں گی۔ اللہ فرمائے گا۔ اے عثمانؓ انہیں پہن لیجئے جب سے میں نے زمین و آسمان بنائے ہیں تب سے آپ کے لیے یہ خلقیں بنادی تھیں۔

اور علی مرتضیٰؓ کو جنت کے ایک درخت جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے اگایا ہے سے بنایا ہوا ایک عصا دیا جائے گا کہ اس سے بڑے لوگوں کو حیض کو ٹر سے ہٹائیں۔ اسے ابن عیذان نے روایت کیا ہے۔

تشریح: بعض اہل علم سے یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اللہ نے فضیلت و کرامت میں چاروں خلفاء کو برابر درجہ عطا فرمایا ہے۔

چار یاران نبی کے اسماء کی تحریر

بیان ۱۵

حدیث

امام جعفر صادقؓ اپنے والد حضرت امام باقرؓ سے اور وہ اپنے آبا سے روایت کرتے

تھا اور علی مرتضیٰ آگے آگے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہم پانچوں پر بھی جنت میں داخل ہونگے۔ جو ہم میں فرق کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

بیان ۱۳ | حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ متعین ہوں گے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے چار کونے ہیں۔ پہلا کونہ ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔ دوسرا عمر فاروقؓ، تیسرا عثمان غنیؓ اور چوتھا کونہ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا، تو جو شخص ابو بکر صدیقؓ سے محبت اور عمرؓ سے عداوت رکھے اسے ابو بکرؓ حوض کوثر سے نہیں پلائیں گے۔ جو حضرت علیؓ سے محبت اور عثمان غنیؓ سے دشمنی رکھے اسے جناب علیؓ نہیں پلائیں گے۔

یاد رکھو! ابو بکر صدیقؓ سے محبت رکھنے والے نے اس عمل سے اپنا دین مضبوط کیا، عمر فاروقؓ سے عقیدت رکھنے والے نے اپنے لیے ہدایت کا راستہ متعین کر لیا۔ عثمان غنیؓ کا حب اللہ کے نور سے روشن ہو گیا اور علی مرتضیٰؓ کے حیدر نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔

اسے ابوسعید نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ بخاری نے بھی اسے روایت کیا ہے مگر کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ بعض ہاتھ کی جگہ ہاتھوں اور محبت کرنے کی جگہ تعریف کرنے کے الفاظ لکھے ہیں۔

بیان ۱۴ | روز قیامت خلفاء اربعہ کے خصوصی اختیارات

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

تشریح :

یہ حدیث مؤرخین کی اس تصریح کے خلاف ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت چار سال اور آٹھ ماہ تھی اور صحیح ترین تفصیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد خلافت انتیس سال رہی۔ ابو بکر صدیقؓ کی خلافت دو سال تین ماہ اور دس دن، عمر فاروقؓ کی خلافت دس سال چھ ماہ اور پانچ دن، عثمان غنیؓ کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال اور حضرت علیؓ کی خلافت چار سال اور آٹھ ماہ رہی۔ یہ کل مدت انتیس سال پانچ ماہ اور تین دن بنتی ہے۔ جسے تخمیناً تیس سال ہی کہنا چاہیے۔ اس لیے حدیث میں تیس سال مدت خلافت بیان فرمائی ہے۔ یا اس لیے کہ امام حسنؓ نے حضرت علیؓ کی جانشینی میں پانچ چھ ماہ جو حکومت کی ہے۔ وہ ایک اعتبار سے خلافت حضرت علیؓ کا ہی ٹکڑہ تھی۔ اگر اسے ساتھ ملا لیا جائے تو خلافت کی مدت مکمل تیس سال ہی بن جاتی ہے اور حدیث پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

حدیث :

حضرت سہل بن ابی حمزہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد چار خلفاء ہوں گے اور مدت خلافت تیس سال ہوگی۔ پہلے نبوت ہے پھر خلافت پھر بادشاہت پھر جبریت و طواغیت (ظلم و تشدد) اور پھر عدل و انصاف ہوگا (امام ہمدانی کے دور میں) گویا اس امت کا اول و آخر بہتر ہے۔

اسے ابو الخیر قزوینیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث :

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے یہ خلافت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھوں پر کھولی۔ عمرؓ نے اسے دو گن اور عثمان غنیؓ نے تین گن کر دیا اور مجھ پر اسکی انتہا ہو گئی

ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ عرش پر کیا رکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ فرمایا عرش پر رکھا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصديق عمر الفاروق
عثمان الشہيد، علیٰ الرضا۔

اسے ابوسعبد نے شرف النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

بیان ۱۶	لواء الحمد (حمد کے جھنڈے) پر اسماء خلفاء اربعہ کی تحریر
---------	---

حدیث۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا لواء الحمد کیا ہے؟ فرمایا اس کے تین حقے ہیں پہلے پر جسو اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ لکھا ہے۔ دوسرے پر لا الہ الا محمد رسول اللہ تحریر ہے اور تیسرے پر ابو بکر الصديق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ ثبت ہے۔

اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان ۱۷	چار یاران نبی کے خلافت پر دال احادیث
---------	--------------------------------------

حدیث۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا۔ خلافت میرے بعد تیس سال پہلے گی۔ پھر بادشاہت آجائے گی۔ سفینہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں حضرت ابو بکر کی خلافت دو سال، حضرت عمر کی دس سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چھ سال تھی۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

عرض کیا مر جاؤں گا۔ یا رسول اللہ! فرمایا عمر تم؟ عرض کیا جب تو ہلاک ہو جاؤں گا، فرمایا عثمان تم؟ عرض کیا کھاونگا کھلاؤنگا۔ مستحقین کو ان کے حقوق دونگا اور کسی پر ظلم نہ کرونگا۔ فرمایا علی تم؟ عرض کیا قوت لایموت لوں گا۔ آواز پست رکھوں گا۔ پھل (حقوق) بانٹوں گا اور انکا سہ تپا کر رکھوں گا (مجرموں کیلئے) فرمایا تم سب کو حکومت ملے گی پھر اللہ تمہارے اعمال کا حساب لیگا۔

یہ چاروں روایات ابن سمان نے موافقہ میں روایت کی ہیں

حدیث

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ڈول ٹٹک یا گیا ابو بکرؓ نے اسے دونوں طرف سے پکڑ کر تھوڑا سا پیا پھر عمر فاروقؓ آئے اور اسے دونوں طرف سے پکڑ کر اتنا پیا کہ پہلو تکل آئے پھر عثمان غنیؓ آئے اور دونوں طرف سے پکڑ کر پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔ چنانچہ کچھ پانی ان کے اوپر گرا اور پھر انہوں نے اس سے اتنا پیا کہ پسلیاں پھول گئیں۔ پھر حضرت علیؓ نے آکر اس سے پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔

اسے نجدی نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ابو بکر حدیثی کے تھوڑا سا پینے کا اشارہ انکی دو سالہ قلیل المدت خلافت کی طرف ہے۔ عمر فاروقؓ کے پہلو ٹکنا ان کی طویل المدت خلافت (بارہ سال کی) نمازی ہے اور عثمان غنیؓ اور علیؓ مر تفضی کے پکڑنے سے ڈول کا چھلکنا انکے ادوار میں ہونے والی بغاوتوں کا غماز ہے۔

ٹھیک اسی طرح جیسے نبی علیہ السلام پر نبوت کی انتہا ہوئی ہے۔
حدیث

حضرت علیؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس وقت ہی رخصت ہوئے ہیں جب آپؐ نے مجھ سے یہ عہد لے لیا کہ ابو بکر صدیقؓ میرے بعد خلیفہ ہونگے پھر عمر فاروقؓ پھر عثمان غنیؓ اور پھر میں خلیفہ ہوں گا۔ صرف مجھی پر خلافت بند نہ ہوگی۔

حدیث

آپؐ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تب ہی رخصت ہوئے ہیں۔ جب آپؐ نے مجھے یہ بھید دیدیا کہ میرے بعد ابو بکر صدیقؓ خلیفہ نہیں گئے۔ آگے مثل سابق ہے۔

تشریح

یہ حدیث صحت سے دور ہے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ بیعت سے علی مرتضیٰؓ نے چھ ماہ توقف کیا ہے۔ پھر عثمان غنیؓ کی خلافت کے بارہ میں عمر فاروقؓ کی مقرر کردہ خلافت کمیٹی کے فیصلے کا انتظار بھی کیا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ نبی علیہ السلام نے آپؐ کو مذکورہ بات سمجھائی ہو اور اتنا صراحت سے بھڑے ہی رہیں۔ اگر واقعتاً ایسا ہوتا تو ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے والے سب پہلے جناب علیؓ ہوتے۔

حدیث

ابو بکر ہزلی نے اپنے شیخ اور انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ سے فرمایا جب تمہیں حکومت دی جائیگی تو قبول کر دو گے؟

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفَتَىٰ خُسْرًا
 (بے شک انسان سخت نقصان میں ہے) یہ ابو جہل ہے۔
 إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا
 (سوا ایمان والوں کے) یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
 وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ
 (اور اچھے عمل کرنے والوں کے) یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔
 وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ
 (ہم سب بات کی تلقین کرتے ہیں) یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔
 وَتَوَاصَوْا بِالْقَبْلِ
 (اور جو صبر کی وصیت کرتے ہیں) یہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔
 اسے واحدی نے بیان کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کے بعد چار یاران نبی کی افضلیت

یٰۤاَنۡ

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت ہی ہم تمام صحابہ سے ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ کو افضل سمجھا کرتے تھے۔
 اسے ابوالحسن حمزی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اصحٰب بن نبیؐ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے عرض کیا امیر المؤمنین! نبی علیہ السلام کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابو بکرؓ، میں نے کہا

بیان ۱۸

قرآن، در شان یاران نبی علیہم الرضوان

حدیث ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ارشاد خداوندی۔
 مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْئَهُ
 فَازْرَعَهُ فَاسْتَفَلَظَ فَنُتَوَّى عَلَى سَوْقِهِ۔

سورہ فتح آیت ۲۹

ترجمہ: نبی علیہ السلام گمبابہ کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے۔ جس نے اپنے پتے
 نکالے پھر انہیں قوت دی تو وہ گھنی ہو گئی اور اپنی شان پر سیدھی
 کھڑی ہو گئی۔

میں کھیتی سے مراد نبی علیہ السلام ہیں۔ پتے ابو بکر صدیق کی ذات ہے۔ یہ
 کھیتی عثمان غنی کی برکت سے گھنی ہوئی اور علی مرتضیٰ کی قوت پر سیدھی کھڑی
 ہو گئی۔

اسے جوہری نے اور ابن عبد اللہ نے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۲

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت
 میں سورۃ العصر تلاوت کی۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان!
 اس سورۃ کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا وَالْعَصْرِ اللہ فرماتا ہے مجھے قسم ہے دن کی
 آخری ساعات کی۔

۱۔ اور نبی علیہ السلام چونکہ خمس اسلام ہیں۔ اس لیے حقیقتاً کھیتی سے مراد اسلام ہے۔

۴۔ برائی سے روکنا۔ ۵۔ رضا الہی کے لیے عبرت کرنا۔ ۶۔ بے حیائی کی طرف رغبت سے بے خبری۔ ۷۔ رات بھر کی عبادت۔ ۸۔ دن بھر کا روزہ۔ ۹۔ معرفت خداوندی۔ ۱۰۔ خوف الہی۔ ۱۱۔ اللہ کی حرام کردہ امور سے دوری۔ ۱۲۔ اور ہلاک کرنے والے اعمال سے اعراض۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقعات میں ساتھیوں پر سبقت لے گئے تھے ان کی امانت اور نیکی بے مثل تھی۔ جو ان پر اعتراض کرے خدا کی اس پر تار و زیامت لعنت ہو۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش کیا تھا۔ فرمایا اچھی مہر پر یہ کندہ تھا۔

عَبْدٌ ذَلِيلٌ لِّرَبِّ جَلِيلٍ

(عزت والے خدا کا خفیہ بندہ)

ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ عمر فاروقؓ کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں فرمایا اللہ ابو حفصؓ پر رحم کرے۔ آپ اسلام کے علم بردار۔ یتیموں کے مہربان۔ ایمان کے مکرز۔ احسان کی انتہاء۔ کمزوروں کے میزبان۔ بادشاہوں کے لیے دلیل راہ دین حتیٰ کا قلعہ۔ اور دستگیر مومنات تھے۔ آپ نے دین واضح تر کر دیا۔ اور ممالک فتح کر کے چپے چپے پر ذکر خدا جاری کر دیا۔ مشکل کا وقت ہو یا آسانی کا آپ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہا کرتے تھے۔ آپ سے لعن رکھنے والے کو خدا روز قیامت شرمندہ کرے گا۔ پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا یہ تھا۔

اللَّهُ الْمُبِينُ لِمَنْ صَبَرَ

(صبر کرنے والوں کا اللہ مددگار رہے)

ابن عباسؓ سے پوچھا گیا۔ آپ عثمان غنیؓ کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں فرمایا اللہ ابو عمرؓ پر رحم کرے آپ نیک لوگوں سے بہتر۔ دوستوں میں سے برگزیدہ

پھر کون؟ فرمایا عمر فاروقؓ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عثمان غنیؓ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا میں خود۔

اسے ابو القاسم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک بار طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ یاد رکھو! اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ پھر ان کے بعد عثمان غنیؓ اور ان کے بعد میں میں خود ہوں۔ میں نے یہ بات تمہاری گردنوں میں ڈال دی ہے اب تم کوئی عذر نہیں کر سکتے (کہ ہمیں خلفاء ثلاثہ کی عظمت کا علم نہ ہوا تھا۔)

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میرے چنانشینوں پر رحم کرے، عرض کیا گیا وہ کون ہیں یا رسول اللہ! فرمایا جو میرے بعد آئیں گے میری احادیث اور میری سنت کو پیش نظر رکھیں گے اور انہیں دو گوں تک پہنچائیں گے۔ اسے نظام الملک نے روایت کیا ہے۔

بارگاہ تاجدارانِ خلافت میں حضرت
ابن عباس کا ہدیہ عقیدت

بیان

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ ان پر رحم کرے، انکی یہ صفات تھیں۔
۱۔ قرآن کی تلاوت کرنا۔ ۲۔ گناہ سے نفرت کرنا۔ ۳۔ نیکی کا حکم کرنا۔

فرمایا یہ تھا۔ اللہ الملک — (اللہ ہی کی تمام حکومتیں ہیں) یہ مکمل حدیث اصنفہانی اور ابوالفتح قواس نے روایت کی ہے۔

بیان ۲۱ امام جعفر صادق کی زبان سے شاندار ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث
مفضل بن عمر اپنے باپ سے اور وہ مفضل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق سے صحابہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ابو بکر صدیقؓ کا دل مشاہدہ ابو بکرؓ سے بھرا تھا۔ اور آپ اللہ کے سوا سب کچھ غیر موجود دیتے تھے۔ اسی لیے آپ ہر وقت یہ کہتے رہا کرتے تھے۔ لا الہ الا اللہ عمر فاروقؓ کی نگاہ میں ماسوی اللہ سب کچھ حقیر و صغیر تھا۔ اس لیے آپ کا نیکہ کلام تھا۔ اللہ اکبر۔ عثمان غنیؓ اللہ کے سوا ہر ایک شے کو ناپائدار اور فانی سمجھتے تھے اور تمام صفات کا جامع صرف اللہ ہی کو جانتے تھے۔ اسی لیے اکثر کہتے رہا کرتے تھے سبحان اللہ۔ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سمجھتے تھے کہ جہان اللہ ہی سے ہے اللہ ہی کے ارادہ کے ساتھ قائم ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جائیگا۔ اس لیے آپ الحمد للہ سے رطب اللسان بہتے تھے۔

اسے نجدی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

طویل و طریق حدیث یعنی باران نبی کے حضور حضرت ابن عباسؓ کے گہاڑے عقیدت بلفظ شیعہ فرقہ کی درج ذیل انتہائی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

۱۔ مروج الذهب لمسعودی الشیبی ج ۳ ص ۷۰

۲۔ تلحیح التواتر حالات امام حسن مجتبیٰ ج ۱ ص ۳۱ تا ۳۲

کثیر الاستغفار۔ شب زندہ دار۔ دوزخ کا ذکر چھڑ جانے پر کثرت سے گمبہ کنوں۔
 شب دروز مفید کاموں میں مشغول، ہر بزرگی کے خواہاں، آخرت میں نجات دلانے
 والے ہر عمل کے شیدا، ہر ہلاکت خیز عمل سے گریزاں۔ وفادار۔ باکمدار۔ پاک باز
 جنگ نبوک کے تنگدست اسلامی لشکر کے سرپرست، بیرومہ کے واقف۔ اور
 داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ کے قاتلوں کو خدا قیامت تک دردناک
 عذاب میں مبتلا رکھے۔

ابن عباسؓ سے پوچھا گیا۔ آپ کا نقش مہر کیا تھا۔ فرمایا یہ تھا۔

اللَّهُمَّ أَحْيِيْنِي سَعِيْدًا وَأَمِتْنِي شَهِيدًا

(اے اللہ مجھے سعادت کے ساتھ زندہ رکھو اور شہادت کے ساتھ مار)
 اور قسم بخدا واقعاً آپ سعادت کے ساتھ دنیا میں رہے اور شہادت کے ساتھ
 یہاں سے گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اب آخری سوال یہ ہوا کہ آپ حضرت علیؓ کے
 بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا اللہ ابوالحسن پر رحمت نازل کرے۔ آپ
 ہدایت کا مینار، تقویٰ کی کان، عقل کا پہاڑ، دانائی کا محور، مجسم قیاضی، انسانی
 علوم کی انتہا، اندھیروں میں چمکتے نور، دین منین کے داعی، خدا کی رسی کو مضبوطی
 سے تھامنے والے، خلفاء میں سب سے زیادہ متقی، نبی علیہ السلام کے بعد
 (شہادت فاروق اعظم) پر قائم ہونے والی خلافت کمیٹی کے ممبران میں سب سے
 زیادہ معزز، صاحب قبلتین، حسنین کو یکلین کے پدر، اور خیر النساء کے شوہر تھے۔
 آپ سے بہتر کوئی آدمی نہ میری آنکھوں نے دیکھا۔ نہ کانوں نے سنا۔ آپ حرب
 حزب کے ماہر اور ہم پلہ دشمنوں کے لیے ہلاکت تھے، آپ سے حسد رکھنے والے
 پر اللہ اور اس کی تمام مخلوق کی قیامت تک لعنت ہو۔ پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش؟

باب پنجم:

ابو بکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی

رضی اللہ عنہم

سے مختص مشترکہ فضائل

صحیحہ ثلاثہ کا یا، تمی توازن اور ایک دوسرے

سے زائد الوزنی

نوٹ :

اس مضمون کی بعض احادیث باب سوم میں گزر چکی ہیں۔ مزید احادیث درج
قبیل ہیں۔

حدیث

ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے
دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمانوں سے اترا۔ جس میں آپؐ کا اور ابو بکر صدیقؓ کا
کا وزن کیا گیا تو آپؐ بھاری نکلے۔ پھر ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ کا وزن ہوا تو

۲۲
بیاناتباع رسول میں آپ کے یاروں کی تین تین
اشیاء سے محبت

حدیث

مردی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک یار فرمایا لوگو! تمہاری دنیا میں سے صرف تین چیزیں اللہ کی طرف سے میرے لیے پسندیدہ قرار دی گئی ہیں۔ ۱۔ خوشبو ۲۔ عورتیں۔ جب کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ ابو بکر صدیق نے فوراً عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی ساری دنیا میں سے صرف تین چیزیں ہی پسند ہیں۔ آپ کے نورانی چہرے کو دیکھتے رہنا۔ آپ پر قربان کرنے کے لیے مال اکٹھا کرنا اور آپ سے رشتہ قرابت جوڑ کر آپ کے دامن سے وابستہ رہنا۔ عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی تین چیزوں ہی سے محبت ہے۔ بھوکے انسان کو کھلانا پیاسے کو پلانا اور تنگ کو کچھ پہنانا۔ اور حضرت علی مرتضیٰ نے عرض کیا۔ مجھے بھی یا رسول اللہ تین ہی چیزیں محبوب ہیں۔ گرمیوں کے روزے مہمانوں کی ضیافت اور میدان کارزار میں تلوار سے جہاد اسے بھی خمزدی نے روایت کیا ہے۔

تینوں خلفاء میں سے ہر ایک ساری امت
سے بھاری ہے

بیان

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن چڑھے ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج میں نے فجر سے پہلے خواب دیکھا ہے کہ مجھے چابیاں اور اوزان دیئے گئے ہیں۔ اوزان یہ ہیں کہ مجھے ترازو کے ایک پدر میں رکھ کر دوسرے میں میری ساری امت رکھی گئی۔ تو میں امت سے بھاری رہا۔ پھر میری جگہ ابو بکر صدیق لائے گئے تو وہ بھی ساری امت سے بھاری رہے۔ پھر عمر فاروق لائے گئے تو وہ بھی امت سے وزنی نکلے۔ پھر عثمان غنی کو لایا گیا حسب سابق وہ بھی سب سے وزنی قرار پائے۔ اسکے بعد ترازو اٹھا لیا گیا۔

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں بیہند الفاظ کے اختلاف سے ابوالخیر قزوینی نے ”اربعین“ میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

ساری امت سے صحابہ ثلاثہ کے وزنی ٹھرنے کا اشارہ اس طرف تھا کہ ساری امت ان کی خلافت و حکومت پر متفق ہوگی۔ پھر مذکورہ خواب میں میزان کے اٹھایے جانے میں اس بات کی غمازی ہے کہ خلفاء کے بعد امت میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

لہٰذا چنانچہ اسی طرح ہوا اور حضرت علی کے زمانہ میں جنگ صفین کے نتیجہ میں شام کے اندر امیر معاویہ نے اپنی علیحدہ حکومت کا اعلان کر دیا۔

ابو بکر صدیقؓ بھاری ثابت ہوئے۔ پھر عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کا وزن ہوا تو عمر فاروقؓ ثقیل ثابت ہوئے۔ بعد ازاں ترازو اٹھالیا گیا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو گئے اور فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے اللہ جسے چاہے حکومت دیتا ہے۔

اسے ابو داؤد نے اور لغوی نے مصابیح میں احادیث حسان میں روایت کیا ہے۔ جبکہ حافظ دمشقی نے موافقات میں اور ختمیہ بن سلیمان نے کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث

ختمیہ کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح اٹھتے تو صحابہ سے پوچھا کرتے تھے۔ کیا تم میں سے کسی نے رات خواب دیکھا ہے۔ تو ایک بار ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ترازو انرا جس میں آپ کا اور ابو بکر صدیق کا وزن کیا گیا تو آپ وزنی ٹھہرے پھر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کا وزن ہوا تو صدیق اکبر زائد وزن قرار پائے۔ پھر عمر فاروق اور عثمان غنی کا باہمی وزن ہوا تو عمر فاروقؓ کا وزن زیادہ نکلا۔

تشریح :

سابق حدیث کے ان آخری الفاظ کہ نبی علیہ السلام کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے، کا شاید یہ مفہوم ہے کہ صرف ابو بکر صدیق سے لیکر عثمان غنی تک ہی باہمی موازنہ کی بابت سن کر آپ کی طبیعت کبیدہ ہوئی آپ تو جانتے تھے کہ اللہ کی طرف سے یہ موازنہ تمام صحابہ کرام کے مابین کیا جاتا

آخر دم تک اپنے اختلاف پر قائم رہے گویا لوگوں کی آراء ایسے متفق نہ ہو سکیں جیسے کہ آپ کے پیش رو شیخین سے لوگوں نے اکثر اتفاق رائے رکھا۔ اگر کہیں اختلاف ہوا بھی تو بالآخر لوگ انکی رائے پر ہی لوٹ آئے یہ وہ کمی اور نقص ہے جو حدیث میں مذکورہ موازنہ میں بیان ہوا ہے۔ خود حضرت عثمان غنی کی ذات میں نقص مراد نہیں۔ جب کہ اس سے پہلے والی حدیث میں عثمان غنی کا امت سے موازنہ میں بھاری ہونا ثابت ہے۔

مزید وضاحت

زیر بحث حدیث کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے کہ صحابہ ثلاثہ کا باہمی ایک دوسرے کے ساتھ موازنہ ہوا تھا جس میں عثمان غنی ناقص رہے۔ اس کے دو دلائل ہیں۔

دلیل اول :

زیر بحث حدیث سے پہلے مذکورہ احادیث میں یہ ہے کہ صحابہ ثلاثہ کا امت کے ساتھ موازنہ خود نبی علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ اور صحابہ ثلاثہ کا باہمی موازنہ ایک شخص نے خواب میں دیکھ کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا اب یقیناً امام الانبیاء کی خواب ہی افضل و اعلیٰ ہے۔ تو بہتر ہے کہ زیر بحث حدیث میں صحابہ کا امت سے موازنہ مراد لیا جائے۔

لے ثابت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قوت ایمانی میں آپ شیخین کی طرح امت سے بھاری نکلے۔ لہذا اب دونوں احادیث میں تعارض نہ رہا۔ غلام یہ ہے کہ پہلی حدیث میں عثمان غنی کے بھاری رہنے کا مطلب قوت ایمانی میں بھاری رہنا ہے۔ اور دوسری حدیث میں آپ کے ناقص آنے کا مطلب لوگوں کی آراء کا اختلاف ہے۔

ایک شبہ

عثمان غنیؓ کے مناقب میں یہ حدیث انشاء اللہ بیان کی جائے گی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب دیکھا ہے میرے تین صحابی تو سے گئے ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ تو سے گئے تو وہ بھاری رہے۔ عمر فاروقؓ کا وزن ہوا تو وہ بھاری نکلے اور عثمان غنیؓ کا وزن کیا گیا تو ہمارے ساتھی (عثمانؓ) میں نقص رہا حالانکہ وہ نیکو کار ہے۔

یہ حدیث بھی امام احمد بن حنبل ہی نے روایت کی ہے۔
اب اس حدیث میں تو ہے کہ عثمان غنیؓ وزن میں ناقص رہے جبکہ اس سے پہلی حدیث صحت بتا رہی ہے کہ آپ امت کے ساتھ موازنہ میں بلا نقص بھاری ہے یہ تضاد کیوں؟

جواب :

دونوں احادیث میں تطبیق ممکن ہے۔ یعنی دونوں کو ایسے معنی پر حمل کیا جاسکتا ہے کہ ایک دوسری کی مخالفت نہ رہیں۔ اس لیے کہ دوسری حدیث میں صرف یہی ہے۔ ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کا وزن ہوا تو ابو بکرؓ و عمرؓ بھاری ہے جب کہ عثمان غنیؓ میں نقص آیا۔ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ ان تینوں کا وزن کس کے ساتھ کیا گیا تھا۔ یا بھی ایک دوسرے کے ساتھ یا امت کے ساتھ؟ بہتر یہی معنی ہے کہ امت کے ساتھ وزن کیا گیا۔ اور عثمان غنیؓ میں نقص رہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے آپ کی رائے سے کئی واقعات و حوادث میں اختلافات کئے اور

بیان ۳

جنت کے ہر پتے پر صحابہ ثلاثہ کے نام

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں جس کے ہر پتے پر یہ نہ لکھا ہو لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان ذوالنورین
اسے صاحب دو دیناج، اور ابو الخیر قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔

بیان ۴

صحابہ ثلاثہ کے ہاتھوں میں کنکریوں کی تسبیح

حدیث

سوید بن یزید سالمی کہتے ہیں۔ میں مسجد نبوی میں آیا میں نے دیکھا کہ ابوذر
غفاری اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور پاس آکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں
کچھ لوگ آگئے اور عثمان غنی کا ذکر کر رہے تھے۔ جس پر جناب ابوذر نے فرمایا
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو واقعہ دیکھا تھا۔ اس کے بعد میں عثمان غنی
کو بھلائی کے سوا کسی لفظ کے ساتھ یاد نہیں کر سکتا۔

میں (ابوذرؓ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں میں بھی آپ کے ساتھ رہا کرتا
تھا۔ تاکہ کچھ نہ کچھ علم حاصل ہوتا رہا کرے۔ تو ایک دن آپ باہر تشریف لیگئے ایک
جگہ پہنچ کر آپ تشریف فرما ہوئے۔ میں بھی پیچھے جا پہنچا سلام کر کے پاس بیٹھ گیا۔
آپ نے پوچھا تم کیسے آئے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔ ابھی
یہ بات ہوئی تھی کہ اچانک وہاں ابو بکر صدیق آ پہنچے۔ اور سلام عرض کیا۔ نبی علیہ
السلام نے فرمایا کیسے آئے ہو؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے یہ
عرض کر کے آپ نبی علیہ السلام کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔ اتنے میں عمر فاروق آگئے

دلیل دوم :

زیر بحث حدیث میں ہے کہ پہلے ابو بکر صدیقؓ پھر عمر فاروقؓ اور پھر عثمان غنیؓ کا موازنہ ہوا جس میں شیخین تو بھاری سہے۔ جب کہ عثمان غنی ناقص۔ اب اگر ان کا باہمی موازنہ مراد ہو تو یقیناً ابو بکر صدیقؓ کا موازنہ عمر فاروقؓ سے ٹھہرے گا۔ اور عمر فاروقؓ کا عثمان غنیؓ سے قرار پائے گا۔ تو بلاشبہ عثمان غنیؓ کا موازنہ کس سے ٹھہریگا۔ اگر یہ معنی کیا جائے کہ ان کا موازنہ عمر فاروقؓ سے ٹھہرا۔ اور وہ ان سے ناقص سہے تو پھر عمر فاروقؓ کو بھی ناقص کیجیے۔ کہ وہ ابو بکر صدیقؓ سے کم رہے پھر کیا وجہ ہے کہ حدیث میں صرف عثمان غنیؓ ہی کو ناقص کہا گیا ہے۔ لہذا باہمی موازنہ ہرگز مراد نہیں ہو سکتا۔

بیان ۲

عرش پر صحابہ ثلاثہ کے اسماء گرامی کی تحریر

حدیث

امام جعفر صادقؑ امام محمد باقرؑ سے اور زوہ امام زین العابدینؑ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں نے عرش پر بکھا دیکھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ وَالصَّيْدِيُّ عُمَرُ الْفَارُوقُ
عُثْمَانُ ذُو النُّرَيْنِ يَقْتُلُ ظُلُمًا

اسے دیباچہ میں روایت کیا گیا ہے اور ابوسعید نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔ جبکہ قبل ازیں شرف النبوة والی حدیث "بیان ہو چکی ہے جس میں علیؑ کے لفظ بھی موجود ہیں۔

ان دونوں احادیث کو غنیمہ بن سلیمان اور علی بن نعیم نے روایت کیا

ہے۔

بیان ۵ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صداقت اور عمر فاروق و عثمان غنیؓ کی شہادت

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار احد کے پہاڑ پر چڑھے آپ کے پیچھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی چڑھ آئے تو احد کانپنے لگا (غالباً خوشی سے جھوم رہا تھا) نبی علیہ السلام اسے پاؤں کی ٹھوک لگا کر فرمایا اٹھ ا رہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل، بخاری، ترمذی اور ابو حاتم نے روایت

کیا ہے۔

حدیث

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر چلے آفرور تھے۔ آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنا شروع ہو گیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اٹھا! اٹھ جا! تجھ پر نبی یا صدیق یا دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ جب کہ یہ حدیث مسلم کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے ساتھ باب سوم میں گزر چکی ہے۔ جب کہ

۱۔ یہ حدیث دلائل النبوة (ابو نعیم) ج ۲ صفحہ ۵۵۵ پر ۳۸۸ کے تحت موجود ہے۔

اور سلام کر کے ابو بکر صدیق کی دائیں جانب جا گزریں ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ عثمان غنی آگئے اور سلام کہہ کر عمر فاروق کی دائیں جانب جلوہ آرا ہو گئے نبی علیہ السلام نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بانو کنکریاں اٹھائیں انہیں ہاتھ میں لیا تو وہ تسبیح کہنے لگیں حتیٰ کہ شہد کی مکھی جیسی بھنبھناہٹ سنائی دینے لگی۔ آپ نے انہیں اٹھا کر ابو بکر صدیق کے ہاتھ میں دے دیا تو وہ پھر تسبیح کہنے لگیں۔ جب انہوں نے انہیں زمین پر رکھا تو چپ ہو گئیں۔ نبی علیہ السلام نے انہیں اٹھا کر عمر فاروق کے ہاتھ میں دیا تو وہ حسب سابق شہد کی مکھی جیسی آوازیں تسبیح پکارنے لگیں۔ جب آپ نے انہیں زمین پر رکھا تو کنکریوں نے چپ سادھ لی۔ نبی علیہ السلام نے وہ اٹھا کر عثمان غنی کو پکڑا دیں۔ جب عثمان غنی کے ہاتھ میں آئیں تو پھر تسبیح بول اٹھیں آواز حسب سابق تھی۔ جب عثمان غنی نے انہیں زمین پر رکھا تو وہ گونگی ہو گئیں۔

حدیث۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں تو آپ کے ہاتھوں میں انہوں نے تسبیح کہنا شروع کر دی۔ آپ نے کنکریاں ابو بکر صدیق کو پکڑا دیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہہ رہی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے ان سے بے کر عمر فاروق کو دیدیں تو بھی تسبیح بیان کر رہی تھیں۔ ان سے عثمان غنی نے لیلیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہتی جا رہی تھیں۔

بیان

صحابہ ثلاثہ کے لیے زبان رسالت
سے جنت کی خصوصی بشارت

حدیث

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کی طرف آیا نبی صلیہ
اسلام کے بارہ میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ باہر کو نکل گئے ہیں۔ میں بھی ادھر کو
ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اریس نامی باغ میں واقع کنوئیں پر جا پہنچے تھے۔ میں
باغ کے دروازہ پر بیٹھ گیا جو کھجور کی لکڑ سے بنا ہوا تھا۔ آپ نے باغ میں فضاء
حاجت فرمائی وضو کیا اور کنوئیں کی کافی چوڑی منڈیر پر چڑھ کر اس کے بیچوں بیچ
بیٹھ گئے۔ میں دروازے کی اندرونی جانب بیٹھا رہا اور دل میں ٹھان لی کہ آج
میں نے اللہ کے رسول کی پہرہ داری کر لی ہے۔ اتنے میں ابو بکر صدیق آ گئے
اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا ابو بکر میں نے کہا ٹھہریے یہ
کہہ کر میں نبی صلیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ ابو بکر اندر آنے کی
اجازت مانگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بلا لاؤ اور انہیں جنت کی
بشارت دے دو۔ تو حسب ارشاد میں واپس آ کر ابو بکر صدیق کو اندر لے
آیا اور انہیں بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت عطا فرماتے
ہیں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور نبی صلی اللہ وسلم کے دائیں پہلو میں منڈیر پر بیٹھ گئے
اور آپ کی تقلید کرتے ہوئے پاؤں کنوئیں میں لٹکائیے۔ میں (ابوموسیٰ اشعری)
واپس آ کر پھر دروازہ میں بیٹھ گیا۔ جب کہ میں (شہر میں) اپنے بھائی کو وضو کئے
اپنے پیچھے آنے کو کہہ آیا تھا۔ اب دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرا بھائی یہاں آ
پہنچے تو کیا اچھا ہو (کہ شاید اسے بھی جنت کی بشارت مل جائے) اتنے میں
کوئی شخص دروازے پر دستک دینے لگا میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا عمر بن

اس میں حضرت علیؓ، جناب طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور جناب سعد بن ابی وقاصؓ کے نام بھی موجود ہیں۔

حدیث۔

تمام حضرت عثمان غنیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام مکہ کے پہاڑ ”شہیر“ پر ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور میرے سمیت موجود تھے کہ پہاڑ دھلنے لگا بلکہ اس کے دامن میں سے کئی پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے۔ آپ نے اسے پاؤں مبارک کی ٹھوک لگائی اور فرمایا شہیر! ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

شہیر اور حرا مکہ شریف میں باہم قریب قریب دو مشہور پہاڑ ہیں جبکہ اُحد مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے بارہ میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ تاہم روایات کا اختلاف اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔ کبھی احد پر کبھی شہیر پر کبھی حرا پر۔

یاد رہے یہ امر بالکل واضح ہے کہ مذکورہ احادیث میں صدیق سے

ابوبکر اور دو شہیدوں سے عمر فاروق اور عثمان غنیؓ مراد ہیں۔ کیوں کہ بظاہر ابوبکر صدیقؓ نے شہادت نہیں پائی جب کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے حصّہ میں ظاہراً یہ سعادت آئی ہے۔

مرضی فرمایا کرتے تھے عراقیہ! ہم سے اسلامی محبت رکھو۔ قسم بخدا ہمارے ساتھ تمہاری محبت ایک دور میں گالی گلوٹ سے آلودہ ہو جائیگی یعنی ہماری محبت میں تم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا شروع کر دو گے۔

بیان مک شان صحابہ ثلاثہ بزرگان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

حدیث ابن ابی صفصہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیدنا امام زین العابدینؑ کی حضرت ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہم سے والہانہ محبت کا ثبوت شیعہ کتب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ کوئی لوگوں (شیعوں) کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے ان تین صحابہ کے متعلق مازیا الفاظ کہے۔ آپ نے ان سے فرمایا اے صحابہ پر اعتراض کرنے والو! کیا تم مہاجرین میں سے ہو جن کے متعلق قرآن یہ کہتا ہے :-

الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنَ دْيَارِهِمْ وَآمَوُوا بِمَشَاقِقِ الْمَدَائِنِ قُلُوبًا مِّنْ دُونِهَا وَرِضْوَانًا وَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ وَرِضْوَانًا وَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ وَرِضْوَانًا وَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ
عراقی وفد نے جواب دے دیا ہم مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کیا تم انصاریں سے ہو جنکی عظمت قرآن میں یوں مذکور ہے :-

الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْأَيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ
وفد نے جواب دیا ہم انصاریں سے بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تمہیں ان مقدس مسکنوں کے متعلق اعزازات کرنے کا کیا حق ہے، انصاریہ! فعل اللہ بکسر میبری انھوں سے دور ہو جاؤ اللہ تمہیں اس بری حرکت کی سزا دے، دیکھیے۔

شیعوں کی مغنہ کتاب کشف الغمہ جلد دوم ص ۵۷

شیعوں کی مغنہ کتاب جلد اول ص ۳۹۳

الخطاب۔ میں نے کہا ٹھہریے۔ پھر میں نے نبی علیہ السلام کو جا کر اطلاع دی آپ نے فرمایا اسے اندر آنے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ چنانچہ میں نے ایسے کیا۔ تو وہ آئے اور مندر پر نبی علیہ السلام کے بائیں پہلو میں کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اور بھائی کا انتظار کرنے لگا۔

حدیث:

امام زین العابدین اپنے والد امام حسین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی

ؑ شیعوں کے شیخ الطائفہ اور امام الکمل علامہ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب تلخیص الشانہ جلد سوم میں اسی حدیث کے مفہوم کو جو حضرت انس رضی سے مروی ہے۔ یوں بیان کرتے ہیں۔

واستدلوا علی صحة إمامته بما روي عن أنس (أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره - عند إقبال أبي بكر أن يبشره بالجنة، وبالخلافة بعده وأن يبشر عمر بالجنة، وبالخلافة بعد أبي بكر)

ترجمہ: اہل سنت نے ابو بکر صدیق رضی کی امامت کی صحت پر حضرت انس رضی سے مروی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی کو جب کہ ابو بکر آئے تھے یہ حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو، اسی طرح جب عمر فاروق آئے تو آپ نے حضرت انس کو پھر حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور ابو بکر کے بعد خلافت کی بشارت دے دو

کرنا ہوں اور میں نے تو اپنے خاندانِ اہل بیت میں جسے بھی دیکھا ابو بکر و عمر کا حیدار ہی پایا ہے۔

حدیث

آپ سے اس قوم کے بارہ میں سوال کیا گیا جو ابو بکر و عمرؓ کو گالی دیتی ہے آپ نے فرمایا یہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔

حدیث

آپ نے ہی فرمایا شیخین میں شک کرنے والے نے سنتِ نبویؐ میں شک کیا ہے شیخین کا بغض بھی منافقت ہے اور انصار صحابہ کا بغض بھی منافقت۔
 بنو ہاشم، بنی تیم (خاندانِ صدیق اکبرؓ) اور بنی عدی (خاندانِ عمر فاروقؓ) میں اسلام سے پہلے رنجشیں تھیں۔ مگر اسلام کے بعد یہ ایک دوسرے کے جانی دوست ہو گئے اللہ نے ان کے دلوں سے تمام عداوتیں سلب کر لیں۔
 حتیٰ کہ ایک بار ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں درد تھا تو علی مرتضیٰؓ آگ پر ہاتھ تپا تپا کر ان کے پہلو پر پھیرتے تھے تاکہ ان کا درد جلد ختم ہو۔ انہی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

سورہ حجرات ۷۷

ترجمہ: ہم نے ان کے دلوں سے ہر کدورت نکال لی ہے۔ اور وہ روزِ قیامت جنت میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھیں گے۔

حدیث

جابر جعفی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقرؓ نے فرمایا جابر! مجھے اطلاع ملی ہے

سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں سوال کیا۔ تو امام باقر نے فرمایا وہ دونوں عدل کرنے والے حکمران تھے۔ تم ان سے دوستی رکھو اور انکے دشمنوں سے نفرت کرو، یہ کہہ کر آپ اپنے بیٹے (امام جعفر) کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے جعفر! کیا تمہارا نانا صدیق اکبر نہیں؟ مجھے تو اپنے نانا بنی علیہ السلام کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر سے دوستی اور انکے دشمنوں سے نفرت نہ رکھوں۔ لے

حدیث

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت نہ جاننے والا شخص سنت نبوی سے جاہل رہا ہے۔

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا شیخین کے بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے۔ فرمایا وہ میرے محبوب ہیں۔ میں ان کے لیے استغفار لے امام جعفر خود فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: (مجھے صدیق اکبر نے دوبارہ جتنا ہے تو کیا کوئی آپ اپنے باپ کو گالی دے سکتا ہے۔)

شیعوں کی منبر کتاب الحقائق الحق ص ۷ والدہ امام جعفر کی نسب کا ابو بکر صدیق سے اتصال حسب ذیل نقشہ میں دیکھیں۔



اور ناسخ التوازن بحالات امام جعفر ص ۱

حضرت زیدؓ ہی ایک بار سوال ہوا کہ آپ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا میں انہیں اپنا محبوب رکھتا ہوں۔ عرض کیا کیا انہیں جو تبرکنا ہو؟ فرمایا میں موت تک اس سے بیزار ہوں۔

حدیث

ابی ابن الجارود حسن بن مغیرہ واسطی کہتے ہیں کہ حضرت زیدؓ کے پاس ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی، رسول اللہؐ کے بیٹے! آپ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ پر تبرک کرتے ہوئے حکومتِ وقت سے علمِ بغاوت بلند کریں۔ آپؓ نے فرمایا ہرگز نہیں! وہ کہنے لگے ہم پھر آپؓ سے بیزار ہیں۔ بصورت دیگر آپؓ شخصین کی عداوت کے ساتھ خروح کریں تو ہمارے ساٹھ ہزار سر آپؓ کے قدموں میں ہوں گے۔ اور تلواریں انہیں اڑا چکی ہوں گی۔ آپؓ نے جواب دیا۔ ٹھہرو! میں تمہیں نبی کی حدیث سناؤں۔ میرے والد امام زین العابدینؓ اپنے والد امام حسینؓ سے اور وہ اپنے والد حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا۔ اے علیؓ! تجھے بشارت ہو تم اور تمہارے شیعہ جنت میں جائیں گے بلکہ مگر یاد رکھو! ایک قوم تمہیں چاہنے والی

لے ان الفاظ سے اہل تشیع استدلال لاتے ہیں کہ معصوم ہونا مذہبِ ناجی اہل تشیع ہی کا ہے جب کہ وہ ہمیں جانتے کہ حضرت علیؓ کے مددگار حقیقتاً صرف اہل سنت ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ کا ارشاد ہے۔

من مات علی حب ال محمد مات علی السنۃ والجماعۃ

(شیعوں کی معتبر تفسیر، منہج الصادقین جلد ۲ ص ۲۱۴)

ترجمہ: یعنی جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی محبت پر مرادہ مسلکِ سنت و جماعت پر مرا۔

کہ عراق کے کچھ لوگ ہماری محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود ابو بکر و عمر کی گستاخی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے۔ انہیں میری یہ بات پہنچا دے کہ میں ان سے بری ہوں۔ اس خدا کی قسم جن کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مجھے حکومت مل جائے تو میں ایسے گستاخوں کا خون بہا کر اللہ کی رضا حاصل کروں گا۔ اگر میں شیخین سے محبت نہ رکھوں تو روز قیامت مجھے اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہو۔

حدیث

جابر جعفی ہی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقرؑ نے فرمایا کہ فہرست شیعوں کو بتلا دے کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ابو بکر و عمرؓ سے بیزار ہے۔

حدیث

امام جعفر روایت کرتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا نبی علیہ السلام کے دور مبارک میں ابو بکر صدیق کی آل۔ آل محمد کہلاتی تھی۔ خیمہ فتح ہوا تو وہاں کی کھجوریں اور چھوڑے ہماجرین و انصار کے مابین تقسیم کیے گئے جبکہ گندم اور جو بنو ہاشم میں بانٹے گئے اور ابو بکر صدیق کی آل کو بنو ہاشم کے ساتھ رکھا گیا کسی اور کو ساتھ نہیں ملا گیا۔

حدیث

حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں۔ جو ابو بکر و عمرؓ سے بیزار ہے وہ حضرت علیؑ سے بھی بیزار ہے اب جو چاہے آگے آئے یا پیچھے ہٹ جائے۔

حدیث

حدیث حضرت زید ہی فرماتے ہیں جس نے ابو بکر صدیق و عمر فاروق کو گالی دی اس پر اللہ تنالی تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

بیان صحابہ ثلاثہ کی منفرد شان بزرگان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حدیث امام جعفر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا جو ان سے بیزار ہے میں اس سے بیزار ہوں۔ عرض کیا گیا شاید آپ یہ بات بطور تقیہ فرما رہے ہیں؟ فرمایا نہیں اس طرح تو میں اسلام سے نکل جاؤں گا اور مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔

ابلاغ مصنف ابن ابی حنیبلہ جلد ۲ ص ۵۲ پر موجود ہے اسی طرح ابو بکر صدیق کا مکمل گواہی طلب کرنا اور سیدہ کا پیش نہ کر سکا بھی تفسیروں کی بہت معتبر کتاب شرح نہج ابلاغ مصنف ابن میثم جلد ۲ ص ۱۰۱ پر موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ صدیق اکبر نے فرمایا نبی علیہ السلام بارغندک سے تم اہل بیت کے لیے روزی ہر مال سیدہ کو کر کے باقی غریب میں تقسیم کر دیتے تھے میں بھی ایسے ہی کرونگا۔

فَرَضِيَتْ قَاطِعَةً يَدَ الْإِلَهِ وَآخَذَتْ الْعَهْدَ عَٰلِكِهِ۔

یعنی سیدہ یہ فیصلہ سن کر راضی ہو گئیں اور اس پر عہدے لیا۔

جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ثم قال زید رايه الله لورجح الامر الى لقضيت فيه

بقضاء ابی بکر۔

ترجمہ: پھر حضرت زید نے کہا اگر یہ معاملہ فدک میرے پاس لایا جاتا تو میں بھی ابو بکر والا ہی فیصلہ کرتا۔

اُٹے گی وہ اپنی زبانوں پر اسلام ظاہر کریں گے، مگر اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیرتکار سے، ان کا قلب رافضی ہوگا۔ اے علی! اگر انہیں تم پاؤ تو قتل کر دو وہ مشرکین ہیں۔

اس کے بعد حضرت زید بن امام زین العابدین نے فرمایا قسم بخدا وہ قوم تم ہوں۔ پھر کہا اے اللہ ایہ لوگ دنیا و آخرت میں میرے دشمن ہیں اس کے بعد آپ نے اس قوم کے لیے بد دعا کی۔

حدیث

حضرت زید ہی سے بارغ فدک کے غضب کیے جانے کی بابت سوال کیا گیا۔ (کہ آیا حضرت ابو بکر صدیق نے سیدہ فاطمہ سے ان کا فدک نامی بارغ تا حق طور پر چھین لیا تھا؟) آپ نے فرمایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق سے کہا تھا کہ یہ بارغ نبی علیہ السلام مجھے دے گئے ہیں انہوں نے کہا اپنے اس دعویٰ پر گواہ لائیں تو وہ ایک مرد اور ایک عورت کو لے آئیں۔ ابو بکر صدیق نے کہا نہیں! یہ گواہی ناکافی ہے ایک مرد اور لائیں یا ایک عورت اور لائیں۔ تاکہ مرد کے ساتھ مرد مل کر یا مرد اور عورت کے ساتھ دوسری عورت مل کر گواہی کا نصاب پورا ہو جائے اور اسلامی عدل و انصاف کے مطابق فدک آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو سیدہ فاطمہ یہ بات پوری نہ کر سکیں۔

اس کے بعد حضرت زید نے فرمایا قسم بخدا اگر فدک کا معاملہ میرے سامنے فیصلہ کے لیے لایا جانا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو ابو بکر صدیق نے کیا ہے

۱۵ حضرت زید کا فدک کے بارہ میں یہ ارشاد بعینہا ہی الفاظ کے ساتھ شیعوں کی کتاب شرح نہج یقینہ بر صغر آئندہ

حدیث -

امام جعفر نے بستر علالت پر فرمایا۔ اے اللہ میں ابوبکر و عمر سے محبت رکھتا ہوں۔ اگر میرے دل میں اس کے سوا کچھ ہو تو مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفا سے نصیب نہ ہو۔

حدیث

امام جعفر سے شیخین کے بارہ میں سوال ہوا آپ نے فرمایا ایسے انسانوں کے بارہ میں پوچھ رہے ہو جو جنت کے پھل کھا رہے ہیں۔ ۶۔

بیان صحابہ ثلاثہ کی شان میں امام موسیٰ کاظم کا قول

حدیث

امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد امام جعفر صادق نے فرمایا ابوبکر میرا نانا ہے اور عمر میرا دادا تو کیڑا اپنے نانا اور دادا کو گالی دے گا؟

بیان امام حسن بن علی مرتضیٰ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی زبان کی شان صحابہ ثلاثہ

حدیث

حضرت عبداللہ بن حسن بن علیؑ سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں

ومن یرض لہ الصدیق فلا صدق اللہ لہ قولہ فی الدنیا ولا فی الآخرۃ۔

ہاں وہ صدیق ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ اسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔

حدیث

امام جعفر صادق فرماتے ہیں جتنا مجھے حضرت علی کی شفاعت کی آرزو ہے اسی قدر میں ابو بکر صدیق کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔

حدیث

امام جعفر ہی کا ارشاد ہے کہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق پر تبرا کر نبیوں سے اللہ تعالیٰ بیزار ہے۔

حدیث

امام جعفر سے کسی نے کہا۔ سنا ہے آپ ابو بکر و عمر سے بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے شخص سے تو اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے مجھے تو امید ہے کہ ابو بکر صدیق سے میری رشتہ داری کا نفع اور برکت مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ مجھے جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اپنے مائوں عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔

حدیث

آپ فرمایا کرتے تھے میں انتخاب نہیں کر سکتا کہ اپنے کس دادا کی شفاعت کی دعا کروں۔ ابو بکر صدیق کی یا علی مرتضیٰ کی۔ اور جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ اسے ہر مقام پر تھوڑا کرے۔

۱۷ شیعوں کی معتبر کتاب کشف الغمہ جلد ۱ ص ۱۳۱ پر ہے امام باقر نے فرمایا۔ بے شک ابو بکر صدیق نے تلوار پر زیور چڑھایا ہوا تھا۔ تو ایک شخص بولا۔ آپ ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں؟ آپ غصے سے اچھل پڑے فرمایا۔

حضرت اسلامی محبت رکھو۔ اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہمیں چاہیو۔ تا قرمانی کریں تو ہماری مخالفت کرو۔ وہ رافضی کہنے لگا۔ آپ تو نبی علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ فرمایا اگر رسول کی رشتہ داری بغیر اعمال صالحہ کارگر ہوتی تو رسول کے والدین کو نفع کدیتی مجھے تو ڈر ہے کہ اگر ہم دین کی پیروی نہ کریں تو ہمیں دو گن عذاب ہو۔ اور یہ امید بھی ہے کہ ہر نیکی کا ثواب ہمیں دو گنا ہے۔ پھر فرمایا اگر ہمارے آباؤ اجداد اور ہماری ماؤں نے ہمیں دین کی باتیں نہیں بتلائیں اور ہمیں ان کی ترغیب و نصیحت نہیں کی تو انہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ تم لوگوں کی نسبت ہم اپنے آباد کے زیادہ قریب اور تربیت و تبلیغ کے زیادہ مستحق ہیں۔ اگر واقعتاً یہ بات ہوتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مسلمانوں کا فرمانروا بنایا تھا اور لوگوں کو ان کی حکومت تسلیم کرنے کا امر فرمایا تھا تو پھر حضرت علی اس بات میں بہت بڑے مجرم ہیں، کہ انہوں نے اللہ کے نبی کا فرمان پورا کرنے کی جدوجہد کیوں نہیں کی۔ رافضی کہنے لگا۔ نبی علیہ السلام نے کیا یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے؟ حضرت حسن مثنیٰ نے فرمایا اگر ایسا ہی تھا تو نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت کا صاف صاف اعلان کیوں نہ کیا مَن کُنْتُ مَوْلَاکَ جیسا مبہم اعلان کیوں کیا۔ جب کہ نماز روزہ، حج و کواۃ وغیرہ قرآن و حدیث میں بڑی صراحت سے بیان ہوئے ہیں سہ نبی علیہ السلام کو تو پھر یوں اعلان کرنا چاہیے تھا۔

سہ حضرت حسن مثنیٰ کا یہ ارشاد شیعوں کے عقیدہ امامت کی تردید کیلئے نہایت ٹھوس اور ذرفی حجت ہے۔ شیعوں کے نزدیک تمام اعمال و عقائد اسلامیہ میں امامت اہم ترین عقیدہ ہے۔ بلکہ ان کے بقول انبیاء سے بھی بارہ اماموں کی امامت کا اقرار کر دیا گیا مگر اس حقیقت سے

سوال ہوا آپ نے فرمایا میں ان کی فضیلت کا قائل ہوں اور ان کے لیے استغفار کرتا ہوں۔ عرض کیا گیا ممکن ہے آپ یہ بات بطور تنقیہ کہہ رہے ہوں جب کہ آپ کے دل میں یہ بات نہ ہو۔ فرمایا اگر ایسا ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نہ ملے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن امام حسن ہی فرماتے ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما درود بھیجتا ہے۔ اور جو ان پر درود نہ پڑھے تو اللہ اس پر سے رحمت اٹھا لینا ہے۔

حدیث

آپ ہی نے ایک رافضی (شیعہ) سے فرمایا تھا۔ اگر تم ہمسائے نہ ہو تو تمہیں قتل کر دینا بہت بڑا اجر ہے۔

حدیث

ابی محمد بن صالح انہی حضرت عبداللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے فرمایا اے ابن صالح! مجھے کعبہ کے خدا کی قسم، امامت کے بارہ میں تمہارا عقیدہ سراسر باطل ہے۔

حضرت حسن ثنی بن امام حسن بن علی بن ابی طالب در مدح صحابہ ثلاثہ۔	بیان
---	------

حدیث

حضرت حسن ثنی نے ایک غالی رافضی سے فرمایا۔ تم پر ہلاکت ہو۔ ہم سے



عشرہ مبشرہ صحابہؓ
 میں سے ہر ایک کے
 سوانح و فضائل
 پر منتقل دس ابواب



لوگو! یاد رکھو میرے بعد بادشاہ علی ہے اللہ کی بات مانو اور اس کی اطاعت کرو
(مگر ایسے اعلان نہیں فرمایا گیا۔)

یہ تمام احادیث جو ائمہ اہل بیت کے مذکورہ تمام اقوال پر مشتمل ہیں، حافظ ابو
سعید رازی نے الموافق کتاب میں بیان کی ہیں

بیان حضرت ابو بکر صدیق و حضرت علی مرتضیٰ کی متفرق روایات

حدیث

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میرے اور ابو بکر صدیق کے بارہ میں نبی علیہ السلام
فرمایا تم میں سے ایک کے ساتھ جہنم ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل و
اسرافیل ہے۔

کسی کو قطعاً انکار نہیں کہ قرآن میں عقیدہ امامت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بلکہ ایسا اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ
عقیدہ توحید و رسالت پر نصف سے زیادہ آیات قرآنیہ وارد ہیں۔ یونہی نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ
کے بارہ میں نصوص قرآنیہ شمار سے باہر ہیں تو اگر عقیدہ امامت ان سب سے اہم تر تھا تو کسی جگہ
اسکا ذکر بھی چاہیے تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کتب تنبیہ مثلاً "فصل الخطاب" الوزار النعمانیہ جلد ۱ وغیرہ
میں ہے کہ وہ قرآن جو اصلی تھا جسے امام مہدی ۷ کے گم ہو گئے ہیں۔ اس میں بارہ اماموں کی امامت کا ذکر
ہے بلکہ سورۃ الولاۃ کے نام سے اس بارہ میں پوری سورت موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کو مکمل مانا
جائے تو عقیدہ امامت کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی۔ بصورت دیگر قرآن کو مخرف ماننا پڑتا ہے جو
کفر ہے۔ اللہ ہدایت عطا فرمائے۔

باب اول

فضائل خلیفہ رسول بلا فضل ابو بکر صدیقؓ

اس میں پندرہ فصول ہیں۔

غمروری تنبیہ برائے موضوعات فصول

فصل اول ، ابو بکر صدیقؓ کا نسب ۔ فصل دوم آپ کا نام ، فصل سوم جہانی خدمتِ خدوخال ، فصل چہارم آپ کا اسلام ، فصل پنجم جو لوگ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے ۔ فصل ششم ظہور اسلام سے قبل نبی علیہ السلام اور آپ کے مابین محبت ، فصل ہفتم آپ کی جائیدادیں اور نبی علیہ السلام کی دعائیں ، فصل ہشتم آپ کی ہجرت ، فصل نهم آپ کی خصوصیات ، فصل دہم آپ کی افضلیت ، فصل یازدہم آپ کے لیے جنت کی بشارت ، فصل ایکے فضائل ، فصل سیزدہم آپ کی خلافت ، فصل چہار دہم آپ کی وفات ، فصل پانزدہم آپ کی اولاد ۔



مکتبہ اسلامیہ

کراچی

پتہ: ۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

ابو بکر صدیق کی والدہ ام الخیر ہیں جو اسم بامستی ہیں۔ (یعنی واقعاً بھلائی کی اصل ہیں) ان کا نسب یہ ہے سطلی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن نسیم بن مرہ گویا آپ کی والدہ آپ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں۔ لے

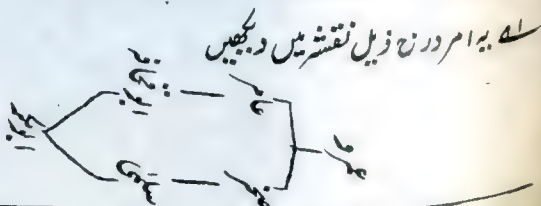
بیان نمبر

آپ کے والد ابو قحافہ کے اسلام کا واقعہ

ابو قحافہ جن کا نام عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ نبی علیہ السلام کی بیعت کی پھر دوسری رسالت اور خلافت صدیقی میں زندہ رہے اور خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام (مکہ شریف پر چڑھائی سے قبل شہر کے باہر) وادی ذی طوی میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے تب ابو قحافہ نے اپنی اولاد میں سے سب سے چھوٹی بچی سے کہا، اے بچی! مجھے جہل ابوقیس پرے چڑھ چکے ابو قحافہ کی نظر جاتی



فصل اول

صدیق اکبر کا نسب اور والدین کا اسلام

پچھلے عشرہ مبشرہ صحابہ کے شجرہ نسب میں واضح ہو چکا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نسب تیم بن مرہ سے ملتا ہے اسی لیے آپ کو تیمی کہتے ہیں۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ مرہ تک آپ کے نسب میں چھ واسطے ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کے نسب میں بھی مرہ تک چھ ہی واسطے ہیں۔ اور صحیح قول کی بناء پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور نبی علیہ السلام کے مشترک جد اعلیٰ تک کے واسطے بھی ایک جتنے ہیں جیسا کہ اپنے موقع پر بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ اور ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

اسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔
حدیث

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! ان بزرگوں کو گھر میں ہی رکھتے تو میں خود ان کے پاس پہنچتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈرتھا کہ دیر کرنے میں کہیں انکی موت نہ آجائے اور خدا کی قسم اگر آپ کے چچا ابو طالب ایمان لاتے تو مجھے اپنے والد کے اسلام سے بڑھ کر خوشی ہوتی۔ یہ بات ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کا دل خوش کرنے کے لیے عرض کی جسے سن کر آپ نے فرمایا ابو بکر تم نے سچ کہا۔

آپ کی والدہ ام الخیر کے اسلام کا واقعہ

بیان

سلی بنت صخر حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں آغاز اسلام کے دور میں اسلام لائی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھیں۔ پھر اسلام پر ہی دنیا فانی سے رعلت فرما ہوئیں۔
یہ بات حافظ دمشق اور صاحب مقوہ وغیرہا ہمارے بیان کی ہے۔

حدیث

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آغاز اسلام میں نبی علیہ السلام کے صحابہ اثنائیس کی تعداد میں ہو گئے تو ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کو کھل کر تبلیغ کرنے پر مجبور کیا۔ جب کہ آپ فرماتے تھے ابو بکر! ہم

رہی تھی۔ تو دونوں اوپر چڑھے۔ ابو قحافہ کہنے لگے۔ بیٹی! تجھے کیا نظر آ رہا ہے؟
 کہا شہر کے باہر ایک قافہ ہے۔ ابو قحافہ بولے یہ لشکر ہے۔ بچی بولی ایک آدمی ہے
 قوافلہ میں آگے پیچھے آ جا رہا ہے۔ ابو قحافہ کہنے لگے یہ سالار لشکر ہے۔ بچی کہنے لگی
 اب قافہ بکھر گیا ہے۔ بولے گویا لشکر پسپا ہو گیا ہے لہذا مجھے جلدی گھرے چل۔
 بچی ابو قحافہ کو لے کر گھر کی طرف چل دی۔ راستے میں ایک شخص نے بچی کے گھسے
 ہار کھینچ لیا۔

پھر نبی علیہ السلام شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے اور مسجد حرام میں جلوہ فرما ہوئے تو
 ابو بکر صدیق اپنے والد ابو قحافہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا
 ابو بکر! اس بزرگ کو گھر ہی میں بٹھلاتے اور ہم خود ان کے پاس پہنچتے تو بہتر ہوتا۔ ابو بکر
 نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا آپ کی خدمت میں آنا ہی نمایاں نشان ہے نہ کہ
 آپ کا ان کے پاس پہنچنا۔

حدیث ۱۔

دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! اگر تم انہیں گھر میں
 ٹھہراتے تو ہم تمہاری عزت کو ان کے پاس پہنچتے۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے والد کو
 آپ کے سامنے بٹھلایا آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا فرمایا اسلام قبول کر دو
 اننا فرمانا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگے۔ جبکہ ان کے سر کے بال سخت سفید تھے۔ جیسے
 کوئی بوٹی سوکھ کر سفید ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ سفیدی بدل دو (مہندی لگاؤ)
 پھر ابو بکر صدیق نے اپنی بہن (وہ بچی جو ابو قحافہ کو لے کر پہاڑ پر چڑھی تھی) کا ہاتھ
 پکڑ کر فرمایا اس بچی کا ہار گم ہو گیا ہے اور مجھے اس کی تلاش ہے۔ مگر کسی نے
 اس کا جواب نہ دیا تو آپ نے فرمایا بہن! اپنا ہار سنبھال کر رکھا کرو آج کل لوگوں
 میں امانت ختم ہو چکی ہے۔

لے آئی تھیں) کے پاس جا کر کہا میرا بیٹا، محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دریافت کرتا ہے، انہوں نے (نبی علیہ السلام کے تحفظ کے لیے) کہا مجھے ابو بکر یا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ پتا نہیں البتہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے بیٹے کے پاس پہنچوں؟ کہا ہاں تو دونوں عورتیں ابو بکر صدیق کے پاس آئیں۔ ام جمیل آپ کا حال دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی اور کہا ان گمراہ لوگوں نے تمہیں دکھ دیا ہے اللہ ان سے اس بات کا ضرور انتقام لے گا۔ ابو بکر صدیق نے پوچھا نبی علیہ السلام کا کیا حال ہے۔ ام جمیل نے بتلایا کہ وہ ارقم بن ابی ارقم کے گھر میں صحت و سلامتی کے ساتھ موجود ہیں، ابو بکر صدیق نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے۔ جب تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لوں نہ کھانا کھاؤں نہ پانی پیوں گا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے کچھ انتظار کیا جب کافروں کے جذبات ٹھنڈے ہوئے تو سلمیٰ اور ام جمیل ابو بکر صدیق کو لے کر نبی علیہ السلام کے پاس پہنچیں۔ اور حال یہ تھا کہ ایک بازو سلمیٰ پر تھا تو دوسرا ام جمیل پر۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ نے ان کا یہ حال دیکھا تو ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے صدیق اکبر کا بوسہ لیا اور رو پڑے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان، مجھے صرف چہرے پر ضربات لگائے جانے کا افسوس ہے۔ یہ میری والدہ ہیں۔ جو اپنے والدین کی فرمانبرداری ہیں۔ آپ انہیں دعوت اسلام دیں اور اللہ سے انکی ہدایت کے لیے دعا فرمائیں۔ نبی علیہ السلام کا دعا فرمانا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگیں اس کے بعد مسلمان دار ارقم میں صرف ایک مہینہ رہے۔ جبکہ انکی نفی ۳۹ تھی اور جس روز ابو بکر صدیق کو مارا گیا اسی روز امیر حمزہ رضی اللہ عنہا اسلام لائے تھے۔

لے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے چھ سال بعد کا واقعہ ہے۔

قبیل ہیں۔ ابو بکر صدیق کا اصرار برابر رہا تا آنکہ آپ نے علانیہ تبلیغ کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ ایک روز مسلمان مسجد میں جمع ہو گئے نبی علیہ السلام ان میں بیٹھ گئے۔ اور ابو بکر صدیق نے وعظ کہنا شروع کر دیا اور یہ اسلام کا سب سے پہلا علانیہ خطبہ تھا جس میں لوگوں کو خدا و مصطفیٰ جل و علاؤہی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا گیا تھا۔ یہ خطبہ شروع ہوا ہی تھا کہ مشرکین ابو بکر صدیق اور دیگر مسلمانوں پر پل پڑے اور مسجد کے کونوں کھدروں میں دبا کر انہیں شدید مارنا شروع کیا۔ ابو بکر صدیق سخت زخمی ہو گئے ایک بد بخت انسان عتبہ بن ربیعہ نے اپنی دوسرے چمڑے والی بوتیوں سے ان کے چہرے پر اتنی ضربیں لگائیں کہ ناک اور ہونٹ ایک ہو گئے بنو تمیم (ابو بکرؓ کا خاندان) روتے ہوئے مسجد میں آئے اور ابو بکر صدیق کو کافروں کے زرعے سے نکال کر اٹھایا اور ان کے گھر جلائیا۔ اور واپس مسجد میں آ کر اعلان کیا کہ اگر ابو بکر فوت ہو گئے تو ہم غنیہ کو ہر قیمت پر قتل کر کے چھوڑیں گے۔ یہ کہہ کر وہ دوبارہ ان کے گھر کو پلے چنانچہ ابو بکرؓ اور بنو تمیم انہیں ہوش میں لانے کی سعی کرنے لگے۔ کافی وقت گزرنے پر انہیں ہوش آیا اور پہلا لفظ ان کے منہ سے نکلا کہ ”رسول اللہؐ کا کیا حال ہے؟“ بنو تمیم کو یہ بات بہت بری لگی اور ان کو علامت کرنا شروع کی بلکہ انہوں نے ان کی والدہ سلمیٰ کو یہاں تک دھکی دے دی کہ خردار جو اسے کچھ کھانے یا پینے کو تم نے دیا تو؟ (یعنی اسے مر ہی جانا چاہیے)۔

جب وہ لوگ چلے گئے اور ابو بکر صدیق کے پاس صرف انکی والدہ رہ گئیں تو انہوں نے بھرپور چھائی نبی علیہ السلام کا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگیں مجھے تمہارے ساتھی (نبی علیہ السلام) کا کچھ علم نہیں قریباً ام جہیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے نبی علیہ السلام کا حال پوچھو! تو سلمیٰ وہاں سے اٹھیں اور ام جہیل (جو اس وقت اسلام

کردی۔ چنانچہ جب نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت کیا تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر جو شمس اسلام ہو گئے اور کہا۔

اے رب! مجھے توفیق دے کہ تیرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کروں اُن نعمتوں کے بدلہ میں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں (کہ مجھے اور انہیں اسلام کی توفیق بخشی) اور یہ کہ نیک اعمال کروں جو تیری رضا کا باعث ہیں (چنانچہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ نے سات مسلمان غلام آزاد کیے اور یہ کہ اے اللہ میری اولاد کو نیک بنا دے) (چنانچہ اللہ نے یہ دعا قبول کی اور آپ کا کوئی بیٹا، بیٹی اور پوتا پوتی اسلام سے پیچھے نہ رہا بلکہ آپ کی باپ جانی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ بھی اسلام لے آئیں جنہوں نے اشعث بن قیس سے نکاح کیا جس سے محمد نامی لڑکا ہوا۔

اسے دارقطنی اور واحدی نے روایت کیا ہے۔

اسے حافظ دمشق نے چالیس لمبی حدیثوں کے مجموعہ میں اور ابن ناصر سلامی نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایہ قرآنہ
وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَشَدَّهُ وَبَلَغَ
اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِرْ عَنِّي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضَاهُ

(سورہ احقاف آیت ۱۵)

ترجمہ : اس بچے کو اس کی ماں تیس ماہ تک (اڑھائی سال) ہاتھوں پر اٹھائے
دودھ پلاتی اور پرورش کرتی رہی۔ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس
برس کا ہو گیا تو کہنے لگا۔ اے میرے پروردگار ! مجھے توفیق دیکر تیرا
شکر ادا کروں اور نیک اعمال کروں۔

یہ آیت ابو بکر صدیق کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے ہاتھوں پر
اٹھائے جانے اور دودھ چھڑائے جانے کا عمل تیس ماہ میں پورا ہو گیا تھا۔ ابن عباس
فرماتے ہیں۔ ہر کسی کو اس آیت کا مفہوم واضح معلوم نہیں اور میں جانتا ہوں کہ اس سے
مراد ایک مخصوص انسان ہے اور وہ ابو بکر صدیق ہیں۔ اور جوانی کو پہنچنے سے مراد
نیرہ سال کی عمر ہے۔ کیونکہ ابو بکر صدیق اٹھارہ سال کی عمر میں نبی علیہ السلام کے دامن سے
دابستہ ہو گئے تھے۔ جبکہ آپ مال تجارت لیکر شام کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ اور
وہ سفر و حضر میں ہر وقت آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اس دوران انہوں نے آپ
سے ایسے واقعات کا مہلور دیکھا جنہوں نے آپ کی عقیدت ان کے دل میں جاگزیں

بھی کہتے ہیں کہ آپ نبی علیہ السلام کے حسین و جمیل چہرے کے مشتاق تھے۔ اسے ابن قتیبہ نے معارف میں لکھا ہے۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق کی والدہ کے ہاں کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا یا اللہ! تیرے نام پر موت سے آزاد کیا جاتا ہے۔ تو اے اللہ! اسے میرے سپرد کر دے۔ چنانچہ وعاقل ہوئی اور آپ عرصہ زندہ رہے۔ اس لیے آپ کا نام عتیق پڑ گیا (یعنی موت سے آزادی حاصل کرنے والا)۔ اسے بخندی نے اربعین میں بیان کیا ہے۔

مصعب اور ایک گروہ اہل نسب میں سے یہ رائے رکھتا ہے۔ کہ چونکہ آپ کے نسب میں کوئی امر باعث عیب نہیں اس لیے آپ عتیق ہیں۔ (عیب نسبی سے آزاد)

ابو نعیم افضل کا کہنا ہے کہ آپ چونکہ ہمیشہ سے بھلائی کرنے والے تھے۔ اس لیے عتیق ٹھہرے کیونکہ عتیق بمعنی قدیم بھی آتا ہے اور کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ آپ عتیق اس لیے ہیں کہ :
حدیث :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جہنم سے آزاد انسان دیکھتا چاہے وہ ابو بکرؓ کو دیکھے۔ اس لیے آپ عتیق ہیں (جہنم سے آزاد)

یہ حدیث عائشہ بنت طلحہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور آپ کا فرمان یہ بھی ہے کہ گھر والوں نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا تھا، یہ بات ابو عمر وغیرہ محدثین نے بیان کی ہے۔

فصل دوم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی

آپ کا نام عبداللہ ہے اور کہا گیا ہے کہ پہلا نام عبد الکعبہ تھا جو اسلام لانے پر نبی علیہ السلام نے عبداللہ سے تبدیل کر دیا۔ جمہور اہل نسب کا یہی خیال ہے۔ جبکہ اکثر محدثین کے نزدیک آپ کا نام عتیق ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ عتیق آپ کا نام نہیں لقب ہے جو اسلام لانے کے بعد آپ کو دیا گیا۔ بلکہ تاریخ اسلام میں کسی بھی مسلمان کو مٹنے والا سب سے پہلا لقب یہی ہے۔ یہ بات محمد بن حمدویہ نیشاپوری نے کہی ہے۔ جب کہ محمد بن اسحاق کے مطابق عتیق آپ کا نام ہے جو آپ کے والد نے رکھا تھا۔

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی روایت ہے اور موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ یہ نام آپ کی والدہ نے رکھا تھا۔

اس میں اختلاف ہے کہ آپ کو عتیق کس وجہ سے کہا جاتا ہے؛ لیث بن سعد نے کہا اس لیے کہ آپ حسین تھے۔ عتیق کا معنی احسن بھی ہوتا ہے اور کچھ لوگ یہ

عَتِيقٌ مِّنَ النَّاسِ کہہ دیا۔

ابنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو درج ذیل حدیث ہے کہ۔

حدیث

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو بکر! تم اللہ کی طرف سے جہنم سے آزاد ہو۔ پھر اس دن سے آپ عتیق مشہور ہو گئے۔
اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس دن سے آپ کا نام عتیق بہت مشہور ہو گیا اور اسکے سوا کوئی دوسرا لقب یا نام لوگوں نے یاد نہ رکھا۔

بیان نمبر ۱

آپ کا لقب ”صدیق“

اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیوں آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ ظہور اسلام سے قبل آپ قریش کے بڑے سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ اور لوگوں کی دیات اٹھالیتے تھے (یعنی اگر کسی سے بھول کر کوئی انسان قتل ہو جاتا تو اس کی طرف سے خون بہا آپ ادا کر دیتے تھے۔ اگر وہ غریب ہوتا تو) تو قریش آپ کی بات کو وزن دیتے تھے اور پھر قاتل کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور اگر کوئی دوسرا انسان کسی کی دیت اپنے ذمے لیتا تو اس کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ گویا لوگ آپ کی بات کی تصدیق کرتے تھے اس لیے آپ ظہور اسلام سے قبل ہی صدیق کے لقب سے مشہور تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپ نے نبی علیہ السلام کے واقعہ معراج کی تصدیق کی

حدیث

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا نام عبداللہ تھا۔ نبی علیہ السلام نے انہیں فرمایا۔

أَنْتَ عَتِيقٌ وَمِنَ النَّارِ

تم جہنم سے آزاد ہو۔ نب سے آپ عتیق پکارے جانے لگے۔
اسے ترمذی اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یاد رہے مذکورہ اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ ممکن ہے والدین میں سے کسی نے ہندو میں آپ کو محبت سے عتیق کہا ہو پھر دوسرے گھروالوں نے اسے پسند کر کے اسکی پیروی کر لی ہو۔ چنانچہ بعد ازاں اسے آپ کے خاندان قریش نے اپنا لیا اور اسلام لانے کے بعد بھی آپ کا یہی لقب رہا اور نبی علیہ السلام نے نام کی مناسبت سے آپ کو

اسے چنانچہ تاسخ التواریح حالات خلفا جلد اول ص ۹ پر لکھا ہے۔

از شخصت نام ابو بکر عبدالکعبہ بود۔ گویت پیغمبر اور اعلیق نام داد۔

ترجمہ: ”شروع سے ابو بکر کا نام عبدالکعبہ تھا، کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عتیق رکھا۔“

اور عتیق کا مفہوم ترمذی کی حدیث سے واضح ہو چکا ہے ”جہنم سے آزاد“، تو شیعہ سنی دونوں فریق کے ہاں ابو بکر صدیق کے نام عتیق کے حوالے سے آپ کا زبان رسالت سے جنت کا بشارت یافتہ ہونا ثابت ہو گیا۔ فالحمد للہ۔

اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ رات میں بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا ہاں! عرض کیا مجھے بیت المقدس کی چند علامات بیان فرمائیں۔ کیونکہ میں نے یہ مسجد دیکھی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے بیت المقدس اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ تو آپ اس کی علامات بیان فرمانے لگے۔ ابو بکر سنتے جاتے اور کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ! میں شہادت دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔ جب نبی علیہ السلام علامات بیان فرما چکے تو اعلان فرمایا۔ اے ابو بکر! تو صدیق ہے۔ اس دن سے آپ صدیق کہلانے لگے۔

حسن کہتے ہیں واقعہ معراج سن کر جو لوگ مرتد ہو گئے ان کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا جَعَلْنَا الزُّرِّيَّا الْهَىٰ أَرَيْنَاكَ الْآفِتْنَةَ لِلنَّاسِ

سورہ اسراء آیت ۷۷

ترجمہ: آپ کو جو دکھلاوا ہم نے دکھایا اسے ہم نے لوگوں کے لیے آزمائش ہی بنایا تھا۔

تشریح:

ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے بیت المقدس کی علامات دو مقاصد کے لیے پوچھی تھیں۔

اول: یہ کہ آپ اس کی علامات بیان فرمائیں گے تو کافر سن کر مہرت ہو جائیں گے اور کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے گی۔

دوئم: ابو بکر صدیق کا دل مطمئن ہو جائے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے آپ نے علامات اس لیے

تب آپ کو صدیق کے لقب سے نوازا گیا ۔

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کو مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح لوگوں کو آگاہ کیا جسے سن کر کئی مسلمان اسلام سے پھر گئے ۔ مشرکین دوڑے دوڑے ابو بکر صدیق کے پاس پہنچے اور کہا تمہارے ساتھ نبی (نبی علیہ السلام) نے کہا ہے کہ میں رات ہی رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں سے لوٹا ہوں ۔ تمہارا اس بارہ میں کیا خیال ہے ۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے ؟ وہ کہنے لگے ہاں ۔ آپ نے فرمایا تو وہ صبح ہی کہتے ہیں ۔ وہ کہنے لگے تمہیں کیا ہو گیا ہے ۔ ایک شخص کہتا ہے میں رات ہی رات بیت المقدس تک گیا اور واپس آیا ہوں اور تم اسکی تصدیق کیے جا رہے ہو ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ کہتے کہ میں رات ہی رات میں آسمانوں سے ہو کر لوٹا ہوں تو بھی میں اس کی تصدیق کرتا اس لیے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے ۱۷

اسے حاکم مستدرک میں اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے اور ابن اسحاق کے الفاظ یہ ہیں کہ ابو بکر صدیق نے کہا اگر وہ فرمائیں کہ میں رات یا دن کی ایک آن میں وہاں سے ہو آیا ہوں تو مان لینے والی بات ہے ۔

حدیث

ابن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ پھر ابو بکر رضی نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

۱۸ یہ محبوب و محب کے مضبوط ترین تعلق قلبی کا ثمرہ ہے کہ باوجودیکہ ابو بکر صدیق کو یہ خبر نہیں کہ نبی علیہ السلام آسمانوں کی سیر کر کے لوٹے ہیں مگر بات وہی کر رہے ہیں جو ہر سچی ہے گویا نبیؐ اور صدیقؓ کے جذبات ایک ہیں ۔

تم میرے ساتھی کو میرے لیے ہی نہیں رہنے دیتے؛ میں نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تو ابو بکر صدیق ہی میری تصدیق کر رہے تھے تم سب نے میری تکذیب کی تھی۔

حدیث :

نزال بن سیرہ کہتے ہیں مجھے حضرت علی کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا آپ خوشگوار موڈ میں تھے۔ ہم نے عرض کیا امیر المومنین! ہمیں اپنے ساتھیوں کی خبر دیں فرمایا رسول کے صحابی ہی میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے کہا نہیں! ہم آپ کے مخصوص ساتھیوں کی بات کر رہے ہیں۔ فرمایا نبی علیہ السلام کا ہر صحابی میرا خاص ساتھی ہے۔ ہم نے کہا اچھا نبی علیہ السلام کے صحابہ کی بات سنائیں۔ فرمایا ہاں! ایسے پوچھو! ہم نے کہا ابو بکر بن ابی قحافہ کی بات سنائیں فرمایا وہ ایسے انسان تھے جن کا اللہ نے اپنے نبیؐ اور جبریلؑ کی زبان پر صدیق نام رکھا اور رسول اللہ نے انہیں ہمارے دین کے لیے چنا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے چن لیا۔

اسے شعلی اور ابن سہمان نے موافقہ میں بیان کیا ہے۔

حدیث :

ابن اسحاق سبیعی نے ابو یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ میں گن نہیں سکتا کہ کتنی بار میں نے حضرت علی سے دوران خطبہ بر سر منبر سنا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر ابو بکر کا لقب صدیق رکھا ہے۔

حدیث :

حضرت علیؑ کا ہی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا نام آسمان سے صدیق انا را لے

حضرت ابو بکر کو صدیق کا لقب دیا جانا اہل تشیع کے ہاں ایک ناگوار امر ہے۔ حالانکہ

ہمیں پوچھی تھیں کہ معاذ اللہ آپ کو شک تھا بلکہ آپ تو کافروں سے آپ کا یہ معجزہ سنتے ہی مان گئے تھے۔

حدیث

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے رکھ دیا اور میں کعبہ شریف کے پاس بیٹھا تھا۔ تو میں اس کی ہر چیز دیکھ دیکھ کر بیان کرتا جا رہا تھا۔ میں نے جہنم اور اس کے باشندے یونہی جنت اور اس کے باشندے دیکھے ہیں، ٹھیک اس طرح جیسے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ بات لوگوں کو بتلائی تو انہوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ البتہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میری تصدیق کی۔ (یعنی سب سے پہلے)

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلیہ السلام نے فرمایا۔ جس رات مجھے معراج کا اعزاز بخشا گیا۔ میں نے جبریل سے کہا۔ قوم مجھے جھٹلائے گی اور میرے اس معجزے کا انکار کرے گی۔ جبریل نے جواب دیا غم نہ کریں۔ ابو بکر آپ کی تصدیق کئے گا اور وہ صدیق ہے۔

کاشحی سے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

اور کہا گیا ہے چونکہ آپ نبی صلیہ السلام کی ہر بات کی تصدیق میں جلدی کرتے تھے اس لیے آپ کا لقب صدیق مشہور ہو گیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ صدیق بروزن رفیع اسم مبالغہ ہے۔ یعنی تصدیق کرنے میں مبالغہ نہ کرنا والا۔ اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے۔

حدیث

ابو درداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا

اور صدیق ہیں۔

اسے ابن عمر عبدی اور تقفی اصفہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

زہری نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بارہ خلفاء ہونگے پہلا ابو بکر صدیق ہے۔ جو زیادہ دیر نہ رہے گا۔
اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یہ حدیث صحابہ ثلاثہ کے فضائل میں پیچھے بھی گزر چکی ہے وہاں حدیث میں ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تینوں کا ذکر تھا اور وہ حضرت عمرؓ سے مروی تھی۔ اسے ابن ضحاک اور مونی یحییٰ بن یعین سے روایت کیا ہے۔ ان احادیث میں صرف صدیق کے نام کی تائید اور تصدیق ہوئی ہے۔ مگر یہ تعین نہیں ہو سکا کہ کس معنی کی بنا پر آپ کو صدیق کہا جاتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ صرف اللہ یا صرف رسول یا دونوں کی تصدیق کرنے کے باعث یا ہمیشہ سچی بات کہنے رہنے کے باعث آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ اور اس تفسیر کے معنی کی تائید درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

حدیث

حضرت ابو درداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان کے سائے تلے اور زمین کے چہرے پر ابو بکر صدیق سے زیادہ کوئی سچا انسان نہیں اور شیخ رضی اللہ عنہ جیسا زاہد دیکھنا چاہیے وہ ابو بکر صدیق کو دیکھے۔

اسے ستم قندی اور صاحب صفوہ نے بیان کیا ہے۔

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج کوئی ایسی شے نہ دیکھی جس پر یہ نہ لکھا ہو۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابو بکر ان کے خلیفہ

خود انکی کتب سے ثابت ہے یہ لقب آپ کو خود زبان رسالت نے عطا فرمایا، چنانچہ شیعوں کا شیخ الملک علامہ قمی اپنی کتاب تفسیر قمی میں لکھتا ہے عار تو رہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر سے فرمایا ”میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار مدینہ کو اپنے گھروں سے باہر منتظر بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کیا مجھے بھی دکھلائیں! آپ نے انکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی انہیں دیکھنے لگے۔

أَنْتَ صِدِّيقٌ

ترجمہ: تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم صدیق ہو“

دیکھیے تفسیر قمی ص ۲۶۵ تا ص ۲۶۲ اور بحار الانوار ص ۵۳

اس کے علاوہ پیچھے حدیث ۱۶ کے حاشیہ میں ہم امام جعفر کا یہ قول نقل کر آئے ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَقَ اللَّهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ
جو ابو بکر کو صدیق نہ کہے اللہ دنیا آخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔

بالکل انہی الفاظ کے ساتھ شیعوں کی معتبر تاریخ رد منہ الصفا جلد دوم ص ۲۴ پر حدیث یوں موجود ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رَضْتُ الاسلامَ على أحدٍ إلَّا كانتَ
لَهُ جَنَّةٌ كَثُورَةٌ وَتُرْدُّ دَوَّانُكَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَتَعَلَّمْ آتَى

ہاں

حدیث

اصمعی سے روایت ہے کہ ابو عمر بن العلاء کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دائرہی اور سر کے بال گھنے تھے۔ جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر درمیان سے برہنہ تھا۔ اور سر کے آس پاس کچھ بال تھے۔

فصل چہارم

صدیق اکبر کا واقعہ اسلام آوردین میں آپ کا

ورود مسعود

حدیث

ربیع بن کعب کہتے ہیں صدیق اکبر کا اسلام آسمانی وحی کی مانند تھا۔ وہ اس طرح کہ آپ ملک شام میں تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے، وہاں انہیں خواب آیا۔ جو انہوں نے ”بجراہب“ کو پیش کیا۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہا مکہ سے۔ پوچھا مکہ میں آباؤ قبیلوں میں کس سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا قریش سے۔ پوچھا کیا کہتے ہو؟ کہا تجارت بچرا کہنے لگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری خواب شرمندہ تعمیر کر دی۔ تو خدا تمہاری قوم میں ایک نبی بھیجے گا اور تم اس کے وزیر ہو گے اور وصال کے بعد اس کے جانشین ہو گے ابو بکر صدیق نے یہ بات دل میں ہی رکھی۔ تا آنکہ نبی علیہ السلام مبعوث ہوئے، تو ابو بکر صدیق نے سوال کیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی نبوت پر کوئی دلیل؟

بیان

ابو بکر صدیق کو آسمانوں میں حلیم کہا جاتا ہے

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور بڑی دیر ایک کونے میں بیٹھے رہے اتنے میں ابو بکر صدیق وہاں سے گزرے تو جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ایہ الوقفاہ کے بیٹے ہیں۔ فرمایا جبریل اتم انہیں پہچانتے ہو؟ عرض کیا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ ابو بکر زین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں۔ اور آسمانوں میں انہیں حلیم کہا جاتا ہے۔

فصل سوم

آپ کے جسمانی خدو خال

حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا ابو بکر صدیق کے خدو خال کیا تھے؟ فرمایا آپ کا رنگ سفید، جسم کمزور اور زخار کم گوشت تھے، تہمند باندھتے تھے مگر ایسا ڈھیلا نہیں کہ کوہلو سے نیچے لڑھکا رہے۔ چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔

حدیث قیس بن ابی حازم کہتے ہیں میں ابو بکر صدیق کی مرض موت میں انکی عبادت کرنے حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا آپ گندمی رنگ اور کم گوشت والے ہیں۔ اسے ابو بکر بن مغلانے روایت کیا ہے۔

تشریح :

مشہور یہی ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ داڑھی کو رنگین کیا کرتے تھے۔

وہ کہنے لگے ہاں وہ اس وقت مسجد میں یہی کچھ کہہ رہا ہے۔ ابو بکرؓ وہاں سے اٹھ کر سیدھے نبی علیہ السلام کے مکان پر آئے۔ دروازہ پر دستک دی تو آپؐ باہر تشریف لائے۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا آپ کے متعلق جو بات مجھے پہنچی ہے وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تجھے کیا پہنچا ہے، عرض کیا میں نے سنا ہے آپؐ اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں: میرے رب نے مجھے نذیر و بشیر بنایا ہے، ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نثر ٹھہرایا ہے اور تمام انسانوں کا رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میں نے حق تک آپؐ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اور آپؐ کی صفات واقف تھا حالانکہ رسالت کی سہی ہیں۔ آپؐ امین ہیں اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ میں بیعت کروں۔ نبی علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا ابو بکر صدیقؓ نے بیعت کی اور آپؐ کے جملہ ارشادات کی دل و جان سے تصدیق کر دی۔ قسم بخدا جب ابو بکر صدیقؓ کو دعوت اسلام دی گئی تو انہوں نے کچھ توقف نہیں کیا۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان مجھے پہنچا ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے تردد اور غور و فکر کیا۔ مگر ابو بکر صدیقؓ کو جب میں نے دعوت دی تو انہوں نے یکدم لکھ پڑھ لیا۔

اے اسی لیے آپؐ سب سے پہلے مومن ہیں۔ اس سے معلوم ہوا آپؐ کا دل ایمان قبول کرنے کی صلاحیت سے پوری طرح معمور تھا صرف دعوت ملتے کی دیر تھی۔ یہ وہ شمع تھی جو جلنے کو بے تاب تھی

فرمایا میری دلیل وہی خواب کیا کم ہے جو تم نے نسام میں دیکھی تھی ؛ یہ سنتے ہی ابو بکر صدیق نے آپ کو گلے لگا لیا اور پشیمانی چومتے ہوئے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ۔ ابو بکر صدیق کہتے ہیں اس دن میرے اسلام لانے پر مکہ مکرمہ کے دونوں کناروں میں نبی علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص مسرور شاداں نہ تھا ۔

اسے فضائی نے روایت کیا ہے ۔

حدیث :

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور یہ دونوں ظہور اسلام سے قبل بھی ایک دوسرے کے دوست تھے ۔ ابو بکر صدیق آپ سے ملے اور عرض کیا ۔ اے ابوالقاسم ! آپ اپنی قوم کی مجلس سے الگ ہو گئے ہیں ۔ اور وہ لوگ آپ کو اپنے آباد کے دین سے برگشتگی کا طعنہ دیتے ہیں ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں دین خداوندی کی دعوت دیتا ہوں جب آپ اپنی بات کہہ چکے تو ابو بکر صدیق نے کلمہ پڑھ لیا ۔ پھر یہ تھا کہ مکہ مکرمہ کے دائیں بائیں دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی انسان بھی اسلام ابو بکر کی وجہ سے نبی علیہ السلام سے بڑھ کر خوش نہ تھا ۔

حدیث :

ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق ظہور اسلام سے قبل ہی نبی علیہ السلام کے گھرے اور مخلص خادم تھے ۔ جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو قریش کے کچھ لوگ ابو بکر صدیق کے پاس گئے اور کہا تمہارا ساتھی (نبی علیہ السلام) مجنوں ہو گیا ہے ۔ آپ نے پوچھا کیا مطلب ؛ کہتے لگے وہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لوگوں کو یہ درس دیتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے اور وہ خود کو نبی بھی سمجھتا ہے ۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا یہ انہوں نے کہا ہے ؟

بیان نمبر

سب سے پہلے اسلام کون لایا ؟

حدیث :

حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں سب سے پہلے اسلام ابو بکر صدیق لائے ہیں اور سب سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز میں نے پڑھی ہے ۔
اسے ابن سمان نے ”موافقہ“ میں بیان کیا ہے ۔

حدیث :

شمسی سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ سب سے پہلے کونسا صحابی اسلام لایا ؟ انہوں نے فرمایا کیا تم نے حضرت حسان کے یہ اشعار نہیں سنے ؟
اِذَا تَذَكَّرْتُ مِنْ اِخِي ثَقَّيْتُ فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَ
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتَقَاهَا وَاَعْدَاهَا بَعْدَ النَّبِيِّ وَاَوْفَاهَا بِمَا حَبَّلَا
وَالثَّانِي النَّبِيُّ الْمُحْمُودُ مُشْهَدٌ وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَقَ الرَّسُلَا
ترجمہ : ۱۔ جب تم کسی ثقہ آدمی کے مصائب آلام یاد کرو تو اپنے بھائی ابو بکر صدیق اور
ان کے کردار کو مزور یاد رکھو ۔

۲۔ جو انبیاء کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ متقی ، عادل اور اپنی ذمہ داریوں کے نگہ دار ہیں ۔

۳۔ آپؐ ثانی انبیین ، متبع رسول ، میموں لقا اور سب سے پہلے مُصَدِّق رسول ہیں ۔

حدیث

ابن ہشام کہتے ہیں میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس عباس بن مرداس (شاعر) حاضر ہوا آپ نے فرمایا تم ہی نے یہ شعر کہا ہے۔

فَأَصْبَحَ نَهْنِي وَنَهْيُ الْعَيْدِي
بَيْنَ الْأَثَرِ وَعَيْنِي

ترجمہ: میرا اور غلاموں کا گویا ہوا مال اقرن اور عینہ قبیلوں نے بانٹ لیا۔

ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دوسرے مصرعہ کے درست الفاظ یوں ہیں۔

بَيْنَ عَيْنِي وَالْأَثَرِ

(کیونکہ شعر کی شکل ہی ایسے قائم ہوتی ہے) نبی علیہ السلام نے فرمایا مقصد تو دونوں

طرح ایک ہی رہتا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں گواہی دیتا ہوں اللہ نے یہ آیت بمع اتار دی ہے۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ۔ سورہ یسین آیت ۶۹

ترجمہ: ہم نے نبی علیہ السلام کو نہ شعر سکھایا ہے اور نہ وہ آپ کے لائق ہے بلکہ

۱۷ یعنی اگر وقتاً آپ شاعر ہوتے تو بین الاثر وعینہ نہ فرماتے کیونکہ اس طرح تو شعر کی شکل ہی باقی نہیں رہ جاتی یہ واقعہ ابو بکر صدیقؓ کی فراست ایمانی کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ یاد رہے یہ واقعہ تنبیہ کتب میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ناسخ التوازن مع احوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ ص ۱۴ پر دیکھیے۔

نکاح کر دیا جب کہ اس وقت حضرت علیؑ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

تشریح :

یہاں ایمان سے مراد اصطلاحی معنی نہیں بلکہ دل سے آپ کو نبوت کا اہل مان لینا ہے۔ کہ آپ نبی بننے والے ہیں۔ اور آئندہ اس کے مزید شواہد بیان کیے جائیں گے۔

حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا میں سب لوگوں سے اس بات (خلافت و حکومت) کا زیادہ حق دار نہیں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ اور میں فلاں صفت کا مالک نہیں؟

اسے بغوی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی شانہ سال کی عمر میں صحبت اختیار کی جب کہ وہ دونوں بسلسلہ تجارت ملک شام میں پہنچے تھے۔ جہاں وہ ایک جگہ اتارے تو نبی علیہ السلام پیری کے ایک درخت کے نیچے محو استراحت ہو گئے اور ابو بکر صدیق بحیر انامی راہب (عیسائی مذہب کا صوفی) کے پاس گئے کہ کچھ دین کی باتیں معلوم ہو جائیں۔ راہب نے پوچھا یہ سامنے پیری کے درخت کے نیچے کون سویا ہے۔ فرمایا یہ محمد بن عبد اللہ میرے ساتھی ہیں۔ راہب کہنے لگا اللہ کی قسم یہ اللہ کے نبی ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس پیری کے نیچے بیٹھے تھے اس کے بعد آج یہ بیٹھے ہیں یہ سن کر ابو بکر صدیق کے دل میں نبیؐ

حدیث

روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت حسان سے فرمایا کیا تم نے ابو بکر صدیق کی منقبت میں کچھ کہا ہے ؟ عرض کیا ہاں ۔ پھر انہوں نے گزشتہ تین اشعار سنائے اور یہ درج ذیل شعر کہا ۔

وَتَأْنِي اثْنَيْنِ فِي الْفَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ كَلَمَاتِ الْعُدُ وَهَرَاذِ اصْعَدَا الْجَبَلَا

ترجمہ : اور آپ بلند غار میں تانی اثین تھے جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر اُس پاس گھوم رہے تھے ۔

یہ اشعار سن کر نبی علیہ السلام بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا

(اے حسان تو نے کیا عمدہ اشعار کہے ہیں ۔)

اسے ابو عمرو نے روایت کیا ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ مذکورہ اشعار سن کر آپ اتنے مسکرائے کہ آخری دانت بھی ظاہر ہو گئے اور فرمایا حسان تم نے سچے اشعار کہے ہیں ۔ واقعاً صدیق اکبر ایسے ہی ہیں ۔ ابو عمرو نے یہ پانچوں شعر بھی مذکورہ نظم کا لکھا ہے ۔

وَكَانَ حَبِيبُ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَوْ يَعْدِلُ بِهِ رَجُلًا

ترجمہ : ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ایسے مشہور مخلص دوست ہیں کہ سارے جہان میں ایسا کسی کا دوست نہ ہو گا ۔

حدیث

قرات بن سائب کہتے ہیں میں نے میمون بن مہران سے پوچھا ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام پر پہلے ایمان لائے یا حضرت علی مرتضیٰ ؟ وہ کہنے لگے ابو بکر صدیق بھرا رہا ہے کہ وقت میں ہی ایمان لا چکے تھے ۔ اور انہوں نے ہی نبی علیہ السلام اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہما کے درمیان سلسلہ جنبا فی قائم کیا تا آنکہ دونوں کا

حدیث

عمر بن عتبہؓ سے روایت ہے کہ میں بازار عکاظ میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا میں نے کہا اس دین میں آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے ؟ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام سے اور اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اس دین کی تبلیغ کرتا رہوں گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اپنے محبوب کے لیے وسعت پیدا فرما دیگا۔

حدیث

بعض طرق میں یوں ہے کہ حضرت عمر بن عتبہؓ صاحب نبی علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ کو مکہ مکرمہ میں ایک مکان کے اندر چھپے ہوئے پناہ گزین پایا۔ اسے مسلم نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں ابو امامہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح:

عکاظ مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی عرب کی مشہور سالانہ منڈی کا نام ہے جس میں وہ لوگ جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے اشعار کہتے اور اپنا تناسب پر فخر کیا کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو یہ منڈی اٹھادی گئی۔

حدیث

حضرت زہرہؓ، عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔

۱۔ نبی علیہ السلام، ۲۔ ابو بکر صدیق، ۳۔ عمار بن یاسر، ۴۔ انکی والدہ سُمَیْہہؓ، ۵۔ حضرت مقداد، ۶۔ صہیبؓ اور حضرت بلالؓ۔

نبی علیہ السلام کی حفاظت تو اللہ نے آپ کے چچا ابوطالب کے ساتھ کی ابو بکر

علیہ السلام کی نبوت کا یقین ہو گیا ۔
اسے ابو بکر صدیق کے فضائل میں روایت کیا ہے ۔

تشریح :

ابھی میمون بن مہران سے مروی حدیث گزری ہے کہ علی مرتضیٰ کی ولادت سے بھی پہلے بحیرہ اہلب کے پاس حضرت ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اس کا یہی مطلب ہے جو درج بالا حدیث میں ہے کہ بحیرہ کی بات سن کر آپ کو نبی علیہ السلام کی نبوت کا یقین ہو گیا تھا ورنہ بحیرہ کی ملاقات تنہا میں ہوئی وہاں سے واپسی پر حضرت خدیجہ سے آپ کا عقد مبارک ہوا اور بعد میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا تب حضرت ابو بکر نے اسلام قبول فرمایا ۔

حدیث

ابن نضرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے علی مرتضیٰؓ سے کہا کیا میں آپ سے پہلے اسلام نہیں لایا ؟ تو حضرت علیؓ نے اسکی تردید نہ فرمائی ۔

حدیث

ابو نضرہ نے ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا ؟

حدیث

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک وقت وہ بھی دیکھا ہے جب نبی علیہ السلام کے پاس صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ایک آزاد مرد یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ۔

اسے صوفی نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے ۔

علامہ ابن شہاب، عبد اللہ بن محمد، محمد بن کعب اور حضرت قتادہ بھی آپ کو پہلا مسلمان قرار دیتے ہیں۔ تاہم اس پر مذکورہ افراد کا اتفاق ہے کہ مطلقاً سب سے پہلے سیدہ خدیجہؓ اسلام لائیں۔

ابن اسحاق نے کہا سب سے پہلا مرد جس نے اسلام قبول کیا نماز پڑھی اور نبی علیہ

السلامیہ بات فریقین کے درمیان متفق علیہ قرار پائی کہ سب سے پہلے حضرت سیدہ خدیجہ ام المؤمنینؓ اسلام لائی ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے بعد کون سب سے پہلے اسلام لایا تو شیعوں کا شیخ المفہر بن علامہ طبرسی اپنی کتاب مجمع البیان جلد ۵ ص ۶۵ میں لکھتا ہے۔

وقیل ان اول من اسلم بعد خدیجۃ البکرة عن ابراہیم النخعی۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ سیدہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابو بکر ہیں، جیسا کہ ابراہیم نخعی نے روایت کیا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اسلام لانے والے سب سے پہلے مرد حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آیت مبارکہ الذی جاء بالصدق کے مصداق اول بھی آپ ہی ہیں۔

اسی طرح مقبر شہید کتاب روضة الصفا جلد دوم ص ۲ میں ہے۔

نمی علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما عرضت الا سلام علی ادراكه

عنده صفة و تردد و نظرة الا ابا بکر۔

ترجمہ

میں نے جس بھی شخص پر اسلام قبول کیا اسے اس سے قبول کرنے میں ضرور

لیت و لعل اور تردد ہوا۔ سوائے ابو بکر کے۔

صدیق کی حفاظت کا کام اللہ نے انہی قوم (بنو تمیم) سے لیا۔ دوسرے پانچ آدمیوں کو
مشرکین نے پکڑ لیا اور انہیں لوہے کی زنجیریں پہنا کر دھکتے سورج کے سامنے پھینک
دیا جاتا تھا۔ تو سب سے مشرکین نے اپنا مقصد اگلوایا، مگر حضرت بلال ڈٹے رہے۔
مشرکین نے بلال کو پتھروں کے سپرد کر دیا جو انہیں مکہ کی گھائیوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے اور
بلال کی زبان پر یہی لفظ ہوتا تھا۔ اَحَدٌ اَحَدٌ
حدیث

حضرت زہری روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے تلوار لیکر جس نے اپنا عقیدہ اسلام
ظاہر کیا ایک نبی علیہ السلام تھے دوسرے ابو بکر صدیق۔

سب سے پہلے کون اسلام لایا اس بارہ میں
اختلاف علماء

بیان

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب ابو بکر صدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو
وہ بڑی عمر کے آدمی تھے۔ ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے اعلان
نبوت فرمایا اس وقت حضرت علی پیدا ہو چکے تھے یا نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کو سب سے
پہلا مسلمان سمجھنے والے یہ لوگ ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، ابو
اروی دوسی۔ اسماء بنت الجابر۔ امام نخعی۔ ابن ماجہ شون، محمد بن منکدر اور علامہ احسنی۔
یہ بات صاحب صفوہ اور ابو عمر وغیرہ نے کہی ہے۔

ابو عمر نے کہا۔ حضرت علیؓ کو سب سے پہلے اسلام لانے والا ان لوگوں نے قرار
دیا ہے۔ سلطان فارسی۔ ابوذر، مقداد، جابر، ابو سعید خدری اور زبیر بن ارقمؓ اس کے

بیعت کس طرح کی۔ جب کہ آپ ابو بکر سے سابقہ الاسلام اور عالی مرتبت تھے؛ حضرت علی نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے۔ ابو بکر صدیق چار باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔

۱۔ ابو بکر صدیق نے مجھ سے پہلے اپنے اسلامی عقیدہ کو ڈٹکے کی پوٹ سب پر واضح کر دیا۔

۲۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی

۳۔ غار میں نبی علیہ السلام کی خدمت کی۔

۴۔ جب میں پھپھ کر نماز پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت ابو بکر میرے علانیہ نماز قائم کی اور اس وقت قریش مجھے (ابو بکر سنی) حقیر اور ابو بکر کو عزیز رکھتے تھے۔

تم مجھ کو اس وقت ابو بکر ابنی فضیلت (تبلیغی عمل) سے باز آجاتے تو اسلام کو موجودہ عظمت حاصل نہ ہوتی اور لوگ شکر طاوت کی طرح دین سے پھر جاتے بلکہ اے سوال کرنے والے! تجھ پر افسوس ہے تجھے خبر نہیں کہ اللہ نے لوگوں کی خدمت اور ابو بکر کی مدح کی جیب یہ فرمایا۔

إِلَّا تَصْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
ثَانِي أَنَّهُ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا.

سورہ توبہ آیت ص ۱۱

ترجمہ: اگر تم نبی علیہ السلام کی مدد نہیں کرو گے تو کچھ نقصان نہیں۔ اللہ نے اپنے نبی کی اس وقت مدد کی جیب انہیں کافروں نے (مکہ سے) نکلنے پر مجبور کیا

۱۵۔ حالات بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا جو انہیں ساتھ لیکر جہاد کیلئے نکلا مگر وہ راستے میں جہاد سے منحرف ہو گئے سورہ بقرہ میں اس کا قصہ مذکور ہے۔

السلام کے فرمودات کی تصدیق کی وہ حضرت علی ہیں پھر زید بن حارثہ پھر ابو بکر صدیق اور پھر مسلمانوں کا ایک گروہ اسلام لایا اس گروہ میں حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، حضرت طلحہ، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم شامل ہیں ایہ لوگ ابو بکر کی تبلیغ پر اسلام لائے

ابن قتیبہ نے معارف میں ایسے ہی روایت کیا ہے۔

جبکہ دیگر اہل علم کا کہنا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق ہی اسلام لائے ہیں اور حضرت علی اسلام لاتے وقت اٹھ سال کے بچے تھے۔ اور عورتوں میں سے سب سے پہلے سیدہ خدیجہ ایمان لائیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مگر مذکورہ جملہ اقوال و احادیث میں یوں توافق پیدا کیا جاسکتا ہے کہ سیدہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا مطلق طور پر ہر کسی انسان سے پہلے اسلام لائیں۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ بالغ مردوں میں ابو بکر صدیق۔ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ اسلام لائے۔ حضرت علی جب اسلام لائے تو بچے تھے اور اپنا عقیدہ چھپا کر رکھتے تھے۔ جبکہ حضرت ابو بکر ہی پہلے بالغ عربی شخص ہیں جنہوں نے ساری دنیا سے پہلے اپنا اسلام آشکارا کر دکھایا۔

یہ فیصلہ بالکل حقیقت پسندانہ اور واقعات کے عین مطابق ہے اس لیے حضرت علی اور دیگر حضرات کے گزشتہ قول کہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسی معنی پر حمل کیے جائیں گے اور اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہو رہی ہے۔

حدیث۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا کہنے لگا امیر المومنین! جملہ ہماجرین و انصار نے ابو بکر صدیق کی

کے برابر انہی کوڑے لگاؤں گا۔

حدیث

حضرت محمد بن حنفیہؓ (حضرت علی کے سب سے بڑے بیٹے) سے سوال کیا گیا کہ ابو بکر صدیقؓ پہلے اسلام لائے تھے کیا؟ فرمایا نہیں! پوچھا گیا پھر لوگ صرف انہی کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں اور کسی کا ذکر نہیں کیا جاتا؟ انہوں نے فرمایا جس دور میں بھی ابو بکر صدیقؓ کا اسلام لانا مانا جائے ہر حال وہ اپنے اسلام لانے میں سب سے فائق تھے اور اسی جنتیت سے وہ تادم آخر رہے۔

حدیث

محمد بن کعبؓ سے پوچھا گیا ابو بکر صدیقؓ پہلے مسلمان ہیں یا حضرت علیؓ؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ حضرت علیؓ ہی پہلے اسلام لائے وائے ہیں مگر لوگوں پر یہ بات مخفی ہے۔ کیونکہ حضرت علیؓ نے اول اول اسلام ظاہر نہیں کیا جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے اسلام لاتے ہی اسکا افتا کر دیا جبکہ حضرت علیؓ ہی پہلے داخل دین متین ہوئے تھے۔

حدیث

محمد بن کعبؓ سے ہی روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا سب سے پہلے میں نے اپنا اسلام ظاہر کیا جبکہ حضرت علیؓ اسے چھپایا کرتے تھے اپنے باپ کے ڈر سے نہ انکا ایک دن ابو طالبؓ نے پوچھ ہی لیا اور کہا۔ اے علی! تم اسلام لے آئے ہو؟ کہا ہاں! ابو طالبؓ کہتے لگا ٹھیک ہے اپنے چچا زاد بھائی (نبی علیہ السلام) کی حفاظت کرو اور مدد کرو۔ اسے حاکمی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

اس وقت وہ دو میں سے دوسرے تھے اور دونوں غار میں تھے جب بنی (علیہ السلام) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحمت نازل کرے اور میری طرف سے ان کی روح کو سلام پہنچائے۔

حدیث -

مذکورہ حدیث کی ہم معنی روایت خثیمہ بن سلمان نے عبدالرحمن بن ابی زناد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یوں بیان کی ہے کہ

ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا جس وقت مجمع دائیں بائیں ہو گیا تو وہ آپ کے بالکل قریب ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین! تمام مہاجرین و انصار نے حضرت ابو بکر کی بیعت کیسے کر لی جب کہ آپ ان سے قدیم الاسلام اور افضل الدرجات تھے؛ آپ نے فرمایا اگر تم قریشی ہو تو تمہیں کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔ کہنے لگا ہاں! میں قریشی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو من دیسے بھی اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہیں قتل کر دیتا تیری عقل پر افسوس! ابو بکر صدیق پیار باتوں سے مجھ پر سبقت لے گئے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے امامت انہیں ملی۔

۲۔ مجھ سے پہلے ہجرت انہوں نے کی۔

۳۔ غار میں خدمت کا موقع انہیں ملا۔

۴۔ اور سب سے پہلے اسلام کا اظہار انہوں نے کیا۔

حدیث

یہی حدیث ابن سمان نے ”موافقہ“ میں روایت کی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا جس شخص نے مجھے ابو بکر صدیق پر فضیلت دی میں اسے حد قذف

تمام انساب سے خوب واقف اور انکی ہر اچھائی برائی پر مطلع تھے۔ آپ ایک نیکو کار اور
 من سار تاجر بھی تھے۔ سردارانِ قریش ہر چھوٹے بڑے کام میں آپ کے پاس پہنچتے
 رائے لیتے اور آپ کے علم تجربہ اور حسنِ مجالست سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ تو جو شخص
 بھی آپ کے پاس آکر بیٹھتا آپ اسے دینِ اسلام کی خوبیاں سناتے اور دینِ
 خداوندی کی دعوت دیدیتے۔ چنانچہ جہاں تک میں نے سنا ہے آپ کی تبلیغ سے
 عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ مائل
 اسلام ہو گئے۔ آپ انہیں لیکر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل
 اسلام کر دیا۔ تو یہ ہیں وہ آٹھ آدمی جو سب سے پہلے اسلام لائے اور نبی علیہ السلام
 کی تصدیق کی یعنی ۱۔ حضرت علی ۲۔ زید بن حارثہ ۳۔ ابو بکر صدیق اور جو لوگ ابو بکر
 صدیق کی تبلیغ پر اسلام لائے (۴۔ عثمان بن عفان ۵۔ زبیر بن عوام ۶۔ عبید الرحمن بن عوف
 ۷۔ سعد بن ابی وقاص ۸۔ اور طلحہ بن عبید اللہ)

حدیث :

محمد بن عبید بن عمر بن عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ خالد بن سعید بن العاص قدیم الاسلام
 صحابی ہیں جو اپنے سب بھائیوں سے پہلے اسلام لائے جسکا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے
 خواب میں دیکھا کہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ کے دھانے پر کھڑے ہیں جس کی لمبائی چوڑائی اللہ
 ہی جانے انکا باپ انہیں اس میں دھکیں رہا ہے اور نبی علیہ السلام انہیں دونوں کو کھ
 سے پکڑ کر پیچھے کھینچ رہے ہیں۔ وہ یہ خواب دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور کہا قسم بخدا یہ
 خواب غلط نہیں۔ فوراً اٹھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور خواب کہہ سنائی
 ابو بکرؓ نے فرمایا میں تمہیں بہتر مشورہ دے رہا ہوں۔ سنو! یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے
 پیچھے رسول ہیں انکی غلامی اختیار کرو اسلام تمہیں دوزخ کے اندر جانے پر سے روکے
 گا جو تمہارا باپ تمہیں اس میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ تو حضرت خالد بن عبید یہ سن کر سیدھے

فصل پنجم

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر کون کون
اسلام لایا

حدیث -

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر کون کون اسلام لائے اسی دن رات کے وقت وہ عثمان بن عفان، حضرت طلحہ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے اور انہیں داخل اسلام کر لیا پھر صبح عثمان بن مظعون، ابوسیدہ بن جراح، عبدالرحمن بن عوف اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہم پر اسلام پیش کیا تو وہ بھی داخل دین اللہ ہو گئے۔

اسے ابن ناصر سلامی نے روایت کیا ہے۔

حدیث -

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو بکر صدیق نے اسلام لاتے ہی اسکا اظہار و افشاء کر دیا اور خدا و مصطفیٰ کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کر دیا۔ اور آپ اپنی قوم میں لوگوں کی جلے پناہ ہر دل عزیز اور محبوب تھے، آپ قریش کے سب سے بڑے نسب قریش کی

فصل ششم

دورِ جاہلیت سے ہی نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق باہم
گہرے دوست تھے

ابو بکر حضور کو درقہ بن نوفل کے پاس لے گئے

حدیث

ابن میسرہ نے ابن شریک سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام ظہور اسلام سے قبل
بسا اوقات گھر سے نکلنے تو کوئی پیچھے سے آواز دیتا۔ یا محمد! آپ جب پیچھے توجہ کرتے
تو آواز دینے والا دوڑ چکا ہوتا تھا۔ نبی علیہ السلام نے یہ مشکل حضرت ابو بکر کو رازداری میں
بتلائی کیونکہ وہ آپ کے دیرینہ دوست تھے۔

حدیث

ابن شریک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سیدہ خدیجہ سے
سے اعلانِ نبوت سے قبل فرمایا۔ ”جب میں اکیلا ہونا ہوں تو ایک طرح کی آواز مجھے سنائی
دیتی ہے۔ قسم بخدا یہ کوئی بات ہے۔“ سیدہ نے عرض کیا۔ خدا کی پناہ اللہ تعالیٰ آپ

نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کس بات کی دعوت دے رہے ہیں۔
 آپ نے فرمایا میں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو اکیلا و یکتا ہے اور یہ کہ میں اس کا بندہ
 اور اس کا رسول ہوں۔ اور تم پر اسے دین سے باز آ جاؤ۔ (یہ سن کر وہ اسلام لے آئے)
 حدیث -

ابو بکر صدیق نے آغاز اسلام میں اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی تھی۔ جہاں وہ قرآن
 پاک کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔ لوگ یہ دیکھ کر آپ کے اس پاس
 اکٹھے ہو جاتے۔ آپ کا قرآن سنتے اور آپ کی عبادت دیکھتے۔ خوفِ خدا میں آپ کی
 آہ و زاری لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی تھی۔ تا آنکہ آپ کا یہی معمول کئی سارے لوگوں کے
 اسلام لانے کا باعث بن گیا۔

فصل ہفتم

جب ابو بکر صدیق نے توحید خداوندی کا اعلان کیا اور
نبی علیہ السلام کا دفاع کیا تو مشرکین سے کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں

نوٹ :

ابو بکر صدیق کی والدہ کے واقعہ اسلام میں یہ مضمون کچھ گزر چکا ہے ۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار
کے ہاتھوں سب سے بڑی تکلیف کب پائی ۔ فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مشرکین مسجد
حرام میں بیٹھے نبی علیہ السلام اور آپ کے دین کی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں خود نبی
علیہ السلام مسجد آئینے ۔ تو سب کے سب آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ جب بھی
آپ کو کوئی بات پوچھتے آپ بیس بیس کہہ سناتے تھے ۔ تو وہ کہنے لگے ۔ تم ہمارے خداؤں
کو کیا یہ کچھ نہیں کہتے ؟ فرمایا ہاں کہتا ہوں ۔ بس وہ آپ پر پل پڑے ۔ ایک شخص دوڑتا
ہوا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا کہ اپنے ساتھی کی مدد کو پہنچو ۔ ابو بکر دوڑتے
ہوئے مسجد میں آئے ۔ دیکھا کہ مشرکین آپ کو پکڑے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے آتے ہی

کے ساتھ ایسا نہیں کریگا۔ واللہ! آپ امین و صادق اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اس کے بعد نبی علیہ السلام کی غیر موجودگی میں ابو بکر صدیق سیدہ کے گھر آئے تو انہوں نے آپ کی کیفیت کہہ سنائی اور کہا اے عقیق (ابو بکر صدیق کا لقب ہے جیسا کہ گذر چکا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیکر ورقہ (ایک نجومی) کے پاس جائیں۔ اتنے میں نبی علیہ السلام تشریف لے آئے ابو بکر صدیق آپ کو ساتھ لیکر ورقہ کے پاس چل دیئے۔ راستے میں نبی علیہ السلام نے پوچھا۔ ابو بکر! تمہیں یہ بات کس نے بتلائی۔ کہا (سیدہ) حدیجہ بنتہ نے، چنانچہ دونوں ورقہ کے پاس پہنچے۔

یہ دونوں احادیث فقیم بن سلیمان نے ابو بکر صدیق کے فضائل میں اسی ترتیب سے لکھی ہیں۔

البتہ حدیجہ کا مذکورہ قول بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

اے یہاں ایک اشکال ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق تو سیدہ حدیجہ بنتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس خود لے گئی تھیں۔ اس لیے یا تو صحیحین کی روایت کو ترجیح دینا پڑے گی۔ اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ واقعہ دوم مرتبہ ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ ابو بکر صدیق آپ کے ساتھ تھے اور غالباً ورقہ سے ملاقات نہ ہوئی ہوگی اور دوسری مرتبہ سیدہ ام المومنین حدیجہ بنتہ آپ کو ساتھ لے گئی ہوگی۔ اور یہ تاویل ہی بہتر ہے۔

سے پوچھا نبی علیہ السلام کو مشرکین نے سب سے بڑی ایندھن کب دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میں نے دیکھا نبی علیہ السلام حرم کعبہ میں محو نماز تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ کی گمہ دن میں کپڑے کا پھندا ڈال دیا اور اس کا حلقہ ابھی وہ سخت کر رہا تھا کہ اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے اور آپ کو چھڑا لیا۔ اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا خدا صرف ایک ہے اور اس پر تمہارے سامنے قوی دلائل لایا ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ جبکہ بخاری کی دیگر روایات میں یوں بھی ہے کہ نبی علیہ السلام کعبۃ اللہ کے پاس محو عبادت تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ کے گلے میں اپنی چادر کا پھندا ڈال دیا۔ ابو بکر آئے عقبہ کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر دوڑ بھینکا اور آپ کو چھڑا لیا۔

حدیث

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن سے بڑھ کر نبی علیہ السلام مشرکین کے ہاتھوں اذیت رسیدہ نہ ہوئے ہونگے جب آپ چاشت کے وقت طواف کعبہ میں ملے تھے کہ مشرکین نے آپ کو اس سے روک دیا اور آپ کے دونوں کندھے پکڑ کر بھجھوڑنے ہوئے ہوئے۔ کیا تم ہمیں اپنے آباء و اجداد کے خداؤں کی پرستش سے منع کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی کہتا ہوں ابو بکر صدیق آپ کے پیچھے پیچھے تھے، وہ کہنے لگے۔ کیا تم اس شخص کو مارنا چاہتے ہو جو صرف ایک اللہ کو اپنا معبود قرار دیتا ہے اور اپنی نبوت پر واضح بنیات پیش کر چکا ہے۔ اگر وہ غلط کہتا ہے تو اس کی کذب بیانی خود اس

للہ ابو بکر صدیق کے یہ الفاظ قرآن میں من وعن موجود ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اِنْ يَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَاقْدَحْ اَعْمَالُ الْبَيْنَاتِ

کہا ہلاک ہو جاؤ ایک تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا خدا صرف اللہ ہے اور تمہارے سامنے کھلے دلائل پیش کر چکا ہے۔ مشرکین نے نبی علیہ السلام کو چھوڑا ابو بکرؓ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا۔ سیدہ اسماءؓ فرماتی ہیں جب ابو بکر صدیقؓ واپس آئے تو یہ حال تھا کہ جہاں بھی سر پہ ہاتھ رکھا جاتا بال اکھڑاتے تھے اور آپؓ کہتے جا رہے تھے ربّ ذو الجلال والاکرام تو برکتوں والا ہے۔

حدیث۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ قریش کے بیوقوف لوگوں میں سے ایک پاگل شخص کی مدبھڑ ہو گئی جبکہ آپؓ کعبۃ اللہ کو جا رہے تھے۔ اس پاگل نے آپؓ کے سر پہ مٹی ڈال دی اسنے میں وہاں سے ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائلؓ گذرا ابو بکر صدیقؓ نے اسے کہا اس بیوقوف کی بد معاشی تم نے دیکھ لی؟ تو وہ کہنے لگا یہ تم نے اپنے ساتھ ایسا کیا ہے (تمہارے مسلمان ہونے کی سزا ہے) ابو بکر صدیقؓ پکار اٹھے خداوند! تو کتنا برودار ہے (ان پر عذاب نہیں بھیجتا)۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

بیان نمبر

ابو بکر صدیقؓ نے کہاں کہاں مشرکین سے رسول خدا کا دفاع کیا

حدیث

عمرو بن قریب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

تو ابولہب کی بیوی ام حبیل عورائیت حرت چینی چنگاڑتی ہاتھ میں پتھر لیے آئی اور وہ کہہ رہی تھی ہم مذم کی مخالفت کرنے ہیں۔ اس کے دین کے دشمن ہیں اور اس کی بات کبھی نہ مانیں گے۔ نبی علیہ السلام مسجد حرام میں جلوہ گر نہ ہو ابوبکر صدیق بھی ساتھ تھے۔ ابوبکر صدیق نے اسے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ! یہ عورت آپ کی طرف آرہی ہے کہیں آپ کو دیکھ نہ آپنے فرمایا یہ ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گی تو آپنے قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور محفوظ ہو گئے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَجَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ هُمْ أَكْثَرُ الْأَعْيُنِ
بِالْأَخْذِ وَجْهًا مَّسْتُورًا

ترجمہ: اور جب تم قرآن پڑھو تو ہم تمہارے اور کفار کے مابین نظر نہ آنے والا پردہ بنا دیتے ہیں۔

تو وہ عورت حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آکر کھڑی ہوئی مگر نبی علیہ السلام کو نہ دیکھ پائی۔ بولی ابوبکر! تیرے ساتھ نبی علیہ السلام آئے میری ہجو کی ہے۔ فرمایا رب کعبہ کی قسم! انہوں نے ہرگز تیری ہجو نہیں کی۔ تو وہ یہ کہتی ہوئی پیٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے بھی مختلف الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ ابولہب کی بیوی یہ کہتی ہوئی پیٹ گئی۔ اگر تیرے ساتھ نبی نے دوبارہ میری ہجو کی تو میں یہ پتھر اسے دے ماروں گی۔

حدیث

ابن اسحاق نے یہ روایت بھی کی ہے کہ قریش نے نبی علیہ السلام کو مذم (برائی) کہا ہوا کہتے اور آپ کو برا کہتے تھے۔ جس پر نبی علیہ السلام فرمانے لگے مومنو! کیا تمہیں اس پر

کے بے وبال ہے اور اگر سچا ہے تو اس کی بات مان لینے سے تمہاری عاقبت کی خبر ہے۔
یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ تو کفار نے رسول خدا کا راستہ پھوڑ دیا۔

یہ واقعہ حضرت عمرو بن العاص نے خود دیکھا ہے۔ اس لیے ان سے مروی حدیث
(۲۲۵) مسند ہے اور آپ کے بیٹے سے مروی حدیث (۲۲۴) مرسل کیونکہ بیٹے نے رقم
ہنیں دیکھا۔

حدیث

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار مشرکین نے نبی علیہ
السلام کو اتنا زد و کوب کیا کہ آپ بیہوش ہو گئے ابو بکر صدیق آئے تو کہنے لگے سبحان اللہ ایسے
شخص کو مار دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔ کہنے لگے یہ کون آیا ہے؟ آپ نے
کہا میں ہوں ابوقحیفہ کا بیٹا۔ جبرائیل صلی اللہ علیہ وسلم۔
اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
تَبَّتْ يَدَايِیْ لَهْبٍ وَتَمَّتْ . . . وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ
الْحَطَبِ ۚ سورہ پارہ ۳۰

ترجمہ: ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود ہلاک ہوا۔ . . اور اسکی لکڑ بردار
بیوی جس کے گلے میں لکھجور کی رسی کا پھندا ہے۔

من دیکو۔ سورہ مومن آیت ۲۸

ترجمہ: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میں تمہارے
رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل لاچکا ہوں۔

بیان نمبر ۲

مشرکین نے مکہ سے ابو بکرؓ کو نکالا اور ابن دغنے نے

پناہ دی

مجھے اللہ کی پناہ کافی ہے

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں تے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام سے مشرت پایا۔ اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں جب مسلمانوں کو ستایا جاتے لگا تو ابو بکر صدیق بارادہ ہجرت حبشہ گھر سے نکلے حتیٰ کہ جب منقام برک الغماز تک پہنچے تو ابن دغنے سے جو اپنے علاقے کا سردار تھا ملاقات ہو گئی اس نے پوچھا۔ ابو بکر! کدھر کا ارادہ ہے؟ آپ نے جواب دیا مجھے میری قوم نے مکہ سے نکال دیا ہے۔ میرا خیال ہے زمین میں پھروں۔ اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن دغنے نے کہا۔ تمہارے جیسا آدمی نہ کسی گھر سے نکال سکتا ہے اور نہ خود نکال جاسکتا ہے تم فقیروں کی مدد رشتہ داروں سے حسن سلوک بیگمیں کی کفالت اور مہمانوں کی خوب میزبانی کرتے ہو

کتب میں بھی بکثرت موجود ہے دیکھیے (۱) بحار الانوار ص ۳۵۳ جلد ۱۲ (۲) ناسخ التوازیخ حالات
تیمبر جلد ۲ ص ۹۵ (۳) مجمع البیان جلد ۵ ص ۲۱۸

نہج نہیں کہ کیسے اللہ نے قریش کی اذیت رسائی مجھ سے دور کر دی۔ وہ بُرا کہتے ہیں تو مذمّم کو، جب کہ میں محمد ہوں (یعنی کوئی مذمّم ہو گا۔ ان کا میں تو محمد ہوں صحتی اللہ علیہ وسلم لے۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام جمیل نبی علیہ السلام کے پاس آئی جب کہ وہاں ابو بکر بھی آپ کے پاس تھے کہنے لگی ابو نفیاحہ کے بیٹے! تیرا ساتھ کیا چاہتا ہے؟ میری مذمت میں شعر کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا قسم بخدا میرا ساتھ (نبی علیہ السلام) شاعر نہیں وہ کہنے لگی کیا اس نے یہ نہیں کہا۔

(یعنی اس عورت ابو لہب کی بیوی ام جمیل) کے گلے میں کھجور کی رسی کا پھندا ہے (تو وہ پھندا کونسا ہے؟ نبی علیہ السلام نے اس دوران ابو بکر سے (امہنتہ سے) کہا ”اس عورت سے پوچھیں کیا کوئی اور آدمی یہاں موجود ہے؟“ کیونکہ وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ رہی اللہ نے میرے اور اس کے درمیان حجاب کر دیا ہے۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے اس سے پوچھا۔ تو وہ کہنے لگی تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ تو کوئی آدمی ہے نہیں۔

اسے بھی صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے ۱۷۔

۱۷۔ یاد رہے یہ باب ابو بکر صدیق کی جانثاریوں کا ہے اور اس حدیث کا بغا ہر یہاں موقع نہیں ملتا کہیں کے گذشتہ الفاظ ”ہم مذمّم کی مخالفت کرتے ہیں“ کی تشریح میں یہ حدیث یہاں لائی گئی ہے۔

۱۸۔ یہ واقعہ جو حضرت صدیق اکبر کے کمال ایمان اور بے مثال وفاداری پر دلالت کرتا ہے شیعہ

و اے بھی مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ ابو بکر صدیق نے بھی مدینہ طیبہ کو ہجرت کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کچھ مدت ٹھہرو کیونکہ امید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔ ابو بکر صدیق نے (فرط مسرت سے) عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے کے لیے ابو بکر رک گئے۔ اور جو دو ملائیاں انکے پاس تھیں انہیں چار ماہ تک کیلئے پتے کھلانے رہے (تاکہ وہ ہجرت کے سفر میں کام آئیں) سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔ ہم ایک روز اپنے گھر میں دن کے بارہ بجے بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا۔ اے ابو بکر! دیکھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے پر چادر ڈالے تشریف لارہے ہیں۔ یہ ایسا وقت تھا جس میں آپ کبھی ہمارے ہاں تشریف نہ لائے تھے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان! ضرور کوئی بات ہے۔ جب ہی تو آپ اس وقت کڑکتی دوپہر میں تشریف لائے ہیں۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور پھر آپ داخل ہو گئے۔ اور فرمایا ”اپنے پاس سے ادوروں کو ہٹا دو۔“ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں صرف آپ کی گھر والی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان کیا مجھے بھی آپ کی سنت کا شرف ملے گا؟ فرمایا ہاں تم ہی میرے رفیق سفر ہو گے۔ عرض کیا۔ میرے والدین قربان۔ میری ایک اونٹنی ہے بیچو۔ آپ نے فرمایا دوہم تو قیمت کے ساتھ لیں گے۔“ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔ پھر ہم نے دونوں کے سفر کے لیے جلدی جلدی میں جو ہو سکا تیار کر دیا۔ چنانچہ چڑے کی ایک تھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا گیا۔ میری بہن اسماء بنت ابی بکر نے اپنا ازار بند بھاڑا اور اس کے ایک حصے سے تھیلی کا منہ باندھ دیا اسی دن سے ان کا لقب ذات النطاق ہے (ازار بند کاٹ کر خدمت کرنے والی) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ پھر نبی ﷺ اور

فصل ششم

نبی علیہ السلام کے ساتھ راہ ہجرت میں آپ کی خدمت رسول
اور غار اور اس کے بعد والے سفر مدینہ کے واقعات

بین النہد

نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق غار ثور کو چلے

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
مسلمانوں! مجھے تمہاری ہجرت کا علاقہ دکھایا گیا ہے۔ (جہاں تم نے مکہ سے ہجرت کر کے
جابسیر کرنا ہے) وہاں دو پیچھے میدانوں کے درمیان واقع نخلستان ہے۔ نبی علیہ السلام
کے اس فرمان کے بعد سب لوگ مدینہ منورہ کی طرف ہی ہجرت کرتے رہے (کیونکہ وہی
ایسا نخلستان ہے جو دو سنگستانوں کے مابین واقع ہے) اور حبشہ کو ہجرت کر جانے

حدیث

ابی حاتم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جنہیں میں نے آپ کے ساتھ ہجرت کرنے کی عرض ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ تو نبی علیہ السلام ان میں سے ایک پر جلوہ آرا ہو گئے اور غار تک آپہنچے۔

تشریح :

نبی علیہ السلام نے دونوں میں سے ایک اونٹنی ابو بکر صدیق سے جو قیمتاً حاصل کی تو صحت اس لیے کہ آپ کے اپنے ہجرت کے ثواب میں آپ کے ساتھ دوسرا شریک نہ ہو سکے ورنہ نبی علیہ السلام کو قیمت ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور آئندہ بیان ہو گا کہ نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق کے مال میں اپنے مال جیسا تصرف فرمایا کرتے تھے۔

حدیث

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ابو بکر صدیق نے دونوں میں بہتر سواری آپ کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان! سواری فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں اپنی سواری کے سوا کسی پر نہ بیٹھوں گا۔ عرض کیا۔ یہ آپ ہی کی ہے۔ فرمایا نہیں! بلکہ میں وہ قیمت دوں گا جس پر تم نے اسے خریدا ہے۔ عرض کیا اس کی یہ قیمت ہے۔ تو آپ نے قیمت ادا کر دی۔

تشریح :

اس حدیث کا وہی مقصد ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ بظاہر اس کا ماقبل والی حدیث سے تعارض نظر آتا ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث میں قیمت ادا کرنے کا صرف وعدہ کیا گیا تھا۔

ابو بکر صدیق غار ثور میں پہنچ گئے۔ اور اس میں تین روز تک پھیرے رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر صدیق جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے۔ وہ رات نمازیں گزارتے اور صبح اندھیرے منہ مکہ میں پہنچتے تھے۔ مکہ واپس یہی تصور کرتے تھے کہ وہ یہ رات مکہ ہی میں تھے۔ عبداللہ سارا دن قریش کی ہر وہ بات نوٹ کرتے جو نبی علیہ السلام اور ابو بکرؓ سے متعلق ہوتی اور رات کو اگر غار میں دونوں کو سب کچھ بتلادیا کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ غار ثور واپس پہاڑ کے آس پاس دن بھر بکریاں چراتے رہتے اور رات کو غار میں دودھ لیکر پہنچ جاتے تھے۔ دونوں دودھ پی کر رات آرام سے گزارتے تھے۔ اور صبح بکریاں ہانک کرے جاتے تھے۔ ان تینوں راتوں میں ایسا ہی کیا جاتا رہا۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکرؓ نے قبیلہ بنی دائل کے ایک آدمی کو جو نبی عبد بن عدی سے تعلق رکھتا تھا اپنے ساتھ مزدور رکھ لیا۔ وہ راستوں کا بڑا شناسا بہترین راہبر اور آل عاص بن دائل کا حلیف تھا۔ قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں کے دونوں اوتنیاں بطور امانت دے دیں۔ اور تین دنوں کے بعد صبح کے وقت غار کے باہر دونوں سواریاں لے آنے کا وعدہ لیا۔ چنانچہ وہ تین دن بعد حسب وعدہ وہاں آگیا اور عامر بن فہیرہ (غلام ابو بکرؓ) سمیت دونوں کو لے کر ساحل سمندر کے راستے پرے چلا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے لیہ

۱۔ شب ہجرت صرف سیدنا ابو بکر صدیق ہی معروف خدمت سید الانبیاءؐ نہ تھے آپؓ سارا صبح اور غلام بھی بڑھ چڑھ کر افاقہ خدمت میں لگے ہوئے تھے چنانچہ آپ کے غلام عامر ابن فہیرہ تین دن غار ثور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ لجاتے رہے، آپ کے لیے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ تین راتیں مسلسل غار میں پہنچتے رہے اور مکہ ہونے والی کنار کی دن بھر کی کاروائیوں سے مطلع کرتے رہے دیکھیے تفسیر بیئح الصادقین جلد چہارم صفحہ ۲۷، تاریخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول صفحہ ۱۳، مجمع البیان جلد ۱ صفحہ ۲۷۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا حکم پا کر خود چل کر صدیق اکبرؓ کے گھر آئے اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا۔ الصحبۃ یا رسول اللہ! انحضرت فرمود جنس باشند ابو بکر از شادی بگریست یعنی یا رسول اللہ مجھے ہجرت کا ساتھی بنالیں! اپنے فرمایا اسی طرح ہو گا۔ تو ابو بکر یہ سن کر خوشی سے رو پڑے۔ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات پیغمبرؐ ص ۱۸

۳۔ بلکہ شیعہ کتب کہتی ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت میں ابو بکر صدیق کے ساتھ رکھنے کا حکم فرمایا تھا چنانچہ شیعوں کے گیارہویں امام حضرت حسن عسکری اپنی تفسیر ص ۲۳ میں فرماتے ہیں جبریل امین ہجرت سے قبل حضور کے پاس آئے اور عرض کیا اللہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

وَأَعْرَآكَ أَنْ تَسْتَصْحِبَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ أَخْلَصَكَ وَسَاءَ عَذَابُكَ
وَوَازَرَكَ وَثَبَّتَ عَلَى تَعَاهُ لَكَ وَتَقَاعُ عِدْكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ
عَنْ دُفْعَائِكَ وَفِي غُرْفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ۔

ترجمہ: ”اور اللہ نے آپ کو امر فرمایا ہے کہ ابو بکرؓ کو سفر ہجرت میں ساتھ لیجائیں۔ کیونکہ اگر وہ اس سفر میں آپ کی معاونت و مساعدت کریں گے اور راہ و فاقہ میں ثبات قدم نہ لیں گے تو اللہ انہیں جنت میں آپ کا رفیق بنا دیگا اور انہیں جنت میں آپ کے مصاحبین کا مقام دیا جائے گا۔“

اب رہی یہ بات کہ آیا واقعی حضرت ابو بکرؓ نے سفر ہجرت میں وفاداری کا ثبوت دیا ہے یا نہیں تو جو شخص اپنے وجود پر سانپ کے ڈنگ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرے جس کا اگے شیعہ کتب کے حوالے سے آرہا ہے۔ اسکی وفاداری میں کیا شک باقی رہتا ہے، تو امام حسن عسکری کے ارشاد کے مطابق یقیناً حضرت صدیق اکبرؓ دنیا کی طرح آخرت میں بھی رفیق نبوت ہیں۔

جب کہ اس حدیث میں قیمت ادا کر دینے کا بیان ہے۔ مگر ممکن ہے یہیں بیت
ابن بکر میں دوبارہ گفتگو ہوئی۔ پہلی دفعہ وعدہ ہوا۔ اور دوسری بار قیمت ادا کر دی
گئی ہو۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
روزانہ ہمارے پاس آنا نہ بھولتے تھے صبح تشریف لے آتے یا شام کو۔ پھر جب وہ
دن آیا جس میں اللہ نے آپ کو ہجرت کی اجازت عطا کی تھی۔ تو آپ دوپہر کے وقت
ہمارے ہاں پہنچے (آگے مثل سابق گفتگو بیان فرماتی ہیں) تو ابو بکر صدیق نے ہجرت
میں سنگت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں تم ہمارے ساتھ ہو گے۔

سیدہ فرماتی ہیں میں نے اس سے قبل کسی کی آنکھوں میں خوشی و مسرت کے آنسو
نہ دیکھے تھے۔ اس دن دیکھا کہ فرط جذبات سے ابو بکر صدیق کی آنکھیں بھیگ
گئیں۔

۱۔ نبی علیہ السلام کے ساتھ ابو بکر صدیق کی ہجرت کے وجد آفریں واقعات شیعہ کتب میں بکثرت
ملتے ہیں جن سے ابو بکر صدیق کی صداقت، عدالت اور امانت روز روشن سے زیادہ واضح تر
ہو جاتی ہے۔ چنانچہ

۱۔ ناسخ التواتر مع دیگر کتب شیعہ میں موجود ہے کہ جب صحابہ کرام یکے بعد دیگرے ہجرت
کرنے لگے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت فرمائیے۔ آپ
نے فرمایا۔ بجاؤ، امید میدارم کہ من نیز ہاں جانب شوم

یعنی ابھی ٹھہرو مجھے بھی ہجرت کا حکم ملنے والا ہے (اور ہم) اکٹھے ہجرت کریں گے ناسخ التواتر
حالات پیغمبر جلد اول ص ۱۱

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ابن ہشام کہتے ہیں میں نے کئی ایک اہل علم سے ذات النطاقین (دو ٹیکوں والی) کا لفظ سنا ہے۔ اور اسکی تشریح یہ ہے کہ انہوں نے ٹیکے کے دو حصے کیے ایک میں کھانا باندھ دیا اور دوسرے میں اسے لٹکا کر لٹکھ میں قہما دیا۔

حدیث ۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں۔ میں نے نبی علیہ السلام کا کھانا تیار کیا جب وہ ہمارے گھر سے ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے والے تھے تو روٹی اور پانی کا برتن باندھنے کے لیے کوئی کپڑا گھر میں نہ تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا میرے بچے کے سوا اور کچھ اس مقصد کے ہے نہیں۔ انہوں نے فرمایا اسے درمیان سے پھاڑ کے ایک میں پانی کا برتن اور دوسرے میں کھانا باندھ دے۔ سو میں نے ایسے ہی کر دیا۔ اسدن سے مجھے ذات النطاقین کہا جانے لگا۔

مذکورہ پر بھلا ہے۔

واسماء خواہر عائشہ کمر بند خویش را دو نیم کردہ نیمے بوسفرہ بست و نیمے بند متارہ ساخت، ازیں او با سماء ذات النطاقین ملقب گشت۔

یعنی سیدہ عائشہؓ کی بہن اسماءؓ نے اپنے کمر بند کو دو نیم کر کے ایک حصے میں کھانا باندھ دیا اور دوسرے حصے میں شیشیزے کا منہ لپیٹ دیا تب سے وہ دو ٹیکوں والی مشہور ہو گئیں۔

لطاق سے مراد وہ کپڑا ہے جو اس دور میں عورتیں عربی عبا کے اوپر سے کمر پر سے کی شکل میں باندھ لیتی تھیں تاکہ عبا بدن پر مضبوطی سے بندھا رہے۔

اس وقت حضرت علی کے سوا کسی اور شخص کو نبی علیہ السلام کے ارادہ ہجرت کی خبر نہ تھی۔ کیونکہ آپ جب گھر سے نکلے تو انہیں ساری صورت احوال سے آگاہ کیا اور فرمایا میرے پاس امانتیں ہیں انہیں لوگوں تک پہنچا کر میرے پیچھے پہنچ جانا۔ اس لیے کہ لوگ آپ کی امانت و صداقت کے معترف تھے۔ ہر کوئی اپنی پرخطر شبیہی آپ کے پاس امانت رکھ دیتا تھا۔

چنانچہ آپ ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور ان کے گھر کچھ دواڑے سے نکل کر دونوں غارِ ثور کی طرف چل دیئے جو مکہ سے ذرا نشیبی جگہ میں واقع ایک پہاڑ ہے۔ ابو بکر صدیق نے اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دیا۔ لوگوں کی دن بھر کی باتیں شام کو ہمارے پاس غار میں لایا کرو۔ اور اپنے غلام عامر بن جہیرہ سے کہا غارِ ثور ہی کے آس پاس دن بھر بکریاں چرایا کرو اور رات کو ان کا دودھ لے کر غار میں پہنچا کرو (تو یہ ذمہ داری دونوں نے خوب نبھائی۔

ادھر اسماء بنت ابی بکر صدیق تہی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کے لیے پیٹ بھر کھانا لیکر روزانہ رات کو غار میں پہنچا کرتی تھیں۔ تو نبی علیہ السلام نے تین روز غار میں قیام فرمایا جب کہ قریش نے اس شخص کے لیے سوا دھڑ کا انعام مقرر کر رکھا تھا۔ جو نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کو پکڑ کر لائے۔ پھر جب تین روز گزر گئے اور کفار کے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تو ان دونوں کے پاس وہ راہبر سواریاں لیکر آپہنچا جسے اجرت پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور اسماء بنت ابی بکر الصدیق کھانا لیکر آئیں مگر تھیدا بھول آئیں جس میں کھانا ڈال کر بازو سے لٹکا لیا جائے) تو انہوں نے فوراً اپنا پیٹ کھولا، درمیان سے پھاڑا اور اس میں کھانا باندھ کر حواسے کر دیا اسی لیے آپ ذات النطاقین (پٹکے والی) مشہور ہو گئیں۔

۱۔ یہ بات خود شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر خدا

میرے جسم پہ پھیر گیا تھا۔ فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا۔ عرض کیا میں نے آپ کو سید ارکنا مناسب نہ سمجھا یہ سن کر نبی علیہ السلام نے ابو بکر کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو جسم یوں ٹھیک ہو گیا جیسے کبھی خراب ہوا نہ تھا۔

حدیث ۱

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق تشریف لے گئے تو قریش کی ایک جماعت جس میں ابو جہل بھی تھا۔ ہمارے پاس آئی اور دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ میں جب باہر نکلی تو وہ کہنے لگے۔ تمہارا باپ ابو بکر کہاں ہے؟ میں نے کہا قسم بخدا مجھے ان کا علم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ ابو جہل نے جو نہایت بے حیا اور خبیث انسان تھا میرے منہ پر ایسا زور دار طمانچہ رسید کیا جس سے میرے کان کی بالیاں ٹوٹ کر نیچے جا گئیں۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور ہمیں تین دن تک کوئی علم نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں گئے ہیں۔ تا آنکہ ایک جن مکہ کے نشینی علاقہ سے عربی لہجہ پر یہ شعر لگناتا آیا۔

جَزَى اللَّهُ رَبَّ النَّاسِ خَيْدَ جَزَائِهِ رَفِيقَيْنِ حَلَا خَيْسِي أَمْرَ مَعْبَدٍ
هَذَا نَزَلَا بِالْبَرِّ تَوَّعَرَّوْحَا فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسَى رَفِيقُ مُحَمَّدٍ
لَهُنَّ بَنِي كَعْبٍ مَكَانَ فَتَاتِهِمْ وَمَقْعَدُهُمَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِهَرَمٍ
ترجمہ: انسانوں کا پروردگار خدا تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں (ہمسفروں) کو بہتر جزا عطا

۱۔ سیدہ اسماء کو ابو جہل کے ماننے کا واقعہ شیعہ کتب میں بعراحت قلم ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر صلیہ اول ص ۱ پر یہ واقعہ بالتفصیل مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر نے اپنی اولاد کی تربیت کچھ ایسے انداز سے کی تھی کہ انکی نس نس میں عشق رسول رچا بسا ہوا تھا۔ اس سے حضرت صدیق اکبر کی قلبی کیفیات و احساسات کا پتہ چلنا مشکل نہیں بشرطیکہ نظر انصاف میسر ہو۔

اُسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن سمان کتاب الموافقہ میں ایک روایت بیان کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ لو پیسے ان سے نبی علیہ السلام کا کھانا جو روٹیوں اور گوشت پر مشتمل ہو خرید لا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کو گوشت پسند تھا۔ بعد ازاں راوی نے غارت تک پہنچنے کا تذکرہ کیا اس کے بعد کہا کہ ابو بکر صدیق غار میں پہلے داخل ہوئے اور تمام سوراخ بند کر ڈالے ایک بڑا سوراخ باقی رہ گیا۔ اس میں آپ نے ران تک اپنی لاث داخل کر دی اور نبی علیہ السلام سے عرض کیا۔ اندر تشریف لے آئیں میں نے اس میں آپ کے بیٹھنے کیلئے جگہ بنا دی ہے۔

راوی کہتا ہے پھر مشرکین تمام کے تمام آپ کی تلاش میں نکلے۔ اور ابو بکر صدیق کے مکان پر پہنچے جبکہ اسماءؓ کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں۔ انہوں نے دیا روشن کر دیا تاکہ اس کے دھوئیں کی بوساں کی خوشبو پر غالب ہو جائے اور کفار کو شک نہ گزے کہ کیوں پر تکلف کھانا پاک رہا ہے۔ (کفار نے اسماءؓ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا میں تو کام کر رہی ہوں، تو دو چلے گئے اور نبی علیہ السلام کو قتل کر دینے والے کے لیے سوا دنٹ کا اعلان کر دیا۔ پھر وہ قدموں کے نشانات کی مدد سے غارت تک پہنچے۔ اللہ نے دونوں کے قدموں کے نشانات اپنی قدرت سے مٹا ڈالے۔ چنانچہ وہ کھونج نہ لگا سکے۔ ان میں سے ایک شخص غار کے منہ پر بیٹھ کر پیشاب کرتے لگا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کافروں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ابو بکر نہیں! اگر انہوں نے ہمیں دیکھا ہوتا تو یہ شخص ہماری طرف منہ کر کے ہمارے سامنے پیشاب نہ کرتا۔ بہر حال کفار واپس ہو گئے۔ ابو بکر صدیق کے جسم پر رات سانپ گردش کر گیا۔ جس سے ان کا جسم پھول گیا۔ صبح نبی علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا۔ ابو بکر یہ کیا؟ عرض کیا رات سانپ

یہ اچھے بھائی اور بہتر گھر (مدینہ منورہ) تیار کیا ہے جو تمہیں امن دیگا۔ تو صحابہ کرام
یکے بعد دیگرے مدینہ کو چل پڑے۔ نبی علیہ السلام ابھی تک اذن ہجرت کے منتظر تھے اور
چند مجبور افراد کے سوا کوئی صحابی بھی مکہ مکرمہ میں نہ رہ گیا تھا۔ البتہ علی مرتضیٰ اور ابو بکر صدیق
کسی مجبوری کے سوا مکہ میں تھے علی مرتضیٰ تو امانتیں ادا کرنے کے لیے جب کہ ابو بکر
صدیق نے بارہا نبی علیہ السلام سے اجازت مانگی مگر ہر بار یہی جواب ملتا رہا ٹھہرو! مجھے
امید ہے کہ اللہ تمہیں میرے لیے ہجرت کا ساتھ ہی بنا لگا۔

حدیث

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اپنے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کریگا؟ عرض کیا ابو بکر
کریگا اور وہ صدیق ہے۔

اسے ابن سمان نے ”موافقہ“ میں روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۲

غار ثور اور اس کے راستے میں ابو بکر صدیق کی

خدمت رسول

نوٹ :-

اس کا کچھ حصہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔

حدیث ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غار

فرمائے جو ام معبد کے دو خیموں میں اترے ہیں۔

۲۔ وہ نبی لیکر وہاں اترے اور پھر چل دیے۔ تو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسفر بنا ہے وہ بڑا ہی کامیاب ہے۔

۳۔ (ام معبد کے خاندان) بنو کعب کو انکی اس فوجوان عورت (ام معبد) کا مکان مبارک ہو جسکی نشست گاہ مؤمنوں کیسے جائے پناہ ہے۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے اور ام معبد کا تفصیلی قصہ اس فصل کے تیسرے ذکر میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔

تشریح:

مذکورہ حدیث میں ابو بکر صدیق کے گھر کفار کا آنا غالباً دوسری بار مراد ہے۔ یعنی ایک دفعہ تو کفار اس وقت آپ کے گھر تک آئے تھے جب نبی علیہ السلام نے ہجرت کی تھی۔ پھر کفار تلاش بسیار کے بعد تھک ہار کر دوبارہ تلاش کو اٹھے تو ابتداء آپ کی ہی کے گھر سے کی پہلی بار اگلے آتے پر لسیذہ اسماء کو علم تھا کہ نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق غار ثور میں ہیں۔ کیونکہ وہ کھانا وہاں پہنچایا کرتی تھیں۔ اب کی بار انہیں کوئی علم نہ تھا کہ وہ دونوں غار سے نکل کر کدھر گئے ہیں اور اس وقت کہاں ہیں۔ اسی لیے وہ پریشان تھیں۔ تو ایک جن کے مذکورہ اشعار سے معلوم ہوا کہ وہ ام معبد کے ہاں گئے تھے وہاں کچھ توقف کر کے آگے چل دیے ان اشعار سے انہیں ایک گونہ اطمینان ہوا اس لیے اس حدیث کا ماقبل والی احادیث سے کوئی تعارض نہیں ہے۔

حدیث ۴

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے انصار سے بیعت عقبی ۱ لے لی اپنے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیدیا اور فرمادیا کہ اللہ نے تمہارے

مگر نبی علیہ السلام کی نیند میں خلل آجانے کے خوف سے انہوں نے ذرا جنبش تک نہ کی۔ مگر آنسو ٹپک پڑے جو نبی علیہ السلام کے رخ افروز پر گرے۔ آپ بیدار ہوئے اور فرمایا ابو بکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا دس لیا گیا ہوں آپ پر میرے والدین قربان! نبی علیہ السلام نے ان کے زخم پر لعاب دھن (نفوہ مبارک) لگائی تو رخم جاتا رہا۔ جو زندگی کے آخری دور میں دوبارہ خراب ہو گیا۔ اور اسی سے آپ نے انتقال فرمایا تھا۔

اور یک روزہ عمل یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے دنیا سے پردہ فرمایا تو عرب قبائل مرند ہو گئے وہ کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا اگر وہ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ میں سے (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) عرض کیا اے جلیلہ رسول! لوگوں سے نرمی برتیں۔ آپ نے مجھے فرمایا تم جاہلیت میں بڑے سخت تھے۔ اب اسلام لا کر اتنے نرم کیوں ہو گئے ہو؟ وحی ختم ہو چکی اور دین مکمل ہو چکا (اب کسی نرمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا) کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کر دی جائے گی۔

اسے انسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۷

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب غار میں نبی علیہ السلام نے صبح کی تو پوچھا اے ابو بکر تمہارا کپڑا کہاں ہے؟ ابو بکر نے اس کا ماجرا عرض کیا جس پر نبی علیہ السلام نے دعا کیلیے ہاتھ اٹھائے۔ فرمایا اے اللہ روز قیامت ابو بکر کو جنت میں میرے ساتھ رکھ۔ وحی آئی اے اللہ کے رسول! آپ کی دعا قبول ہو گئی۔

اسے صاحب ”صفوہ“ نے بیان کیا ہے۔

میں تھے تو میں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا۔ کفار اگر اپنے قدموں کو دیکھیں تو ان کی نگاہ ہم پر اٹھ رہے گی۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارہ میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہو۔

اسے ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حیاتِ صدیق کی ایک رات اور ایک دن

حدیث ۱۰

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ نے ابوبکر صدیق کا ذکر چھڑ جانے پر روتے ہوئے فرمایا مجھے تمنا ہے کہ اے کاش! میرے تمام تر اعمال صالحہ کے بدلے میں مجھے ابوبکر صدیق کا ایک روزہ یک شبانہ عمل دے دیا جائے۔ ان کا ایک شبانہ عمل تو ہجرت کے موقع پر تھا جب وہ نبی علیہ السلام کے ساتھ غار کو چلے گئے۔ وہاں پہنچنے پر ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب تک میں اندر نہ جاؤں آپ داخل نہ ہوں۔ اگر اس میں کچھ نقصان وہ چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھ تک پہنچے گی تو وہ اندر گئے غار صاف کی، غار میں چاروں طرف سوراخ تھے، جنہیں ابوبکر صدیق نے اپنے تہبند کے پرزے پرزے کر کے پُر کیا۔ دو سوراخ رہ گئے۔ ان پر آپ نے پاؤں رکھ دیا، اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! تشریف لے آئیے۔ آپ داخل ہوئے اور ابوبکر صدیق کی گود میں سر انور رکھ کر محو خواب ہو گئے۔ ابوبکر کو سوراخ میں سے کسی نہ ہر ناک چیز نے دس لیا۔

وَلَمْ يَتَحَرَّكَ مَخَافَةَ أَنْ يَتَنَبَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ لِي غُتْ فِدَاكَ إِنِّي دَامِحِي فَتَقُلْ
عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ فَذَهَبَ مَا بَيْنَهُمَا ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ فَكَانَ
سَبَبٌ مَوْتِهِ

بہتر ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہمیں ابو بکر کا ایک دن اور ایک رات بتلاؤں؟ میں نے کہا امیر المؤمنین! ضرور بتلائیے۔ فرمایا رات تو وہ ہے جب نبی علیہ السلام اہل مکہ میں سے رات کے وقت نکل پڑے ابو بکر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جو نبی علیہ السلام سے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا ابو بکر! یہ کیا ہے۔ ایسا پہلے تو کبھی نہیں چلے تم؟ انہوں نے عرض کیا مجھے جب خوف آتا ہے کہ کوئی دشمن آگے گھات میں نہ ہو تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں۔ پھر خیال آتا ہے شاید کوئی متلافی پیچھے سے حملہ آور نہ ہو یا وہ لاہوتو پیچھے ہو جاتا ہوں۔ اور چونکہ امن نہیں اسیلے دائیں بائیں بھی چل رہا ہوں۔

تو نبی علیہ السلام رات بھر اپنے پیروں کی انگلیوں کے بل چلتے رہے تاکہ قدموں کے نشان نہ ثابت ہوں۔ تا آنکہ آپ کے قدم جا بجی گھس گئے۔ جب ابو بکر نے آپ کے قدموں کی تکلیف دیکھی تو آپ کو کندھوں پر اٹھالیا اور غار کے دھانے تک بے آئے وہاں آپ کو اتارا پھر کہا میں پہلے غار میں جانا ہوں اگر کوئی چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھے نقصان دیگی۔ تو ابو بکر اندر گئے اور کوئی موزی شیمی نہ پائی تو آپ کو اٹھا کر غار میں بے آئے جہاں ایک سوراخ تھا جس میں بچھوا اور سانپ تھے۔ ابو بکر حدیق کو ڈر آیا کہیں کوئی موزی شیمی نکل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گزند نہ پہنچائے۔ تو انہوں نے اس پر اپنا قدم رکھ دیا۔ بچھو آپ کے قدم کو مسلسل ڈسنے لگے۔ آپ نے جنبش نہ کی مگر انسوٹیک پڑے اور نبی علیہ السلام آپ کو کہتے جاتے تھے ابو بکر ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی علیہ السلام کی اس بات سے اللہ نے ابو بکر کے دل پر سکون نازل کر دیا۔ تو یہ بھی ابو بکر کی ایک رات۔ اور دن وہ ہے جس میں نبی علیہ السلام نے

سلسلہ ہجرت کے واقعہ کی ایک خوبصورت اور کیف آور تصویر ایک کمر ثنیہ شاعر اور مورخ مرزا محمد رفیع شہیدی کی کتاب عمدہ حیدری ص ۲۸ سے دیکھیے۔ تفصیل اگلے حاشیہ پر

حدیث

ختم بن محسن غنوی کہتے ہیں بصرہ میں دور فاروقی کے اندر ابو موسیٰ اشعری گور نہ تھے جب وہ خطبہ کہتے تو اللہ کی حمد و ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد عمر فاروق کی ثنا کہتے تھے۔ مجھے یہ بات ناپسند آئی میں نے دوران خطبہ ہی اٹھ کر کہہ دیا۔ عمرؓ کا ساتھی (ابو بکرؓ) تمہیں یاد نہیں؟ اس کے بعد ابو موسیٰ اشعریؓ نے تین جمعہ تک یونہی کہا پھر عمر فاروقؓ کی خدمت میں میری شکایت کر دی کہ ختم بن محسن دوران خطبہ خلل اندازی کرتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا اسے میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خلیفہ وقت کے پاس بھیج دیا۔ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ عمر فاروقؓ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا کون؟ میں نے کہا ختم بن محسن۔ فرمایا تمہیں نہ ہی خوش آمدید کہنا چاہیے اور نہ گھر میں جگہ دینا۔ میں نے کہا۔ وسعین ربیواللہ ہے۔ اور ظاہر ہے یہاں میرا گھر ہے نہ مال۔ مگر آپ نے مجھے بصرہ سے یہاں تک کیوں سفر کرایا ہے۔ میرا قصور؟ آپ نے فرمایا گور نہ بصرہ کے ساتھ تمہارا کیا جھگڑا ہے۔ میں نے کہا ہاں! اب میں ساری بات بیان کرتا ہوں۔ امیر المومنین! جب بھی ابو موسیٰ اشعریؓ خطبہ کہتا ہے۔ اللہ و رسول کی حمد و ثنا کے بعد آپ کے لیے دعا شروع کر دیتا ہے۔ مجھے یہ بات ناگوارا گزری۔ تو میں نے اٹھ کر صاف کہہ دیا۔ تمہیں عمرؓ کا ساتھی یاد نہیں کیا عمرؓ اس سے بہتر ہے؟ اس کے بعد ابو موسیٰ نے تین جمعہ تک یونہی کیا پھر آپ تک شکایت کر دی۔

یہ سن کر عمر فاروقؓ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ مجھے آپ کی حالت پر رحم آنے لگا۔ تب آپ نے کہا۔ قسم بخدا تم ابو موسیٰ سے زیادہ مضبوط اور صادق ہو کہا تم میرا گناہ معاف کر دو گے؟ میں نے کہا ہاں میں نے معاف کیا۔ آپ پھر رو پڑے اور فرمانے لگے قسم بخدا ابو بکرؓ کی ایک رات والی نیکی میری زندگی کے جملہ نیک اعمال سے کہیں

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں صاحب ”وفضائل عمرؓ“ نے اور بخند ہی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۰

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کاش تم ہمیں ہجرت کے راستے میں دیکھتے رجب ہم پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ نبی علیہ السلام کے قدم مبارک سے خون رس پڑا رجب کہ میرے قدم دو پتھر دس کی طرح سخت ہو گئے۔

سیدہ کہتی ہیں اس لیے کہ نبی علیہ السلام کو ایسے دشوار گزار راستوں اور مشکل ترین سفر سے قبل ازیں واسطہ نہ پڑا تھا۔

(۱) نیامد جزا و این شگوف از کے کہ دور از فردے نمایدے
(۲) در آمد رسول خدا ہم بفار تشند بجا بہم ہر دو یار
ترجمہ: ابو بکرؓ نے غار میں جو بھی رخنہ یا سوراخ دیکھا اسے اپنی قبض کے ٹکڑوں پر کر دیا
(۳) اس طریق پر جب ساری قبض کے ٹکڑے استعمال میں آگئے تو ایک سوراخ بقتضاء ابی باقی رہ گیا (۴) تو یار غار نبی نے اس بجا رہنے والے سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا (۵) ابو بکر صدیق کے سوا کسی اور شخص سے ایسی جرات و ایثار کا صدور مشکل ہے کیونکہ یہ قربانی تقاضائے عقل سے کوسوں دور ہے مگر تقاضائے عشق کے عین مطابق ہے (۶) چنانچہ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لائے اور دونوں یار غار میں اکٹھے بیٹھ گئے۔

اس کے بعد آپ کو سانپ کا دسٹماند کو رہے مگر اس میں شیعہ شاعر نے اپنی روش کے مطابق سانپ کی طرح نیش زنی کی ہے اور آپ کے رونے کو غلط معنی دینے کی کوشش کی ہے جو اس کے اپنے مذکورہ اشعار کی معنویت کے سراسر خلاف ہے۔

انتقال فرمایا۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو تہدید آمیز خط لکھا۔

- ۱ چنیں گفت راوی کہ سلازمیں چو سالم بحفظ جہاں آفریں
- ۲ ز نزدیک آں قوم پر مکر رفت بسوئے سرانے ابو بکر رفت
- ۳ پٹے ہجرت آں نینراستادہ بود کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
- ۴ چورفتند چندیں بد امان دشت قدم فلک سائے محمد و گشت
- ۵ ابو بکر آنگو بدوشش گرفت دے زیں حدیث است طئے شکست
- ۶ کہ در کس چنان قوت آمد پدید کہ بار نبوت تواند کشید

ترجمہ: (۱) راوی نے یوں بیان کیا ہے کہ جب سالار دین صلی اللہ علیہ وسلم خدائے جہاں آفرین کی حفاظت میں (۲) کفار کی اس پر مکر قوم سے نکل کر ابو بکرؓ کے گھر تشریف

لے گئے (۳) تو وہ بھی پہلے سے ہجرت کے لیے تیار بیٹھے تھے کیونکہ رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے سے اطلاع دی ہوئی تھی (۴) جب یہ دونوں ساتھی

چلتے چلتے صحرا کا ایک بڑا حصہ عبور کر چکے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کو خاک

پاننانے والے قدم زنجی ہو گئے (۵) اس وقت ابو بکرؓ نے آپ کو کندھوں پر اٹھا

لیا، لیکن بڑا غم تبعب ہے (۶) کہ ایک شخص میں اتنی قوت کہاں سے آگئی کہ اس

نے بار نبوت کو کندھوں پر اٹھالیا (۷) کو یا بیچارے شیعہ شاعر کو اس امر کا یقین نہیں

رہا (فوس)

آگے ہی شیعہ شاعر غار کا منظر یوں کھینچتا ہے۔

- (۷) ہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید قبار ابد رید آں رخنہ چید
- (۸) بدیں گونا ما شد تمام آں قبا یکے رخنہ نگرفتہ ماندانہ قف
- (۹) براں رخنہ ماندہ آں یار غار کھ پائے خود را نمود استوار

تشریح :

حدیث مذکورہ میں اُلو کا ذکر اس لیے ہے کہ وہ دن بھر غاروں کے سوراخوں میں چھپا رہتا ہے۔ اور رات کو وہاں سے باہر نکلتا ہے۔ اس لیے کسی سوراخ سے اُلو کے نکلنے کا بھی امکان تھا۔

حدیث -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ غار تک چلے۔ اور وہاں پہنچ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ٹھہریے میں غار کو صاف کر لوں۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے زور سے پاؤں مارا تو غار میں چھپے تمام پہاڑی کبوتر اڑ گئے۔ پھر ساری غار کا اندرونی جائزہ لیا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ تب عرض کیا یا رسول اللہ! اندر تشریف لے آئیں۔ جب آپ اندر آ گئے تو اچانک ابو بکر صدیق نے غار میں ایک سوراخ دیکھا جس پر انہوں نے اس خیال سے پاؤں رکھ دیا کہ مبادا کوئی فوسلی شیئی نکل کر نبی علیہ السلام کو گزند پہنچائے۔ اتنے میں مگڑی نے اُکر غار کے دھانے پر جالا بن دیا۔ ادھر آپ کو تلاش کرنے والے چپے چپے پر پھیل گئے اور غار تک بھی آپہنچے ابو بکرؓ کچھ ڈرے بلکہ تو نبی علیہ السلام نے تسلی دی کہ نہ ڈرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

لے شیعہ فرقہ ابو بکر صدیق پر ہمیشہ طعن کرتا ہے کہ وہ ناقص الایمان تھے اسی لیے مصیبت میں داویدا شروع کر دیتا تھا بلکہ بعض بد بخت تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کو پکڑوانے کیلئے کافروں کو دیکھ کر غار میں رونا شروع کر دیا تھا۔ (معاذ اللہ)

مگر وہ بھول جاتے ہیں کہ مصیبت میں ایک بار ہر انسان گھبرا جاتا ہے مگر بعد میں اللہ والوں کو خدا کی طرف سے تسکین مل جاتی ہے جیسے عسا کو سانپ بنا دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام بھاگ کھڑے ہوئے تھے جب کہ قرآن میں مذکور

تشریح :

یہ سوال ہر ذہن میں آتا ہے کہ جبل ثور مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہے۔ تو اسے محقر سے سفر میں نبی علیہ السلام کے قدم کیسے پھٹ گئے اور ابو بکر صدیق کے پاؤں سخت ترکیوں ہو گئے؟ جواب یہ ہے کہ شائد دونوں رات میں راستہ بھول گئے ہوں گے اور رات بھر کی تلاش کے بعد درست سمت معلوم ہوئی ہوگی اور یا پھر دونوں تنگ پاؤں پہاڑ پر چڑھے تھے (اور غار اتنی بلند ہے کہ وہاں تک جاتے ہوئے برہنہ پاؤں یقیناً زخمی ہو جاتے ہیں)۔

صدیق جیسا دوست کہاں۔ قول نبی

حدیث ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب غار میں نبی علیہ السلام پہلی رات آئی تو آپ نے اپنے ساتھی ابو بکر صدیق سے فرمایا کیا تم سوئے ہو؟ عرض کیا نہیں میں تو آپ پر نظریں جمائے ہوں، یا رسول اللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا میں نے اس طرف ایک سوراخ کو حرکت کرتے دیکھا ہے مجھے ڈر ہے کہ کوئی اٹو نکل کر مجھے یا تمہیں نقصان دیگا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ وہ سوراخ ہے کہاں؟ نبی علیہ السلام نے اس کی نشاندہی کی جس پر ابو بکر صدیق نے وہاں ایڑی رکھ دی۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے صدیق اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے۔ لوگوں نے مجھے تھلایا تو نے میری تصدیق کی۔ لوگوں نے مجھے غوار کا چاٹا تو نے میری مدد کی۔ لوگوں نے میرا انکار کیا اس وقت تو نے اسلام کا اعلان کیا۔ پھر وحشت کے وقت (غار میں) تم نے مجھ سے انس کیا۔ تو کسی شخص کو تم سادوست مل سکتا ہے؟

مغیرہ بن عکبہ رضی اللہ عنہم کی صحبت حاصل کی اور ان سب سے یہ حدیث سنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہم غار میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے منہ پر ایک درخت لگا دیا جس سے ہم چھپ گئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے دو کبوتریاں غار کے منہ پر آکر بیٹھ گئیں۔ قریش کے ہر قبیلہ کے نوجوان لائقیاں، ڈنڈے اور تواریں یہ دونوں کی تلاش میں سرگرداں غارتگ آہنچے اور نبی صلیہ السلام سے ان کا فائدہ من چاہیں ہاتھ رہ گیا۔ تو ان میں سے ایک نوجوان غار کا اندرونی جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ دو کبوتریاں خم غار پر کوسلے تباٹے ہیں وہ واپس ہو گیا۔ ساتھیوں نے اسے کہا غار میں کیوں نہیں جانا تم نے؟ وہ کہنے لگا روکھاؤں پر تو پر بندوں کے گھونسے بنے ہیں۔ اگر کوئی اندر گیا ہوتا تو گھونسہ کیسے قائم رہتا۔ نبی صلیہ السلام نے غار میں سے اس آدمی کی یہ بات سنی اور جان لیا کہ اللہ نے دو کبوتریاں بھلا دی ہیں تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کبوتروں کی اس خدمت کے صلہ میں انہیں حرم کعبہ اور حرم نبوی میں بسیرا بنا دیا۔

تشریح :

ابو عمرو (صاحب استیعاب) کہتے ہیں۔ غار میں دونوں حضرات کی مدت قیام میں اختلاف ہے۔ اسی بات میں گذشتہ حدیث مروریہ سیدہ عائشہ رضیہ کے مطابق مجاہد کا کہنا ہے کہ یہ مدت سہ روزہ تھی۔ اور جہور محدثین کی بھی یہی رائے ہے۔ جبکہ - حدیث -

حدیث مرسل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے ساتھی کے ساتھ غار

حدیث ۱

جندب بن عبد اللہ بن سفیان غطفی سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ غار کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں انکے ہاتھ پر زخم آگیا جس سے خون صاف نکلتے ہوئے وہ یہ کہہ رہے تھے۔

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اَصْبَعٌ وَمِيتٌ

ترجمہ: اے انگشت! تجھ سے خون ہی تو بہا ہے۔ اور تمہیں جو تکلیف آئی ہے کیا وہ اللہ کی راہ میں نہیں؟

حدیث ۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا میں نے غار میں نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ کفار ہمارے اتنے قریب ہیں کہ اگر انہیں کوئی شخص اپنے قدوں کی طرف دیکھے تو ہم اسے نظر آجائیں گے۔ آپ نے فرمایا اے ابوجبران دو آدمیوں کے بارہ میں تمہارا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہو۔

اسے ابوحاتم وغیرہ نے کثیر طرق سے روایت کیا ہے۔ اور اس جیسی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غار کا دھانا بلند تھا اور نبی علیہ السلام اپنے ساتھی سمیت نیچے بیٹھ گئے۔

حدیث ۳

حضرت ابو مصعب مکی سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک، زید بن ارقم اور ہے۔ اسی طرح تبعیوں کی معتبر ترین کتاب بحار الانوار جلد ۱۷ ص ۱ پر لکھا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو شب ہجرت اپنے بستر پر سونے کے لیے کہا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا آپ مجھے جان کی حفاظت کی ضمانت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ”ہاں“ تب حضرت علیؓ غرضی سے مسکرا پڑے اور سجدے میں گر گئے معلوم ہوا یہ طبعی گھبراہٹ تو حضرت علیؓ کو بھی لاحق ہوتی تھی، پھر مرف ابو بکر صدیق پر اعتراض کیوں۔

روایت کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر ہجرت میں نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیقؓ کی خوراک پہلو کا پھل ہی تھا۔

غار میں صدیق کے لیے جنت سے پانی آیا

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق غار میں نبی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ انہیں سخت پیاس مے آیا۔ جس کی شکایت انہوں نے نبی علیہ السلام سے کی۔ آپ نے فرمایا غار میں اندر تک جاؤ اور پانی پی آؤ۔ ابو بکر کہتے ہیں میں اندر گیا اور دو دھ سے سفید شہد سے میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر آیا۔ آپ نے فرمایا پی آئے؟ عرض کیا۔ ہاں! فرمایا ابو بکر! تمہیں بشارت مذہبوں کے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَرَ الْمَلَكَ الْمَوَكَّلَ بِأَنْهَارِ الْجَنَّةِ أَنْ

أَخْرُقَ مِنْهَا مِنْ جَنَّةِ الْفَرْدَوْسِ إِلَى صَدْرِ الْغَادِرِ لِيَشْرِبَ أَبُو بَكْرٍ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِي عِنْدَ اللَّهِ هَذِهِ الْمَنْزِلَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَفْضَلُ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سِغْغُكَ وَلَوْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ سَبْعِينَ نَبِيًّا۔

اللہ تعالیٰ نے نہروں کے نگران فرشتے سے فرمایا ہے کہ جنت الفردوس سے بیکر غار ثور تک ابو بکر کے لیے نہر بنا دے تاکہ وہ سیراب ہو جائے (میں نے عرض کیا۔ کیا اللہ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت ہے؟ فرمایا ہاں اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے تجھے نبی بنایا۔ تم سے بغض و حسد رکھنے والا جنت میں نہ جائیگا۔ خواہ ستر انبیاء کے اعمال صالحہ کا حامل ہو۔ اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

میں دس سے زائد دن رہا۔ جب کہ پہلو کے درخت کے پھل کے سوا ہمارے کھانے کیلئے کچھ نہ تھا۔

تشریح :

حالانکہ یہ بات درست نہیں کہ اسے غار ثور پر چل کیا جائے کیونکہ اس بات میں غار ثور کے اندر رہتے ہوئے آپکا کھانا جیسے کہ پیچھے گزر چکا ہے دودھ تھا ممکن ہے آپکو دس دن سے زائد عرصہ غار میں رہنے کا اتفاق اس دوران ہوا تھا جب آپ ادائل ظہور اسلام میں قبائل عرب میں اعلان نبوت فرما رہے تھے۔

حدیث :

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نماز بڑھائی بعد میں ایک شخص کھڑے ہو کر مرض پر داز ہوا یا رسول اللہ! کھجور نے ہماری پیٹ جلا کر رکھ دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب مجھے اور میرے اس ساتھی ابو بکر کو نکالا گیا۔ تو پیٹ کے پھل کے سوا ہمارے لیے کچھ نہ تھا۔ ہم مدینہ منورہ میں اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہمیں برابر کھانا دیا۔ اور انکی اکثر خوراک یہی کھجور ہے اس لیے ہمیں زیادہ اسی پر اکتفا کرنا پڑھ رہا ہے اور قسم بخدا اگر تمہارے لیے روٹی مل جاتی تو وہی تمہیں پیش کر دیتا۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

سعد بن ہشام تابعی ہیں جو زہری حضرت انس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے

لے پہلو ایک درخت ہے جسکی جڑ اور شاخ سے اکثر مسواک بنائی جاتی ہے۔

چرواہا گمری کی شدت سے بچنے کے لیے میری طرح پتھر کے سایہ کی طرف بکریاں ہانکے لا رہا تھا۔ قریب آنے پر میں نے پوچھا تم کس کے غلام ہو اس نے ایک شخص کا نام بتلایا جسے میں پہچانتا تھا۔ پھر میں نے کہا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ بولا ہاں! میں نے کہا کیا میرے لیے دودھ دھو سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں! جس پر اس نے ایک بکری دبوچ لی (دودھ دوھنے کے لیے) میں نے کہا اس کے تھنوں سے غبار صاف کرو اور اپنے ہاتھ بھی بھاڑ لو۔ چنانچہ اس نے میرے حکم کی تعمیل کی اور میرے لیے دودھ کا کٹوا بھر لایا جسے پی کر میں سیر ہو گیا۔ نبی علیہ السلام کے لیے میرے پاس پانی سے بھر ایک برتن بھی تھا۔ میں نے دودھ میں پانی ملا کر (اسی بنا ئی جو نبی علیہ السلام کو محبوب تھی اور) نبی علیہ السلام کے پاس لایا آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوٹش فرمائیے جب آپ پی چکے تو میں نے عرض کیا۔ اب چلنا چاہیے۔ تو ہم چل پڑے۔ قریش ہماری جستجو میں تھے۔ مگر ہمیں نہ پاسکے۔ البتہ سراقہ بن جعتم گھوڑے پر سوار ہم تک آپہنچا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پکڑنے والا آپہنچا۔ آپ نے فرمایا

ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب وہ ہم سے دونیزوں کے برابر رہ گیا تو میں نے پھر عرض کیا۔ یہ ہے پکڑنے والا! یہ کہہ کر میں رو پڑا آپ نے فرمایا کس بات نے تمہیں رولا دیا؟ میں نے عرض کیا۔

ما والله علی نفسی ابکی ولكن ابکی علیک اذ عا جله رسول الله
صلی الله علیہ وسلم وقال اللهم اکفناہ کما شئت۔ قال فساخنت فوسدہ
فی الارض الی بطنہا۔

خدا کی قسم! اپنی جان کے ڈر سے ہرگز نہیں رو رہا۔ آپ کی حالت دیکھ کر رونا آیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے سراقہ کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ! اسے پکڑے جیسے تو چاہتا ہے۔ تو فوراً اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا وہ گھوڑے

بیان نمبر ۳

نبی علیہ السلام اور ابو بکر کی غار سے نکل کر روانگی اور استقبال

اہل مدینہ

حدیث ۱

حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے میرے والد عازبؓ سے تیرہ دلاہم پر کچا وہ تمغید اور کہا اپنے بر خور دار (برادر) سے کہیے کہ اسے ہمارے گھرنک چھوڑ آئے۔ عازبؓ نے کہا ہرگز نہیں! پہلے آپ مجھے سفر ہجرت کا حال سنائیں کیسے مکہ سے نکلے اور مشرکین کی تلاش سے محفوظ رہے۔ تب کچادہ ملے گا۔

ابو بکر صدیق نے قصہ ہجرت سنانا شروع کیا۔ فرمایا ہم مکہ سے ملے نکل کر رات بھر چلتے رہے جب ظہر ہو گئی اور گرمی اپنی آخری حد کو پہنچ گئی میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی کہ کہیں سایہ نظر آئے اور پناہ لی جاسکے۔ اچانک مجھے ایک بڑا درخت دکھائی دیا۔ میں نے اس تک پہنچ کر دیکھا کہ ابھی اس کا کچھ سایہ باقی تھا میں نے وہاں جگہ صاف کی اور کپڑا بچھایا۔ اور آواز دی یا رسول اللہ یہاں آکر آرام فرمائیے۔ آپ تشریف لا کر لیٹ گئے۔ میں ماحول کا جائزہ لینے لگا کہ کوئی پکڑنے والا تو نہیں آ رہا۔ دیکھا تو ایک

۱۔ یاد رہے یہاں مکہ سے مراد ہے مکہ کے علاقہ سے نکلتے یعنی جب غار سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے تو مذکورہ واقعہ پیش آیا۔

برابر بن غازی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ابو الفزار میں سے ہیں اسب سے پہلے ہماجرین میں سے ہمارے پاس مدینہ طیبہ مصعب بن عمیر پہنچے۔ ہم نے پوچھا۔ نبی علیہ السلام کا پر وگرام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ تو ابھی اپنے گھر ہی تھے البتہ آپ کے صحابہ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی پہنچے۔ ان سے ہمارا یہی سوال تھا نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کب آئیں گے؟ انہوں نے فرمایا میرے پیچھے پہنچ رہے ہیں۔ پھر عمار بن یاسر، سعد بن ابی وقاص عبداللہ بن مسعود اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم آئے اس کے بعد عمر فاروق میں آدمیوں کا قافلہ لے کر پہنچے، اس کے بعد نبی علیہ السلام ابو بکر کی معیت میں جلوہ آرا ہوئے۔ اور آپ کے تشریف لانے تک میں ابراد اس تھوٹی سورتیں حفظ کر چکا تھا۔

اسے ابو حاتم نے مکمل اور یحییٰ نے جزو روایت کیا ہے۔

حدیث -

دوسری روایت میں یوں ہے کہ سراقہ جب زمین میں دھنس گیا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ہوں یہ آپ دونوں کی بد دعا کا ثمر ہے۔ میرے لیے نجات کی دعا کریں۔ میں لوگوں کو آپ سے پھیر دوں گا۔ اور آپ کو کوئی نقصان نہ دوں گا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق نے اس کے لیے دعا فرمائی تو وہ باہر نکل آیا اور واپس لوٹ گیا اپنا وعدہ اس نے پورا کر دکھایا۔ یعنی جستجو میں آنے والے کفار کو نبی علیہ السلام تک پہنچتے واسے راستے سے بدل دیا۔

تشریح :

ابن اسحاق کہتا ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف سب سے پہلے ابو مسلمہ عبداللہ بن عبد الاسد مجزوی نے ہجرت کی جو بیعت عقبیٰ اسے پہلے ہی کفار مکہ کی ایذا رسانوں سے

سے نیچے اتر آیا کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں یہ آپ کی دعا کا اثر ہے۔ اللہ سے مجھے نجات دلوادیں قسم بخدا میں آپ کی تلاش میں آنے والے کفار کو اندھا کر دوں گا۔ (ان کا راستہ بدل دوں گا) یہ میرا فرشتہ (اتیر دان) بھی لے لیں اور عنقریب آپ فلاں مقام سے گزریں گے وہاں میری بکریاں اور اونٹ ہیں یعنی آپ چاہیں گے لے لینا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے اونٹوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین سے باہر آگیا۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔

جب نبی علیہ السلام سفر طے کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے تو سب لوگ ابوبکرؓ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے میں باہم تنازع کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا آج رات تو میں بنی عبدالمطلب کے تنہیال بنی نجار میں رات بسر کروں گا تاکہ یہ بات انکے لیے باعث فخر ہو جائے۔

بعد ازاں جب ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے تو لوگ استقبال کو آمد آئے بچے اور نوجوان چھتوں پر چڑھ آئے۔ اور یہ کہہ رہے تھے۔
جَاءَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔

(مبارک ہو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آگئے) جب صبح ہوئی تو آپ چل پڑے اور جہاں اللہ کا حکم تھا وہاں قیام فرمایا۔

لے یعنی پہلے آپ بنی نجار کے پاس ایک رات ٹھہرے جہاں آپ کا قبیلہ والوں نے مذکورہ الفاظ سے استقبال کیا اور صبح آپ مدینہ منورہ شہر میں داخل ہوئے۔ یاد رہے ہاشم بن عبدمناف نے بنی نجار کی عورت سلیمہ بنت زید بن خراش سے نکاح کیا تو عبدالمطلب پیدا ہوئے اس طرح نبی علیہ السلام کی والدہ سیدہ آمنہؓ بھی بنی نجار سے تھیں اس لیے بنی نجار کو تنہیال کہا گیا ہے۔

۲۔ آپ نے اس سے یہ پوچھا تھا کہ کیا تم میرے لیے دودھ لا سکتے ہو۔ یعنی کیا تمہیں مسافر وغیرہ کو دودھ پلا دینے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں اجازت ہے تب وہ بے آیا۔

۳۔ عرب میں دستو تھا کہ بکریوں وغیرہ کے چرتے ریوروں کے پاس سے گزرنے والے مسافروں کو دودھ پلا دیا کرتے تھے اور چرواہوں کو آقاؤں نے اسکی اجازت دے رکھی ہوئی تھی۔

۴۔ جو شخص سفر میں پیاس کی وجہ سے جان بلب ہو جائے اسے کہیں سے بھی پینے کو کچھ حاصل کر لینا منوع نہیں۔ بلکہ بعض علماء تو مسافر کے لیے بلا ضرورت مجبوری بھی کہیں سے دودھ وغیرہ حاصل کر لینا جائز سمجھتے ہیں اور انکی دلیل حضرت ابو سعید سے مروی یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اونٹوں کے غلہ کے قریب سے گزرو اور دودھ پینا چاہو تو آواز دے لو اور چمد داہے اگر جواب آجائے تو بہتر ورنہ خود پی لو۔

۵۔ مشرکین کے اموال فی ذاتہم مبارک ہوتے ہیں۔

بہر حال حدیث زیر بحث کے مضمون بالا کی مخالفت بعض دیگر احادیث میں موجود ہے۔

حدیث ۴

حضرت زرارہ تابعی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں (عبداللہ بن مسعودؓ) زمانہ نوخیزی میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا ایک دن نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیقؓ میرے پاس آئے اور فرمایا اے بچے! تیرے پاس کچھ دودھ ہے۔ میں نے کہا ہے بلکہ امانت ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ ہے پاس وہ بکری لاؤ جو بکرے سے حفت نہیں کی گئی (دودھ نہیں دے سکتی)

عاجز اگر حبشہ چلے گئے تھے جب وہ وہاں سے واپس مکہ آئے تو معلوم ہوا مدینہ منورہ میں کچھ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں تو وہ مدینہ چلے گئے۔ اس کے بعد عامر بن ربیعہ اپنی زوجہ سمیت مدینہ میں پہنچے۔ اس کے بعد عبداللہ بن جحش اپنے کنینہ اور بھائی عبد بن جحش کو لے کر وارد مدینہ ہوئے ان کا بھائی عبد بن جحش جسے ابوالاحمد کہتے تھے نابینا شاعر تھا۔ جو تنہا مکہ کے نشیب و فرازیں گھوم آیا کرتا تھا۔

اس کے بعد صحابہ کرام لگاتار آنا شروع ہو گئے۔ بظاہر یہاں دوسروں باتوں میں تعارض ہے۔ حدیث براد میں ہے کہ مصعب بن عمیر سب سے پہلے مدینہ میں آئے وائے ہیں۔ جبکہ قول اسماعیل کے مطابق ابو مسلمہ پہلے مہاجر ہیں۔ مگر بنظر غلط دیکھنے سے کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔ ممکن ہے مطلقاً سب سے پہلے ابو مسلمہ مدینہ میں پہنچے اور بیعت عقبیٰ کے بعد جو شخص سب سے پہلے شخص مدینہ میں وارد ہوا وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے اور ابن اسماعیل نے ابو مسلمہ کے بعد جن صحابہ کا مدینہ منورہ میں پہنچنا بیان کیا ہے وہ حضرات ممکن ہے بیعت عقبیٰ سے پہلے آئے ہوں اور یہ سبھی ممکن ہے بعد میں آئے ہوں اور ابن اسماعیل کو مصعب بن عمیرؓ کی سب سے پہلے آمد کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔

تشریح ثانی :

حضرت براد بن عازب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے غلام سے بکریوں کا دودھ مانگا جو اس نے دھو کر حاضر خدمت کر دیا۔ جسے آپ نے پی لیا۔ جو بظاہر بکریوں کے مالک کی اجازت کے بغیر ناروا عمل ہے۔ مگر اس کے جواز کی وجہ نکل سکتی ہیں۔

۱۔ جب غلام نے اپنے آقا کا نام لیا تو ابو بکرؓ سمجھ گئے تھے کہ وہ میرا واقف ہے جو میرے دودھ حاصل کر لینے پر راضی ہو گا۔

حدیث
طبرانی نے معجم میں اور غانی نے طبرانی سے نقل کرتے ہوئے روایت کیا ہے کہ ابو عبد اللہ
بن مسعود فرماتے ہیں۔ میں نبی علیہ السلام کے پاس ایسی بکری لایا جس کے تھن تھے ہی
نہیں ابابک خشک بکری تھی (نبی علیہ السلام نے تھنوں والی جگہ پر ہاتھ پھیرا تو دودھ سے
بھرا تھن پیدا ہو گیا۔ میں ایک پیالہ نہا پھرے آیا۔ آپ نے دودھ نکالا جسے اپنے
ابو بکر صدیق کو بھی پلایا اور مجھے بھی۔ پھر تھن سے کہا سکوڑ جا تو وہ حسب سابق ختم ہو گیا۔
جب میں نے یہ دیکھا تو عرض کیا مجھے بھی یہ آیت سکھائیں فرمایا تم ابھی زیر تربیت لپکتے ہو
اللہ تمہیں برکت دے۔ میں اسلام لے آیا۔ ابھی ہم حرا پہاڑ پر تھے کہ سورہ والموسلات
آپ پر نازل ہو گئی۔

تشریح :

وجدان سلیم کا فیصلہ یہی ہے کہ ابن مسعودؓ سے نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیقؓ رضی
کی یہ ملاقات ہجرت سے قبل کسی دوسرے سفر میں ہوئی تھی۔ کیونکہ سفر ہجرت میں جس غلام
سے اپنے دودھ مانگا تھا۔ وہ اور تھا۔ وہاں خود غلام نے دودھ نکالا تھا اور یہاں نبی
علیہ السلام نے۔ وہاں اور برتن تھا۔ یہاں اور۔

علاوہ ازیں اس بات کی سب سے بڑی دلیل خود ابن مسعودؓ کا اپنا قول ہے کہ
ہم حرا پہاڑ پر تھے کہ سورہ والموسلات نازل ہو گئی۔ جب کہ سفر ہجرت کے دوران نبی علیہ
السلام کا حرا پہاڑ پر جانا اور وہاں اس سورت کا نازل ہونا کہیں ثابت نہیں بلکہ یہ
بات قوی دلائل سے ثابت ہے کہ والموسلات ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ
بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ میں
ایک غار پر نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ سورہ والموسلات نازل ہوئی۔

میں ایک خشک بکری پکڑ لایا۔ نبی علیہ السلام نے اسے دبوچا اور اس کے تھنوں کوئی دعا پڑھتے ہوئے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ ابو بکر ایک برتن لائے جس میں آپ نے دودھ دھوا اور ابو بکر سے فرمایا پیو، انہوں نے پیا پھر خود نبی علیہ السلام نے پیا۔ پھر تھنوں سے کہا سکر جاؤ۔ تو وہ اور یہ چمکھ گئے۔ میں نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے بھی یہ کلام سکھلا دیں۔ یا یہ آیت قرآن بتلا دیں آپ نے میرے سر پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے فرمایا تم ابھی زیر تربیت بچے ہو اس کے بعد میں نے آپ سے ستر سورتیں پڑھیں، جو مجھ سے پہلے کسی نے بھی حفظ نہ کی تھیں۔

اسے ابو حاتم اور ابن صبان نے روایت کیا ہے، اور ابو نعیم جلد دوم ص ۶ پر بھی موجود ہے۔

حدیث

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابن مسعود نے فرمایا میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرار ہاتھ کہ میرے پاس نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق آئے۔ جب وہ شکرین سے پنج کر نکل آئے تھے اور فرمایا بچے! تیرے پاس ہمیں پلانے کو دودھ ہے؟ میں نے کہا دودھ امانت ہے۔ جو میں پلا نہیں سکتا۔ آپ نے فرمایا کوئی چھوٹی بکری ہے جو ابھی صفت کی جاسکی ہو؟ میں نے کہا ہاں اور اسے میں سے آیا۔ ابو بکر صدیق نے اسے پکڑے رکھا اور نبی علیہ السلام نے اس کا حق پکڑ کر دعا فرمائی تو وہ دودھ سے پھلکنے لگا۔ ابو بکر صدیق پیالہ نما ایک پتھر لے آئے جس میں دودھ دھوا گیا۔ پھر نبی علیہ السلام اور ابو بکر نے دودھ پیا اور مجھے بھی پلایا پھر تھن سے کہا سکر جاؤ وہ سکر گیا۔

بنی علیہ السلام نے بکری کو پکڑ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور دعا کی تو تھن دودھ سے اس قدر بھر گئے کہ ان سے از خود دودھ ٹپکنا شروع ہو گیا۔ آپ نے برتن منگو کر اسے دودھنا شروع کیا تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے بلب ہو گیا۔ آپ نے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو دیا۔ سب کے سب سیر ہو گئے تو آخر میں آپ نے خود بھی نوش فرمایا پھر دوسرا برتن منگوایا وہ بھی بھر گیا اور بولیں ام معبد کے جلد برتن دودھ سے پھلکنے لگے۔ اپنے بکری وہیں بھڑی اور چل دیے۔

شام کو ام معبد کا شوہر ابو معبد بکریاں چرا کر واپس آیا۔ اور خشک و ناتواں بکریاں اس کے آگے آگے تھیں۔ اس نے دیکھا کہ گھر میں ہر طرف دودھ ہی دودھ تھا تعجب سے بولا ام معبد ایہ کیا ہے؟ گھر میں ایک بکری ہے، وہ بھی خشک۔ اور دودھنے والا بھی کوئی نہیں ام معبد بولی یہ بات نہیں۔ دراصل آج یہاں ایک مبارک شخص آیا اور برکتیں بانٹتا چلا گیا۔ اس نے کہا مجھے اس کے غد و خال بنداؤ۔ کہنے لگی۔ خندہ پیشانی۔ نورانی چہرہ۔ خوش اخلاق۔ نہ پیٹ بڑا نہ سر چھوٹا۔ حسن و جمال کا پیکر۔ سیاہ اور لمبی آنکھیں۔ آواز میں رعب۔ لمبی گردن۔ گھنی داڑھی۔ ابرو باریک اور باہم ملے ہوئے چپ رہیں تو پر وقار لگیں۔ بولیں تو ہلے ہونٹ دل موہ لیں۔ دور سے دیکھو تو حسن کا پیکر قریب سے دیکھو تو جسمہ جمال۔ گفتگو واضح سادہ اور مٹھی نہ ضرورت سے زیادہ بولیں نہ کم اور جب لب ہلائیں تو یوں لگے جیسے منہ سے موتی گزر رہے ہیں۔ میانہ قد آنکھ کو بھائے جو حد سے زیادہ سے نہ کم۔ مختلف قد کے تین آدمی کھڑے ہوں تو جس کا قد دل کو بھائے وہی آپ کا جسمہ ہے۔

(آپ کا علیہ بیان کرنے کے بعد ام معبد بولی) ان کے ساتھ خدمت گزار ساتھی بھی تھے۔ اگر وہ کوئی بات کہتے تو ان کے ساتھ چپ ہو جاتے اور کوئی حکم کرنے تو اسے پورا کر دکھانے کے لیے پیک پڑتے آنے والے بزرگ بڑے نرم خو، مخدوم

آپ پڑھ رہے تھے اور میں اسے سیکھ رہا تھا۔ کیونکہ آپ اس وقت اس سورہ سے رطب اللسان تھے۔ اچانک ایک سانپ کو دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اسے مار دو ہم اسے مارنے دوڑے تو وہ کہیں رو پوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم اسکی شتر سے اور وہ تمہاری شتر سے محفوظ ہو گیا۔

جب امام معبد کا جھوٹا نور رسالت سے جگمگا اٹھا

حدیث

جیمش بن خالد (بنی رسول) کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابو بکر صدیق کا غلام علی بن فہیرہ اور انکارا ہر بیت بن عبید اللہ بن اریقطیہ تینوں مکہ سے بصرہ ہجرت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے راستہ میں ام معبد خزاعیہ کے دو خیموں پر گزر ہوا۔ جو مضبوط جسم کی ہوشیار عورت تھی۔ وہ دروازے کے پیچھے سے مکمل تحقیق کر لینے کے بعد کہ آنے والا کون ہے (مسافر کو کھانا بھی دیتی اور پانی بھی۔

نبی علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں نے اس سے کھجور یا گوشت کا سوال کیا کہ اگر ہے تو ہم خرید لیں۔ مگر وہ اس کے پاس نہ تھا۔ جب کہ ان لوگوں کا زاد راہ ختم ہونے کو تھا۔ اچانک نبی علیہ السلام نے خیمے کے ایک کونے میں بکری بندھی دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ ام معبد ایہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا یہ دیگر بکریوں کے ساتھ چرنے کو نہیں جاسکتی۔ آپ نے فرمایا دودھ دیتی ہے؟ کہنے لگی دودھ کی عمر سے گزر چلی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کا دودھ دو دھتے دو گی؟ کہا میرے والدین تم پر قربان کیوں نہیں؟ اگر اس میں دودھ دیکھتے ہو تو شوق سے دودھ لو۔

فَدَعَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِبُيُوتِهَا
وَسَيَّ اللَّهُ دَعَا لَهَا فِي شَأْنِهَا فَتَجَاعَتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ -

پوچھ لو وہ بھی اس کی رسالت کی گواہی دیگی۔

۵۔ اس نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) ام معبد سے خشک بکری مانگی تو اس کے تھنوں نے (دست نبوت کی برکت سے) بھر بھر کر دودھ گرانا شروع کر دیا۔

۶۔ پھر وہ بکری کو عورت کے پاس ہی چھوڑ گیا۔ اس دوھتے واے کی طرح جو اپنی بکری کو گھر سے نکالتا اور چراگاہ کو لے جاتا ہے۔

اس حدیث کو ابوالقاسم حافظ دمشقی نے اربعین طوالت میں روایت کیا

ہے۔

آقایہ میں تو غلام ہوں

حدیث

عبدالرحمن بن عبد ساعدہ کہتے ہیں۔ میری قوم کے کئی آدمیوں نے صحابہ کرام سے یہ روایت کی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ نبی علیہ السلام مکہ سے مدینہ پہنچ رہے ہیں تو ہم آپ کی آمد کی امید پر روزانہ نماز فجر کے بعد مدینہ سے باہر مدینہ کے کنارے آکر آپ کے انتظار میں بیٹھ جاتے تھے۔ پھر قسم بخدا جب تک کچھ بھی سایہ رہتا ہم اپنی جگہ سے نہ ہلتے۔ یعنی جب دھوپ سے بچنے اور سر چھپانے کو کوئی جگہ نہیں رہتی تو ہم گھروں میں آجاتے ان دنوں گرمی بھی زوروں پر تھی۔ تو جس دن نبی علیہ السلام نے پہنچنا تھا ہم کڑکٹی دوپہر تک حسب سابق انتظار میں بیٹھے رہے۔ پھر جب ہم گھروں میں جا لیٹے تو آپ تشریف لے آئے سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا جو ہمیں روزانہ انتظار میں بیٹھے دیکھا کرتا تھا۔ وہ بلند آواز سے پکارنے لگا۔ اے برفقیہ تمہارا مقصد آپہنچا۔ ہم نبی علیہ السلام کے استقبال کے لیے دوڑے

اور غرور و تکبر سے نا آشنا تھے۔

یہ سن کر ابو معبد بولا قسم بخدا یہی وہ قریشی جوان ہے جس کی مکہ شہر میں دھوم مچ رہی ہے۔ میں نے تہنیا کر لیا ہے کہ ان کی غلامی اختیار کروں گا اگر قسمت سے ساتھ دیا تو۔

ادھر مکہ مکرمہ میں ہر طرف ایک بلند آواز گونج رہی تھی اور بولنے والا نہ نظر نہ آتا تھا وہ آواز یہ شعر تھے یہ

رَفِيقَيْنِ حَلَاخِيْبَتَيْنِ أَوْ مَعْبِدٍ	جَزَى اللَّهُ رَبَّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ
فَقَدْ فَازَ مَنْ أَمْسَى رَفِيقَ مُحَمَّدٍ	هَذَا نَزَلَ بِالْمُهْدَى فَاهْتَدَى بِهِ
بِهِ مِنْ فَعَالٍ أَوْ فَخَّارٍ وَسُودٍ	فِيَا لَقَصَى مَا ذَوَى اللَّهِ عَنْكُمْ
فَانْكِمُوهَا تَسْلُوا الشَّاةَ تَشْهَدُ	سَلُوا خَتَمَكُمْ عَنْ مَشَائِقِهَا وَأَنَادُهَا
عَلَيْهَا صَرِيحًا ضَمِيرُ الشَّاةِ مَرْفُودٍ	وَعَاَهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلِبَتْ
يَرْدُهَا فِي مَعْدَارِ تَرْصُودٍ	فَنَادَتْهَا رَهْنًا لَدَيْهَا كَحَالِبٍ

ترجمہ: ۱۔ تمام لوگوں کا یہ ان دونوں دوستوں کو بہتر جزا دے۔ جو ام معبد کے خیمے میں اترے ہیں۔

۲۔ وہ ہدایت لیکر اترے جس سے وہ خود منصف تھے۔ تو کامیاب ہے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے۔

۳۔ اے نبی قصبی تمہیں مبارک ہو جو اللہ نے تم سے غرور و تکبر اور بری خصال دور کر دیں۔

۴۔ اپنی بہن (ام معبد) سے اپنی بکری اور بزنوں کا حال پوچھو۔ نہیں تو بکری ہی سے

کو بلا بھیجا وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے سلام عرض کیا۔ اور کہا کہ دونوں حضرات ہمارے ساتھ سوار ہو جائیں۔ ہم آپ کو اطمینان و امن سے لے چلیں گے تو نبی علیہ السلام اور ابو بکر سوار ہو گئے۔ انصار اسلحہ لے کر ساتھ ساتھ چلے، نو مدینہ منورہ میں ہر طرف چرچا ہو گیا۔ یا نبی اللہ (اللہ کا رسول آگیا) آپ چلتے رہے تا آنکہ ابو ایوب انصاری کے گھر کے پاس اتر پڑے نبی علیہ السلام نے فرمایا یہاں سے کس شخص کا گھر زیادہ قریب ہے۔ ابو ایوب عرض کرنے لگے۔ یہ میرا گھر ہے اور یہ دروازہ۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور ہمارے آرام کرنے کو جگہ بنا دو۔ ابو ایوب نے عرض کیا پھر اللہ کی برکت پر دونوں حضرات ہمارے غریب خانہ میں تشریف لے آئے (جگہ تو پہلے سے تیار کر کے رکھی ہے)

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ دیکھیے بخاری جلد ۱۱

حدیث

حضرت انس سے روایت ہے نبی علیہ السلام ابو بکر کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ جب ابو بکر صدیق کسی قریشی گروہ کے قریب سے گزرتے تو وہ پوچھتے تمہارے ساتھ والا کون ہے؟ وہ جواب دیتے کہ یہ شخص راستہ بتلاتا ہے۔ اسے علوانی نے بخاری و مسلم کی تشریحات پر بیان کیا ہے۔

تشریح :

ایسے ہی مضمون کی دیگر روایات بھی ہیں۔ مگر بعض میں ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے پیچھے بیٹھے تھے۔ لوگوں نے پوچھا یہ ساتھ کون ہے۔ جن کی اس قدر عزت کہ

اس سے مراد وہ قریشی قبائل ہیں جو مدینہ کے راستہ میں آباد تھے۔

آئے۔ آپ اس وقت ابو بکر صدیق کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ ہم میں سے اکثر نے آپ کو نہ دیکھا تھا۔ اور لوگ تھے کہ امدے چلے آ رہے تھے اور یہ معلوم نہ تھا کہ غادم کون ہے اور مخدوم کون۔ ابو بکر صدیق اٹھے اور اپنی چادر سے آپ کو سایہ کرنے لگے۔ تب ہمیں آپ کا صحیح پتہ چلا۔

اسے ابن اسحاق نے بلفظ روایت کیا ہے۔ جبکہ معنوی طور پر یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

حدیث۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ طیبہ وارد ہوئے تو آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق بھی تھے۔ ابو بکر بڑھے اور لوگوں میں معروف تھے۔ جب کہ نبی علیہ السلام ان کی نسبت جوان اور غیر معروف تھے۔ تو ہجرت کے راستے میں مٹنے والا کوئی بھی شخص جب ابو بکر صدیق سے پوچھتا کہ تمہارے آگے کون بیٹھا ہے؟ تو وہ کہتے یہ شخص مجھے راہ دکھا رہا ہے۔ لوگ سمجھتے کہ کوئی راہبر لیا ہو گا ابو بکر نے سفر کاٹنے کو۔ جبکہ ابو بکر صدیق کا مقصد تھا یہ بھلائی کا راستہ بتلاتے ہیں۔ اچانک ابو بکر صدیق نے پیچھے دیکھا تو ایک سوار سر پر آپہنچا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سوار آگیا ہے آپ نے پیچھے موڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے اللہ! اسے گمراہے تو فوراً گھوڑے نے اسے زمین پر پٹخ دیا اور خود پھر سے کھڑا ہو کر ہنہانے لگا۔ سوار کہنے لگا اے اللہ کے نبی! جو حکم ہو مجھے ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا یہیں کھڑے رہو اور پیچھے ہماری جستجو میں آنے والوں کو ہم تک نہ پہنچنے دو۔

حضرت انس کہتے ہیں وہ شخص صبح آپ کا دشمن تھا اور رات کو آپ کا مددگار بن

چکا تھا۔

اس کے بعد نبی علیہ السلام مقام حرہ پر (مدینہ منورہ کے قریب) اترے اور انصار

حدیث :-

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ وارد ہوئے تو مسلمانوں نے سرزمین مدینہ سے پرے بدر کے نزدیک صحرا کے کنارے آپ کا استقبال کیا۔ آپ انہیں بیکردائیں راستے پر چلے۔ اور ربیع الاول میں بروز پیر بنو عامر بن عوف کے ہاں جا قیام فرمایا۔ نبی علیہ السلام تشریف لا کر خاموش بیٹھ گئے اور ابو بکر صدیق کھڑے رہے کئی انصار جنہوں نے قبل ازیں نبی علیہ السلام کو دیکھا تھا، ابو بکر صدیق کو ہی مرجع و مآویٰ سمجھتے تھے تا آنکہ سورج سر پر آگیا تو ابو بکر اٹھے اور اپنی چادر سے نبی علیہ السلام پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں نے نبی علیہ السلام کو پہچانا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

ابن فضل بن حباب جمحی کہتے ہیں میں نے ابن عائشہ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ تو بچے عورتیں اور غلام یہ کہہ رہے تھے۔

مِنْ بَنَاتِ الْيَدَاعِ

كَلَعَ الْبَذْرُ عَلَيْنَا

مَا دَعَى إِلَهُ دَاعٍ

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا

ترجمہ: ہمارے سروں پر چودھویں رات کا چاند طوع ہوا ہے جو وداع کی پہاڑیوں سے چمکا ہے۔

۲۔ ہم پر لازم ہے کہ اس وقت تک اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جب تک اللہ سے دعا کرنے والا ایک شخص (بھی زندہ ہے اور) دعا کر رہا ہے۔
اسے طوافی نے شیخین کی شرائط پر روایت کیا ہے۔

رہے ہو؟ تو فرمایا یہ صاحب مجھے راستہ دکھا رہے ہیں۔ یہ بھی احادیث میں ہے کہ ابو بکر صدیق عامر بن فہیرہ کے پیچھے سوار تھے۔ مگر ان روایات میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ تین سواریاں تھیں اور چار سوار ۱۔ نبی علیہ السلام ۲۔ ابو بکر صدیق ۳۔ عامر بن فہیرہ اور راہبر ۴۔ کیت بن عید اللہ۔ تو وہ بدل بدل کر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہو رہے تھے۔

آمد رسول پر مدینہ میں جشن بہاراں

حدیث

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بچوں کے ساتھ گلیوں میں کھیل کود رہا تھا۔ جو کہہ رہے تھے جا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ مجھے ابھی کچھ نظر نہیں آیا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق تشریف لا رہے ہیں۔ ہم بچے مدینہ طیبہ کی بعض گھاٹیوں میں جا کر چھپ گئے۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق نے ایک آدمی انصار کو بلانے کے لیے بھیجا۔ تو دیکھتے ہی دیکھتے پانچ سو آدمی آپ کے استقبال کو آئے اور عرض کرنے لگے ہمارے ساتھ اطمینان اور امن سے تشریف لے چکے۔ تو آپؐ دونوں انصار کی معیت میں چل کھڑے ہوئے۔ انہیں دیکھنے کو مدینہ کی عورتیں چھتوں پر چڑھ آئی تھیں۔ اور ایک دوسری سے پوچھ رہی تھیں۔ وہ نبی کون ہیں۔ میں نے ایسا مسرت آمیز منظر کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت انسؓ کہا کرتے تھے۔ پھر جب نبی علیہ السلام دنیا سے پردہ فرما گئے تو ایسا رقت آمیز منظر بھی دیکھنے میں کبھی نہیں آیا۔

ایسی ہی روایات حضرت انسؓ سے مزید بھی ہیں۔ انہیں صاحب دو فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

مسجد میں تبدیل کروادی ہے

یہ ابن اسحاق کی عبارت ہے اور بخاری میں کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ یہی روایت مذکور ہے۔

۱۔ اس جگہ کو کس نے خرید کر مسجد کے لیے وقف کیا؟ تاریخ حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ الفاظ ہیں ایشان کفند مایا از پیغمبر نے خواہم..... انحضرت پندہر وقت و بدہ مشال ذر سرخ بخرید و فرمود تا ابو بکر بھاٹے آں ادا کند۔

ترجمہ: اس زمین کے مالک (دو تیم نچوں) نے کہا کہ ہم پیغمبر خدا سے قیمت نہیں چاہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند کیا فرمایا اور دس مشال سرخ سونا پر زمین خریدی اور ابو بکر سے کہا یہ قیمت ادا کر دیں۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں، نبی علیہ السلام کلثوم بن اہم اللہ بروایات دیگر سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔ طیبہ کو نکو وہ غمرو تھے، یہودی تھی نہ بچے۔ جبکہ ابو یکرہ حبیب بن اساف کے ہاں ٹھہرے اور کہتے ہیں کہ غار جبر بن زید کے پاس ٹھہرے۔

نبی علیہ السلام ہی عمر بن عوف کے ہاں پیر منگل، بدھ اور جمعرات چار روز ٹھہرے۔ اور جمعہ کو وہاں سے رخصت ہوئے۔ اور ابھی سالم بن عوف تک پہنچے تھے کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ وہاں آپ نے بطن وادی میں قائم مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ اور یوں مدینہ طیبہ کے علاقہ میں یہ سب سے پہلا جمعہ ادا کیا گیا۔ اس کے بعد آپ انصار کے کئی ایک قبائل پر سے گزرے۔ ہر ایک نے آپ کو اترنے پر مجبور کیا۔ مگر آپ برابر یہی فرماتے رہے۔ میزی اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے اذن یافتہ ہے۔ جب آپ بنی مالک بن نجار کے پاس پہنچے تو جہاں آج مسجد نبوی ہے۔ یہاں اونٹنی بیٹھ گئی جو اس وقت بنی نجار کے دو نیم بچوں کی جگہ تھی جس میں چبڑے سوکھائے جلتے تھے۔ یہاں چند لٹخے بیٹھ کر اونٹنی کھڑی ہو گئی۔ اور دو قدم آگے چلی پھر پہلی جگہ آکر بیٹھ گئی۔ یہاں وہ کچھ بڑبڑانی پھر گردن زمین پر ڈال کر سو گئی۔ آپ پیچھے تشریف لے آئے ابو ایوب انصاری آپ کا کچا وہ اٹھا کر گھر لے گئے۔ آپ نے (چند دنوں میں) وہی اونٹنی والی جگہ

سے یاد رہے مدینہ طیبہ سے تقریباً علاقہ بدر تک سرسبز خطہ ہے یاغات ہیں اس سے پرے مکہ تک چٹیل صحرا ہے جسے قرعہ کہتے ہیں۔ مذکورہ سرسبز علاقہ میں انصار کے کئی قبائل آباد تھے۔ جن میں نبی علیہ السلام کے تہیال بنی نجار بھی تھے۔ نبی علیہ السلام نے یہاں پہنچ کر کئی ایک قبائل کے ہاں قیام فرمایا اسی دوران نماز جمعہ فرض ہوئی اس کے بعد آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

خصوصیت صدیق اکبرؓ

آپ نے کسی دور میں نبی علیہ السلام کا انکار
نہیں کیا

حدیث :-

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کےوصان مبارک کے چار روز بعد ابو بکر صدیق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اکٹھے قبر اوزر کی زیارت کے لیے آئے مسجد کے باہر علی مرتضیٰ نے ابو بکر صدیق سے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آگے بڑھیے (یعنی مسجد میں آپ پہلے داخل ہوں) ابو بکر نے فرمایا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارہ میں نبی علیہ السلام سے میں نے سنا ہے۔ علی کا مقام میرے ہاں ایسا ہے جیسا اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔ علی مرتضیٰ نے جواب دیا میں بھی ایسے شخص کے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے متعلق میں نے زبان نبوت سے یہ سنا ہے کہ ہر ایک نے میری تکذیب کی سو آٹے ابو بکر صدیق کے۔ اور صحیح اٹھنے ہوئے ہر شخص کے دروازہ پر اندھیرا ہوتا ہے سو ابو بکر صدیق کے۔ ابو بکر نے پوچھا کیا واقعی آپ نے نبی علیہ السلام سے یہ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں پھر انہوں نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ تھام لیا اور دونوں اکٹھے مسجد میں داخل ہو گئے۔

اسے ابن سمان نے موافقین روایت کیا ہے۔

فصل ہفتم

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

شیخین کی فضائل کے باب میں اس مضمون کی متعدد احادیث گزر چکی ہیں۔ جن میں تھا کہ باختلاف روایات ابوبکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ جب نبی علیہ السلام نے لوگوں پر دین اسلام پیش کیا تو صرف ابوبکر نے اسے بلا توقف و تردد قبول کیا۔ آپ کا ہی عقیدہ اسلام سب سے افضل ہے۔ آپ ہی صدیق اور سب سے پہلے خطیب و مبلغ اسلام ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کے بعد سب سے قبل آپ ہی کیلئے روز قیامت زمین کھولی جائیگی۔

فضائل شیخین کے باب میں ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ عجم مہاجرین صحابہ میں سے آپ کے سوا کسی کے ماں باپ دونوں کو دولت اسلام حاصل نہ ہوئی۔ آپ جیسی ہجرت اور خدمت رسول کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کا وزن ساری امت سے زائد ہے۔ اور نبی علیہ السلام کبھی آپ سے کبیدہ خاطر نہ ہوئے۔ ایسی ہی بیسیوں خصوصیات ابی بکر صدیق پیچھے گزر چکی ہیں۔ اب مزید خصائص و فضائل پیش خدمت ہیں۔

مرد لینے گئے ہیں، میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ صدیق اکبر ہے جسے اللہ نے اذہما فی الغار خبردار! جو تم نے اس معاملہ میں میری ابداد کو ناجا ہی - ورنہ ابو بکر کو غصہ آئے گا۔ اور نبی علیہ السلام بھی ناراض ہو جائیں گے اور ان دونوں کی ناراضگی سے اللہ بھی ناراض ہو جائیگا۔ اس طرح میں تباہ ہو جاؤنگا۔ وہ کہنے لگے پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ میں نے کہا تم لوگ فوراً واپس پلٹ جاؤ۔

ربیعہ کہتے ہیں ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے پاس پہنچے تو تیچھے میں بھی پہنچ گیا۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو ساری روئیداد کہہ سنائی تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی فرمایا ربیعہ! تمہارا صدیق سے کیا تنازع ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے ایک ناگوار لفظ کہا اور پھر بڑے تم بھی مجھے ایسا ہی کہہ دیتا کہ بدل ادا ہو جائے۔ تو میں نے انکار کر دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ربیعہ! اب صدیق سے کوئی بات نہ کہو اتنا کہہ دو کہ اے ابو بکر! اللہ تمہاری بخشش کرے میں نے کہہ دیا۔ اے ابو بکر! اللہ آپ کی بخشش کرے یہ سن کر ابو بکر صدیق روتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

قاسم بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انکے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا۔ نبی علیہ السلام زندگی میں جس مقام پر اور جس جگہ ٹھہرے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے قاسم نے جواب دیا اس بات پر قسم نہ اٹھانا۔ اس نے کہا کیوں۔ انہوں نے فرمایا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے۔ ثانی انہیں اذہما فی الغار۔ (یعنی غار میں ایک ایسی جگہ سے۔ جہاں علی رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے ساتھ نہ تھے صرف ابو بکر ہی وہاں حاضر خدمت تھے۔)

تشریح :

ہر کسی کے دروازہ پر اندھیرا ہونے سے مراد ہے دل پر اندھیرا چھائے ہونا۔

خصوصیت ابی صدیق نمبر

خامی خدمت رسول نبی علیہ السلام کی شفقت و محبت اور
ثانی اشہین کا لقب

مجھ سے بدلہ لو! ورنہ میں ناراض ہوں

حدیث

ربیعہ اسلمیؓ کہتے ہیں میرے اور ابو بکر صدیق کے درمیان کچھ تکرار ہوئی۔ آپ نے مجھے ایسا لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ آپ نے کہا ربیعہ! تم بھی مجھے ایسے ہی کہہ دو تا کہ بدلہ ادا ہو جائے۔ میں نے کہا نہیں میں نہیں کہوں گا۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہہ دو ورنہ میں نبی علیہ السلام سے امداد چاہوں گا۔ میں نے کہا بہر حال میں آپ کو ایسا لفظ نہیں کہہ سکتا۔ یہ سن کر ابو بکرؓ نے افسوس سے زمین پر پاؤں مارا اور بارگاہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا۔ اتنے میں میرے خاندان کے لوگ آگئے اور کہنے لگے ابو بکر سے تمہارا کیا جھگڑا تھا۔ اور وہ نبی علیہ السلام سے کس بات پر

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر

واقعتاً نبی علیہ السلام نے آپ کو اپنا خلیل بنایا

حدیث

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی طرح مجھے بھی اپنا خلیل بنایا ہے اور میری کے لیے امت میں سے ایک خلیل تھا اور میرا خلیل ابوبکر صدیق ہے۔

اسے واحدی نے اپنی تفسیر البیسط میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲

نبی علیہ السلام کے ساتھ ہمیشہ اُنھوت و صحبت

ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی انسان کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر وہ میرا بھائی ہے اور میرا صحابی اور اللہ نے تمہارے ساتھ فی ظہیر میں جو آپ نے بحالت بیماری سر منبر ارشاد فرمایا تھا۔ یہ فرمایا

إِنَّ مِنْ أَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَحَبَّتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ بَنِي قَحَافَةَ كَمَا اتَّخَذْتُ

خَلِيلًا لَا تَخْذُلُنِي أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا

ترجمہ: جس شخص کی صحبت اور مال نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے وہ ابوبکر بن ابی قحافہ ہے اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔

یاد رہے یہ حدیث ابوبکر صدیق کے سب صحابہ سے افضل ہونے پر بھی وال ہے

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳

نبی علیہ السلام کے بعد آپ سب امت سے سبقت
لے گئے ہیں

حدیث ۱۰۰

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ آج کے روزگھر دوڑیں حصہ لینے والے گھوڑے ہیں۔ کل قیامت کو ان کا مقابلہ ہے۔ اور ہر جنت کا داخلہ ہے۔ راستہ میں رہ جانے والا جہنمی ہے۔ میں پہلے (جنت میں جائیو والا) ہوں میرے بعد ابو بکر اگلے بعد عمر فاروق ہیں۔ اس کے بعد لوگ ہمارے قدموں پر آئیں گے پہلے آئے والا پہلے داخل ہوگا۔ بعد میں آئے والا بعد میں۔

اسے ہمدی باللہ نے اپنی ”مشنخت“ میں روایت کیا ہے۔ اور صحیح یہ روایت گزر چکی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴

اگر نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل نہ ہوتے تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بناتے حدیث ۱۰۱ حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے آپ کی رحلت سے پانچ روز پہلے سنا۔ فرمایا میں رسالت سے بری ہوں کہ تم میں سے کسی کو خلیل بناؤں کیونکہ اللہ نے مجھے اپنا خلیل (محبوب) بنا لیا ہے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا۔ تو اگر میں اپنی امت سے کوئی خلیل بناتا تو ابو بکر صدیق کو بنانا۔

۱۔ شان صدیق اکبرؓ کے متعلق بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لازمہ وال فرمان ناسخ و تاویخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۴ ص ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری

عنایت فرمائی۔ لہذا نفی والی احادیث پہلے دور کی ہیں اور اثبات والی بعد والے دور کی اور ایسا اذن آپ کو صرف ابو بکر صدیق کی شان ظاہر کرنے کے لیے ملا۔ مگر اس طرح اللہ کی خلت کی نفی نہیں ہو جاتی بلکہ نبی علیہ السلام اللہ کے خلیس اور ابو بکر رضی بنی علیہ السلام کے خلیس ٹھہرے۔

خصوصیت صدیق اکبر نمبر (۷)

مسجد نبوی میں صرف آپ کا ہی دواڑہ کھلا چھوڑا گیا

حدیث :-

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں کھنڈے والے تمام دواڑے بند کروادیے مگر ابو بکر صدیق کا دروازہ قائم رکھا بلکہ اسے ترمذی۔ ابو حاتم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے

لے مسجد نبوی کی دیواروں میں صحابہ نے اپنے اپنے گھروں کے قریب دروازے بنا رکھے تھے جن سے روشنی بھی آتی تھی اور نماز باجماعت کے لیے عید اور عید پہنچنے کی سہولت بھی تھی بعد میں نبی علیہ السلام نے یہ دروازے بند کرادیے تاکہ مسجد کا ایک ہی عام راستہ قائم ہو اور تقدس برقرار رہے۔ مالیتہ ابو بکر صدیق کا دروازہ قائم رہنے دیا گیا اور یہ حکم اپنے حیات ظاہرہ کے آخری ایام میں فرمایا تھا۔ اسمیں ابو بکر صدیق کی خلافت و امامت کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ مکان کا دروازہ مسجد ہی میں کھلا کرتا ہے۔

(نبی علیہ السلام) کو اپنا خلیل (محبوب) بنا لیا ہے ۔

اسے مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے ۔

حدیث ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر وہ میرا بھائی ہے اور میرا صحابی ۔ جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر ساری امت سے کوئی کو میرا محبوب ہوتا تو ابو بکر ہوتا مگر اسلامی بھائی چارہ اس سے افضل ہے ۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے ۔

حدیث ۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا ۔ اے لوگو! نبی علیہ السلام سے میری ملاقات کو ابھی بہت ہی کم عرصہ گزر رہا ہے مجھ سے نزدیک تر زمانہ میں کسی نے آپ سے ملاقات نہیں کی ۔ میں آپ کے وصال سے پانچ روز پہلے ۔ آپ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا آپ ہاتھ پر لم تھمتے ہوئے فرماتے جا رہے ہیں ۔ ہر نبیؐ کے لیے امت میں سے ایک خلیل تھا اور میرا نہیں ابو بکر بن ابی قحافہ ہے ۔ یاد رکھو! ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ نے مجھے اپنا خلیل (دوست) بنا لیا ہے ۔

تشریح :

مذکورہ احادیث میں سے بعض میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی بھی میرا خلیل نہیں ہے جبکہ حدیث میں فرمان نبی صاف آچکا ہے کہ ابو بکر صدیق میرا خلیل ہے مگر حقیقت میں اس کا سلام کے اندر کوئی تعارض نہیں ۔ کیونکہ ممکن ہے جب نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی میرا خلیل نہیں اور میرا محبوب صرف اللہ ہے ۔ تو اس اخلاص کے صلہ میں اللہ نے آپ کو ابو بکر صدیق سے رشتہ اخوت و خلت کی اجازت

کھڑکی باقی نہ رکھی جائے سب ختم کر دی جائیں۔

اسے امام احمد بن حنبل ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں اپنا سر باندھے مسجد میں تشریف لاکر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔
 إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ مِنْ عَلَى يَنْفُسِهِ وَمَالِهِ مِنْ ابْنِ أَبِي
 قَتَافَةٍ وَلَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا لَكِنَّ
 خُلَّةَ الْإِسْلَامِ سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي الْمَسْجِدِ عَنِّي
 خَوْخَةُ ابْنِ بَكْرٍ

کسی شخص نے ابو قتافہ کے پیٹے سے بڑھ کر اپنی جان و مال اور محبت سے مجھے امن نہیں
 دیا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر اسلامی دوستی اہم ہے مسجد سے ہر کھڑکی اٹھ
 بند کر دو مگر ابو بکر والی قائم رکھو۔

اسے بخاری، ابو حاتم اور امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ ابو
 حاتم کے ہیں۔

تشریح :

اس حدیث میں نبی علیہ السلام سے لوگوں کا یہ طمع اور امید ختم کی ہے کہ ابو بکر صدیق
 کے علاوہ کوئی خلافت کا طلب گار ہو، خصوصاً آپ کا سخت مرض کی حالت میں تنہا منبر پر آنا

لے پہلے دروازے کا لفظ تھا اب کھڑکی کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ نے دروازے بند کر دائے تھے
 اور کھڑکیاں بنوادی تھیں بعد میں آپ نے وصال کے قریب کھڑکیاں بھی بند کرادیں۔

حدیث

حضرت جبر بن نفیرؓ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی میں دروازے کھلے ہوتے تھے
نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیقؓ کے سوا سب لوگوں کے دروازے بند کرادیئے۔ لوگوں
نے کہا اپنے خلیل کے سوا سب کے دروازے بند کرادیئے ہیں۔ آپ کو یہ بات پہنچی تو
آپ نے فرمایا۔ تم کہتے ہو نبیؐ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے اور اپنے دوست کا
دروازہ کھلا رکھا، یاد رکھو! اگر کوئی میرا خلیل ہوتا ہو تو وہی (ابو بکر) ہوتا مگر میرا خلیل اللہ ہے
تو کیا تم میرے ساتھ میرے لیے نہیں رہنے دیتے؟ اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد
کی اور اس وقت میری تصدیق کی جب تم مجھے جھٹلا رہے تھے۔

اسے صاحب فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے اور تفصیلاً
آگے آرہی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر

فرمان نبیؐ مجھے اپنی محبت و مال سے ابو بکرؓ نے سب سے زیادہ امن دیا

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
نے اپنی محبت اور مال سے مجھے سب سے زیادہ امن دیا ابو بکرؓ ہے۔ اگر میں کسی کو
خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا مگر اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے مسجد میں ابو بکر صدیقؓ کے سوا کسی کی

۱۔ پیچھے حدیث نمبر ۲۷۱ کے تحت تاریخ التواریخ کے حوالے سے اسی مفہوم

کو بیان کیا جا چکا ہے

حدیث ۱

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جان و مال سے جس نے مجھے زیادہ امن دیا ابوبکر ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیف بناتا تو اسے بناتا مگر اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے۔ اور قبیلہ کی طرف موجود ہر گھڑی بند کر دی جائے سوا ابوبکر صدیق کے۔

تشریح :

اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے جو گھڑیاں بند کی گئیں رستہ قبیلہ میں تھیں۔ انہی میں سے ایک گھڑی ابوبکر صدیق والی تھی رکھی گئی تاکہ نبی علیہ السلام کے بعد انہیں امامت کے لیے سب سے پہلے میں آسانی رہے۔

حدیث ۲

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے بڑھ کر کسی نے مجھ پر احسانات نہیں کیے انہوں نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی ہے

اسے صاحب موفصل ابوبکرؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۳

حضرت سہل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر صدیق سے سب سے

۱۔ شہید و زمین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد ملکہ اور افسردہ پایا تو اپنی بیٹی آپ سے بیاہ دی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر میں بہت بڑا فرق تھا۔ دیکھیے تاریخ الملوک۔

خطاب کرنا اور لوگوں کو صدیق اکبر کے فضائل بتلانا اس بات کی بہت بڑی تنبیہ تھی کہ خلیفہ ابو بکر ہے۔ گویا آپ فرما رہے ہیں تو دنیا سے جا رہے ہوں تم لوگ ابو بکر کا دامن تھامے رکھنا۔

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ ایک بندہ ہے جسے اللہ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے تو ہمیشہ دنیا میں رہے اور اس کی بہاریں ٹوٹا رہے۔ اور چاہے تو اللہ کے ہاں تیار شدہ جنت کی طرف آجائے۔ تو اس بندے نے جنت کو اختیار کر لیا۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔

تو جس بندے کو اختیار ملا وہ خود نبی علیہ السلام تھے مگر آپ نے واضح طور پر بتلایا کہ لوگ غرزدہ نہ ہوں۔ یہ راز ابو بکر ہی سمجھ پائے۔ کیونکہ وہ سب سے بہتر عالم تھے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی محبت اور مال سے ابو بکر نے ہی مجھے زیادہ امن دیا ہے۔ اگر میں کسی کو نہیں بنانا تو ابو بکر کو بنانا مگر اسلامی بھائی چارہ سب سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا ابو بکر کے سوا ہر ایک کی کھڑکی بند کر دی جائے۔ یہ سن کر ہم جان گئے کہ نبی علیہ السلام ابو بکر کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔

اسے حافظ ابوالقاسم دمشقی نے روایت کیا ہے۔ اس کا متن صحیح ہے مگر سند غریب ہے۔

حدیث :-

ابو المعلیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے جیسی ہے کہ اپنے فرمایا اسلامی بھائی چارہ اور محبت ہی بہتر ہے۔ اسے ترمذی اور حافظ دمشقی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر

شان صدیقی میں شہادتِ حیدر کرار

حدیث

شعی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار علی مرتضیٰ کو دیکھ کر فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ ایسا انسان دیکھے جو نبی علیہ السلام کا سب سے قریبی رشتہ دار سب سے زیادہ خالص نبوت سے بہرہ ور اور نبی علیہ السلام کا محبوب ترین ہو۔ وہ علی مرتضیٰ کو دیکھے۔ تو حضرت علی نے فرمایا۔ ابو بکر نے اگر یہ کہا ہے تو یاد رکھو! وہ انسانوں میں سب سے زیادہ رحم دل، یارِ غار نبی اور اپنے مال سے نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ نفع دہندہ ہیں۔

اسے ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر

نبی کریم صدیقی احسانات کا بدلہ اللہ ہی دے گا

حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا لِأَحَدٍ عِنْدَ نَائِدٍ إِلَّا وَقَدْ كَافِيَءٌ خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ

عِنْدَ نَائِكٍ كَافِيَءٌ لِّلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ابو بکر پر جس کسی کا احسان تھا۔ میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ مگر

ابو بکر کے وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت انہیں عطا

فرمائے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسنِ غریب ہے۔

بڑھ کر اپنی محبت اور مال سے مجھے امن دیا، تو اسکی محبت اسکا تشکر یہ اور اسکے احسانات
مقرر رکھنا مجھ پر واجب ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور صاحب
در فضائل ابی بکر، نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۹

ارشاد نبویؐ: صدیق سے بڑھ کر کسی انسان کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا

حدیث :-

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
کسی مال نے اس قدر فائدہ نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکر صدیق کا مال نفع مند ثابت
ہوا ہے۔ یہ سُن کر ابو بکر رو پڑے۔ عرض کیا میری جان اور میرا مال آپ ہی
کے لیے ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، ابو حاتم، ابن ماجہ اور حافظ دمشقی نے موافقت میں روایت
کیا ہے۔

حدیث :-

حضرت مسیبؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر کے مال جیسا نفع
مجھے کسی مال سے حاصل نہیں ہوا اور نبی علیہ السلام آپ کے مال میں ایسا ہی تصرف کرتے
تھے جیسے اپنے مال میں کرتے تھے۔

اسے عبد الرزاق نے اپنی جامع میں اور صاحب در فضائل ابی بکر، نے روایت
کیا ہے۔

ابو بکر کے مال جیسا نفع مجھے کسی کے مال سے حاصل نہیں ہوا۔
حدیث ۔

حضرت ابو دردادہ کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے حضور بیٹھا تھا۔ اچانک ابو بکر صدیق گھٹنوں تک دامن اٹھائے حاضر خدمت ہوئے نبی علیہ السلام نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا تمہارا ساتھی نبی میں سبقت لے گیا ہے۔ پھر وہ گویا ہوئے۔ یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کوئی معمولی سی بات تھی میں نے کچھ تیز بات کہ دی۔ پھر شرمندہ ہوا اور عمر سے معافی مانگی مگر انہوں نے نہیں دی تو میں آپ کے حضور آ گیا ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا۔ ابو بکر! اللہ تمہیں معاف کرے۔ اس کے بعد عمر فاروق کو ذامت ہوئی تو وہ ابو بکر کے مکان پر گئے معلوم ہوا وہ نبی علیہ السلام کے پاس گئے ہیں۔ عمرواں پہنچے۔ انہیں دیکھ کر نبی علیہ السلام کے رخ انور کی رنگت بدلتے لگی۔ ابو بکر کو ڈر ہونے لگا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر (عاجزانہ) بوسے یا رسول اللہ! عمر پر میں نے زیادتی کی تھی۔ دوبارہ پھر یہی کہا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُ كَذَبْتُمْ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ وَدَاسَانِي
بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَقُلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ بِي صَاحِبِي۔

اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا اور تم نے کہا یہ جھوٹ کہنا ہے۔
صدیق نے کہا سچ کہتا ہے۔ پھر اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی، تو کیا تم میرے
ساتھی کو چھوڑو گے یا نہیں؟ آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق کو
کسی نے ایذا نہ دی۔

اسے مرت بخاری تے ہی روایت کیا ہے۔

حدیث ۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۲

ذات نبی پر جان و مال کی قربانی اور روشن ضمیری

کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑتے نہیں؟ ارشادِ نبیؐ

حدیث

مقدم بن معد بکریؓ سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب (علی مرتضیٰ کے بھائی) اور ابو بکر صدیقؓ میں باہم تکرار ہو گئی، ابو بکر صدیقؓ نے نبی علیہ السلام سے انکی تفسی قرابت کو ملحوظ رکھ کر نرمی اور خاموشی اختیار کی۔ البتہ نبی علیہ السلام سے شکایت کی۔ نبی علیہ السلام یہ سن کر لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔ کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑتے نہیں؟ تمہارا اس سے کیا موازنہ؟ قسم بخدا تم میں سے ہر ایک کے دروازہ دل پر اندھیرا ہے۔ سوا ابو بکر کے اس کا دل نور سے معمور ہے۔ قسم بخدا تم نے آغاز ظہور اسلام میں کہا کہ نبیؐ بھوٹے کہتا ہے، مگر صدیقؓ نے کہا نبیؐ سچ کہتا ہے۔ تم نے اپنے مال و روک لیے۔ اس نے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا۔ اور تم نے مجھے زلت دینا چاہی مگر اس نے میرے لیے جان مار دی۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے جبکہ ہمیں ابو القاسم عبدالرحمن نے اپنے دادا حافظ سلفی سے یہی روایت بیان کی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

خصوصیت انبی اکبر صدیق نمبر ۱

اپنے کس قدر مال راہ خدا میں خرچ کیا

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام پر چالیس ہزار (درہم) قربان کیے۔
اسے ابو خاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام لانے وقت صدیق اکبر کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب آپ نے راہ خدا اور راہ اسلام میں خرچ کر دیئے۔

حدیث

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر صدیق ہجرت پر چلے گئے تو انہوں نے اپنا کل مال یعنی پانچ یا چھ ہزار درہم ساتھ لے لیا۔ ہمارا دادا ابو قحافہ ہمارے ہاں آیا جس کی نظر جاتی رہی تھی (اور ابھی وہ داخل اسلام نہیں ہوا تھا) کہنے لگا قسم بخدا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر سا را مال ساتھ لے گیا ہے، میں نے کہا۔ بابا ہرگز نہیں۔ وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں، اسماء کہتی ہیں میں نے کچھ پتھر جمع کیے انہیں مکان کے ایک کونے میں رکھ کر اوپر مٹوٹا

دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اللہ اس پر رحم کرے اور اللہ کے رسول کی طرف سے اسے بہتر جزا دے جس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی ہے۔
اسے حافظ سلفی نے روایت کیا ہے۔

حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں : میں نبی علیہ السلام کے پاس تھا وہاں ابو بکر صدیق چوغہ پہنے بیٹھے تھے۔

اتنے میں جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا آج ابو بکر نے چوغہ پہنا ہے کیوں؟ فرمایا جبریل ! اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر قربان کر دیا ہے۔ جبریل نے عرض کیا۔ اللہ فرماتا ہے میری طرف سے ابو بکر کو سلام کہیے اور پوچھیں کہ وہ اللہ سے راضی ہے یا ناراض۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر ! اللہ تمہیں سلام کہتا اور پوچھتا ہے کہ تم مجھ سے راضی ہو یا نہیں۔ ابو بکر نے کہا کیا میں اپنے پروردگار سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

اسے حافظ بن عبد اور صاحب ”الصمیمہ“ اور فضلی نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

اس حدیث میں قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔

لَا تَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلَ

سورہ حدید آیت منط

ترجمہ : ان کی عظمت تمہارے جیسی نہیں جنہوں نے تم میں سے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

پاداشِ اسلام میں ستائے جانے والے غلاموں کو آپ نے
خرید کر آزاد کیا

حدیث:

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے سات وہ غلام خرید کر آزاد کیے۔ جنہیں اللہ کی راہ میں سنایا جاتا تھا۔ ان میں بلال حبشی اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ اسے ابو عمرو نے روایت کیا ہے

حدیث:

ہشام بن عروہ سے روایت ہے۔ ابو بکر نے راہِ خدا میں ستائے جانے والے جن ساتھ غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ یہ تھے۔ ۱۔ حضرت بلالؓ - ۲۔ عامر بن فہیرہؓ - ۳۔ زبیرؓ - ۴۔ عبیدؓ - ۵۔ ہمدیہؓ - ۶۔ اس کی بیٹی اور ابن عمرؓ مومل کی۔ ۷۔ لونڈی۔ اسے ابو معاویہ ضرید نے روایت کیا ہے۔

جب صدیق اکبرؓ بلالؓ کو خریدا

حدیث

اسماء بنت قیس سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے بلال حبشی کو یا نوح اوقیہ (تقریباً اڑھائی سو) سونا دا کر کے اس وقت خریدا جب انہیں پتھروں میں رکھ کر کوٹ دیا تھا اور فروخت کرنے والوں نے کہا۔ ابو بکر! اگر تم صرف ایک اوقیہ سونے پر اڑ جلتے تو ہم اسے اسی قیمت پر دے دیتے آپ نے فرمایا۔

آزاد کیا تو اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ قریش نے یہ دیکھ کر کہالات و عزایاں اس کی آنکھیں لے لی ہیں۔ زبیر کہنے لگی۔ یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ بیت اللہ کی قسم لات و عزے کس کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان تو اللہ نے اسے مینائی لوطا دی ۵ ہمدیہ۔ ۶ اور اس کی بیٹی۔ وہ دونوں نبی عبداللہؐ کی ایک عورت کے پاس تھیں ایک روز حضرت ابو بکر وہاں سے گزرے۔ جبہ اللہؐ کی مالکہ نے انہیں اپنی چکی پر کام کرنے کو بھیجا ہوا تھا۔ اور وہ یہ کہہ رہی تھی خدا کی قسم میں انہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے فلاں عورت! قسم نہ اٹھا۔ اس نے کہا۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تو نے ہی انہیں خراب کیا ہے (مسلمان بنایا ہے) تو ہی انہیں آزاد کر! اپنے فرمایا۔ ان کی کتنی قیمت ہے؟ کہنے لگی اتنی، آپ نے فرمایا۔ یہ لو قیمت، اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ پھر ان دونوں عورتوں سے فرمایا۔ اس کی چکی اسے واپس کر دو! کہنے لگیں کام سے فارغ ہو کر یا ابھی؟ فرمایا جیسے تمہاری مرضی!

اس کے بعد آپ ایک اور لونڈی کے پاس سے گزرے۔ جو بنی عدی کے ایک خاندان بنی موہل کے ہاں تھی۔ حضرت عمرؓ اسے عذاب دیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ اسلام چھوڑ دے

حضرت عمرؓ اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ جب وہ اسے مار مار کر تھک جاتے تو کہتے میں نے تجھ پر رحم کر کے نہیں چھوڑا۔ میں تھک گیا ہوں۔ ابھی پھر سزاؤں کا۔ تو وہ کہتی۔ اللہ تجھے بھی ایسی ہی سزا دے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ لونڈی بھی خرید کر آزاد کر دی۔

لَوْ آيَيْتُمْوَا لَا مَاءَ فَاَوْ قِيَةٍ لَّخَذْتُمْهُ
 اگر تم سوا قیہ سونا مانگتے تو میں ضرور ادا کرتا اور بلال کو خرید کر ہی رہتا۔
 اسے صاحب ”صفوہ“ نے روایت کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت بلال بن رباح جن کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ سچے مومن
 اور صاف دل تھے۔ ان کا مالک امیر بن خلف انہیں سخت کڑکنتی دھوپ میں سے جلا کر
 مکہ سے باہر دھکتی ہوئی ریت پچت ڈال کر سینے پر ایک عظیم پتھر رکھ دیتا اور کہتا محمد (صلی اللہ
 علیہ وسلم) کا انکار کرو ہمارے خداؤں کی پرستش کرو۔ نہیں تو یوں ہی بلکتے مرنے جاؤ گے اور بلال
 صرف یہی جواب دیتے اَحَدٌ اَحَدٌ (اللہ ایک ہے لاشریک ہے) ایسا اوقات
 ورتہ بن نوفل کا دہاں سے گزر ہوتا تو بلال کی آواز سن کر وہ بھی پکار اٹھتا اَحَدٌ اَحَدٌ
 پھر وہ امیہ سے مخاطب ہوتا اور بنو حنیفہ کے ہاتھوں بلال کا یہ حشر دیکھ کر کہتا۔ اگر تم نے اسے اسی
 طرح جان سے مار دیا تو مجھے انتہائی صدمہ ہو گا۔

ننانو ایک دن ابو بکر صدیق دہاں سے گزرے جبکہ انہیں ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا
 تھا۔ ابو بکرؓ کا گھر بنی حج میں تھا آپ نے امیہ سے کہا اس مسکین کو ستانے ہوئے
 تو اللہ سے نہیں ڈرتا کب تک ایسا کرتا رہے گا؟ وہ کہنے لگا ابو بکر! تم نے ہی اسے
 خراب کیا (مسلمان کیا) ہے تم ہی اسے چھڑاؤ، آپ نے فرمایا میرے پاس اس (بلال)
 سے کہیں تندرست و توانا غلام ہے۔ بلال مجھے دے کر وہ تم سے لو۔ کہنے لگا منظور ہے
 تو ابو بکریوں انہیں خرید لانے اور آزاد کر دیا بلال اس کے بعد آپ نے مزید پچھ ایسے
 ہی غلام آزاد کیے۔ ۲۔ عامر بن نفیرہ ۳۔ ام عبیس ۴۔ زبیرہ۔ جسے ابو بکر نے

۱۔ بلالؓ اور دیگر غلاموں کو آزاد کرنے کے کارنامہ صدیقی سے شیعہ کتب میں بھی مزین ہیں۔
 چنانچہ ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد اول ص ۲۹ پر لکھا ہے

کنواری تو اس مرد کی بیٹی ہے جو آپ کو ساری نسلِ خدا سے زیادہ محبوب ہے یعنی عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔ اور بیوہ ہے (ام المؤمنین سیدہ) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما۔ وہ آپ پر ایمان لایں پہلی اجد غلامی اختیار کر چکی ہیں اسے ابو جہم باہلی اور صاحب ”الفضائل“ نے روایت کیا ہے۔ اور فضائل از واج رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حدیث بالتفصیل بیان ہوگی۔۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۶

حدیث: رہبری سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ کفار کی عورتیں (معافی مانگنے کے لیے) آپ کے گھوڑے کے منہ کے آگے دوپٹے کر رہی تھیں تو آپ ابو بکر صدیق کو دیکھ کر مسکرائے گئے۔ (گویا آپ نے ابو بکرؓ کو اپنی خوشی میں شامل کیا۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۷

امت کے لیے سب سے زیادہ رحیم ابو بکرؓ ہیں

حضور کچھ اور بیڑا دیں۔ صدیق اکبر

حدیث:۔

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَرْحَمُ امَّتِي بَأَمَّتِي أَبُو بَكْرٍ

ساری امت میں سے میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابو

تشریح:

بظاہر مذکورہ احادیث کا یہاں لانا بے موقعہ سا لگتا ہے مگر چونکہ ہجرت سے قبل اتنی تعداد میں غلام خرید کر آزاد کرنا ابوبکر صدیق کا ہی امتیاز ہے۔ اس لیے ایسی احادیث خصائص میں لائی گئی ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۵

آپ نبی علیہ السلام کے ہاں سب صحابہ سے بڑھ کر محبوب ہیں

نوٹ: قبل ازیں عشرہ مبشرہ کے باب میں حدیث عمرو بن العاص اور مادون العشرہ کے باب میں حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی مضمون کی حامل گزر چکی ہیں۔

حدیث .

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں کون سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا (سیدہ) عائشہ رضہ کہنے لگے مردوں میں سے؟ فرمایا عائشہ رضہ کا والد۔

اسے ترمذی نے اور ابن ماجہ قزوینی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ام المؤمنین سیدہ) خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نبی علیہ السلام کے پاس لائیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دوبارہ نکاح نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا کس سے۔ بولیں چاہیں تو کنواری لڑکی سے اور چاہیں تو بیوہ عورت سے عقد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کنواری کون ہے اور بیوہ کون۔ انہوں نے عرض کیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۱۸

انبیاء کے بعد پوری نسل انسانیت میں آپ سب سے
افضل ہیں

حدیث -

حضرت ابو درود کہتے ہیں مجھے نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق سے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا، اس سے آگے جا رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر سے بہتر کسی انسان پر آج تک آفتاب نہ طلوع ہوا ہے نہ غروب -

اسے مخلص ذہبی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے -

صدیق کی بابت ائمہ اہل بیت کا اجماعی فیصلہ

حدیث -

امام جعفر سے ابو بکر صدیق کے بارہ میں سوال ہوا آپ نے فرمایا میں ان کے منعلق کوئی بہتر بات ہی کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے والد امام باقر سے حدیث سن لی ہے جو انہوں نے امام زین العابدین سے اور انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا -

بکرہ صدیق ہے۔

اسے عبدالمزاق نے اور علامہ بغوی نے دو المصابیح الحسان میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔
اَدْخُلُوْهُ هَذِهِ الْاُمَّةَ بَعْدَ فَيْتِنَہَا الْوَبْکَرِ۔

نبی کے بعد امت کیلئے سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے۔
اسے صاحب در فضائل ابی بکر، نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ انسان (بلا حساب) جنت میں جائیں گے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ اضا فرمادیجئے۔
آپ نے اپنے دونوں ہاتھ لاکر فرمایا اللہ میری امت کے گنہگاروں کا یوں ایک طہر جنت میں ڈال دیگا (ابوبکر دوبارہ اضافے کی اپیل کرنے والے تھے کہ) عمر فاروق نے کہا ابوبکر اس کرو! انہوں نے جواب دیا۔ تم چپ رہو۔ اگر اللہ ہم سب کو جنت میں بھیج دے تو تمہارا کیا نقصان ہے۔ عمر فاروق نے کہا۔ اگر اللہ چاہے تو ایک ہاتھ میں ہی ساری مخلوق کو اٹھا کر جنت میں ڈال سکتا ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ عمر نے سچ کہا ہے۔

اسے طبرانی نے اپنے معجم میں اور حافظ ابوالقاسم دمشقی نے معجم البلدان میں روایت کیا ہے۔

نکل آئے۔ آپ نے فرمایا کیا تکبر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا مسئلہ فغائل پر باہمی تکرار تھی۔ آپ نے فرمایا۔

لَا تُفْقِدُوا عَلَىٰ أَبِي بَكْرٍ فَإِنَّهُ أَفْضَلُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 دو ابو بکر پر کسی کو مت نقصیت دو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل
 ہے۔“

یہ دونوں روایتیں صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کی ہیں۔

حدیث

حضرت جابرؓ بھی فرمایا کرتے تھے اے لوگو! اللہ نے تمہارا معاملہ (حکومت)
 ایسے شخص پر ٹھہرایا ہے جو تم سے بہتر۔ اللہ کے رسول کا ساتھی، غار میں خدمت کر کے
 ثانی اتین کا لقب یافتہ اور تم سب سے بڑھ کر حکومت کا اہل ہے۔
 اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔
 أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَ أَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
 ابو بکر ہمارا سردار ہم سے بہتر اور سب سے بڑھ کر محبوب رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی
 شخص نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟
 اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم انکی زیارت کا اقرار کرتے تو میں تمہاری

”ابو بکرؓ سے بہتر انسان پر آج تک آفتاب نہ طلوع ہوا نہ غروب۔“ اس کے بعد امام جعفرؓ نے فرمایا اگر میں نے روایت میں غلطیاتی کی ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل نہ ہو۔ اور میں تو روز قیامت صدیق کی شفاعت کا طلب گار ہوں گا۔ اسے ابن سمان نے ”موافقہ“ میں روایت کیا ہے۔

آپ روز محشر انبیاء کی طرح شفاعت کریں گے

حدیث

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز ہم نبی علیہ السلام کے پاس حاضر تھے آپ نے فرمایا ”بھی تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو میرے بعد ساری امت سے افضل ہے وہ قیامت کو انبیاء کی طرح شفاعت کرے گا“ تھوڑی دیر نہ گزری تو ابو بکر صدیق آگئے نبی علیہ السلام اٹھے ان کی پیشانی چومی اور انہیں باہوں میں لے لیا۔

اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے تمام صحابہ میں سے ابو بکر سب سے افضل ہے۔

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ہماجرین و انصار نبی علیہ السلام کے دروازہ کے پاس بیٹھے اپنے فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے یہ ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو آپ باہر لے نبی علیہ السلام کے دروازہ پر تذکرہ کرنے کا یہ معنی ہے کہ ہم مسجد میں آپ کے دروازہ کے قریب بیٹھے تھے کیونکہ آپ کا دروازہ مسجد میں کھتا تھا۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میں کوئی جانشین مقرر کیے بغیر جاؤں گا۔ اللہ جسے بہتر جانے

تفصیل اشافی جلد دوم ص ۳۳ میں لکھتا ہے

لَمَّا قِيلَ لَكَ الْوَلَايَةُ فَقَالَ مَا أَوْحَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَذَقَنِي ۖ وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يُرِيدُ بِالنَّاسِ خَيْرًا ۖ اسْتَجْمَعَهُمْ عَلَى تَحْيِيرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ
بَعْدَ تَحْيِيرِهِمْ عَلَى خَيْرِهِمْ۔

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کیا آپ (اپنے بعد خلافت کے متعلق) وصیت
نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت کی تھی کہ مجھے وصیت
کی ضرورت محسوس ہو؟ لیکن اگر اللہ نے لوگوں کے لیے بھلائی چاہی تو انہیں کسی بہتر شخص پر اکٹھا کر
دے گا جیسے اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں سب سے بہتر آدمی پر اکٹھا کر دیا تھا۔ لوگوں
مقتضیٰ طور پر حضرت ابو بکر صدیق کو اپنا خلیفہ چن لیا تھا۔

یہ پتہ ملا حضرت علی کے ارشاد کے مطابق ابو بکر صدیق کا انتخاب بظاہر امت کا فیصلہ تھا مگر
بلاں غلامی فیصلہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے افضل ہیں
اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ طوسی نے اسے ضعیف قرار دینے کے لیے کچھ
بے ٹکی باتیں بانگی ہیں جو عقل و دانش کے سراسر خلاف ہیں عن جملہ یہ کہ حضرت علی کا یہ قول تقیہ پر
مبنی ہے۔ نبی العجب دیکھیے حضرت علی کا وقت آخر ہے لوگ آپ سے سوال کر رہے ہیں کہ آپ
اپنے بعد کس شخص کی خلافت کے متعلق وصیت کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے انہیں مذکورہ جواب
ارشاد فرمایا کہ آپ عالم وقت تھے، آپ کو وقت موت تقیہ کرنے کی کیا ضرورت بھی؟ کتنی بے
توہ بات ہے، گویا شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کی ساری زندگی بزدلی کی آئینہ دار ہے
آپ تقیہ کرتے ہوئے خلفائے ثلاثہ کے پیچھے تقریباً عرصہ پچیس سال نمازیں پڑھتے رہے حتیٰ کہ
انہیں وصال بھی آیا تو تقیہ کرتے ہوئے آیا لیکن ایسا کہنا حضرت علی مرتضیٰ کی سخت توہین ہے۔

اہل بیت کی بے ادبیاں گستاخیاں لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

گردن اڑا دینا (کہ تم نے مجھے نبی سے افضل کیوں قرار دیا) پھر فرمایا تم نے ابو بکر صدیق کو دیکھا تھا۔ کہا نہیں! آپ نے فرمایا۔ اگر تم دوہوں، کہتے تو میں تمہیں سخت ترین سزا دیتا۔

اسے فلفلی نے روایت کیا ہے

حدیث

حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فرمایا تم نے نبی علیہ السلام یا ابو بکر صدیق کو دیکھا ہے؟ کہا نہیں! فرمایا اگر تم دوہوں، کہتے تو تمہیں قرار واقعی سزا دی جاتی۔

اسے صاحب "وفضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور اسے حسن مرسل قرار دیا ہے۔

میرے بعد اللہ تمہیں سب سے بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا

ارشاد نبیؐ

حدیث

حضرت علی مرتضیٰؓ پر حملہ ہوا اور آپ قریب الوصال ہو گئے تھے۔ تو آپ سے سوال ہوا کہ کیا آپ کسی کو اپنا جانشین نہیں بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں! کیونکہ نبی علیہ السلام نے بھی جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ ہم آخر وقت میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ جانشین مقرر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا اگر اللہ تمہارے لیے بہتری چاہے گا تو تم میں سے بہتر شخص کو حاکم بنا دے گا۔ تو اللہ نے ہم میں سے ابو بکر کو بہتر جانا اور اسے ہمارا حاکم بنا دیا۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

اے اس میں : کے قریب شیعوں کے امام الطائفہ علامہ ابو جعفر طوسیؒ اپنی کتاب

ہوئے وہ رعایا کے لیے بے حد مہربان اور نرم خو تھے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث۔

لیث بن سعد کہتے ہیں۔ ابو بکر سے بڑھ کر کسی نبیؐ کا کوئی صحابی بہتر نہیں۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲

آپ سب سے بڑھ کر شجاع ہیں

شجاعت صدیق بزبان شیر خدا

حدیث۔

محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ نے ایک بار بھری محفل میں فرمایا سب سے بڑا بہادر کون ہے؟ لوگ کہنے لگے امیر المومنین! آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے جس شخص سے بھی نیچر آزمائی کی اس سے حق وصول کر لیا مگر سب سے بڑا بہادر ابو بکر ہیں۔ جنگ بدر میں ہم نے نبی علیہ السلام کے لیے پھیر مٹی اور تنکوں سے بنا ہوا حجرہ (بنایا اور آواز دی کہ پھر میں نبی علیہ السلام کے ساتھ کفار سے حفاظت کے لیے کون رہے گا؟ تو قسم بخدا کوئی شخص آگے نہ بڑھا مگر ابو بکر آئے اور آپ کے سر اتوار پر تنوار لہرا کر کھڑے ہو گئے۔

یہ نبی ایک بار مکہ میں کفار نے نبی علیہ السلام کو نرختے میں ے کیا۔ ایک دھڑکچھن

کا موقع دے گا۔

اسے فلمی نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

موسیٰ بن شداد کہتے ہیں۔ میں نے علی رضی کو یہ فرماتے سنا۔ ہم سب صحابہ میں سے ابو بکر صدیق افضل ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۹

آپ دانشمندان عرب کے سردار ہیں

حدیث ۱۔

اسما عیسیٰ بن ابی خالد کہتے ہیں۔ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہؓ نے نبی علیہ السلام کو دیکھ کر کہا اے سردار عرب آپ نے فرمایا۔ ”میں جملہ اولاد آدمؑ کا سردار ہوں تمہارا باپ (ابو بکر) دانشمندان عرب کا اور علیؓ فوجبرانان عرب کا سردار ہے۔“

اسے ابو نعیم بصری اور غیلانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۲۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ ”اپنے میں سے بہتر شخص کو امام بنایا کرو کیونکہ نبی کریمؐ اپنے بعد ہم میں بہتر آدمی کو اپنا امام بنا کر گئے۔“
اسے ابو عمر ابن عبدالبر نے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کہتے ہیں ابو بکرؓ نے حکومت سنبھالی تو بہترین خلیفہ واقع

خصوصیت ابی بکر صدیق ثمالہ

بدر میں آپ کی شجاعت اور ثابت قدمی کا منظر

حدیث ۱۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بدر میں اپنے پیچھے دعا کی اے اللہ میں تجھے اپنا عہد اور وعدہ پیش کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو (تو تیری مرضی) ابو بکر صدیق نے یہ سن کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ بس کہیں آپ نے رب سے مانگنے میں حد کر دی ہے (اتنے میں آسمان سے وعدہ نصرت آگیا) اور نبی علیہ السلام باہر نکلے تو ذرہ پہنے خوشی سے اچھل رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

سَيَمْنَمُ الْجَمْعُ وَيَكُونُ الزُّبُرُ لِلِ السَّاعَةِ مُوْعِدُهُ هُوَ السَّاعَةُ

ادھی آواز۔ سورۃ القمر آیت ۷۷

ترجمہ: یہ جماعت ابھی پیٹھ دیکر بھاگ کھڑی ہو گی بلکہ روزِ محشر ان کا یومِ وعدہ ہے، جو سخت کڑا اور کڑوا ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۱

ابن عباس رضی عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا روزِ بدر نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ مشرکین ایک ہزار اور مسلمان تین سو سترہ ہیں آپ نے رقبہ بولا کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیے اور رب سے چیخ بچھ کر عرض کرنے لگے۔ اے اللہ! مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو زمین میں تاقیامت تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ آپ یونہی رو بقیہ ہاتھ اٹھائے بڑی

رہا تھا تو دوسرا ادھر دھکیں رہا تھا۔ اور وہ کہہ رہے تھے تم نے کئی خداؤں کا ایک خدا بنا لیا ہے؛ تو قسم بخدا کوئی چھڑانے کو آگے نہ بڑھ سکا۔ ابو بکر دوڑے آئے کسی کو غیظ رسید کیا کسی کو دھکیلا اور آپ کو نرغے سے نکال کر فرمایا۔ ایسے شخص کو مارنا چاہتے ہو جو کہنا ہے میرا خدا ایک ہے۔

اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آل فرعون میں سے ایمان والا شخص ہے (جو موسیٰ علیہ السلام کو بتلانے آیا تھا کہ فرعون آپ کو ہلاک کرنے کی سوچ رہا ہے آپ مصر سے نکل جائیں) بہتر تھا یا ابو بکر؛ قوم خاموش رہی اپنے فرمایا بولتے نہیں؛ یاد رکھو! ابو بکر کی ایک گھڑی کا عمل ایک طرف اور آل فرعون کے مومن شخص جیسے انسانوں سے اگر روئے زمین بھر جائے تو ان کی تمام زندگیاں ایک طرف اس مومن نے تو اپنا ایمان چھپا رکھا تھا اور ابو بکر نے آشکارا کر دکھایا۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں۔ اور صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو ثریب کہتے ہیں میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو سر منبر پر فرماتے سنا کہ ابو بکر کا دل بہت مضبوط ہے۔

اسے صاحب ”وصفہ“ اور صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

۱۔ اللہ نے اس مومن آل فرعون کا تذکرہ یوں کیا ہے

رَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا
أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ -

اتنے میں آپ کو جھونکا آیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے۔ ابو بکر! تمہیں مبارک ہو اللہ کی مدد آگئی۔ یہ جبریل ہے جو اپنا گھوڑا کھینچے لارہا ہے اور اس کے دانتوں پر غبار لگا ہے۔

حدیث

یحیٰی بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر میں لڑائی شروع ہوئی تو نبی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے سوال کیا وعدہ پیش کیا اور عرض کیا اے اللہ اگر مشرکین اس جماعت پر غالب آگئے تو پھر تیرا دین قائم نہ ہوگا۔ ابو بکر عرض کرنے لگے۔ اللہ آپ کی لارہا مدد کریگا۔ اور یقیناً آپ کا چہرہ کھل اٹھے گا۔ تو اسی وقت اللہ نے دشمن کی فوج کے گرد ایک ہزار فرشتہ کی قطار اتار دی اور آپ نے فرمایا ابو بکر! مبارک ہو تمہیں۔ دیکھو جبریل آسمان وزمین کے درمیان اپنے گھوڑے کو لگام سے پکڑے کھینچے لارہا ہے۔ جبریل نے زرد رنگ پٹکاسر پر باندھ رکھا ہے۔ اب وہ آسمان سے اتر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اب وہ سامنے آگیا اور کہہ رہا ہے منہ ہمارے پاس اللہ کی مدد پہنچی“ اسے صاحب ”فضائل اپی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

دیر دعا کرتے رہے تا آنکہ آپ کی چادر کندھے سے ڈھلک کر نیچے گر گئی۔ ابو بکر صدیقؓ اُسے چادر کو اٹھا کر آپ کے کندھے پر رکھا اور آپ کا دامن پکڑ کر گویا ہوسے، یا رسول اللہ! آپ بہت دعا کر چکے اللہ اپنا وعدہ ابھی پورا کرے گا تو اس وقت یہ آیہ نازل ہو گئی۔

اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبُّكُمْ فَسَجَابَ لَكُمْ اِنِّي مُّمِدُّ كُوْنُ الْفَيْ مِنَ الْمَلَايِكَةِ
الْمَلَايِكَةُ مُزْرِفِيْنَ۔ سورہ انفال آیت ۷

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے مدد چاہتے تھے تو اس نے تمہاری بات سن لی کیونکہ میں ہزار فرشتوں کی قطار سے تمہاری امداد کر نیوالا ہوں۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے روز بدر صف بندی کی اور واپس چھبر میں آ رہے اور اللہ سے مناجات کرنے اور اللہ کی بارگاہ میں اس کا وعدہ پیش کرنے لگے۔ آپ کی دعا یہ تھی۔ اے اللہ اگر یہ جماعت نہ رہی تو قیامت تک تیری پرستش نہ ہو گی۔ جبکہ ابو بکر صدیقؓ عرض کر رہے تھے یا رسول اللہ! آپ مناجات ختم کیجئے اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

اے ناخ اتوارینخ کے مصنف مرزا احمد تقی شیعہ نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موقع پر کثرت سے دعا کرتے ہوئے دیکھا تو اہل سنت کی روایت کے مطابق یوں کہا کہ اے پیغمبر! دعا کر کے خدا پر ظلم نہ کریں۔ حضور نے غصے سے فرمایا اے پسر ابو قحانہ ہٹ جاؤ میں اپنے مناجات کر رہا ہوں ناخ صحت۔

دیکھیے یہ کتنی بڑی بشارت ہے جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہے کیا کتب اہل سنت میں ابو بکرؓ کا قول ایسے ہی لکھا ہے جیسے مرزا تقی نے بتایا ہے آپ بخاری اور مسلم کے حوالے سے اس حدیث کو بھی دیکھیں اور مرزا صاحب کی عبارت کو بھی پھر شیعوں کی انصاف پسندی کی داد دیجیے۔

ناظران نہیں ہو سکتے وہ ان کا مددگار رہے تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو قسم بخدا وہ حق پر ہیں ،
میں نے کہا وہ یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب طوائف کعبہ کہیں گے ؛ ابو بکر صدیق فرماتے
ہے کیا آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ہم اسی سال طوان کر دیے گئے ؟ میں نے کہا نہیں آپ
نے فرمایا نوٹین رکھو تم (اگلے سال) ضرور آؤ گے اور کعبہ کا طوان کر دو گے ۔ عمر کہتے ہیں ۔ پھر
میں نے اس کے لیے (یعنی اس تردد کی غلطی کو ختم کرنے کے لیے) کئی اعمال کیے ۱۱
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ۔

۱۱ شیعوں کے بڑے امام ملا فخر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۲۸ صفحہ ۲۸ پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے یہ تمام
حدیث ، بخنیہ موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر کا دل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دل
کے ساتھ دھڑکتا تھا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا وہی کچھ صدیق اکبر نے فرمادیا ۔ یاد رہے حضرت عمر فاروق کی
اس موقع پر پریشانی اور تردد انکی غیرت ایمانی کے سبب سے تھا جس پر کوئی مواخذہ نہیں ۔ دیکھیے اسی
میدان حدیث میں حضرت علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم سامی مٹانے سے بوجہ غیرت ایمانی انکار
کر دیا تھا دیکھیے بحار الانوار جلد ۲۸ صفحہ ۳۳ ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۲

حدیث میں آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی

حدیث

مسور بن مخزوم اور مروان بن حکم سے صلح حدیبیہ کی حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ عمر فاروق کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے کہا ہم حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا پھر ہم دین کے معاملہ میں اتنے پست کیوں ہو گئے؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا وہ میرا مددگار رہے، میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا نہیں تھا کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا تو پھر یاد رکھو تم ضرور آؤ گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔ (یعنی آئندہ سال) عمر فاروق کہتے ہیں پھر میں ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور عرض کیا ابوبکر! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں؟ فرمایا یقیناً، میں نے کہا پھر ہم دین کے بارہ میں اتنا دباؤ کیوں تسلیم کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے مرد! وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے

لہ یعنی ہم نے صلح میں کفار کی غلامانہ شرائط کیوں تسلیم کر لیں اور اپنی توحید پر مبنی طبیعت میں فرماتے تھے ہم عنقریب بیت کا طواف کریں گے۔ اور اب واپس کیوں جا رہے ہیں؟ آپ کی یہ کلمات غیرت ایمان کے باعث تھے۔

کرتا تھا تو وہ سنے کہ آپ دنیا سے چلے گئے ہیں اور سچا اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئیگی۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ

سورہ ال عمران آیت ۷۹

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے بھی کئی رسول گزرے ہیں۔

سیدہ فرماتی ہیں قسم بخدا لوگوں کو ایسے لگا کہ ابو بکر کے پڑھنے سے قبل وہ اس آیت کو جانتے ہی نہ تھے، اور آپ سے سن کر ہر شخص یہی آیت دھرانے لگا۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۔ نبی علیہ السلام کا وصال اور ابو بکر صدیق کی دستگیری امت کا تذکرہ شیعہ کتب میں یوں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نے نماز محمد الارسل اور انک میت وانہم میتون آیات پڑھ کر سنائیں تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا کرتے تھے۔ اذ ای کلمات یائے من بلغزیدو ازیا سے در افتادم و گمان بردم کہ ہرگز ایں آیت را نشنیده ام، و مردم ایں آیت را از ابو بکر فراگرفتند۔

ترجمہ: ابو بکر کے ان کلمات سے میرے پاؤں لرزنے لگے اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں نے پہلے کبھی یہ آیت سنی ہی نہ تھی اور یہ کہ گویا لوگوں نے اس آیت کو ابو بکر صدیق ہی سے حاصل کیا، دیکھیے ناسخ التواتر مع حالات پیغمبر جلد ۱ ص ۱۶۵

یاد رہے اگر اس نازک موقع پر ابو بکر صدیق امت کو نہ سنبھالتے تو نہ جاتے کیا کیا فتنے یلوم اٹھ کھڑے ہوتے، بیخ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔
مَحَبَّتِ اللّٰهِ فِي صَدْرِي صَبَّحَتْهُ فِي صَدْرِي ابی بکر۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۳

نبی علیہ السلام کے وصال کے روز آپ کی ثابت قدمی اور

دل جمعی

جب لوگوں کے دماغ ماؤف ہو گئے تھے صدیق نے امت

کی دستگیری کی

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق اپنے گھر سے جو عداۃ
سخ میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے مسجد میں اتارے۔ اور کسی سے کلام کیے بغیر سیدہ عائشہ
کے گھر آ گئے جہاں نبی علیہ السلام کا جسم چادر میں لپیٹے پڑا تھا۔ انہوں نے آپ کے چہرے
سے چادر ہٹائی اور جھک کر چہرے کا بوسہ لیا اور رو پڑے پھر کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ
آپ پر دو موتیں نہیں اکٹھی کرے گا۔ بس یہی موت ہے جو آپ پر آ چلی۔

حدیث

ابو سلمہ کہتے ہیں مجھے ابن عباسؓ نے بتلایا کہ ابو بکر جس وقت اُسے عمر لوگوں سے
باتیں کر رہے تھے آپ نے اُسے ہی فرمایا عمر! بیٹھ جاؤ مگر وہ نہ بیٹھے۔ آپ نے پھر کہا
بیٹھو وہ نہ بیٹھے تو ابو بکر صدیق روزانو بیٹھ گئے لوگ عمر فاروق کو تھوڑ کر آپ کے گرد
جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ”اما بعد“ تم میں سے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت

یہ سن کر لوگ گلو گئے اور رو پڑے۔
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو ابوبکر منبر پر بیٹھے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے خدا تھے تو تمہارا خدا فوت ہو گیا اور اگر تمہارا خدا اللہ ہے تو وہ زندہ ہے کبھی فوت نہ ہو گا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔

زہری کہتے ہیں مجھے سعید بن مسیب نے بتلایا کہ عمر فاروق نے کہا قسم بخدا جب ابوبکر نے یہ آیت پڑھی تو میں کھڑا کھڑا مہوت ہو گیا اور زمین پر گر پڑا اور یقین ہو گیا کہ نبی علیہ السلام دنیا سے جا چکے ہیں۔

یہ حدیث بخاری نے زہری کے الفاظ سے لی ہے، جب کہ پہلی روایت کا معنی بھی روایت کیا ہے۔

حدیث۔

سالم بن عبد الرحمن اشجعی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پر سب صحابہ سے زیادہ غمزدہ عمر فاروق تھے۔ انہوں نے تنوار ہاتھ میں پکڑ لی اور کہتے گئے میں نے جس شخص کو یہ کہتے سنا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ لوگ حیران تھے پھر انہوں نے مجھے ابوبکر کو بلانے کے لیے بھیجا میں ان کے پاس پہنچا اور رو پڑا تو وہ بوئے کیا نبی علیہ السلام وصال فرما گئے ہیں، میں نے کہا ہاں اور عمر بن خطاب کہہ رہے ہیں کہ جس شخص نے کہا آپ کا وصال ہو گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ تو ابوبکر صدیق مسجد میں آئے، لوگوں نے انہیں دیکھ کر راستہ دیدیا وہ سیدھے

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ جس وقت نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے ابو بکر اس وقت مدینہ طیبہ کے بالائی علاقہ لسخ میں تھے اس وقت عمر فاروق کہہ رہے تھے اللہ کی قسم نبی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے انہوں نے اگر آپ کے چہرہ انور سے پردہ ہٹایا یوسہ دیا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ پر دو موتیں جمع نہیں کرنے کا کبھی زندگی اور وصال دونوں عمدہ ہیں۔ پھر آپ باہر مسجد میں آئے اور فرمایا اے قسم اٹھانے والے (عمر فاروق) ٹھہر جا جب ابو بکر بوئے تو عمر بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا یا درکھو جو نبی علیہ السلام کی پرستش کرتا تھا وہ جان جائے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور اللہ کی عبادت کرنے والے یقین رکھے کہ وہ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہوگا اللہ فرماتا ہے۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ سورہ زمر آیت ۳۰

ترجمہ: اے نبی آپ نے بھی دنیا سے جانا ہے اور لوگوں نے بھی۔ اور اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَفُضَّرَ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيُجْزَى اللَّهُ الشَّاكِرِينَ۔

سورہ آل عمران آیت ۱۴۴

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اپنے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو اس طرح پھر جائے وہ اللہ کا کچھ ریکارڈ نہیں سکتا اور عنقریب اللہ شکر گزار بندوں کو جزا دیگا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ کا طریقہ صدیق اکبرؓ تے بتلایا

حدیث

ایک روایت میں ہے لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے سوال کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا آپ پر نماز پڑھی جائے گی؟ فرمایا ہاں! لوگوں نے پوچھا کیسے؟ آپ نے فرمایا (جہاں آپ کا جسم النور پڑا ہوگا۔ اس حجرہ میں لوگ جماعت درجماعت داخل ہونگے۔ اللہ کی بڑائی بیان کریں گے۔ آپ پر درود شریف پڑھیں گے۔ اور نکلنے جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا آپ دفن کہاں ہونگے؟ آگے منسب حدیث ہے۔

لے یہی نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ تھی۔ اور لوگوں کی طرح آپ کی نماز جنازہ نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس میں میت کے لیے استغفار کیا جاتا ہے جب کہ آپ معصوم تھے۔ اور زیر نظر حدیث میں مذکورہ طریقہ پر آپ کی نماز جنازہ کا ذکر شیعہ کتب میں بے حد صراحت کے ساتھ ملتا ہے۔ لہذا شیعوں کا یہ کہنا کہ صحابہ نے آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی بہت بڑی بددیانتی اور بہتان عظیم ہے۔ چنانچہ شیعہ کتب میں ہے کہ

ثُمَّ أَدْخَلَ عَلَيْهِ عَشْرَةَ فُتَادًا وَاحُولَهُ ثُمَّ وَقَفَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
وَسَطَهُمْ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ الْخَافِقِينَ قَوْلَ الْقَوْمِ
كَمَا يَقُولُ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُ الْعَوَالِي۔

ترجمہ: پھر حضرت علیؓ اس حجرے میں جہاں نبی علیہ السلام کی چار پائی پڑی تھی دس دس افراد کو داخل کرتے پھر ان کے درمیان میں کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھتے ان اللہ و ملائکتہ! لوگ بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے تاکہ تمام اہل مدینہ اور اس پاس کے لوگوں نے

نبی علیہ السلام کے پاس گھر میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ کا جسم انور چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق نے آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ اور آپ کے لبوں پر لب رکھ دیئے اور آپ کے چہرہ انور کی خوشبو سونگھنے لگے۔ پھر چہرہ ڈھانپ دیا اور ہماری طرف (صحابہ کی طرف) متوجہ ہوئے اور فرمایا

انک میت وانھو میتون

جناب عمر فاروق کہتے ہیں قسم بخدا مجھے یوں لگا جیسے قبل ازیں یہ آیات مجھے معلوم ہی نہ تھیں۔ نب لوگوں نے (حیرانگی میں) آپ سے پوچھا کیا واقعی آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! لوگ کہنے لگے آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا آپ کے قریبی رشتہ دار پھر ان کے بعد وائے رشتہ دار۔ لوگوں نے پوچھا آپ کو دفن کہاں کیا جائے گا؟ فرمایا جہاں آپ کا وصال ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ نے پسندیدہ جگہ پر ہی آپ کو وصال دیا ہے۔

اسے حافظ ابو احمد حمزہ بن محمد بن حارث نے اور صاحب دو فضائل ابی بکر، نے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں ترمذی نے کچھ مختلف الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

۱۔ یک شیعہ کتب سے تو یہ جتنا ہے کہ نبی علیہ السلام نے خود ابو بکر صدیق کو مذکورہ تمام امور کی وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ کشف الغم جلد ۱ ص ۱۱۱ اور حلیۃ العیون جلد ۱ ص ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آخر سے کچھ دیر پہلے لوگ آپ کے پاس موجود تھے ابو بکر صدیق سوال کر رہے تھے یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دے گا؟ جنازہ کیسے پڑھایا جائے گا۔ آپ کو مد میں کون اتارے گا وغیرہ ذالک۔ یہ تمام امور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو بتلائے۔

کیونکہ موت اللہ کے سوا ہر ایک کو آئے گی۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ الْآلِ سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ آیت ۱۴۴

(ترجمہ گزرجکا)

إِنَّكَ مِيتٌ وَاتَّبَعُوا مِيتَتُونَ سُوْرَةُ زَمَرِ آیت ۳۳

مَلِكُ سُبُحٰنِیْ هَآلِکَ الْاَوْحَہٰہُ سُوْرَةُ قَصَصِ آیت ۸۱

ترجمہ: اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

مَلِكٌ مِّنْ عَلَیْہَا قَاتِلٌ وَیَبْغِیْ وَجْہُ رَیْبِکَ ذُو الْجَلَالِ دَالِ الْکُزَامِ

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ آیت ۲۷

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے رب کی ذات حلال اور

بزرگی والی)

اس کے بعد ابو بکر صدیق نے فرمایا اللہ نے نبی علیہ السلام کو ہمارے درمیان اُبت تک موجود رکھا۔ آپ تے اللہ کا دین قائم کیا اس کی حکومت غالب کی اس کی رسالت پہنچائی اور اس کے دشمنوں سے جہاد کیا تب اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اور تمہیں سیدھے راہ چلا دیا۔ تو کوئی شخص اس وقت ہی عذاب میں گرفتار ہو گا جب اسے ہدایت مل جائے گی نور اُبلے گا۔ اور اس کے باوجود وہ عراط مستقیم پر نہیں چلے گا۔ لہذا جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے اور کبھی فوت نہ ہو گا۔ اور جس کا رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے وہ تو جانے کہ آپ کا و مال ہو چکا ہے۔ اے لوگو! حق قبول کرو۔ اپنے دین پر مضبوط ہو جاؤ اور رب تعالیٰ پر توکل رکھو! کیونکہ اس کا دین قائم اور اس کا کلمہ باقی ہے اللہ اپنے دین کا مددگار اور مسلمانوں کا نگہدار ہے۔ اللہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے جو نور اور شفا ہے۔ اسی کتاب سے نبی علیہ السلام کو علوم ملے اس میں حلال و حرام کا بیان ہے اور سن لو! ہمیں حملہ آوروں کی پرواہ نہیں۔ ہماری تلواریں نیام سے

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے اور وہ اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا ابو بکر صدیق غائب تھے اس وقت عمر اپنی تلوار لے کر آگئے اور آپ کے وصال کا نام لینے والے کو دھمکانے لگے اور کہنے لگے کہ آپ بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح رسول ہیں وہ بھی چالیس دن غائب رہے تھے، اتنے میں ابو بکر علاقہ منج سے واپس پلٹ آئے اور سیدھے ام المؤمنین سیدہ عائشہ کے گھر داخل ہوئے اور نبی علیہ السلام کے چہرہ الخڑ سے چودہ ہٹایا اور بوسے لیتے ہوئے رونے لگے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں جان ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ آپ کا دنیا میں رہنا اور جانا دونوں ہی مبارک ہیں۔ اس کے فوراً بعد آپ مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر آواز دی لوگو! بیٹھ جاؤ سب لوگ خاموش بیٹھ گئے۔ آپ نے شہداء بنین کے ورد کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو اپنے پاس بلا لیا جب کہ وہ خود زندہ ہے اور تم سب کو بھی بلائے گا۔

آپ پر درود شریف پڑھا۔

(۱) اصول کافی جلد ۱ ص ۱۱۲ کتاب الحجۃ (۲) امالی شیخ طوسی جلد ۱ ص ۳۹ (۳) احتجاج طبرسی جلد ۱ ص ۹۹ (۴) اعتبار نامہ ص ۱۵ (۵) اعلام الوری ص ۱۴ (مذکورہ الفاظ اصول کافی کے ہیں) بلکہ کشف الغمہ جلد ۱ ص ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کے سوال پر کہ آپ کا جنازہ کیسے ہوگا فرمایا میرا جنازہ میرا اللہ پڑھے گا پھر تمام قرشتے پڑھیں گے۔

ثُمَّ ادْخُلُوا عَلَىٰ ذُمْرَةَ ذُمْرَةَ فَصَلُّوا عَلٰی وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

پھر تم لوگ میرے پاس جماعت درجماعت آنا اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے جانا (یہی درود و سلام میری نماز جنازہ ہوگی)

کی تیمارداری کی۔ ایک دن ابو بکر صدیق آئے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ کی صحت اچھی لگتی ہے۔ کیا مجھے گھر جانے کی اجازت ہے؟ نبی علیہ السلام نے اجازت دے دی۔

سیدہ فرماتی ہیں میں نے آپ کو اپنے سینے کے سہارے بٹھا رکھا تھا، آپ نے یوں دیکھا جیسے کوئی شخص آپ کے گھروالوں سے کچھ مانگ رہا ہے۔ پھر میری طرف دیکھا اور میرے سینے سے نیچے ڈھک گئے میں نے آپ کو لٹا کر اوپر چادر ڈال دی اور سمجھی کہ آپ کو غشی آئی ہے۔ اتنے میں ابو بکر صدیق گھوڑے پر سوار سیدھے مکان میں پہنچے اور فرمایا بیٹی آپ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں، بس میں نے آپ کو سینے کے سہارے بٹھا رکھا تھا اور آپ نیچے ڈھک گئے یہ نہیں جانتی کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے یا غشی آئی ہے۔

اسے حافظ حمزہ بن عمارت نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد آئے اور آپ کی کینٹیوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا۔ اوہ..... میرے نبی، اوہ..... میرے خلیل، اوہ..... پاکیزہ بنی۔

اسے ابن عمر عبدی نے روایت کیا ہے۔

ابن اناعدا میں کل کہاں ہونگا۔ تمام ازواج صحیحہ میں کو آپ ان ایام میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہنا چاہتے ہیں تو سب نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی۔ اس بے پناہ باہمی محبت کے باوجود آج کوئی شخص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازیبا الفاظ کہے تو مقام افسوس ہے۔

باہر ہیں۔ لہذا یہی ہیں جس نے ہماری مخالفت کی ہم اس سے آنج بھی ویسے ہی جہاد کریں گے جیسے نبی علیہ السلام کے ساتھ مل کر کیا کرتے تھے۔ تو کوئی شخص اپنی جان کو ہلاکت کی دعوت نہ دے یہ کہہ کر آپ لوٹ گئے۔
اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۲

نبی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی غیر موجودگی نبی علیہ السلام کے حکم سے تھی

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو بیمار دیکھا تو میری طبیعت خراب ہو گئی اور میں نے اپنا سر باندھ لیا نبی علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے کہا اے سر اپنے فرمایا مجھے کہنا چاہیے اے سر، اس کے بعد آپ نے تمام ازواج مطہرات کو پیغام بھیج کر اجازت لی۔ کہ میں دوران مرض (ام المؤمنین سیدہ) عائشہ کے گھر رہنا چاہتا ہوں یہ تو سب نے اجازت دے دی۔ سیدہ فرماتی ہیں۔ تو میں نے چند روز آپ

۱۔ معلوم ہوا نبی علیہ السلام تمام ازواج مطہرات میں سے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت تھی اس لیے آپ چاہتے تھے کہ میرے آخری ایام انہی کے پاس گزریں اور نسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۱ ص ۱۸ پر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ میمونہؓ کے گھر بیمار ہوئے اور بار بار فرماتے

علیہ وسلم لقاتلہم علی متعہا۔

اقتم بجزا اگر وہ ایک رسی بھی روک لیں گے جو وہ نبی علیہ السلام کو ادا کرتے تھے تو میں اس پر ان سے جہاد کروں گا۔
عمر فاروق کہتے ہیں مجھے یوں لگا جیسے اللہ نے ابو بکر کا سینہ جہاد کے لیے کھول دیا ہے اور وہ سچ کہتے ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو کچھ عرب مرتد ہو گئے اور کہتے تھے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے ابو بکر صدیق نے فرمایا اگر ایک رسی بھی روک لیں گے تو میں لڑائی کروں گا۔ میں نے کہا اے خلیفہ رسول لوگوں سے نرم بنناؤ کریں، فرمایا تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں ہمت کھو گئے ہو؟ وحی ختم اور دین مکمل ہے، تو کیا میرے ہوتے ہوئے دین کم ہو جائیگا۔

اسے نسائی نے ان الفاظ میں اور صحیحین نے اس کا معنی روایت کیا ہے اور واقعہ ہجرت میں یہ حدیث بالتفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کچھ لوگ زکوٰۃ دینے سے رکن بن گئے۔ ابو بکر صدیق نے صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے جمع کیا۔ تو ان میں اختلاف پیدا ہوا۔ آپ نے حضرت علی مرتضیٰ سے رائے لی اور کہا ابو الحسن! آپ کی رائے کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ اگر تم ایک ادنیٰ چیز بھی چھوڑ دیں گے جو نبی علیہ السلام وصول کرتے تھے تو سنت نبی علیہ السلام کی مخالفت ہوگی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ کی یہ ہے تو میں ہر قیمت پر ان سے جہاد کروں گا۔ اگرچہ ایک رسی کا انکار کریں۔

تشریح :

پیچھے نذرانے والی احادیث بتلائی ہیں کہ آپ نے خاموشی سے اگر نبی علیہ السلام کی پیشانی چومی تھی اور منہ سے کچھ نہ کہا تھا اور زیر بحث حدیث میں اس کا بطلان ہے۔ مگر دونوں میں کوئی تعارض نہیں (اس لیے کہ یہ واقعہ گھر میں ٹھہر کر پندیر ہوا ہے۔ جہاں دیگر صحابہ نہ تھے اور زیر بحث حدیث ام المؤمنین سیدہ عائشہ سے مروی ہے جو گھر میں تھیں اس لیے ان کا بیان زیادہ معتبر ہے اور سابق الذکر احادیث کے راوی صحابہ کو شاید صل سوز نہ حال کی اطلاع نہیں ہو سکی۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۵

وصال نبی کریم کے بعد قبائل عرب کے مرتد ہونے پر آپ کی ثنابت

قدیمی اور مستقل مزاجی

میں زکوٰۃ کی ایک رسی کے لیے بھی جہاد کروں گا صدیق اکبرؓ

حدیث ۱

حضرت عثمان خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو ابوبکر خلیفہ بنے اور بعض عرب لوگ مرتد ہو گئے۔ ایسے میں ثر فاروقؓ نے ابوبکرؓ سے کہا تم ان لوگوں سے جہاد کیسے کرو گے (جو کلمہ پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے) کیونکہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ وہ مجھے حکم کہ لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ یہ کہہ دیں جس نے یہ کہہ لیا اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا رسولؐ نے حق اور حساب کے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ قسم بخدا میں زکوٰۃ اور نماز کے درمیان فرق کرے یا ان سے تیرا تہاد کر دوں گا۔ کیونکہ زکوٰۃ اللہ کا حق ہے۔

واللہ لو منعونی عقلاً کانرا یؤدّٰہا الی رسول اللہ صلی اللہ

لشکر اسامہ ضرور روانہ ہوگا، خواہ اس کے بعد مجھے درندے
ہی اٹھائے جائیں

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
اگر ابو بکر صدیق خلیفہ رسول نہ بنتے تو اللہ کی پرستش نہ ہوتی۔ آپ نے بار بار یہی لفظ دہرایا
کس نے کہا ابو ہریرہ! پس کہو! آپ نے فرمایا نبی علیہ السلام نے اسامہ بن زید کا لشکر
سات سو مجاہدین کی تعداد میں تمام کو روانہ فرمایا۔ ابھی وہ ذمی تھشب میں تھے کہ نبی علیہ
السلام کا وصال ہو گیا اور مدینہ کے آس پاس قبائل مرتد ہونے لگے۔ اس وقت صحابہ کرام
ابو بکر کے گرد اکٹھے ہو گئے اور کہا ابو بکر! یہ لشکر اسامہ واپس بلا لیں کیونکہ عرب قبائل مرتد
ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا جو وحدہ لا شریک ہے۔ اگر کُتے نبی علیہ السلام کی
ازواج کو (معاذ اللہ) اٹھائے جائیں تو بھی میں نبی علیہ السلام کا بھیجا ہوا لشکر واپس نہ لٹاؤں
گا۔ اور نہ وہ بھنڈا زاناروں کا جو آپ کھڑا کر گئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اگر مجھے علم ہو کہ درندے مجھے پاؤں سے پکڑ کر
گھسیٹ لے جائیں تو بھی نبی علیہ السلام کا فرستادہ لشکر واپس نہ کروں گا۔ اس کے بعد
آپ نے حضرت اسامہ سے فرمایا۔ ادھر کو چل پڑھو جدھر نبی علیہ السلام نے آپ کو
بھیجا ہے۔

۱۰ کچھ شبہ کہتے ہیں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق نے لشکر اسامہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ اور
مذہب یہ ہے کہ تھے تاکہ خلافت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں حالانکہ یہ الزام سراسر حماقت اور جہالت

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے ۔

حدیث :

ابو جہاد عطار دی کہتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا تو دیکھا کہ ایک جگہ لوگ اکٹھے تھے اور ایک شخص دوسرے کا سر چوم رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا میں تم پر فدا ہوں۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم تباہ ہو جاتے۔ میں نے پوچھا یہ کون بوسہ لے رہا ہے اور کس کا ہے ؟ مجھے بتلایا گیا یہ عمر فاروق ہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بوسہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا ہے اور اب وہ ذلیل ہو کر خود زکوٰۃ لائے ہیں ۔

اسے صاحب ”ضعفہ“ نے روایت کیا ہے ۔

حدیث :

ابن مسعود فرماتے ہیں اولاً ہم نے ابو بکر صدیق کے مذکورہ اعلان کو ناپسند کیا مگر بعد میں ہم آپ کی صابت رائے پر آفرین کہہ اٹھے۔ اور حقیقت ہے کہ اگر ابو بکر یہ کام نہ کرتے تو قیامت لوگ زکوٰۃ کے بارہ میں منکر ہو جاتے۔ اسے قلعی نے روایت کیا ہے ۔

حدیث :

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب لوگ مرتد ہو گئے۔ تو ابو بکر صدیق خود گھوڑے پر سوار ہو کر تنوار لہراتے ہوئے نکل آئے کہ میں خود جہاد پر جاؤں گا۔ اعلیٰ مرتضیٰ آئے اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا کہ اے خلیفہ رسول! میں تمہیں آن وہی بات کہوں گا جو میلان احد میں آپ کو نبی علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ تنوار نیام میں لاؤ ہمیں اپنی جان کے خطرے سے نڈراؤ اور مدینہ کو واپس لوٹاؤ۔ اگر آپ تہمید ہو گئے تو ہمارا سا رانظام بگڑ کے رہ جائے گا، تو ابو بکر لوٹ آئے۔

اسے قلعی ابن سمان فضائل اور صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے

چلے گئے ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ادھر آپ لشکرِ اسامہ کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ جس میں
عرب کی جماعت اور بڑے بڑے شاہ سوار ہیں اگر یہ آپ کے پاس مدینہ منورہ میں رہیں
تو عرب مرتدین پر آپ کو غلبہ رہے گا۔ ابو بکر صدیق نے جواب دیا۔ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ
دو دنے مجھے مدینہ میں آکر کھا جائیں گے تو بھی میں نبی علیہ السلام کے فرستادہ لشکر تو کبھی
روکی نہیں سکتا خود نبی علیہ السلام فرما گئے ہیں کہ لشکرِ اسامہ کو جانے دو۔ ہمیں وہی کچھ حاصل ہو
گا جو اللہ نے ہمارے لیے رکھا ہے۔

آپ نے اسامہ کو روانہ کر دیا تو وہ جدھر بھی انہیں دیکھ کر مرتد ہونے والے یا
ارادہ رکھنے والے قبائل سے کہتے، اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو یہ کبھی اپنا مرکز
(مدینہ) چھوڑ کر باہر نہ نکلتے ضرور اننا مزید لشکر مرکز میں ہو گا۔ لہذا اس لشکر کو رومیوں کے پاس
جائے دیا جاتے اگر یہ ان پر غالب ہو گئے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہو جائیں گے تو اللہ
کی مدد سے لشکرِ اسامہ روم پر غالب رہا اور سالم و غام لڑا۔ جسے دیکھ کر کئی قبائل
راہِ راست پر آ گئے۔

میں بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے ہیں اور مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے ان حالات میں
حضرت ابو بکر صدیق کو بڑا زور دے کر کہا کہ لشکر کو روک لیں تاکہ مرکزِ اسلام جہاں خلیفہ وقت موجود
ہے محفوظ رہ سکے۔ آپ نے جو جواب دیا مرزاتقی کی زبانی سنئے کہ ابو بکر گفت من فرمان پیغمبر دیگر
گون نکم و خداوند غورا حافظ خویش دایم۔

یعنی آپ نے فرمایا میں حکمِ نبی کو بدل نہیں سکتا۔ اور خدا نے رحمان و رحیم کو اپنا محافظ
سمجھتا ہوں۔

ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۱ ص ۱۸۷، آخر کار یہ لشکر روانہ ہو گیا۔ اور سالم و غام
واپس لوٹا۔

حدیث

عمر فاروق نے عرض کیا اے خلیفہ رسول! بعض سرب لوگ دوبارہ اپنے دین پر

ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ شہ میں ملک تمام کے قریب ہوتے والی جنگ موتی میں حضرت زید بن حارثہؓ کو شہید کر دیا گیا۔ سترہ ماہ صغر کے آخر میں یعنی اپنے وصال سے چند ایام پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے روم کی طرف حضرت زید کے بیٹے اسامہ کی سرپرستی میں لشکر روانہ فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق و دیگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے لشکر میں شرکت کی تیاری کو لی۔ بلکہ شیعوں کا شیخ اکل سلامہ طبری اپنی کتاب الامتحان میں لکھتا ہے۔

دکان اول من سارع الیہ ابو بکر وعمر و ابو عبیدہ بن الجراح، یعنی لشکر اسامہ میں شرکت کے لیے سب سے زیادہ تیزی ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم نے دکھلائی۔ دیکھیے امتحان جلد ۱ ص ۴۷،

ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہوا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم فرمایا جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۱۲۵ میں ہے کہ:

فلما اشتد بہ المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس یعنی جب آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے ابو بکر صدیق کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔

بہر حال آپ کی علالت کے پیش نظر یہ شکر مدینہ طیبہ سے باہر ٹھہرا رہا جو نبی آپ کا وصال ہوا لشکر مدینہ طیبہ میں واپس داخل ہوا، اور آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ پھر جب ابو بکر صدیق کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے فوری طور پر سب سے پہلے حکم صادر کیا کہ لشکر اسامہ روانہ کر دیا جائے حضرت اسامہ مدینہ طیبہ سے باہر لشکر کو اکٹھا کرنے لگے۔ ایسے میں بعض خبریں موصول ہونا شروع ہوئیں کہ حوالی مدینہ

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۶

بوقت وفات آپ کی دل جمعی اور مستقل مزاجی

حدیث -

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو میں نے چاہا ان سے حضرت طلحہ بن عبیدہ (کی خلافت) کے متعلق کچھ بات کروں۔ میں ان کے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ ان پر نزع کا عالم طاری ہے۔ میں نے (اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے) کہا جب ایک روز مجھ پر بھی نزع کا عالم طاری ہوگا اگرچہ کہتے ہوئے سیدہؓ گلو گریں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد۔ سورہ ق آیت ۱۹

ترجمہ: موت کی سخت سیخ ثابت ہوئی اسی سے تم بھاگتے ہو۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۷

آپ کی حدیث فہمی اور سب سے بڑھ کر علوم دینیہ سے
مختص کی بات صرف صدیق نے سمجھی اور وہ روایت کی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اپنے وصال کے قریب)

اسے ابن عبیدہ نے کتاب الہدایہ میں ابو الحسن علی بن قرقشی نے کتاب الرودۃ و الفتوح میں فضائل اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو الحسن علی بن محمد قرقشی کہتے ہیں ابو بکرؓ اسامہ بن زید کو مدینہ منورہ سے باہر رخصت کرنے آئے اور کہا اللہ کا نام لے کر ادھر چل پڑھو جدھر نبی علیہ السلام نے آپ کو روانہ کیا ہے اور مت کہیں کُستی کرو۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو عمر فاروق کو میں مدینہ میں ساتھ رکھ لوں کیونکہ میں ان کی رائے سے مدد لینا چاہتا ہوں اسامہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد اسامہ بنی علیہ السلام کے حکم کے مطابق روانہ ہو گئے۔

حدیث:

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسلم میں کچھ لوگ مرتد ہوئے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو وہاں بھیجا۔ انہوں نے وہاں کے مرتدین کو ایک بارہ میں اکٹھا کیا اور انہیں بارہ سمیت آگ سے جلوا دیا۔ یہ بات عمر فاروق کو پہنچی انہوں نے ابو بکر صدیقؓ تک پہنچائی اور کہا ایسے شخص کو ہٹا دو جو اللہ تعالیٰ جیسا (آگ سے) عذاب دیتا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا، میں اس تلوار کو خالد بن ولیدؓ کو (نبام میں نہیں لاسکتا جیسے اللہ نے ظاہر کیا ہے۔ جب تک اللہ اسے واپس نہ کرے اس کے بعد خالد بن ولیدؓ کو آپ نے مسلمہ کذاب کی طرف روانہ فرما دیا۔

اسے ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

کا مقصد نہ سمجھ سکا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنے ماں باپ
قربان کرتے ہیں۔
اسے ترمذی اور حافظ دمشقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایام مرض وصال
میں درد کی وجہ سے سر باندھے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور
ارشاد فرمایا۔ اس وقت میں اپنے حوض (کوٹھڑی پر کھڑا ہوں۔) کیونکہ آپ کا ارشاد
ہے جہاں میرا منبر ہے یہی روز قیامت حوض کوثر ہوگا (پھر فرمایا ایک بندے پر
دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی مگر اس نے آخرت پسندی کی۔ یہ بات ابو بکر کے
سوا کوئی نہ سمجھ پایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ آپ پر میرے والدین قربان! ہم آپ پر اپنے
مال، جانیں اور اولاد قربان کرتے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام منبر سے نیچے اتر گئے
پھر کسی نے آپ کو منبر پر نہ دیکھا۔

اسے صاحب فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کئی بار حاضر ہوا اور نبی علیہ السلام
اور ابو بکر کو علم تو حید میں محو گفتگو پایا۔ میں بڑی دیر دونوں کے درمیان کچھ شخص کی مانند بیٹھا رہا
اور نہ جان سکا کہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں۔

اسے طاہر نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

نبی علیہ السلام منبر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اللہ کا ایک بندہ ہے جسے اللہ نے دنیا میں رہنے یا جنت و نعمت میں چلے آنے کا اختیار دیا ہے، مگر بندے نے اللہ کے ہاں موجود نعمتیں پسند کی ہیں۔ ابو بکر روپڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان کیونکہ جس بندے کو اختیار دیا گیا خود نبی علیہ السلام تھے جسے ابو بکر کے سوا کوئی اور شخص نہ جان سکا ہے

اسے بخاری، مسلم، احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ اور بخاری میں یہ بھی ہے کہ جب ابو بکر روپڑے تو ہم نے (صحابہ نے) تعجب کیا کہ نبی علیہ السلام تو نہ جانے کس بندے کی بات فرما رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے مراد خود آپ تھے۔ جسے ابو بکر ہی نے سمجھا۔
حدیث :

ابو نعلیٰ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ نے اختیار دیا کہ چاہے تو دنیا میں ہمیشہ رہے، کھائے، پیے اور چاہے تو اپنے رب سے آئے، تو اس شخص نے اللہ سے ملنا پسند کیا۔ یہ سن کر ابو بکر روپڑے صحابہ (تعجب سے) بولے یہ بوڑھا عجیب ہے، نبی علیہ السلام کسی شخص کے بارہ میں فرما رہے ہیں اور یہ رو رہا ہے۔ مگر حقیقت ہے کہ ابو بکر کے سوا کوئی شخص آپ

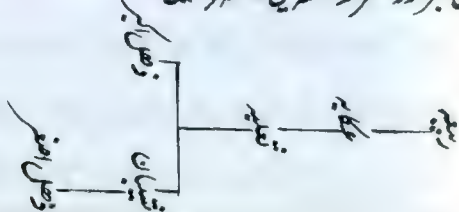
ﷺ یہ حدیث اپنے تمام الفاظ کے ساتھ فارسی عبارت میں نامح التواریخ حالات پیغمبر جلد ۱ ص ۱۷۱ پر موجود ہے بلکہ ساتھ یہ بھی ہے کہ ابو بکر صدیق کی اس سخن فہمی اور گریہ زاری کو دیکھ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان من امن الناس علی فی صحبتہ
اللہ کہ جس آدمی کے مال اور صحبت نے مجھ سے زیادہ فائدہ پہنچایا ابو بکر میں، جیسا کہ یہ الفاظ ہم
پچھلے حدیث ص ۱۷۱ کے تحت نقل کر گئے ہیں۔

کی کرتے تھے ایک جگہ ہم پہنچے۔ ابو بکر صدیق آگے بڑھے اور وہ ہمیشہ نیکی میں آگے ہی رہتے
 دے تھے اور وہ علم الساب میں ماہر بھی تھے۔ آپ نے اہل مجلس کو سلام کہا اور ان سے
 پوچھا کہ تم لوگ کوئی قوم ہو؟ وہ بولے بنی ربیعہ سے۔ آپ نے فرمایا بنی ربیعہ کے کس قبیلہ
 سے۔ بنی ربیعہ میں کہیں نزدیک سے جا ملتے ہو یا دور سے؟ وہ کہنے لگے ہم ذہل اکبر کی
 اولاد میں سے ابو بکر صدیق نے پوچھا (اگر تم واقعی ذہل اکبر سے ہو تو) عوف تمہی میں سے ہے
 جس کے بارہ میں مثل مشہور ہے کہ عوف کے صحراؤں میں گرمی نہیں۔ قوم نے کہا ایسا عوف ہم
 میں سے نہیں۔ آپ نے پوچھا حساس بن مرہ لڑائی کا دلدادہ اور پڑوسی کا دشمن تمہی نہیں
 سے ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ نے پوچھا بادشاہوں کی جانیں لینے اور انہیں قتل کرنے والا
 عوفزان تم میں سے ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دستار باندھنے والا مُزدِلت تمہارا
 ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا بنی کندہ کے بادشاہوں کے نہیال تمہی میں سے ہیں؟
 کہنے لگے نہیں۔ آپ نے پوچھا تم شاہان بنی لحم کے کسراں ہو؟ بولے نہیں۔ تو ابو بکر صدیق
 نے (فیصلہ کن لمحے میں) کہا پھر تم ذہل اکبر کی اولاد ہرگز نہیں ہو سکتے۔ تو یہ سن کر بنی شیبان
 میں سے غفل نامی ایک نوخیز جوان جس کی داڑھی اٹھی چھوٹ رہی تھی۔ بولا اور اپنے ابو بکر صدیق
 کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

إِنَّ عَلَى مَسَائِلِنَا أَنْ نَسْأَلَهُ
 وَالْعَبَاءُ لَا تَعْرِفُهُ أَوْ تَحْبِلُهُ
 ترجمہ: ہمیں اپنے مسائل سے پوچھنے کا حق ہے، گھڑی کو یا تو پچاؤ ہی نہیں یا اسے اٹھا لو۔

۱ ذہل اکبر اور اصغر کو نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں۔



خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ صدیق اکبر کو دیا۔
حدیث :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا، مجھے دودھ سے بھر اکٹھا پیش کیا گیا میں نے اس سے اتنا پیا کہ پیٹ بھر گیا اور تمام رگوں میں دودھ دوڑنے لگا، چونچ رہا میں نے ابو بکر کو دے دیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے مراد ظم ہو گا جو اللہ نے آپ کو دیا۔ اور آپ نے اپنا بچا ہوا ابو بکر کو دیدیا۔ آپ نے فرمایا تم درست سمجھے ہو اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۹

آپ کے علم انساب عرب پر نبی علیہ السلام کی شہادت قبائل و انساب

عرب کے متعلق ایک عرب لوجوان کا صدیق اکبر سے پر لطف مکالمہ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا جلدی نہ کرو، ابو بکر کے پاس جاؤ وہ قریش کے تمام انساب کو خوب جانتا ہے (کہ کون سا قبیلہ کس قبیلہ سے نکلا ہے اور کس کا نسب کس سے ملتا ہے) وہ تمہیں میرے نسب پر کیے گئے جملہ اعتراضات کا حل بتدائیے گا۔ اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا جب اللہ نے نبی علیہ السلام کو قبائل عرب کے پاس بھیج کر انہیں اپنی رسالت کے پیش کرنے کا حکم دیا تو آپ مجھے اور ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر نکلے اور مختلف مجالس عرب کا دورہ کیا جہاں عربی لوگ ایام پنج میں اپنے اپنے خیموں کے اندر بیٹھ کر سیاسی امور پر اظہارِ خیالات

نوجوان! تم حاجبین کعبہ سے ہو؟

ابوبکر! نہیں۔

نوجوان! جاہلوں کو (دودھا اور سنو) پلانے والے قبیلہ سے ہو؟

ابوبکر! نہیں۔

نوجوان! اہل ندوہ سے ہو؟

ابوبکر! نہیں۔

نوجوان! اہل وفادہ سے ہو؟

ابوبکر! نہیں۔

یہ کہہ کر ابوبکر صدیق نے اونٹنی کی رگام کھینچ لی (اور چلنے لگے) غلام کہنے لگا اگر تم کچھ دیر ٹھہرتے تو میں بتلا دیتا تم کس قریش قبیلہ سے ہو۔ نبی علیہ السلام یہ سن کر مسکرا دیے۔ حضرت علی کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکر صدیق سے کہا۔ اس بد و نوجوان سے بڑی قبیح گفتگو کرنا پڑی ہے ایکو۔ ابوبکر نے جواب دیا۔ ابوالحسن بیٹھو۔ ہر غالب آنے والے پر دوسرا غالب آنے والا موجود ہے اور گفتگو ہی سے مصائب ٹوٹا کرتے اور بنا کرتے ہیں۔

حضرت علی کہتے ہیں پھر ہم ایک اور مجلس میں گئے وہ با وقار لوگ تھے۔ نو ابوبکر آگے بڑھے اور انہیں سلام کہا اور پوچھا کہ کونسی قوم ہیں آپ لوگ؟ وہ بولے قبیسان بن ثعلبہ کی اولاد سے۔ ابوبکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا آپ پر مسرور الدین قربان! یہ لوگوں کے سردار ہیں۔ وہاں مجلس میں مغروق بن عمرو، معانی بن قبیعہ، مثنیٰ بن عاذنہ اور نعمان بن شریک بھی تھے۔ اور مغروق حسن و جمال اور گفتگو میں ان پر غالب تھا سر کے لمبے بال پشت پر لٹک رہے تھے۔ وہ ابوبکر صدیق کے قریب بیٹھا تھا تو ابوبکر نے پوچھا تمہاری تعداد؟ مغروق بولا۔ ہم ہزار سے زائد ہیں اور اتنی تعداد کبھی مغلوب نہیں ہوتی۔ آپ نے پوچھا۔ دفاع کیسے کرتے ہو؟ تو وہ بولا۔ ہماری کوشش ہی ہوتی

اے شخص! یعنی اے ابو بکر! تم نے سوال کیا تو ہم نے کچھ چھپائے بغیر سب کچھ بیان کر دیا۔ اب بتاؤ تم کون ہو!۔

ابو بکر! میں قریش سے ہوں اور مجھے ابو بکر کہتے ہیں۔

نوجوان! بہت خوب۔ بہت خوب: تم نو شرافت و امارت والے ٹھہرے مگر قریش کے کس قبیلہ سے ہو؟

ابو بکر! تیم بن مرثدہ کی اولاد سے۔

نوجوان! قسم بخدا تمہاری نسب بہت اچھی ہے مگر کیا قسمی نہیں میں سے ہے؟ میں نے فہری قبائل اکٹھے کیے اور وہ قریش کی ایک بڑی جماعت کا سردار تھا۔ ابو بکر! نہیں۔

نوجوان! ہاشم تم سے تھا جس کے بارہ میں شاعر کہتا ہے۔

عَمْرُو الْعَلَاءِ هَشْمُ التَّرِيدِ لِقَوْمِهِ - وَرِجَالُ مَكَّةَ مُسْتَنْتَوْنَ عِجَابُ

ترجمہ: بلند بخت عمرو جس نے اپنی قوم کے لیے ترید (کھانا) جہا کیا جبکہ مکہ والے قحط سے دبے ہو گئے تھے۔

ابو بکر! نہیں۔ ہاشم ہم میں سے نہیں،

نوجوان! تنبیذ بنہ الحمد عبد المطلب! آسمان کے پرندوں کو دانہ ڈالنے والا اندھیری راتوں میں چمکتے چہرے والا تم ہی میں سے ہو گا۔ ابو بکر! نہیں۔

۱۰ حضرت عبد المطلب کو تنبیذ بنہ الحمد اس لیے کہتے ہیں کہ تنبیذ بڑھے کو کہتے ہیں اور آپ کے سر میں ولادت کے وقت سفید بال تھے اور چونکہ کثیر المائد تھے لوگ اکثر ہر معاملہ میں آپ کی تعریف کرتے تھے اس لیے آپ تنبیذ بنہ الحمد مشہور ہو گئے

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں انصاف، نیکی اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی گناہ اور سرکشی سے روکتا ہے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ باوکرو۔

مفروق کہنے لگا قسم بخدا آپ نے بہترین اخلاق اور از حد عمدہ اعمال کی دعوت دی ہے بلکہ آپ کو بھٹانے اور محافضت کرنے والی قوم نے صریح بہتان باندھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مفروق نے چالاکرہ لہانی بن قبیصہ بھی کچھ کہے۔ تو وہ کہنے لگا یہ لہانی بن قبیصہ ہمارے بیٹے اور صاحب دین ہیں۔ لہانی کہنے لگا۔ اے قریش کے بھائی! ہم نے آپ کی گفتگو سن لی ہے ہمیں تو یہی کرنا چاہیے کہ سا بقہ دین کو چھوڑ کر آپ کی اتباع کریں اور ایسی مجلس آپ کو دیں جس کے کنارے نہیں ہیں۔ تاہم ایسا کرنے میں سوئے رائے اور نا عاقبت اندیشی کا احتمال بھی ہے۔ کیونکہ جلدی میں کیے جانے والے فیصلہ غلط روی کا سبب بن جاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے پیچھے ایک قوم ہے جس کی مرضی کے خلاف سے ہم کوئی عہد نہیں کر سکتے، لہذا آپ بھی تشریف لے جائیں، آپ بھی سوچیں اور ہم بھی فکر کرنے میں۔ اور ساتھ ہی اس نے مثنیٰ بن حارثہ کو بونے کا موقع دیا اور کہا یہ شئی ہمارے بزرگ اور سالار جنگ ہیں۔ تو مثنیٰ کہنے لگا۔ اے قریشی صاحب! ہم نے آپ کی بات سن لی اور جواب وہی حافی والا ہے۔ کیونکہ ہم دونہوں کے درمیان ہفتے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس کا یہ مطلب؟ کہنے لگا ایک طرف کسریٰ کی نہریں ہیں۔ اور دوسری طرف عرب کے پانی۔ اگر ہم کسریٰ کی نہریں (رجلہ و فرات) عبور کریں (یعنی آپ کی اتباع کر کے کسریٰ کے خلاف اعلان جنگ کریں) تو وہ ہمارا یہ گناہ کبھی مافات نہیں کرے گا اور ہمارا اس سے معاہدہ امن ہے۔ جسے ہم توڑ نہیں سکتے اور اگر آپ عرب کے پانیوں (اخر فزوم بحر البیض وغیرہ) کی بات کرتے ہیں تو ہمیں منظور ہے۔ (یعنی ہم رومی سلطنتوں سے ٹکرا سکتے ہیں۔ عجیب طاقتور سے نہیں) نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نے بڑا اچھا جواب دیا ہے

ہے اور ہر قوم کی ایک عداوتی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ دشمنوں سے تمہاری لڑائی بھی ہوتی ہے؟ کہنے لگا جب ہمارا مقابلہ ہوتا ہے تو ہم سے بڑھ کر کوئی غضب آلود شخص دیکھا نہیں جاسکتا۔ ہم گھوڑوں کو اولاد پر اور اسلحہ اندوزی کو عیش و عشرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو کبھی ہمیں فتح دلاتی ہے اور کبھی ہمارے دشمنوں کو۔ (پھر وہ ابو بکر کو مخاطب کر کے خود ہی بولا) شاید آپ قریش سے ہیں۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا یہ اللہ کے رسول ہیں۔ جن کے بارہ میں آپ لوگ جان چکے ہونگے۔ وہ کہنے لگا ہاں ہمیں اطلاعات کو مل رہی ہیں۔ تو اسے قریش کے بھائی آپ لوگوں کو کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ نبی علیہ السلام آگے بڑھے اور فرمایا میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اس امر کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ میری مدد کرو۔ کیونکہ قریش نے اللہ کی مرضی کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے رسول کو بھڑایا اور حق کی بجائے باطل اختیار کیا ہے اور اللہ کے نیاز و رحمت سے اسے مغرور بن کر بولا۔ اس کے علاوہ آپ کی دعوت کس بات کے لیے ہے؟ ویسے آپ کی کلام کتنی عمدہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

سورہ انعام آیت ۱۵۳

ترجمہ: اے نبی علیہ السلام آپ فرمادیں کہ اؤ میں تمہیں رب کی طرف سے حرام کردہ باتیں بتا دوں یہ کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ اور والدین کے ساتھ نیکی کیا کرو۔ مغرور بن بولا اس کے علاوہ آپ کی دعوت کیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی۔
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

سورہ نحل آیت ۹۰

باوجود کہ یہ بنی نتم سے ہیں پھر بھی اسنے دانستہ طور پر بے جوڑ سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ اگر ابو بکر چاہتے تو اس سے جھگڑا کر سکتے تھے کہ جب میں نے کہہ دیا ہے میں بنی نتم سے ہوں پھر تمہارے یہ سوالات تمہاری بے علمی کی دلیل ہیں مگر آپ نے جاہل اناری شخص سے لڑنا غیر مناسب سمجھا۔

خصوصیت اپی بکر صدیق ۳

بنی علیہ السلام کے سامنے آپ فتویٰ دیتے اور نبی علیہ السلام
بہر صدیق ثابت کرتے تھے

حدیث

ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی کافر قتل کیا اسے مقتول سے ملنے والا مال واسلہ دے دیا جائے گا۔ جب کہ وہ قتل پر گواہی لائے۔ تو میں نے (ابو قتادہ نے) ایک مشرک مارا تھا میں نے اٹھ کر (دور سے) کہا کوئی ہے میری گواہی دینے والا؟ (جب کوئی نہ بولا) تو میں بیٹھ گیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پھر یہی ارشاد فرمایا میں نے پھر اٹھ کر کہا کوئی میری گواہی دینے والا؟ میں پھر بیٹھا تو اپنے تیسری بار اپنے لٹاؤں پر تو ایک شخص بولا یا رسول اللہ! اس شخص کی گواہی یہ کہتا ہوں۔ اور اس کے مقتول کا مال مسو بہ میرے پاس ہے آپ مجھے اس سے یہ مال بخشو ادائیگی۔ ابو بکر نے کہا نہیں قسم بخدا ہرگز نہیں۔ کیا میں کسی تیسرے کو مجاہد پر یہ ظلم کر سکتا ہوں کہ اس کا مال غنیمت اس

کیونکہ مناف اور سچی بات کہی ہے۔ مگر اللہ کے دین کا وہی مددگار ہو سکتا ہے جو ہمیں غور
پراس میں داخل ہو۔ بتلاؤ تو! اگر کچھ عرصہ بعد اسلام ان رومی اور عجمی سلطنتوں پر غالب
آجائے اور وہ علاقے ہمارے قبضہ میں آجائیں تو کیا ہم داخل اسلام ہو گے؟ نعمان کہنے لگا۔
قسم بخدا پھر ہم آپ کے ہونگے۔ اس پر نبی علیہ السلام نے آیت تلاوت فرمائی۔

انا ارسلناک شاہداً مبشراً ونذیراً وادع الی اللہ باذنہ

وسراجاً منیراً سورہ احزاب آیت ۴۵

ترجمہ: یہ تنک ہم نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اور آپ خوشخبری دینے والے
ڈرانے والے حکم خداوند کی طرف بتلانے والے اور چمکا دینے والے
آفتاب ہیں۔

یہ کہہ کر نبی علیہ السلام ابو بکر کا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا جاہلیت
کا اخلاق بھی بہت اچھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کفار کے ہاتھوں کفار سے ہمارا
دفاع کرے گا۔

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر ہم اوس و خزرج کی مجلس میں پہنچے اور اس وقت لوٹے
جب انہوں نے نبی علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اس سفر میں
میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے مکالمات اور علم الاستبابت کی گفتگو سے
محفوظ ہوتے ہیں۔

تشریح

ممکن ہے کوئی جاہل سمجھے کہ ابو بکر صدیق مذکورہ حدیث کے مطابق ایک دیہاتی جوان
سے گفتگو میں عاجز آگئے تھے تو ایسا سمجھنا غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ نوجوان بدکلام تھا
اپنی باری پر تو خود کو ذہل اکبر سے بتلانے لگا اور ابو بکر صدیق کے متعلق علم رکھنے کے

باعث شفا بنے۔ تو قریش کا فرستادہ آدمی آیا نبی علیہ السلام اور ابو بکر اکٹھے بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگا یا محمد! آپ کا چچا کہتا ہے میں قبیعت الغمر ناتواں اور بیمار ہوں اس لیے اپنی جنت کی کوئی چیز مجھے بھیجیں جو مجھے شفا دے۔ ابو بکر نے کہا اللہ نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔ تو وہ فرستادہ واپس ہو گیا۔ اور جا کر قریش کو ابو بکر کا جواب پہنچایا۔ جو انہیں ناگوار گزرا۔ ابو طالب نے دوبارہ پیغام بھیجا، اب کے بار ابو بکر دالا جواب نبی علیہ السلام نے دیا۔

اسے صاحب در فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۱

اپنے نبی علیہ السلام کی موجودگی میں خواب کی تعمیر بیان کیا کرتے
اور زبان نبوت اس کی تصدیق کیا کرتی

حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احد سے نبی علیہ السلام کے پلٹنے پر ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض بردار ہوا یا رسول! میں نے خواب میں ایک سایہ دار درخت دیکھا ہے جس سے شہد اور مکھن ٹپکتا ہے۔ اور لوگ اس پر ٹوٹے پڑے تھے کسی کے حصہ میں زیادہ آ رہا تھا۔ اور کسی کے کم۔ پھر میں نے دیکھا آسمان سے ایک رسی لٹک آئی آپ نے (نبی علیہ السلام نے) اسے پکڑ لیا اور اوپر چڑھ گئے۔ آپ کے

سے چھین کر نہیں دے دوں، نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے لہذا تم یہ مال
 ابو قتادہ کے حوالے کر دو۔ چنانچہ میں نے (ابو قتادہ نے) یہ مال بیچ کر نبی سلمیٰ میں ایک بارغ
 خرید لیا اور اسلام میں سب سے پہلا مال غنیمت مجھے ہی ملا۔
 اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو بکر صدیق کا فتویٰ دینا اور اس پر قسم اٹھانا اور
 اور نبی علیہ السلام کا اس پر انہار پسندیدگی اور مہر صدیق کی فراہمی صرف ابو بکر صدیق کی
 خصوصیت ہے۔

یاد رہے نبی علیہ السلام کی حیات ظاہرہ میں چودہ صحابہ فتویٰ دیا کرتے تھے ۱۔ ابو بکر،
 ۲۔ عمر، ۳۔ عثمان، ۴۔ علی، ۵۔ عبدالرحمن بن عوف، ۶۔ ابن مسعود، ۷۔ عمار بن
 یاسر، ۸۔ ابی بن کعب، ۹۔ معاذ بن جبل، ۱۰۔ خدیفر بن بیان، ۱۱۔ زید بن ثابت،
 ۱۲۔ ابو درداء، ۱۳۔ سلمان فارسی اور ۱۴۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ
 حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص کے بیٹے نے زنا کیا تو وہ کہتا ہے مجھے صحابہ نے نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتویٰ دیا کہ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے مگر حقیقتاً یہ ان کا ذاتی
 فتویٰ نہیں۔ نبی علیہ السلام سے سنی ہوئی بات تھی۔ اپنے طور سے دربار رسالت میں نبی
 بات کہنا اور نبی علیہ السلام کی تصدیق کرنا صرف ابو بکر کی خصوصیت ہے۔

حدیث :

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ابو طالب (نبی علیہ السلام
 کا چچا) مرض مدت میں مبتلا ہوا تو قریش نے کہا ابو طالب ! اپنے بھتیجے کو کہلا بھیجو
 جس جنت کا وہ ذکر کرتا ہے اس کی کوئی تمہیں بھیج دے جو تمہارے لیے

سے سے اور فرمایا مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ تم قتل ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر ابو بکر نے نہیں یہی بتلائی ہو۔ (اس نے کہا ہاں تو) آپ نے فرمایا اگر تمہاری خواب سچی ہے تو تم ضرور قتل ہو گے۔ تو وہ معین میں قتل ہو گیا۔ اسے صاحب "وفضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عطاء سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی کہنے لگی میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ میرے گھر کا تہتیر ٹوٹ گیا ہے۔ جبکہ عورت کا غاوند باہر گیا ہوا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ (تیری تعبیر یہ ہے کہ تیرا شوہر ٹوٹ آئے گا۔ تو واقعی اس کا شوہر ٹوٹ آیا۔) اور دوبارہ چلا گیا (وہ پھر آئی اور یہ خواب کہہ سنایا آپ نے پہلے والی تعبیر بیان فرمائی۔ وہ تعبیر بار آئی اور نبی علیہ السلام کو نہ پایا تو اس نے ابو بکرؓ اور عمرؓ سے تعبیر پوچھ لی۔ انہوں نے کہا تیرا شوہر مرنے جا گیا۔ پھر وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئی اور خواب بیان کی نبی علیہ السلام نے فرمایا اس سے پہلے کسی اور سے پوچھ چکی ہو؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو ویسے ہو گا جیسے اس نے کہا۔

حدیث

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ تین چاند نکلے گھر میں گرے ہیں آپ نے ابو بکر صدیقؓ پر یہ خواب پیش کی۔ انہوں نے فرمایا اگر یہ خواب سچی ہے تو تمہارا گھر روئے زمین کے انسانوں میں تین بہترین آدمی دفن ہونگے۔ جب نبی علیہ السلام کو بیت عائشہ صدیقہؓ میں سپرد خاک کیا گیا تو ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا یہ ان تین میں سے بہترین چاند میں سے ہے۔

لے یاد رہے تعبیر بھی میراث انبیاء میں سے ہے حضرت یوسفؑ کا کوہِ علم بطور معجزہ عطا فرمایا۔ کیا ابو بکر صدیقؓ کو اس علم میں کمال حاصل تھا۔ شیخ کتب میں بھی اس کا پتہ ملتا ہے۔

بعد ایک اور شخص آیا اور یونہی چڑھ گیا پھر ایک اور نے چڑھنا چاہا تو رسی ٹوٹ گئی جسے اس نے جوڑا اور چڑھ گیا۔

ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھے تعبیر بیان کرنے کی اجازت ہے فرمایا کہو۔ وہ کہنے لگے کہ سایہ دار درخت اسلام ہے۔ مکھن اور شہد سے مراد قرآن اور اس کی تلاوت اور لطافت ہے۔ لوگ اس پر پل پر پڑے ہیں کسی کو زیادہ حصہ اسلام ملا ہے اور کسی کو کم۔ دوسرا آسمان سے لٹکی رسی سے مراد راہِ حق ہے۔ آپ اس پر پیسے تو بلند یوں کو پہنچ گئے۔ آپ کے بعد دوائے بھی کامیاب ہوئے اس کے بعد دالوں کو کچھ پریشانی ہونی مگر بالآخر کامیاب ہوئے۔ یا رسول اللہ! میں نے درست کہا ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ تم نے درست کہا ہے اور کچھ غلط ابو بکر نے عرض کیا مجھے قسم ہے کہ آپ ضرور میری غلطی بیان کریں گے۔ آپ نے فرمایا قسم نہ اٹھاؤ۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمر بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا میں خواب دیکھا ہے کہ کالی بکریوں میں ہوں جن کے پیچھے سفید بکریاں چلی آئی ہیں اور وہ اتنی ہو گئیں کہ کالی گویا نظر سے اوجھل ہو گئیں ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عرب ہیں جن میں آپ پیدا ہوئے پھر عجم ان سے آئے جو اتنے تھے کہ عرب نظر سے اوجھل ہونے لگے نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتہ سحر نے بھی اس کی تعبیر یہی کہی ہے۔

اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ حاکم کے ہیں۔

حدیث:

عبدالرحمن بن ابی بکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ابنِ بدیل

یہ آپ بیت اللہ علیہ السلام جو میں روکے گا۔ ہم اس سے منٹ لیں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر چلو۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۳

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو آپ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے

حدیث
عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے پاس جہیزیں علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ابو بکر سے مشورہ کیا کریں۔
اسے تمام نے فوائد میں اور ابو سعید نقاش نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۳۴

آپ مصلح اہل اسلام کے متعلق نبی علیہ السلام سے ہمیشہ
محو گفتگو رہے تھے

حدیث ..

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ابو بکر کے ساتھ ہوا کرتے تھے تک مسلمانوں کے معاملات پر محو گفتگو رہے تھے ایک دن حسب معمول ابو بکر صدیق آپ سے معروف کلام رہے۔ میں بھی ساتھ تھا نبی علیہ السلام مسجد سے باہر تشریف لے چکے تھے ہم بھی ساتھ ہو لیے ہم نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں مصروف نماز

یہ دونوں احادیث سعید بن منصور نے روایت کی ہیں

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۲

آپ دُیَا نبوت میں مشورہ پیش کتے اور نبی علیہ السلام قبول فرماتے تھے

حدیث

مسود بن مخزومؓ اور مردان بن حکم سے قصہ حدیبیہ کے عین میں مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے جاسوس نے آکر بتلایا کہ قریش نے احتیاج کر لیا ہے اور بیت اللہ میں آپ کو داخلہ کی اجازت نہ دینے پر تہیہ کر رکھا ہے۔ بصورت دیگر جنگ کی تیاری کی ہوئی ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ساتھیو! تمہارا مشورہ کیا ہے؟ کیا میں ان کفار کے عیال پر حملہ کر دوں جنہوں نے ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہا ہے، اگر وہ ہمارے مقابلے میں آئے تو کوئی بات نہیں جس خدا نے ہمارے جاسوس کو ان سے محفوظ رکھا ہے وہ ہمیں بھی غالب کرے گا کم از کم انہیں اپنے عمل بد کی سزا تو ملے گی۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کسی سے لڑنے نہیں بیت اللہ کا طوف کرنے آئے ہیں۔ اس

چنانچہ جامعہ طائف کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ کے سامنے دو درختیں کی گئیں۔ قبل ازیں کہ آپ اسے تناول فرماتے ایک مرغ نے اگرچہ کچھ ماری اور دودھ گرادیا (چھوٹا) تبصر خواب قوتے بکمال داشت صبح کا پیغمبر صورت خواب را با او باز نمود چونکہ ابو بکر علم تعبیری کامل دسترس رکھتے تھے اس لیے آپ نے صبح ہوتے ہی ان سے اپنی خواب کہی انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس سال فتح طائف حاصل نہ ہوگی آپ نے فرمایا میرا بھی یہی

خیال ہے چنانچہ اسی طرح ہوا۔ نسخ التواریخ حالات پیغمبر صلوات اللہ علیہ ۱۳۴

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۶

آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن پاک جمع کیا ہے

حدیث

عبدغیر سے روایت ہے کہ عین نے حضرت علیؓ کو فرماتے سنا ہے۔ اللہ ابو بکر پر رحمت نازل فرمائے قرآن جمع کرنے کے سبب اللہ کے ہاں ان کا اجر سب مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ کیونکہ آپ نے ہی سب سے پہلے قرآن کو دو گتوں کے مابین بچا کیا ہے۔

اسے ابن حرب طائی اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے جنگ یمامہ کے دنوں میں مجھے بلوایا میں حاضر ہوا تو عمر فاروق کو وہاں موجود پایا۔ ابو بکر بوئے عمر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یمامہ میں قرآن کریم کے قراؤں کثرت سے شہید ہوئے ہیں چونکہ کفار سے جنگوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس لیے مجھے ڈر ہے کہ قراؤں کے کثیر تعداد میں شہید ہونے سے قرآن کا کچھ حصہ جاتا نہ رہے۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ قرآن کریم کو جمع کرنے کا حکم دیجئے ابو بکر فرماتے ہیں میں نے عمرؓ سے کہا جو کام نبی علیہ السلام نے کہیں کیا میں کیسے کروں؟ عمر فاروق نے جواب دیا بہر حال قسم بخدا میرا مشورہ بہتری میں

ہے آپ اس کی تلاوت قرآن سننے کو کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ قرآن اسی تیرنی سے پڑھے جیسے وہ انرا ہے تو وہ ابن ام عبد (صحابی) سے قرآن پڑھے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۳۵

آپ کا غلطی کرنا اللہ کو منظور ہی نہیں

حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ بات ناپسند رکھتا ہے کہ ابو بکر زمین پر کوئی غلطی کرے آپ ہی کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مجھے یمن کی طرف بھیجنے سے قبل صحابہ سے مشورہ فرمایا جن میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، طلحہ وزیر اور سعد بن خضیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ نے مشورہ طلب نہ کیا ہوتا تو ہم کبھی لب کشائی نہ کرتے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جن معاملات پر وحی نہیں ان میں تمہاری ہی طرح ہوں چنانچہ ہر شخص نے دانست کے مطابق رائے دی، نبی علیہ السلام نے فرمایا معاذ! تم کیا سوچتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا مجھے ابو بکر صدیق کی رائے پسند آئی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر یہ پسند نہیں رکھتا کہ ابو بکر غلطی کرے۔

اسے اسماعیل نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳

سب سے پہلے اپنے اسلام میں مسلمانوں کی امارت حج کی ہے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ کو حج کا امیر بنایا اور اسلام میں آپ ہی سب سے پہلے امیر الجاح بنے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام نے اگلے سال لوگوں کو حج کروایا۔ اسے ابو الحسن مافظ علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور حسن صحیح قرار دیا ہے۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا امیر الجاح بننا خود کتب تنبیہ میں بڑی صراحت کے ساتھ مذکور ہے جس کا تذکرہ آگے کر رہا ہے۔

مختلف مقامات پر لکھا دیا تھا، پھر عبدالہدیٰؓ میں ان تمام کپڑوں، پتھروں اور پتوں کو جمع کیا گیا یوں سارا قرآن کی تحریر ایک جگہ جمع ہو گئی، جسے ایک لفافے میں بند کر کے رکھ دیا گیا۔ بعد ازاں دور عثمانی میں سیدہ حفصہؓ سے اس لفافے کو منگوایا گیا جس میں قرآن کی مذکورہ تحریرات تھیں۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے ان پتوں اور پتھروں سے انبار کر قرن کو صفحات میں لکھا شروع کیا اور یوں قرآن کنانی شکل میں آگیا۔ یہ درہ عثمان غنیؓ نے قرآن کو اسی ترتیب سے لکھا جس پر دور نبویؐ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قرآن حفظ کروایا تھا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے اپنے مرتب کردہ قرآن سے نقلیں تیار کروا کر تمام عالم اسلام میں بھیج دیں جن سے آگے نقلیں تیار ہونا شروع ہو گئیں اور ان قرآن کریم اسی طرح پڑھا جا رہا ہے جس طرح دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھا جاتا تھا۔

ہے، پھر وہ برابر امر کرتے رہے تا آنکہ اللہ نے میرا سینہ اس بات کے لیے کھول دیا جس کے لیے عمر کا کھولنا تھا اور میں نے ان کا مشورہ بہت مفید محسوس کیا۔

زید کہتے ہیں ابو بکرؓ نے مجھے کہا آپ عقل مند فوجوان ہیں۔ ہمیں آپ میں کوئی غلط نظر نہیں آتا۔ آپ نبی علیہ السلام کے پاس وحی لکھا کرتے تھے، اس لیے قرآن مجید جتھا کر کے یکجا جمع کیجئے، زید کہتے ہیں اگر مجھے پہاڑ اکھیڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا حکم کرتے تو وہ جمع قرآن سے کہیں آسان تر ہوتا۔ اس لیے میں نے (ابو بکرؓ) دونوں سے کہا جو کام نبی علیہ السلام نے نہیں کیا۔ آپ لوگ کیوں کر رہے ہیں؟ اس کے بعد ابو بکرؓ اور بروات دیگر عمر فاروقؓ مجھ سے امر کہتے رہے تا کہ میرے دل میں وہ بات آگئی جو ان کے دل میں پہلے سے سما چکی تھی۔ چنانچہ میں نے اپنی کوشش سے کاغذ کے صفحات، کھجور کے پتوں، سفید پتھروں پر قرآن تحریر اور لوگوں کے سینوں میں موجود قرآن کو جمع کرنا شروع کر دیا تا آنکہ۔

سورۃ نمل سورۃ توبہ کی آخری آیات مجھے حدیث انصاری کے علاوہ کسی سے نہ ملیں (اور ان سارا قرآن یکجا تحریر ہو گیا) اس کے بعد برواتی (جو زیدؓ نے جمع کیے تھے) ابو بکر صدیقؓ کے پاس رہے پھر عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ نے لے لیے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۔ جمع قرآن پر لاتعداد کتب اہل تسنن و تشیع کے تفعیل کے بعد یہ علامہ میثقی خدمت ہے۔ اگرچہ حفاظت قرآن کا معاملہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ تاہم اللہ چونکہ اپنے کام بندوں کو ذیہ کر دیتا ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی نازل ہونے پر حکم الہی اسے صحابہ سے لکھوا دیتے تھے۔ کوئی پتھر پر لکھ لیتے تو کوئی کسی کپڑے پر۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن اپنے ساتھ

اسے لغوی نے ”مصالح الحسان“ میں اور ملاں نے اپنی سیرت میں اور صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ ۲۰

سب سے پہلے آپ ہی حوض کوثر پر آئیں گے

حدیث

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص سب سے پہلے حوض پر (میرے پاس آئے گا) ابو بکر صدیقؓ ہوگا۔
اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ ۲۱

حوض کوثر پر آپ نبی علیہ السلام کے ساتھ ہونگے

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا۔
انتم صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار
تم غار میں میرے ساتھ تھے حوض پر بھی میرے ساتھ ہو گے۔
اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۸

نبی علیہ السلام کے بعد ساری نسل انسانیت سے پہلے آپ روز
قیامت قبر سے باہر آئیں گے

حدیث :-

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے
میری قبر بیٹھے گی، پھر ابو بکر کی اور پھر عمر کی۔ اس کے بعد میں جنت البقیع میں آؤنگا وہاں لوگ قبروں
سے اٹھیں گے، پھر ہم اہل مکہ انتظار کریں گے، تا آنکہ دونوں حرموں کے مابین لوگ جمع ہو
جائیں گے۔ اسے ابو ماتم نے فضائل عمر فاروق میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۹

امت محمدیہ کسب سے پہلا جنت میں جانے والا فرد آپ ہیں

حدیث :-

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا (شب معراج)
بھرمیں علیہ السلام مجھے اپنے ساتھ لے گئے تھے جنت کے تمام دروازے دکھائے گئے
اور جس دروازہ سے میں نے اور میری امت نے گزرنا ہے وہ بھی مجھے دکھایا گیا۔ ابو بکر
صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان۔ اے کاش! میں
آپ کے ساتھ ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا ابو بکر! تم تو میری ساری امت سے قبل جنت
میں جاؤ گے۔

کے لیے۔ دونوں کے درمیان ایک کرسی ہوگی۔ جس پر ابو بکر صدیق بیٹھیں گے۔ (نو! اللہ کی طرف سے) ایک دینے والا ہوئے گا۔

یا لاء من صدیق بین خیل و حبیب

صدیق تیری کیا عظمت ہے تم غیل اور حبیب کے درمیان بیٹھے ہو۔

(جب کہ دونوں لفظوں کا معنی بھی تقریباً ایک جیسا ہے۔)

اسے خطیب بغدادی نے اور ملاں نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴۴

روز قیامت آپ کا حساب نہیں ہوگا

حدیث

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے شب معراج جبریل سے پوچھا کیا میری امت کا حساب ہوگا۔ جبریل نے کہا ابو بکر کے علاوہ تمام کا حساب ہوگا۔ روز قیامت ابو بکر سے کہا جائے گا کہ وہ جنت میں داخل ہوں! وہ کہیں گے میں اس وقت داخل ہوں گا جب تک ہر وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو دنیا میں مجھ سے محبت رکھتا تھا۔

اسے ابو الحسن غنیمی اور صاحب دیباج اور صاحب الفضائل نے روایت کیا ہے اور

اسے حدیث غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ ۲۲

آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے رفیق ہوں گے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

لکل نبی رفیق و رفیق فی الجنة ابو بکر

ہر نبی کا ایک ساتھی تھا، اور میرا ساتھی جنت میں ابو بکرؓ ہوگا۔

اسے ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ!

میں نے غاریں صدیق کو اپنا رفیق بنایا تھا تو اسے جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ ۲۳

روز قیامت آپ خلیل و حبیب کے درمیان ہوں گے

حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت

عرش اعظم کے سامنے ایک منبر میرے لیے بنا ہوگا۔ اور ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام

عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا انہیں جواب دو! تو ابو بکر صدیق نے خوب خوب جواب دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! اللہ تمہیں رضوان اکبر (بڑی رضا) دے گا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں پر عام توجہ کرے گا۔ اور تیرے لیے خصوصی توجہ ہوگی۔

اسے ملاں نے اور صاحب دلفائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام غار سے نکلے تو ابو بکر نے رکاب تمام لی اور اونٹنی کی لگام بھی ہاتھ میں لے لی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تمہیں رضوان اکبر دے گا۔ آگے مثل سابق۔

اسے ملاں نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام غار ثور کی طرف چلے، ابو بکر نے اونٹنی حاضر خدمت کر دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس پر سوار ہوں! آپ سوار ہو گئے۔ پھر آپ نے ابو بکرؓ کی طرف توجہ کی اور فرمایا ابو بکر! اللہ تمہیں رضوان اکبر دے گا۔ عرض کیا وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر عام تہلی ڈالے گا اور تجھ پر خصوصی تہلی ڈالی جائے گی۔

اسے صاحب دلفائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

نشریح:

پہلے گزر چکا ہے کہ سفر ہجرت میں نبی علیہ السلام کے پاؤں پر زخم آ گئے تھے اور یہاں اونٹنی پر سفر کرنا لکھا ہے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ نے اونٹنی پر سفر کیا ہو۔ درج پہاڑے اوپر پیدل جانے لگے تو پاؤں زخمی ہو گئے ہوں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۵

اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ پر خصوصی تجلی ڈالے گا۔

حدیث

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ (روز قیامت) لوگوں پر عام تجلی ڈالے گا۔ اور تجھ پر خصوصی تجلی پڑے گی۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں اور صاحب رد الفضائل، نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (روز قیامت) منادی ندا کرے گا السابِقون الاولون کہاں ہیں؟ پوچھا جائے گا وہ کون ہیں۔ ندا کرنے والا کہے گا ابو بکر کہاں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام اور ابو بکر کے لیے خصوصی نظر کرم فرمائے گا۔

اسے ابن بشران اور صاحب رد الفضائل ابی بکر، نے روایت کیا اور حسن

کہا ہے۔

حدیث

حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ نبی عظیم القیس کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک شخص نے یا داؤنی شروع کر دی۔ نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا ابو بکر! سنتے ہو جو یہ کہہ رہے ہیں؟

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

حدیث
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
شب معراج میں عرش اعظم کے گرد سنبر جو اہر پر نورانی قلم سے لکھا دیکھا ہے۔
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

نورانی جھنڈے پر نبی علیہ السلام کے نام کیسا تھ آپ کا نام ہے

حدیث
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک
نورانی جھنڈا ہے جس پر لکھا ہے۔
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق۔
یہ دونوں احادیث صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کی ہیں۔

تشریح :

بظاہر مذکورہ تینوں احادیث باہم متعارض ہیں مگر حقیقتاً ان میں کوئی تعارض نہیں ممکن
ہے نبی علیہ السلام کے نام کے ساتھ ابو بکر صدیق کا نام ہر آسمان پر بھی ہوا اور عرش اعظم
کے گرد جو اہر اور نورانی جھنڈے پر بھی ہو کوئی شک و شبہ نہ رہتا ہے کہ جنت کے ہر تپے پر ان
کے نام لکھے ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۶

جبریل کے قدموں کی کھڑکھڑاہٹ کو آپ سن لیتے تھے

حدیث

مطلب بن عبد اللہ بن حسنطب سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام پر جب جبریل وحی لانا تو اس کی کھڑکھڑاہٹ کو صرف ابو بکر ہی معلوم کرتے تھے۔
اسے ابن عمر نے روایت کی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۷

بہر آسمان پر نبی علیہ السلام کے نام کے پیچھے آپ کا نام
لکھا ہے

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں جس آسمان پر گیا وہاں لکھا دیکھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - اَلِیُوْبِکَرِ الصِّدِّیْقِ (مَنْ خَلَقَ)
سے ابن عمرؓ عبیدی اور حافظ نقفی نے روایت کی ہے جبکہ صاحب "در النعمان"
سے حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

یا بلال! اذا حضرت الصلوة ولم آت فمر ابابکر
فلیصل بالناس۔

(اے بلال! اگر میں نماز کے وقت تک نہ آؤں تو ابوبکر سے کہنا کہ وہ لوگوں
کو نماز پڑھائے)

عصر کا وقت آیا حضرت بلالؓ نے آذان کہی اور ابوبکر صدیقؓ کو مصلائے امامت
پر کھڑا کیا۔ انہوں نے نماز پڑھائی۔ دوران نماز نبی علیہ السلام تشریف لے آئے صحابہ
نے دیکھ کر تصفیع شروع کی۔ (بابی) ہاتھ کی پشت پر دایاں ہاتھ زور سے مارا
نبی علیہ السلام منوں میں نکلتے ہوئے ابوبکرؓ کے پیچھے آکھڑے ہوئے۔ اور ابوبکر نماز
میں بڑے مہلک ہوتے تھے اس پاس کی خبر نہیں رہتی تھی۔ مگر جب انہوں نے پیچھے
سے تصفیع کی نہ رکنے والی مسلسل آواز سنی تو پیچھے دھیان کیا دیکھا تو نبی علیہ السلام کھڑے ہیں۔
آپ نے ابوبکر کو اشارہ کیا اپنی جگہ کھڑے رہو۔ تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اپنی حالت
پر کھڑے کھڑے اٹے پاؤں پیچھے آگئے۔ نبی علیہ السلام آگے گئے اور نماز مکمل
کر دانی۔

نماز سے فارغ ہو کر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوبکر! میرا اشارہ پالینے
کے بعد تم نے اپنی جگہ کھڑے کیوں نہ رہے؛ عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے میں رسول
خدا کا امام بننے کی جرات کہاں؛ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ لوگو! جب
تمہیں دوران نماز میں کوئی امر تشک میں ڈالے تو مرد تسبیح کہے اور عورت تصفیع
کرے۔

اسے احمد بن حنبلؒ، ابو حاتمؒ، تقسیم والنواہیؒ، ابو داؤد اور نسائی نے

روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

نبی علیہ السلام نے آپ کو حیاتِ ظاہرہ میں امیرِ حج بنایا

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ منورہ جعرانہ سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو ابو بکر کو امیرِ الحجاج بنا کر روانہ فرمایا۔

اسے ابو حاتم نے خصائص علیؓ پر مشتمل طویل حدیث کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حج میں ابو بکر صدیقؓ نے میرے سمیت نذاکرتہ کو نوجوان یروز عید بھیجے جو منا میں آواز لگا رہے تھے۔ ”خبردار آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ کسی کو برہنہ طواف کی اجازت اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔“

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ ۵

بعض اوقات نبی علیہ السلام کسی کام کو غیر حاضر تھے۔ تو آپ نے نماز پڑھائی

حدیث:

حضرت ہبل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عمرو بن نوف میں باہمی جنگ و جدال رہتا تھا۔ نبی علیہ السلام تک یہ بات پہنچی۔ آپ نماز ظہر کے بعد ان کے ہاں صلح کروانے کو تشریف لے گئے۔ اور فرما گئے کہ۔

قید میں صلح کروانے تشریف لے گئے تھے۔ نماز کا وقت آیا۔ حضرت بلالؓ نے ابو بکرؓ سے کہا نماز کا وقت ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام غیر موجود ہیں۔ میں اذان و اقامت کہتا ہوں کیا آپ نماز پڑھائیں گے؟ فرمایا جیسے تمہاری مرضی۔ تو بلال نے اذان دی اقامت کہی ابو بکر نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی۔ فارغ ہوئے تو نبی علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا تم نماز پڑھ چکے؟ کہا گیا ہاں! آپ نے فرمایا نماز کس نے پڑھاٹی؟ عرض کیا گیا۔ ”ابو بکر نے“ آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا جس بھی قوم میں ابو بکر موجود وہاں کسی اور کو امامت کا حق رہتا ہی نہیں۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا اور حسن غریب قرار دیا ہے۔

تشریح :

ایسا ہی واقعہ ماقبل دسے عنوان میں بھی گزر چکا ہے۔ مگر یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں۔ کیونکہ پہلے واقعہ میں خود نبی علیہ السلام جاتے ہوئے ابو بکر کی امامت کو تاکید کر گئے تھے جب کہ دوسرے میں یہ بات نہیں اور پہلے میں نبی علیہ السلام دوران نماز تشریف لے آئے تھے۔ جبکہ دوسرے میں فراغت کے بعد۔

یونہی بخاری و مسلم میں ایسا ہی واقعہ منفرد طرق سے مروی ہے جس میں نبی علیہ السلام کی تاکید کا ذکر نہیں ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۲

قرآنِ نبیؐ۔ ابو بکرؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !

لا یتبعنی اقدم فیہم ابو بکر اذ یرحمہم غیرہ
جس قوم میں ابو بکرؓ وہاں کسی اور کو امامت کا حق ہی نہیں۔
اسے زندگی نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

حدیث

یہی حدیث ترمذی نے سیدہ سے یوں روایت کی ہے کہ (تقریب الوصال) نبی صلیہ السلام نے فرمایا ابو بکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اگر کسی اور کو یہ حکم فرماتے (تو شاید بہتر رہتا) آپ نے فرمایا جب تک ابو بکرؓ میرے کسی امتی کو امامت کا حق نہیں۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلیہ السلام انصار کے ایک

پڑھائیں۔

اسے بخاری و مسلم اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی طبیعت زیادہ نماز ہو گئی۔ تو حضرت بلال نماز کی اطلاع کرنے آئے آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے سیدہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر بڑے دیگر آدمی ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوتے ہی گلو گیر ہو جائیں گے۔ اور کچھ سنائی نہ دے گا۔ بہتر ہے کہ عمرؓ کو یہ حکم فرمائیں، آپ نے پھر فرمایا۔ ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے سیدہ کہتی ہیں میں نے حفصہؓ سے کہا آپ یہ گزارش کریں تو ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر

۱۔ شیعہ کتب میں بھی یہ معرکہ آراء حدیث موجود ہے۔ چنانچہ شیخ ابراہیم بن حسین شیعہ اپنی کتاب درۃ نجفیہ شرح نہج البلاغہ مطبوعہ قرآن ۲۲۵ میں لکھتا ہے۔

فلما اشتد به المرض أمر أبا بكر أن يصلي بالناس..... فالشيعة تزعم أنه لم يصلي بهم إلا صلوۃ واحدة..... والصحيح عندی وهو الآخر ألا شغلها لم تكن آخر الصلوۃ في حياتهم صلى الله عليه وسلم بالناس جماعة وان أبا بكر صلى بالناس بعد ذلك يومين ثم مات۔

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض بڑھ گئی تو آپ نے ابو بکر کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ تو شیعہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو صرف ایک نماز پڑھائی ہے۔ مگر میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی زیادہ مشہور بھی ہے کہ یہ نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی آخری نماز تھی اور ابو بکر اس کے بعد بھی لوگوں کو دھرم تک نماز پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

ایام مرض وفات میں نبی علیہ السلام نے اعلان خلافت کے لیے آپ کو امام بنایا

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کی تکلیف بڑھ گئی۔ تو آپ نے فرمایا جاؤ ابو بکر کو میرا حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر رقیق القلب ہیں۔ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو شدت غم سے رو پڑیں گے اور لوگوں کو کچھ سنائی نہ دے گا۔ آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے۔ سیدہ نے اپنا کلمہ پھر کہا۔ آپ نے فرمایا۔

انکنت صوبسات یوسف مروا ابابکر فلیصل بالمتاس

تم بھی یوسف والی عورتیں ہو دینی یوسف علیہ السلام پر جب حضرت زینب فریفتہ ہو گئیں تو مہر کی عورتوں نے ان پر طعنہ زنی کی کہ زینب کا دماغ چل گیا ہے۔ بظاہر تو وہ زینب پر اعتراض کر رہی تھیں۔ مگر حقیقت میں اس سے ان کا مقصد دیدار یوسف حاصل کرنا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرما رہے ہیں کہ تم بھی حضرت ابو بکر کی اہمیت کے حکم کی بظاہر مخالفت کر رہی ہو مگر حقیقت میں تم چاہتی ہو کہ انکی امانت کے لیے مزینا کیوں حکم آجائے۔ تاکہ کسی کو ان کا رکی گنجائش نہ رہے۔ ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز

آپ غضب میں تھے۔

یہ دونوں روایتیں الہوداؤد میں مروی ہیں اور احمد بن حنبل نے اس حدیث کا معنی روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن زعمہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض بڑھ گئی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ پاس موجود تھا بلال حبشی نماز کی اطلاع کرنے کے لیے آئے آپ نے کہا کسی سے کہو نماز پڑھا دے عبداللہ کہتے ہیں میں باہر آیا۔ عرض لوگوں میں موجود اور ابو بکرؓ غیر موجود تھے میں نے عرض سے کہا اٹھیے اور نماز پڑھائیے! وہ اٹھے تکبیر کہی نبی علیہ السلام نے آواز سنی کیونکہ ان کی آواز طبعی بلند تھی، تو فرمایا ابو بکر کہاں ہیں؟ یہ بات نہ اللہ کو منظور ہے نہ مومنوں کو چنانچہ آپ نے ابو بکر کو بلا بھیجا وہ آئے جب نماز پڑھائی جا چکی تھی۔ تو بعد انہوں نے ہی نماز پڑھوائی۔ عبداللہ بن زعمہ کہتے ہیں مجھے عرض نے کہا افسوس ہے تم پر میرے ساتھ تم نے کیا کر دیا۔ اے عبداللہ! قسم بخدا جب تم نے مجھے نماز کا کہا تو میں سمجھا نبی علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے۔ ورنہ میں کبھی نہ نماز پڑھتا میں نے کہا قسم بخدا مجھے نبی علیہ السلام نے کسی خاص آدمی کے لیے حکم نہیں دیا تھا میں نے ابو بکر کی غیر موجودگی میں آپ کو زیادہ حق دار سمجھ کر امامت کرنے کو کہہ دیا۔

تشریح:

مذکورہ احادیث نصف النہار سے زیادہ واضح ہیں اور خلافت ابی بکر کے ملنے

بجاء ہی ہیں۔

غم ناک آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ نے فرمایا تم بھی یوسف والی غورتیں ہو۔ جاؤ ابو بکر سے کہو دوگوں کو نماز پڑھائے۔

اسے ابو حاتم اور شعبہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے بھی روایت کیا ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں سیدہ حفصہؓ نے سیدہ عائشہؓ سے کہا مجھے تمہاری طرف سے بھلائی نہیں ملی ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

تشریح:

بنہاری و مسلم کے بعض طرق میں یوں بھی مروی ہے کہ ابو بکر کو جب یہ حکم موصول ہوا تو انہوں نے عمرؓ سے کہا آپ نماز پڑھائیں، عمرؓ نے کہا آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ایام مرض نبی میں آپ ہی نماز پڑھاتے رہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض شدت اختیار کر گئی۔ ایک روز میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کے حضور بیٹھا تھا کہ بلال آگئے اور نماز کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کسی کو نماز پڑھانے کا کہہ دو عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں میں باہر آیا حضرت عمرؓ سامنے بیٹھے تھے اور ابو بکرؓ غیر حاضر تھے۔ میں نے کہا عمر! نماز پڑھائیں! عمرؓ آگے بڑھے اور تکبیر بھی نبی علیہ السلام نے ان کی آواز سنی تو فرمایا ابو بکر کہاں ہے؟ (اس کے ہونے ہوئے کسی اور کی امامت کا یہ امر نہ اللہ کو پسند ہے) مسلمانوں کو۔ آپ نے ابو بکر کو بلا بھیجا، جب کہ نماز مذکورہ عمر فاروق نے ہی پڑھاؤں تھی۔

دوسری روایت میں ہے جب آپ نے عمر فاروق کی آواز سنی تو اپنے حجرے سے صحر باہر نکلا اور فرمایا نہیں! نہیں! نہیں! نماز ابو بکر ہی پڑھائے گا۔ یہ کہتے ہوئے

سے پردہ فرما گئے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مرض میں ابو بکر صدیق ہی نمازیں پڑھایا کرتے تھے جب پیر کا روز آیا لوگ صف بستہ ہو نماز تھے تو نبی علیہ السلام تے پردہ اٹھایا ہم نے آپ کو ایک نظر دروازے میں کھڑے دیکھا آپ کا چہرہ ایسے تھا جیسے قرآن کا ورق، نبی علیہ السلام مسکرا اٹھے۔ الحدیث۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

نبی علیہ السلام کے حکم سے آپ نے نماز پڑھائی اور نبی علیہ السلام نے پیچھے پڑھی

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی آخری نماز وہ تھی۔ جو آپ نے لوگوں کے ساتھ ایک، کپڑے میں لپیٹے ہوئے ابو بکر صدیق کے پیچھے پڑھی۔

اسے نسائی اور طبرانی نے معجم میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

حضرت جابرؓ سے بھی یہی روایت ہے سہل بن سعید اور سیدہ عائشہؓ سے بھی اسی طرح کی روایات ہیں جو ابن مہبان سے روایت کی ہیں۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر کو چاہیے لوگوں کو نماز پڑھانے سیکھ جائے عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر دیگر آدمی ہیں آپ عمرؓ کو یہ بات کہیں نہ سنے کہا جب تک ابو بکر میں کیسے آگے ہو سکتا ہوں چنانچہ ابو بکر نے نماز پڑھاٹی۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت حمید اللہ بن عقیلؒ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو نماز صبح پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے نماز شروع کی نبی علیہ السلام کو کچھ افاقہ محسوس ہوا آپ صفوں کو پھاڑتے ہوئے آگے آگے ابو بکر نے محسوس کر لیا اور جان گئے کہ اس طرح صرف نبی علیہ السلام ہی آ سکتے ہیں تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے انہیں وہیں کھڑا کر دیا اور خود ابو بکر کی دائیں طرف (مصلایہ) بیٹھ گئے۔

اسے امام شافعی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور اسے ابن اسحاق نے

بھی روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام تین دن مسجد میں تشریف نہ لائے (پہلے دن) نماز کھڑی ہوئی ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھنے والے تھے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے دروازے کا حجاب اٹھوایا (یہ دروازہ مسجد کے اندر رکھتا تھا) صحابہ کہتے ہیں جب ہم نے آپ کا چہرہ انور دیکھا تو وہ ایسا پر کیف منظر تھا جو ہمیں پھر کبھی حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے اشارہ کیا کہ ابو بکر آگے بڑھے اور نماز پڑھائے یہ کہہ کر آپ نے پردہ گرا دیا اس کے بعد آپ ایسا نہ کر سکے اور دنیا

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے، غرضی اور ابو حاتم بھی راوی ہیں۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس کچھ مانگ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا پھر آنا۔ بولی یا رسول اللہ! اگر میں لوٹ کر آؤں اور تجھ کو نہ پاؤں تو؟ آپ نے فرمایا۔

إِنْ جِئْتِ فَلَمْ تَجِدْنِي فَأَتِ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ الْخَلِيفَةُ مِنْ بَدْنِي۔

(اگر تم آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔ وہ میرے بعد خلیفہ ہوگا)

درہ دی عن جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ۔ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ

اللَّهُ، أَيْتُكَ أَنْ رَجَعْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ؟ (تَعْنِي الْمَوْتَ) قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْنِي

فَأَتِي أَبَا بَكْرٍ،

ترجمہ: حضرت جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئی اور اس نے اپنے کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو فرمائی آپ نے فرمایا تم دوبارہ آنا

وہ کہنے لگی اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ

کا وصال ہو چکا ہو تو آپ نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔

اسی طرح علامہ طوسی نے اسی مذکورہ صفحہ پر ابو مالک اشجعی کی روایت سے یہ حدیث

بھی نقل کی ہے کہ اہل خیر میں سے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ سو اونٹ کھجوروں کے

لہرواکہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اسے اس کا وظیفہ دیا تو وہ کہنے لگا مجھے ڈر ہے کہ

آپ کے بعد مجھے یہ وظیفہ نہیں ملے گا آپ نے فرمایا کہ ڈر نہیں ملتا رہے گا وہ آدمی کہتا ہے میں

کے بعد حضرت علی کے پاس میرا گذر ہوا میں نے انہیں ساری سنائی، وہ کہنے لگے تم جا کر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ کے بعد وظیفہ کون دے گا؟ تو میں واپس گیا اور آپ سے

سوال کیا آپ نے فرمایا ”ابو بکر دے گا“

حدیث

حضرت اسماء بنت صدیق اکبر کہتی ہیں میرے والد ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جب کہ مزید کپڑے بھی آپ کے تھے میں نے عرض کیا ابا جان آپ کے اور کپڑے بھی ہیں (پھر ایک میں نماز کیوں؟) آپ نے فرمایا: اے پیاری بیٹی انبی علیہ السلام نے اپنی نمازوں میں نماز جو آپ نے میرے پیچھے پڑی تھی ایک ہی کپڑے میں ادا فرمائی تھی۔

حدیث

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۵

نبی علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد والے معاملات خود ابو بکر کے حوالے کر دیئے تھے تاکہ ان کی خلافت لوگوں میں واضح ہو جائے۔

حدیث

حضرت جبریلؑ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی اسے کوئی چیز چاہیے تھی آپ نے فرمایا دوبارہ آنا۔ وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ نہ ہوں یعنی وصل ہو چکا ہو یا نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آ جا نا۔

۱۔ یہ حدیث تلمیذ اشافی جلد ۱ ص ۳۹ میں شیعوں کے شیخ الطائفة علامہ طوسی نے بھی الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

میں مجھے فرمایا۔ ادعیٰ لی ابا بکر اباک ولخاک حتی اکتب کتاباً فاتی
اخاک ان تلیمنی متمن ویقول قائل انا ولی ویابی اللہ
والمؤمنون الا ابا بکر۔

اُبُو بکر اور ان کے بیٹے کو بلا لاؤ، تاکہ میں انہیں پر وائے کچھ دوں اور کچھ کسی
کے دل میں ایسی نشانہ نہ جائے اور کوئی اس پارہ میں تھکلا کر کے والا باقی
نہ رہے جب کہ ابو بکر کے علاوہ یہ کام نہ اللہ کسی کو دیگا نہ اہل السلام
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سیدہ عائشہ ہی روایت ہے کہ انہوں نے (سیدہ نے) کہا ہائے میرا سر نبی علیہ السلام
نے فرمایا اگر وہ بات (تمہاری موت) ہو گئی اور میں زندہ ہوا تو تمہارے لیے دعا و استغفار
کروں گا۔ سیدہ عائشہ نے کہا ہائے ہلاکت۔ قسم بخدا مجھے یوں لگتا ہے۔ جیسے آپ چاہتے
ہیں کہ میں مرجاؤں اور آپ اسی دن دوسری نشادی کر لیں نبی علیہ السلام نے فرمایا
نہیں میرا اپنا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے میں نے تو ارادہ کیا ہے کہ ابو بکر اور ان کے بیٹے
کو بلاؤں اور عہد دے دوں تاکہ بعد میں کوئی اس حکومت کی امانت نہ کر سکے نہ
بھگوان بھگوان نے سوچا (مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے) اللہ اور اہل اسلام اس کے علاوہ
کچھ چاہتے ہی نہیں رہے۔ اسے صرف بخاری نے روایت کیا ہے۔

یعنی ہماری ذکر کردہ اخبار اگرچہ بطریق احاد مذکور ہیں مگر جس معنی پر وہ مشتمل ہیں وہ متواتر ہے
تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات
فرمائی ہیں ان پر مشتمل احادیث بھی معنا متواتر ہیں اور یقین کامل کا فائدہ دیتی ہیں

لے کیونکہ تشدید کتب میں تصریح ہے کہ اللہ نے حضرت علی کو نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ بنانے
سے انکار کر دیا تھا چنانچہ تفسیر فرات المونی مطبوعہ نجف اشرف ص ۱۸ میں ہے کہ ایک بار تفسیر راوی
باب نے حضرت امام جعفر سے ایک فریاد کہ لیس لك من الامر شیئی۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۶

نبی علیہ السلام نے آپ کی خلافت کی تحریر لکھنا چاہی تھی پھر اس خیال سے کہ انہی کی خلافت اللہ اور مسلمانوں کو منظور ہے

آپ نے یہ ارادہ چھوڑ دیا

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی مرضی

علامہ طوسی نے یہ ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے کہ قیس بنی معطک نے ایک آدمی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپ سے یہ پوچھے کہ آپ کے بعد ہمارے اموال زکوٰۃ و عشر کون وصول کرے گا۔ وہ آدمی مدینہ طیبہ میں آیا اور حضرت علی سے ملا اور یہی سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تم خود ہی بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ سکتے ہو اور پوچھ کر مجھے بھی بتانا۔
فَسَأَلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ اس نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا، ابو بکر۔

ان تمام احادیث کو نقل کر کے علامہ طوسی نے تاویلات و شبہات کا بازار گرم کر دیا۔
مخملہ یہ کہ مذکورہ احادیث اخبار احاد ہیں اس لیے حجت نہیں ہیں مگر وہ یہ بھول گیا کہ خبر واحد صحیح قابل حجت ہے خصوصاً جب دیگر صحیح احادیث سے اسے تائید مل جائے تو اس کی حجت نزدیک ہی ہو جاتی ہے، یہی علامہ طوسی اپنی اسی کتاب تلمیذ الشافعی جلد ۱ ص ۸۷ میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ حضرت علی کا دست ابو بکر پر عبور بیعت کرنا اخبار احاد میں آیا ہے اور یہ قابل حجت نہیں ہوتی لکھتا ہے۔ کل غیر ہماز کو نہاہ وان کان وارداً من طریق الاحاد

فان معناه الذی تضمنته متواتر بہ :

سوا کچھ چاہتے ہی نہیں۔ سیدہ فرماتی ہیں پھر واقعی اللہ نے اور اہل اسلام نے میرے والد کے علاوہ کسی کو (حکومت کے لیے) پسند نہ کیا اور وہی حاکم بنے اسے صاحب دو فضائل ابی بکر، نے روایت کیا اور صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی مرض و وفات حضرت علی اور دیگر افراد خاندان رہ گئے تو حضرت عباسؓ نے یوں عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنْ يَكُنْ هَذَا اَلَا مَرَقِنَا مُسْتَقْرًا مِنْ بَعْدِكَ فَبَشِّرْنَا وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ نَغْلِبَ عَلَيْهِ فَاَقْضِ بِنَا فَقَالَ اَنْتَوُا السُّتُخْعِفُونَ مِنْ بَعْدِي وَاَصَمْتُ، فَهَضَّ الْقَوْمَ وَهَضَّ يَبْكُونَ قَدْ يَكْسُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد یہ حکومت ہمیں حاصل ہونے والی ہے تو ہمیں بشارت دے فرمائیں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیں، آپ نے فرمایا میرے بعد تم بے بس کر دیئے جاؤ گے، یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے، تو یہ لوگ (بنی ہاشم) روتے ہوئے کھڑے ہو گئے یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مایوس ہو چکے تھے۔

۱۔ اعلام الوری ابوالفضل بن حسن طبرسی ص ۱۲۴ مطبوعہ بیروت جلد ۱

۲۔ ارشاد شیخ مفید ص ۹۹ مطبوعہ قم ایران

۳۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین مطبوعہ یوسفی وعلی ص ۳۳۶

جب گھوڑے آپ کے پاس افراد خانہ کے سوا کوئی دوسرا صحابی نہ تھا ایسے میں گھوڑوں کے ہزار کے باوجود آپ کا انکار فرمانا اور ان کا روتے ہوئے کھڑے ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق کے متعلق اپنی رائے علم الہی قائم کر چکے تھے۔

حدیث :-

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے عبد الرحمن بن ابی بکر سے کہا۔ میرے پاس لوہے یا لکڑی کا کوئی تختہ لاؤ تاکہ میں ابو بکر کے لیے پروانہ (حکومت) لکھ دوں تاکہ اس بارہ میں کوئی اختلاف نہ رہے جب عبد الرحمن جانے لگے تو آپ نے فرمایا (رہنے دو) اللہ اور مسلمانوں کو ابو بکر کے علاوہ کوئی منظور ہی نہیں۔

اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کو مرض کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو فرمایا ابو بکر کو بلاؤ تاکہ میں اسے تحریر دے دوں اور اس امر (حکومت) میں کسی دوسرے کو طمع باقی نہ رہ جائے بلکہ پھر آپ نے فرمایا اللہ اور ایمان والے اس کے (اے نبی تجھے اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں) کا مطلب پوچھا، آپ نے فرمایا۔

اِنَّ سَوَّلَ اللّٰهُ صَاحِبِیْ عَلَیْہِ وَسَلْعَ حَرَصَ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَمْرُ
لَا مِیْلَ لِمَنْ مِّنْہُمْ دَعَا مِنْ یَّحْدِیْ فَاَجَبَ اللّٰہُ الْغَیْرَ

ترجمہ : بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بڑی حرص کی کہ آپ کے بعد یہ حکومت علی رضی اللہ عنہ کیسے ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

وجہ صرف وہی تھی جو اوپر بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قیمت پر ابو بکر کو ہی خلافت دینا چاہتا تھا۔ لہٰذا یہی مطالبہ حضرت علی اور حضرت عباس نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایام مرض میں پیش کیا تھا کہ اگر یہ حکومت آپ کے بعد ہمیں ملتی ہے تو ارشاد فرمادیجئے، تو آپ نے کیا فرمایا۔

چنانچہ شیعہ کتب میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریب ایک بار صحابہ کرام آپ کے پاس بیٹھے تھے، جب سارے لوگ چلے گئے اور آپ کے پاس حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہ

نبی علیہ السلام نے پھر فرمایا۔ کج کسی نے مسکین پر صدقہ کیا ہے؟ صحابہ خاموش رہے۔ ابو بکر نے عرض کیا۔ ”میں نے“ فرمایا کسی نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ! میں نے کی ہے“ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضری بار آپ نے فرمایا۔ مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ ابو بکر بولے ”یا رسول اللہ میں نے“ تو نبی علیہ السلام مسکراتے اور فرمایا اس خدا کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا جس شخص نے ایک دن میں یہ سارے کام کیے اس کے لیے جنت ضروری ہو گئی۔ اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا کسی نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ ابو بکر نے کہا۔ میں نے رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کسی نے مرثیہ کی مزان پر سی کی ہے؟ ابو بکر نے کہا میں نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی جنازہ کے ساتھ چلا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں چلا ہوں۔ سیدہ فرماتی ہیں چوتھی بات جو نبی علیہ السلام نے پوچھی تھی مجھے معلوم نہیں سکی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جس شخص کے لیے یہ چاروں کام (ایک دن میں) یکجا ہو گئے۔ اللہ اس کے لیے جنت میں محل بنائے گا۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابی جبراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے جنازہ کی پیروی کی ہو۔ ابو بکر نے کہا میں نے کی ہے۔“ فرمایا کسی نے مسکین پر صدقہ کیا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں نے کیا ہے۔ فرمایا آج کسی کا روزہ ہے؟ ابو بکر نے کہا ہاں میرا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! آپ جنت میں دوسروں

میں فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! عید الفطر بن ابی بکر کو بلا لاؤ تاکہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے پروانہ رکھ دوں تاکہ کسی کو اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ اور پناہ ہے اللہ کی اس بات سے کہ اہل اسلام میں سے کوئی ابو بکر کی مخالفت کرے۔

اسے صاحب "فضائل" نے روایت کیا اور غریب قرار دیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵

آپ ایک ہی دن میں کئی قسم کی نیکیوں میں پہل کر گئے

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کسی نے روزے کے ساتھ صبح کی ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "میں نے"، آپ نے فرمایا آج کسی نے کسی کے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ ابو بکر بولے "میں نے"، آپ نے فرمایا کسی مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ ابو بکر نے عرض کیا "میں نے" کی ہے، "یہ سن کر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

مَا اجْتَمَعَنَ فِي امْرَأٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ
”جس شخص میں یہ نیک اعمال (ایک دن میں) اکٹھے ہو گئے وہ جنتی ہو گیا۔“

اسے احمد بن حنبل اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کسی نے روزہ رکھ کر صبح کی ہے؟ لوگ خاموش تھے ابو بکر بولے یا رسول اللہ! "میں نے"

مسجد پر بارہ نان صدقہ کرنے کے عنوان سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تشریح :

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے جو ہم انکے خصائص میں بیان کریں گے۔ تو ممکن ہے یہ واقعہ دوبارہ ہوا ہو ایک بار مذکورہ اعمال صالحہ ابو بکرؓ میں پائے گئے ہوں اور دوسری بار عمر فاروقؓ میں۔

حدیث :

صلہ بن زفر سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰؓ کے سامنے جب ابو بکر صدیقؓ کا ذکر پھیرتا تو وہ فرماتے ابو بکر شائق تھے (یعنی نیکیوں میں سب سے آگے نکل جانے والے) قسم بخدا کسی نیک کام میں جب بھی ہمارا مقابلہ ہوا ابو بکرؓ آگے نکل گئے۔
اے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۵۱

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آپؓ ہی نے پڑھایا
قسم بخدا سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ ابو بکرؓ ہی پڑھائیں گے حضرت علیؓ

حدیث :

مالک امام جعفر صادقؓ سے وہ امام باقرؓ سے اور وہ امام ترین العابدینؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی رحلت مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی۔ ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، زبیر اور عبد الرحمن بن عوف موجود تھے۔ جب جنازہ لا کر رکھا گیا تو علی مرتضیٰؓ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ آگے بڑھو! انہوں نے فرمایا جناب علیؓ! آپ موجود ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے مگر آپؓ آگے آئیں قسم بخدا آپؓ کے سوا کوئی دوسرا شخص جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ چنانچہ ابو بکر صدیقؓ نے نماز پڑھائی اور انہیں رات ہی میں

سے چالیس برس پہلے جائیں گے۔
حدیث

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی علیہ السلام نے نماز فجر سے فارغ ہو کر فرمایا آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے روزہ کی نیت نہیں کی اور نہ ہی ایسا ارادہ ہے۔ ابو بکر صدیقؓ بوسے یا رسول اللہ! رات کو میرا ارادہ تھا اور صبح میں روزے سے تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آج کسی نے مرین کی عبادت کی ہے؟ عمر فاروقؓ بوسے یا رسول اللہ! ابھی تو ہم نماز سے فارغ ہوئے ہیں۔ اور مسجد سے باہر بھی نہیں نکلے۔ مرین کی عبادت کیسے کرتے۔ ابو بکر صدیقؓ گویا ہوئے یا نبی اللہ! میرا بھائی عبدالرحمن بن عوف بیمار ہے میں گھر سے اٹھ کر انکی طرف گیا مراح پر سی کی اور مسجد میں آ پہنچا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آج کسی نے راہ خدا میں صدقہ بھی دیا ہے؟ عمر فاروقؓ پر داز ہوئے، رسول خدا! نماز پڑھ کر ابھی ہم آپ کے ہاں سے غائب نہیں ہوئے صدقہ کیونکر ممکن ہے؟ ابو بکر نے لب کشائی کی یا رسول میں عبدالرحمن بن عوف کی عبادت کر کے مسجد کو آیا دیکھا کہ دروازہ پر ایک سائل ہے میرے ساتھ میرا پوتا بھی تھا۔ جس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا میں نے بچے سے لے کر وہ سائل کی بھولی میں ڈال دیا۔

یہ سن کر نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ سے دوبارہ فرمایا تمہیں جنت کی بشارت ہو، عمر فاروقؓ نے اہ بھری (کہ انھوں میں یہ اعمال نہ کر سکا) نبی علیہ السلام نے ان کی حسرت کو دیکھ فرمایا اے اللہ! عمر پر رحمت نازل فرما۔ عمر خوش ہو گئے۔ اور کہا میں نے جب کبھی کسی بھلائی میں ابو بکرؓ سے بڑھنا چاہا تو وہ مجھ سے آگے نکل گئے۔

ان الفاظ سے اسے علمی نے روایت کیا ہے جب کہ ابو داؤد نے بھی دروازہ

سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد ابو بکر کی بیعت کی ہے۔ اور بیعت نہ ہونے کے باوجود مذکورہ بات کہتا علی مرتضیٰ کے مناسب حال نہیں مگر ممکن ہے۔ سیدہ کے کے وصال پر ابو بکر صدیق وغیرہم صحابہ کے آپ پر علی مرتضیٰ ان سے متفق ہو گئے ہوں اور بیعت کر لی ہو اور بعد میں ان سے نماز پڑھوائی ہو۔



خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵۹

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق سے راضی خوشنمیاً
سے گئی ہیں

حدیث

عامر سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق سیدہ فاطمہ کے پاس آئے جب کہ ان کی مرض شدت اختیار کر چکی تھی۔ اندر کرنے کی اجازت چاہی، علی مرتضیٰ نے کہا۔ بنت رسول! دروازہ پر ابو بکر کھڑے ہیں۔ اندر آنا چاہتے ہیں۔ فرمایا سرتاج! آپ کو منظور ہے؟ حضرت علی نے فرمایا بالکل، تو ابو بکر اندر آئے کچھ معذرت کی باتیں ہوئیں۔ تو سیدہ فاطمہ ان سے راضی ہو گئیں۔

حدیث

اوزاعی روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر پر ناراض تھیں۔ ابو بکر آئے سیدہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے جبکہ کڑھتی دھوپ پڑ رہی تھی

دفن کر دیا گیا۔ اسے بصری نے اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔
تشریح :

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس جنازہ میں ابو بکرؓ نے چار بجیکر میں کہیں دمگ
یہ بات صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ بخاری میں ہے، علی مرتضیٰ نے

لے شیعہ کتب میں مراحا نہیں اشارہ اور اصولاً ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ ابو بکر صدیقؓ کے
پڑھایا۔ اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اہل بیت اور صحابہ کرام خصوصاً سیدہ فاطمہؓ اور ابو بکرؓ کے ایمن
کسی قسم کی عداوت نہ تھی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

شیعہ کتب میں موجود ہے کہ جب امام حسنؓ وفات ہوئے تو امام حسینؓ کی میت پورے کے باوجود گورنر
مدینہ سعید بن العاصؓ سے ان کا جنازہ پڑھوایا اور ساتھ یہ فرمایا۔

تَقَدَّمَ فَلَوْلَا اَحْتَسَنَتْ مَا قَدَّمْتُكَ۔

ترجمہ : آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ اگر یہ سنت پہلے سے جاری نہ ہوتی تو میں تمہیں کبھی آگے
نہ بڑھانا نماز پڑھانے کے لیے

۱۔ مقالہ الطالیین (البر الوضوء) صفحہ ۱۵۶

۲۔ ابن ابی عمیر شرح تلح البلدان ص ۱۸

امام حسینؓ کے اس ارشاد کا مطلب صاف طور پر یہی ہے کہ چونکہ پہلے سے اسلام میں یہ
طریقہ جاری ہے کہ حاکم وقت ہی نماز جنازہ پڑھاتا ہے خواہ وہی میت موجود بھی ہو اس لئے اسے سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ پڑھاؤ
اوداس کی گنت ہے۔ کہ سیدہ فاطمہؓ ہر امنی اللہ عنہا کے وصال کے وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے
وقت تھے معلوم ہوا انکی نماز حضرت صدیق اکبرؓ نے پڑھائی تھی۔ جب کہ کتب اہل سنت میں ابو بکر
صدیقؓ کا سیدہ کا جنازہ پڑھانا امر احتمالاً مذکور ہے دیکھیے طبقات ابن سعد ص ۲۲ ذکر نبی رسولؐ
کنز العمال ص ۳۶۱ اور سنن بیہقی۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲

خلیفۃ الرسول صرف آپ کا مشہور زمانہ لقب ہے

حدیث

ابن ابی بکر کہتے ہیں میں نے ایک بار صدیق اکبر کو اسے خلیفہ خدا کہہ کر پکارا۔ آپ نے پٹ کر مجھے فرمایا میں خلیفہ خدا نہیں خلیفہ رسول خدا ہوں۔ اور مجھے اسی پر فخر ہے۔ اسے احمد بن حنبل اور ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے یزید بن ابی سفیان (امیر معاویہ کے بھائی) کو شام کی طرف (عامل بنا کر) بھیجا اور الوداع کہنے کو دو میل تک ساتھ چلے تو کہا گیا۔ اے خلیفہ رسول خدا! اب واپس ہو جائیے! آپ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جس کے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہو جائیں اللہ اس پر نار جہنم حرام کر دیتا ہے۔ اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

اے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی دین کے ساتھ یہ وابستگی و الفت کی کتنی اعتراف اہل تشیع کو بھی کرنا پڑا ہے پناہ چھڑنا مذمتی شیعہ تاریخ حالات خلفاء جلد اول ۸۷۰ میں لکھتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے لشکر اسامہ کو شام کی طرف بھیجا تو دو روز تک لشکر کے ساتھ پیدل چلتے رہے۔ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے گھوڑا پیش کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ! بد نشیں اسامہ و دیگر مرد مہم سے گفتگو پیادہ چند توان طے مسافت گرد و بر نشیں! ابو بکر گفت چندازیگو نہ سخن کیند مگر نشیند کہ رسول خدا فرمود من ان غرت قدماہ فی سبیل اللہ حرم اللہ بدنہ علی النار۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

اور کہا جب تک اللہ کے رسول کی تخت جگر مجھ سے راضی نہ ہوئی میں یہاں سے نہیں
ہوؤں گا۔ چنانچہ ابو بکر اندر آئے اور راضی ہونے کی قسم دی تو وہ راضی ہو گئیں۔
اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

۱۔ شیعہ فرقہ ہمیشہ سے ایسی روایات کو دلیں بنا کر کہتا ہے کہ ثابت ہوا۔ ابو بکر نے
سیدہ فاطمہ کا بارغ ندک چھین کر ان پر ظلم کیا تھا جب ہی وہ ناراض تھیں مگر ان کی یہ بات قطعی
غلط ہے اور مذکورہ روایات سیدہ فاطمہ کی نشان پاک کے اسرفلان اور ناقابل اعتبار ہیں۔
انہی دو مذکورہ حدیث ۱۲۱ اور ۱۲۸ کو لے لیں ان میں کچھ بیان نہیں کیا گیا کہ یہ کس صحابی سے
مروی ہیں، اگے صحابی سے کس تابعی نے حاصل کیں، پھر امر واقع ہے کہ فدک کے متعلق جو شبہ
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذہن میں تھا کہ یہ بارغ مجھے بطور میراث ملنا چاہیے حضرت ابو بکر صدیق نے حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا کہ کہ انبیاء کی مالی میراث نہیں ہوتی وہ شبہ دور کر کے انہیں مطمئن
کر دیا تھا اور اس فیصلے سے راضی ہو گئیں تھیں خود تفسیروں کی معتبر ترین کتاب ابن مہتمم شرح ہجیم
البلد نہ جلد ۵ ص ۱۰۰ میں ہے، فَرضیت فاطمة واخذت علیہ العهد
کہ سیدہ فاطمہ ابو بکر صدیق کے فیصلے سے راضی ہو گئیں اور اس عہد میں لے لیا۔

حدیث

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں ہم نے ایسی چار پشتیں جنہوں نے لکھ تار نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل کی ہوں چار افراد کے سوا نہیں دیکھیں - ۱ - ابو قحافہ - ۲ - ابو بکر صدیق - ۳ - عبد الرحمن بن ابی بکر - ۴ - ابو عقیق بن عبد الرحمن بن ابی بکر ابو عقیق کا نام محمد ہے -

اسے قاضی ابو بکر بن مخلد نے روایت کیا ہے اور ابو عقیق نبی علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں -

تشریح :

امام بخاری فرماتے ہیں ابو عقیق نے نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل کی اور وہ رضی اللہ عنہم کی صفت میں شامل ہیں مگر ان سے روایت ثابت نہیں - تاہم یہ ایسی خصوصیت ہے جو ابو بکر صدیق کے گھرانہ کے سوا کہیں نہیں مل سکتی خواہ ابو عقیق سے روایت تسلیم کی جائے یا نہ -

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

وہ قرآنی آیات جو آپ کے حق میں یا آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں

پہلی آیت: **إِلَّا تَتَصَرَّوْهُ فَقَدْ نَصَرُوا اللَّهَ إِذَا الْخُرُجَةُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَثَانِي اثْنَيْنِ إِذَا هُمْ فِي الْأَرَاذِلِ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَخْرُجْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَآتَاكَ اللَّهُ سَيِّئَةً عَلَيْهِ** -
ترجمہ :

اگر تم نبی علیہ السلام کی مدد نہیں کرتے تو اللہ نے ان کی مدد کی تھی جب کافروں نے انہیں انکھڑے سے نکلنے پر مجبور کیا - دو میں سے دوسرا جب وہ

تشریح :

جب لوگ مرتد ہوئے اس وقت ابو بکر صدیق نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اس کا تذکرہ ہو چکا۔ اس وقت حضرت علی نے ابو بکر صدیق سے کہا تھا "اے خلیفہ رسول خدا! اور مخالفین و منافقین سب مانتے ہیں کہ آپ ہی کو خلیفہ رسول خدا کہا جاتا تھا اور کسی کو یہ لقب نہیں ملا"۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۶

آپ کی چار بیستیں صحابی اور راوی احادیث رسول خدا ہیں

ایسی چار بیستیں جنہوں نے یکے بعد دیگرے تو ان سے نبی علیہ السلام کی زیارت کی ایمان لائے۔ آپ کی کلام سنی اور آگے روایت کی، وہ یہ لوگ ہیں۔ ۱۔ ابو بکر صدیق، ۲۔ آپ کے والد ابو قحافہ، ۳۔ آپ کی بیٹی اسماء اور ۴۔ ان کا بیٹا عبداللہ بن زبیر۔ بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے نبی علیہ السلام کی صحبت تو کی ہے مگر روایت نہیں۔

تس جملہ: ۱۔ اے خلیفہ رسول خدا سوار ہو جائیں! آخر آپ پیدل کہاں تک چل پائیں گے۔ ۲۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم مجھے یہ کچھ کہہ رہے ہو مگر تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جس شخص کے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوئے اللہ نے اس کا بدن جہنم پر حرام کر دیا۔

۳۔ وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مرت ابوبکر صدیق ہیں۔ چکہ بعد والے خلفاء میں سے ہر کوئی اپنے سے پہلے خلیفہ کا خلیفہ تھا۔

تو اللہ کی رحمت پہلے ہی سے ہے۔

دوسری آیت:

وَلَا يَأْتِلِ أُنُورًا الْفَضْلُ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُبْقُوا أُولَى
الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمُوا
وَلِيَصْفَحُوا أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَحِيمٌ - (سورہ نور آیت ۲۲)

ترجمہ: اور نہ قسم اٹھائیں تم میں سے مال و وسعت دے کہ وہ کچھ (نہ) دیں گے
رشتہ داروں اور مساکین کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور
چاہیے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری
بخشنش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب منافقین نے محمد پر نہمت
لگائی تو مسطح بن اثاثہ جو ہمارے قریبی رشتہ دار تھے نے ان کی تصدیق کی ابو بکر صدیق
مسطح کو خرچہ دیا کرتے تھے تو ابو بکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ میں آئندہ مسطح کو کچھ نہ دوں گا
تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَأْتِلِ أُنُورًا الْفَضْلُ مِنْكُمْ

چنانچہ ابو بکر پکارا اٹھے خدا کی قسم میں تو چاہتا ہوں اللہ میری مغفرت فرمائے اور
انہوں نے فوراً مسطح کا خرچہ جاری کر دیا اور پھر کبھی اس میں کمی نہ آنے دی۔

۱۔ اس آیت مبارکہ کا شان صدیق اکبر میں نازل ہونا شیعہ مفسرین نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ
شیعوں کا سب سے بڑا مفسر علامہ فضل بن حسن طبرسی تفسیر مجمع البیان جلد ۲ ص ۳۳ میں
اسی آیت کے تحت لکھتا ہے۔ اِنَّ قَوْلَهُ لَا يَأْتِلِ أُنُورًا الْفَضْلُ مِنْكُمْ الْآيَةَ تَزَلَّتْ ذِابِیْ بَکَرٍ

دو لوں غار میں تھے۔ جب وہ (نبی علیہ السلام) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ رکھو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر (ابو بکر پر) اپنی رحمت سے اطمینان (رحمت) ڈال دی۔

اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں مذکورہ آئین میں سے احدا الاثنین ابو بکر ہیں (اور ثانی آئین نبی علیہ السلام) اور صاحب سے ابو بکر ہی مراد ہیں جبکہ بخاری مسلم کے حوالہ سے یہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث

حسنؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام اہل زمین کا عیب اور ابو بکر کی عظمت بیان کی ہے۔

اسے صاحب در فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔ اور واحدی نے شعبی سے یہی روایت کی ہے۔

حدیث

عمر بن الحارث سے روایت ہے کہ ابو بکر نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص سورہ توبہ پڑھ سکتا ہے؛ ایک شخص نے اٹھ کر سورہ توبہ کی تلاوت شروع کر دی جب وہ یہاں پہنچا۔

إِذَا يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَا
ابو بکر صدیق روپڑے اور کہا قسم بخدا میں ہوں ”صاحبہ“

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ

کا معنی ہے اللہ نے ابو بکر پر سکینت (رحمت) اتار دی۔ کیونکہ نبی علیہ السلام پر

ہیں اور اس سچائی (قرآن) کی تصدیق کرنے والے ابو بکر صدیق ہیں۔
اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے اور صاحب ”فضائل ابی بکر“
نے بھی روایت کیا ہے لہ
پانچویں آیت:

أَمَّنْ هُوَ قَانَتْ أَنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا
يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو حِمْلَهُ رَئِيهِ الْخ
(سورہ زمر آیت ۹)

ترجمہ: یا وہ شخص (اللہ کو محبوب ہے) جو رات کے پہروں میں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ
اور قیام کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے۔
حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی
ہے۔ اس کے دوسرے شان باگنزل بھی مروی ہیں۔
چھٹی آیت:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

اللہ معلوم ہوا اللہ کے ہاں ابو بکر صدیق صادق الایمان اور اہل تقویٰ ہیں اور شیعہ کتب میں بھی
اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

الذی جاء بهما الصدق رسول الله صلى الله عليه وسلم وصدق بهما ابو بكر
یعنی جو سچائی لیکر آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے اس کی تصدیق کی
وہ ابو بکر ہیں۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۳ ص ۶۵

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تیسری آیت

وَآتِيحُ سَبِيلِي مَنَ أَنَابَ إِلَيَّ - (سورۃ لقمان آیت ۵)

ترجمہ: اس شخص کے راستے پر چلو جو میری طرف (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کی نشان میں اتری اور خطاب

حضرت سعد بن ابی وقاص کو کہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی صلیہ السلام کی نشان

میں اتری اور خطاب ابو بکر صدیق سے ہے۔

اسے ماوردی نے روایت کیا ہے۔

چوتھی آیت: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ

هُمْ الْمُتَّقُونَ - (سورہ نمر آیت ۳۳)

ترجمہ: اور جو سچائی لے کر آیا اور جس نے اس تصدیق یہ لوگ ہی تقویٰ والے ہیں۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سچائی لے کر آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَمِنْ بَيْنِ أَتَانَةِ

ترجمہ: بے شک قول خدا لا یأتی الا بالفضل (ابو بکر صدیق اور طلحہ بن اٹانہ کے حق میں)

نازل ہوئی۔

معلوم ہوا ابو بکر صدیق اللہ کے ہاں صاحب فضل و تحکیم ہیں۔

آٹھویں آیت:

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَبْنُكَ ؕ وَبَلَغَ اَرْبَعَيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ
 اَوْزِنْ عَنِّي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ
 وَالِدَتِي وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِي فِيْ
 ذُرِّيَّتِي اِنِّيْ تَقَدَّسْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (سورہ احقاف آیت ۱۷)
 ترجمہ: ہاں آنکرمیں وہ پختہ عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا۔ تو اس نے دعا کی
 اے رب مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے
 مجھ پر اور میرے والدین پر اتاری ہیں اور یہ کہ میں نیک اعمال کروں جو تجھے
 پسند ہیں اور اے رب میری اولاد کی اصلاح فرما میں تیری جناب میں توبہ کرتا
 ہوں اور میں مسلمانوں سے ہوں۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کی نشان میں اتاری
 ہے۔ اللہ نے آپ کی مذکورہ دعائیں قبول فرمائیں۔ چنانچہ آپ کے والدین اور اولاد
 سب کے سب اسلام لائے۔

اسے عقیق بن خالد نے روایت کیا ہے جب کہ آپ کی والدہ کے اسلام میں یہ بات

گزر چکی ہے۔

نوریل آیت: لَا يَسْتَوِيْ مَنْ شَكَرَ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ
 وَقَاتِلَ (سورہ حدید آیت ۱۷)

ترجمہ: وہ شخص تم جیسا نہیں جس نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

حدیث

کبھی کہتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کے حق میں اتاری ہے۔

الْمَلَائِكَةُ الْأَتْفَافُ وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ
الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ۔

(سورہ خصلت آیت غ ۳)

ترجمہ: مہچھ لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر ڈٹ گئے۔ ان پر
فرشتے اترے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ نہ خون رکھو نہ غم۔ اور تمہیں بشارت ہو جنت
کی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

حدیث

ابن عباس فرماتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کے حق میں اتری ہے۔
اسے واحدی نے ذکر کیا ہے۔

ساتویں آیت:

أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرًا مِّنْ يَّاتِي آمِنًا يَوْمَ
الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: تو جسے جہنم میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے۔ یا وہ جو روز قیامت امن کے ساتھ
آئے گا۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہنم والا ابو جہل اور امن والا ابو بکر رضی
اسے تنبی نے روایت کیا ہے۔

گیارہویں آیت:

فَاَتَا مَنۡ اَعْطٰی وَاَتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَتَنٰیہُ
اِلٰی قَوْلہ - وَمَا لَہٗ حِجْرٌ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تَجْزٰی
اِلَّا اِبْتِغَاءً وَجَدَ رِبہٗ اِلَّا عَلٰی وِلْسُوۡتٍ یَّرٰۤی حٰی (سورہ احقاف آیہ ۱۸)

ترجمہ: تو جس نے مال خرچ کیا۔ (راہ خدا میں) اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی
تصدیق کی ہم جلد ہی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے..... اور اس
پر کسی کا احسان نہیں جس کا اس نے بدلہ دیا ہے۔ اس نے یہ کام صرف خدا کے
بزنز کی رضا کے لیے کیا ہے۔ تو جلد اس سے اللہ راضی ہو گا۔

حدیث

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو قحافہ نے اپنے بیٹے ابو بکر
صدیق سے کہا تم کمزور قسم کے غلام آزاد کرتے ہو حالانکہ انہی غلاموں نے آئندہ تمہارے
کام آنا اور حفاظت کرنا ہے۔ (اس لیے اعلیٰ غلام آزاد کیا کرو) ابو بکر نے فرمایا۔ والد
صاحب! میں جو نیت کرتا ہوں۔ وہ غلط نہیں ہوتی (یعنی میرا مقصد آزاد کردہ غلاموں سے
فائدہ لینا نہیں رضا الہی ہوتا ہے) انور آیات نازل ہوئیں جو صرف نشانِ صدیق اکبر
میں ہیں، اور یہ ساری سورہ آپ کے حق میں نازل ہے۔

اسے ابن اسحاق واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔ علاوہ انہیں
کچھ اور احادیث بھی ہیں جو اس آیت کا مفہوم واضح کرتی ہیں

لے اس آیت فَاَتَا مَنۡ اَعْطٰی وَاَتَّقٰی الخ کے تحت شیعہ مفسر علامہ مبرسی نے لکھا ہے

عن ابن الزبیر قال ان الآیة نزلت فی ابی بکر لانہ اشترى المذالیك

الذین اسلموا مثل بلال، وعامر بن فہیرہ وغیرہما واستقہما،

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

دسویں آیت: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءًا
أَوْ إِخْوَانًا أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ تَكْفُلُ

(سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: آپ نہ پائیں گے اس قوم کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائی ہے۔ کہ
وہ اللہ اور رسول کے دشمنوں سے محبت رکھیں۔ چاہے وہ ان کے
باپ دادا بھائی یا رشتہ دار ہوں۔ انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے
ایمان راسخ کر دیا ہے۔

حدیث

ابن جریر کہتے ہیں ابو قحافہ نے (قبول اسلام سے پہلے) ایک بار نبی علیہ السلام کی
نشان میں بے ادبی کی ابو بکر صدیق نے انہیں شدید ترین تھپڑ رسید کر دیا۔ پھر نبی علیہ السلام
کو تنبیہ آپ نے فرمایا۔ تم نے ایسے ہی کیا ہے، عمن کیا درہن، آپ نے فرمایا آئندہ
ایسا نہ کرنا۔ ابو بکر کہنے لگے یا رسول اللہ اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اسے قتل بھی
کر دیتا۔ تو یہ آیت ان ہی سے

اسے واحدی اور ابوالفرز نے روایت کیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ایک پوری
جماعت کے حق میں ان ہی سے۔

۱۷ ثابت ہوا ابو بکر صدیق کے دل میں ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور شیعہ کتب میں
ہے کہ جنگ احد میں آپ اپنے کافر بیٹے پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑے تھے دیکھیے ناسخ التواریخ بحالات
پیغمبر جلد اول ص ۳۵۹۔

میں نازل ہوئی ہو بعد میں اس کا حکم سب کے لیے عام کر دیا گیا۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے بلالؓ کو خبر بد کرنا نہ کیا تو شترکین نے کہا یہ ابو بکرؓ نے صرف اس لیے کیا ہے کہ ان پر پہلے سے بلالؓ کا کوئی احسان تھا جس کا بدلہ چکایا گیا ہے۔ تو مذکورہ آیت اتری۔
اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ ساری سورت وائیل ابو بکر صدیقؓ کی مدح اور امیہ بن خلف کی مذمت میں اتری ہے۔ کیونکہ ابو بکرؓ نے امیہ سے بلالؓ کو خرید کر آپؐ نے آزاد کیا تو یہ سورت نازل ہوئی۔ اور فرمایا گیا جس نے مال دیا (راہ خدا میں) اور اللہ سے ڈرا اور ابھی بات (یعنی لا الہ الا اللہ) کی نصیحت کی وہ ابو بکرؓ سے عنقریب ہم سے آسانی ملیا کریں گے اور وہ جنت ہے۔ اس کے خلاف جس نے یعنی امیہ بن خلف اور ابی نے بخل کیا اللہ سے بے پرواہ بنا اور لا الہ الا اللہ کو نہ مانا۔ ہم عنقریب اسے دشواری (جہنم) مہیا کر دیں گے اور اس کا مال اسے بچا نہ سکے گا۔ جب ہلاک ہو جائیگا تو وہ بد بخت جس نے سخی کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ وہ امیہ اور ابیؓ ہے۔

پتہ صلاقرآن کریم کی نص کے مطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ متقی پر عیز گار اور متقی انسان ہیں اور یہ کہ اللہ نے انہیں اپنی راہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما رکھی تھی اور اللہ کو ان کی یہ ادائیگری پسند تھی کہ قرآن میں اس کا تذکرہ کر دیا اب بھی اگر شیعہ ان کو برا کہیں تو پھر ان کے لیے دُعا ہی کی جا سکتی ہے کہ اللہ انہیں بھی نعت تعدیق حق عطا فرمائے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لیے ایک جگہ جہنم میں اور دوسری جنت میں تیار کر دی گئی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! تو کیا پھر ہم اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ رہیں؟ آپ نے فرمایا تم عمل کرو، جس انجام کے لیے کوئی شخص پیدا ہوا ہے۔ اسے ویسے ہی اعمال کی توفیق دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَتَقٰی وَصَدَّقَ بِالْحَسَنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیَسْرِ
وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ بِالْحَسَنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ
• لِلْعُسْرِی -

ترجمہ: جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی تو بہت جلد ہم اسے آسانی کی توفیق دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اسے دشواری دیتا کریں گے۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ آیت صرف ابو بکر صدیق کیلئے نہیں بلکہ انسانوں کیلئے ہے جبکہ نیچے اس کا نشان صدیق میں نازل ہونا مذکور ہوا تو ممکن ہے پہلے ابو بکر صدیق کے بارہ

ترجمہ: ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ابو بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ انہوں
ان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا تھا جو اسلام لے آئے تھے جیسے حضرت بلال اور
عامر بن فہیدہ وغیرہ ہیں۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

پھر حضرت جابرؓ کی حدیث ۳۱۱ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد سب امت سے افضل ہیں۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ آپ تمام اصحاب رسول سے افضل ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ۳۱۲ ہے کہ انبیاء کے بعد ابو بکر سے بہتر کسی انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ دنیا و آخرت میں آپ تمام صحابہ سے بہتر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد احادیث کی روایت ہے کہ جو صحابہ ثلاثہ کے باب میں گزر چکی ہیں کہ ہم (صحابہ) عہد نبوی صلی اللہ علیہ السلام میں سب سے افضل ابو بکر ان کے بعد عمر اور ان کے بعد عثمان غنی کو افضل سمجھتے تھے۔ محمد بن حنفیہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد ابو بکر سب لوگوں سے بہتر انسان ہیں۔ اسی طرح حضرت علی سے عبدالغیرؓ، نزال بن سیدہؓ، ابی جحیفہؓ اور محمد بن حنفیہ نے اسی قسم کی احادیث روایت کی ہیں۔ جو ابو بکر و عمر کے مشترکہ باب میں گزر چکی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی حدیث ۳۱۳ ہے کہ ابو بکر ہمارے سردار اور ہم سے بہتر ہیں۔ آپ ہی سے مروی دوسری حدیث ہے کہ لوگو! اللہ نے تم میں سے بہتر شخص کو حکومت دیدی۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ۳۱۴ ہے کہ میں اپنا جانشین نہیں چھوڑے گا۔ چار ہا اگر اللہ نے تمہارے لیے بہتری چاہی تو کسی بہتر انسان کو تمہارا خلیفہ بنا دے گا۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام کے بعد اللہ نے ہمیں بہترین انسان پر اکٹھا کر دیا تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ۳۱۵ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے بہتر کو ہمارا امام بنایا ہے۔

فصل ہم

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ والی احادیث ایک نظر میں

اس فصل کی تمام تر احادیث گذشتہ فصول و ابواب میں گزر چکی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی نشاندہی کر دیتے ہیں تاکہ بوقت استدلال انہیں زیر نظر لانا آسان ہو جائے۔

تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ احادیث گزری ہیں جو آپ کے سابق الاسلام ہونے پر دال ہیں من جملہ حدیث ابی سعید خدری ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا۔ کیا میں اس امر کا زیادہ حق دار نہیں یہ احادیث فصل ذکر اسلام ابی بکر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد وہ احادیث ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا اگر میں کسی کو غلبے بتاتا تو ابو بکر کو بتاتا۔ گویا اللہ کی محبت کے بعد نبی علیہ السلام کو ابو بکر سے محبت تھی اور ابو بکر کے سوا کوئی آپ کا غلبے نہیں بن سکتا تھا۔

صدیق اکبر کی پہلی تہنیتی شان

آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا

حدیث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے دو طرح کے مال اللہ کی راہ میں خرچ کیے اسے جنت کے دروازہ سے آواز آئے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ نو نمازی کو باب الصلوٰۃ نمازی و شہید کو باب الجہاد سے، صدقات و خیرات کرنے والے کو باب الصدقہ سے اور روزہ دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے۔ جسے سب دروازوں سے آواز آئے گی؟ آپ نے فرمایا۔

تَحْمَرُ أَرْجُؤَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

ہاں! اور مجھے امید ہے آپ ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں! اسے بخاری، مسلم، ترمذی، احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے راہ خدا میں دو طرح کے مال خرچ کیے جنت کے پاسبان بڑھ بڑھ کر اس کا

ابو امامہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں کہ ابو بکر کا وزن تمام امت سے زائد ہے۔ یہ روایات عشرہ مبشرہ کے بعض افراد کے فضائل کے باب میں گزر چکی ہیں۔

ابو بکر راوی کی حدیث ہے کہ صدیق اکبر، عمر و عثمان دونوں سے بھاری ہیں۔ ابوسعید خدری فرماتے تھے ابو بکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے، ابوسعید سے اسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی مروی ہے، جب کہ ابو معلق سے بھی ایسی ہی حدیث روایت کی گئی ہیں۔

اسی طرح خلفاء اربعہ صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے ابواب میں اس مضمون پر مشتمل لاتعداد احادیث گزر چکی ہیں جن میں سے ہم نے اہم احادیث کی نشاندہی کر دی ہے۔

فصل یازہم

جنت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

شان اور مدارج

عشرہ مبشرہ کے بعض افراد، خلفاء اربعہ، صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے فضائل کے ابواب گذشتہ میں اس مضمون کی بعض احادیث گزر چکی ہیں۔ اور خصائص ابی بکر میں حدیث ابی ہریرہؓ سے بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ابو بکر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ حدیث ۳۷۳ بھی آپ کی نظر سے گزر چکی ہے کہ ابو بکر جنت میں نبی علیہ السلام کے ساتھی ہوں گے۔

ابوبکر صدیق کی تیسری جتنی شان

جنت میں آپ کی خوش بختی

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جنتی پرندے اونٹوں کی مانند درختوں پر اڑتے بیٹھتے ہونگے۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ بڑے خوش بخت پرندے ہیں۔ تو آپؐ نے تین بار فرمایا یہ پرندے جن لوگوں کی خوراک نہیں گے وہ بربادہ خوش بخت ہیں۔ اور مجھے امید ہے تم انہیں کھانے والوں میں سے ہو۔
اسے احمد بن حنبلؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس ”طوبی“ کا ذکر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکر! ”طوبی“ کو جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ ایک جنتی درخت ہے۔ جس کی میاں پیوڑائی اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کی ایک ٹہنی گے سائے میں ایک گھڑ سوار ستر سال تک بھاگ سکتا ہے۔ ان درختوں پر اونٹوں جیسے بڑے پرندے بیٹھ ہونگے۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پرندے بڑے خوش بخت و خوش حال ہیں۔
آپؐ نے فرمایا۔

استقبال کریں گے۔ اور کہیں گے اے اللہ کے بندے اے مسلم! یہ دروازہ تمہارے لیے بہتر ہے یہ کہہ کر نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کے ران پر (محبت سے) تھپکی لگائی اور فرمایا ابو بکر! تم بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہو اے قلعی نے روایت کیا ہے۔
تشریح :

دو طرح کا مال غنیمت کرنے کے کئی معانی کیے گئے ہیں۔

۱۔ ایک نہیں دو گھوڑے دے۔ ایک نہیں دو عبد آزاد کرے۔

۲۔ دو مختلف مال دے درہم اور دینار، روٹی اور کپڑا۔

۳۔ کسی کو دو نمازوں یا دو روزوں کا ثواب بہہ کرے۔

پہلا معنی کسی غیر معروف شارح نے کیا ہے۔ جب کہ دوسرا حضرت حسن بصری اور تیسرا علامہ الباجی نے کیا ہے۔

صدیق اکبر کی دوسری جتنی شان

فرشتے آپ کو جنت میں انبیاء کے ساتھ مقام

دیں گے

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے ابو بکر صدیق کو روز قیامت لائیں گے۔ اور انبیاء و صدیقین کے ساتھ جنت میں جگہ دیں گے۔
اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں تثنیٰ کے فضائل ہیں۔ ابو بکر صدیق سے محقق ایسی ہی حدیث گزر چکی ہے۔ جس میں انبیاء کا ذکر نہیں۔

یا رسول اللہ! گویا اہل جنت اس شخص پر مرے! آپ نے فرمایا: بالکل اور وہ شخص تم ہو اے ابو بکر!

فصل یازہم

ابو بکر صدیق کے فضائل و مناقب

ابن عبدالبر وغیرہ کہتے ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ابو بکر صدیق بدرود حبیبیہ میں شریک تھے اور نبی علیہ السلام کے رفیق خاص صرف آپ تھے۔ غار میں خدمت گزار صرف آپ تھے۔ آپ ہی نے مرتدین سے جہاد کیا۔ اپنی بہتر رائے پیش کی اور باوجود نرم خو ہونے کے اس موقع پر سخت ترین موقف اختیار کیا جس کے سبب اللہ نے دین کو فیلہ دیا اور ہر مرتد قتل ہو گیا۔

صاحب ”صفوہ“ کہتے ہیں پوری سیرت نبویؐ میں کوئی ایسا اہم موقع نہیں جہاں ابو بکر صدیقؓ نبی علیہ السلام کے ساتھ نہ ہوں۔ جب اعدائے لوگ بھاگ گئے۔ آپ دامن رسالت سے پیٹے رہے جنگ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا نبی علیہ السلام نے آپ کو دیا تھا۔ اور دور جاہلیت میں بھی آپ کبھی شراب کے قریب نہ گئے تھے۔

انہیں کھانے والے زیادہ خوش بخت ہیں اور اسے ابو بکر ! انشاء اللہ تم
انہی میں سے ہو۔ اسے علمی نے روایت کیا ہے۔

بیان

جنت میں آپ کا بلند و بالا گنبد

حدیث
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: شب معراج میں جنت میں
گیا۔ وہاں میں نے ایک بلند گنبد دیکھا جس پر ریشم کے پردے لگے تھے میں نے کہا: پر
یہ کس کا ہے؟ عرض کیا ابو بکر صدیق کا ہے۔
اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

بیان

جنت میں آپ کے لیے گلاب جیسی چار سو حویریں!

حدیث
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جنت
میں کچھ حویریں ہیں جنہیں اللہ نے گلاب سے پیدا کیا اور انہیں گلابی حویریں کہا جاتا ہے۔ ان
سے صرف نبی یا صدیق یا شہید ہی نکاح کر سکتے ہیں، اور ابو بکر کو ایسی چار سو حویریں دی
جائیں گی۔

بیان
اہل جنت کس طرح آپ کا پر تپاک استقبال کیا کریں گے

حدیث
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: ایک شخص جنت میں آئے گا۔ تو جنت کے ہر گھر اور ہر بالا خانہ کے لوگ پکاریں
گے: مرحبا مرحبا! ادھر تشریف لائیے۔ ادھر تشریف لائیے۔ ابو بکر نے عرض کیا:

حدیث

ربیع بن النضر کہتے ہیں پہلی کتاب (توراة) میں لکھا تھا ابو بکر کی مثال بارش کی سی ہے۔ جہاں گرے نفع لائے گی۔ اسے صاحب در فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کے سسرال کی عظمت

مشرکہ مشرکہ کے بعض افراد کے فضائل میں گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کسی کے سسرال ہوں یا کوئی آپ کا سسر بنے دونوں قسم کے لوگوں پر جہنم حرام اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (اب اسی امر پر دال ایک اور حدیث پیش خدمت ہے۔)

حدیث

ابن عمرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام نے سنا ہے کہ

آپ نے فرمایا۔

كُلُّ نَسَبٍ وَصَهْرٍ مُنْقَطِعٌ إِلَّا نَسَبِيَّ وَصَهْرِي
روز قیامت ہر قسم کا نسب اور سسرالی رشتہ ختم ہو جائے گا۔
البتہ مجھ سے نبی یا سسرالی رشتہ کا ہونا فائدہ دے گا۔

اسے تمام نے اپنے قوامد میں روایت کیا ہے۔ اور اہمات المؤمنین کے فضائل

میں باب ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ میں ان سے نبی علیہ السلام کی شادی کا حال بیان

ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (جس سے ابو بکر صدیقؓ کا سسرالی رشتہ خوب واضح ہو

۱۷ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ نبی علیہ السلام کے سسر میں اور نبی علیہ السلام عثمان غنیؓ کے سسر میں

فضیلت

آپؐ بسمہ خیر و خوبی ہیں

صدیق اکبر اور بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں

حدیث

طارق کہتے ہیں کچھ لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ ابو بکرؓ کیسے شخص تھے فرمایا مجسمہ خیر تھے یا فرمایا مجسمہ خیر کی طرح تھے۔
اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد خیر نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں ہیں۔ جب اللہ کی انسان کی بہتری (جنت) چاہے تو ان میں سے کوئی ایک خصلت اس میں پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے سبب وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھ میں بھی ایسی کوئی خصلت ہے؛ فرمایا تیرے اندر وہ تمام کی تمام خصلتیں موجود ہیں۔

اسے صاحب مفضائل ابنی بکرؓ نے اور ابن بطلون نے سلمان بن لیث کے واسطے سے نبی صلیہ السلام سے اسے روایت کیا ہے۔

فضیلت

آپ کو رسول سے وہ قرب حاصل ہے جو آنکھوں کو جسم سے ہے

حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق اور میں اگلی صفوں میں کھڑے ہونا چاہتے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ تم میرے لیے بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہو۔

۱۔ سیدنا اللہ کتنی بڑی عظمت ہے صدیق اکبر کی شیعہ حضرات کو اگر یقین نہیں آتا تو اپنی کتاب اٹھا کر تسلی کر لیں۔ چنانچہ معافی الاخیار معنفہ شیخ صدوق ص ۳۸۷ میں حدیث ہے۔ شیعوں کے دسویں امام علی نقی اپنے آبا کے واسطے سے امام حسنؑ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان ابا بکر متی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة

الغؤاد۔

ترجمہ: بے شک ابو بکر بمنزلہ میرے کانوں کے، عثمان بمنزلہ میری آنکھوں کے اور عثمان بمنزلہ میرے

دل کے ہے۔

اُسے راوی نے یہ پیش نہ کیا ہے کہ بقول قرآن آنکھوں کا دل سے روز قیامت

فضیلت

بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی
قدرومنزلت

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا نبی علیہ السلام حضرت
علیؑ کے ساتھ کھڑے تھے اتنے میں ابو بکر صدیقؓ آ گئے۔ نبی علیہ السلام نے بڑھ کر اسے
مصافحہ کیا گلے لگایا اور ماتھا چوم لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو الحسن! میرے نزدیک
ابو بکر کی وہی قدر ہے جو اللہ کے ہاں میری ہے۔
اسے ملائے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔

اور یہ فضیلت روزِ عشر بھی جلوہ دکھائے گی۔ چنانچہ یہی حدیث شمیم کتب میں بکثرت
موجود ہے چنانچہ شیعوں کی مقبر تفسیر لوامع الثریل جلد ۲ ص ۷۷ میں زیر آیت
ولا تنکھوا المشرکات الخ لکھا ہے۔ من زوجنی او تزوجھنی
من الامۃ احد لا یدخل النار لانی سملت اللہ
عنه و وعدانی بذالک۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہی ہے اور
جس سے میں نے اپنی بیٹی بیاہی وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ میں
نے اللہ سے اس بارہ میں سوال کر لیا ہے۔ اور اللہ نے مجھ سے اس کا
وعدہ بھی کر لیا ہے۔

فضیلت

آپ سے نبی علیہ السلام کا دل کبھی نہیں دکھا

حدیث .
سہل بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! ابو بکر سے
مجھے کبھی دکھ نہیں پہنچا۔ اس کی یہ عظمت یا درکھو!
اسے غلطی نے روایت کیا ہے۔

کہتا ہے کب ممکن ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی دفتر نیک اختر پر ظلم کرے۔ اور منبر پر آپ کا نیچے
بیٹھنا خبیثہ مسلمات میں سے ہے۔ دیکھئے ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد دوم ص ۱۶ پر کس قدر مات
عبارات ہے کہ جب عمر فاروق خلیفہ بنے تو۔

از ابو بکر بیک پایہ فروتر نشست چنانکہ ابو بکر از رسول خدا بیک پایہ
فروتر جائے میگرد۔

ترجمہ : آپ منبر پر ابو بکر صدیق سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے جیسا کہ ابو بکرؓ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھا کرتے تھے۔

اسے واحدی نے اور ابن ہوزی نے اسباب النزول میں
کے تحت روایت کیا ہے۔

فضیلت

بارگاہ نبوت میں آپ کا ادب و احترام

حدیث

زید بن اعم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا۔ تم
بڑے ہو یا میں؟ (یعنی عمر میں) آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں آپ مجھ سے بڑے
ہیں۔ اور محرم و افضل ہیں۔ مگر میرے سال آپ سے زائد ہیں۔
اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حسن کہتے ہیں جب ابو بکر صدیق کی بیعت ہو گئی (اور وہ خلیفہ بن گئے) تو وہ منبر پر
نبی علیہ السلام والی سیڑھی سے بجلی سیڑھی پر بیٹھے تھے لے
اسے حمزہ بن حارث نے روایت کیا ہے۔

بد اعمالیوں کا حساب ہو گا۔ مگر اللہ کے بندے نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ تمام لوگوں کا مسد ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی آنکھوں وغیرہ سے حساب نہ ہو گا۔

لے اللہ کے احترام و انکسار صدیق اکبر جو شخص نبی علیہ السلام کے مقام جلوس کا اتنا احترام

تشریح :

- ۱۔ مرفاروق کو ابو بکر صدیق پر زیادہ افسوس آنے کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں ۔
 ۱۔ دونوں میں محبت کا رشتہ زیادہ گہرا تھا نسبت عثمان غنی کے ۔
 ۲۔ یا یہ کہ عثمان غنی نے صاف جواب دے دیا۔ اور ابو بکر صدیق نے بات کو لڑکا دیا ہاں یا نہ نہ کہا ۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کے رشتہ دار نگاہ صدیقی میں اپنے رشتہ داروں
 سے زیادہ عزیز تھے

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا
 نبی علیہ السلام کے اقارب مجھے اپنے اقارب سے زیادہ عزیز ہیں ۔
 اسے صاحب ”فضائل“ نے طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے ۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کو قلبی سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک دینا
 آپ کا عمل تھا

حضرت ابو تمہافہ کے واقعہ اسلام میں گزر چکا ہے ۔ کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول

فضیلت

آپ نبی علیہ السلام کے محرم راز اور امین الاسرار تھے

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میری بیٹی حفصہ بنت خنیس بن حذافہ شہیدہ بدر سے بیوہ ہو گئی۔ تو یحییٰ عثمان غنی سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہؓ آپ کا عقد کر دوں؟ انہوں نے کہا میں دیکھوں گا۔ پھر وہ دوبارہ مجھے ملے تو کہا کہ میرا اس سے بھی نکاح کا ارادہ نہیں۔ میں ابو بکرؓ سے ملا اور یہی مطالبہ سامنے رکھا وہ چپ ہو گئے۔ مجھے عثمان غنی کی نسبت ان پر زیادہ افسوس ہوا۔ چند دن نہ گزرے کہ نبی علیہ السلام نے حفصہؓ سے عقد فرمایا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ ملے تو کہنے لگے۔ شاید آپ کو مجھ پر افسوس ہے؟ میں نے کہا ہاں ہے۔ ابو بکرؓ کہنے لگے مجھے کوئی عذر نہیں تھا مگر یہ کہ میں جانتا تھا نبی علیہ السلام نے ایک بارسیدہ حفصہؓ کا ذکر کیا ہے۔ میں آپ کا یہ راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ آپ کو اصل وجہ بتلا دیتا اور اگر نبی علیہ السلام نکاح نہ کرنے تو یقیناً میں ان سے عقد کر لیتا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اور حسن مجتبیٰؑ کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ حضرت علیؑ کہنے لگے، ابو بکر صدیق! خدا کی قسم یہ میں نے اسے نہیں سکھلایا۔ آپ نے فرمایا میں نے کب آپ پر تہمت رکھی ہے؟ دوسری روایت ہے کہ علیؑ ترقیٰ (جو اس وقت غائب تھے) کو جب پتہ چلا تو وہ آئے اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر کہا یہ ہم نے اسے نہیں سکھلایا تھا۔ ابو بکر صدیق نے کہا میں آپ پر ہرگز تہمت نہیں رکھ رہا۔ اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے وعدے ابو بکرؓ نے پورے کیے

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحرن سے ابو بکرؓ کا مال آیا۔ آپ نے فرمایا اگر نبی علیہ السلام نے کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے۔ حضرت جابر کہتے ہیں میں نے اٹھ کر کہا۔ مجھ سے آپ کا ایک وعدہ تھا۔ فرمایا کیا تھا؟ میں نے کہا۔ نبی علیہ السلام نے مجھے فرمایا تھا اگر اللہ مجھے ڈھیروں مال بھیجے تمہیں اتنا۔ اتنا۔ اتنا یعنی تین ڈھیر مال کے دو لگا تو ابو بکر صدیق نے مجھے تین ڈھیر دے دیے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث

جیشی بن جنادہ کہتے ہیں۔ ایک بار میں ابو بکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا

اللہ! قسم ہے مجھے اس خدا کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اگر میں ابوطالب کو تبلیغ کر کے مائل بہ اسلام کرتا۔ اور وہ کلمہ پڑھ لیتے۔ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں تو یہ بات میرے لیے اپنے والد کے اسلام سے کہیں زیادہ باعث مسرت ہوتی۔

حدیث۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (صحابہ) نبی علیہ السلام کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں حضرت علی آگئے۔ انہوں نے سلام کہا۔ اور بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈنے لگے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام کے چہرے ملاحظہ فرمائے کہ علی مرتضیٰ کے لیے کون جگہ بناتا ہے؟ ابو بکر نبی علیہ السلام کے ساتھ دائیں طرف بیٹھے تھے۔ وہ ایک طرف ہو گئے اور جگہ بنا دی۔ علی مرتضیٰ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کے درمیان آکر بیٹھ گئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں نبی علیہ السلام کا چہرہ خوشی سے دمک گیا اور فرمایا ابو بکر!

إِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ لِأَهْلِ الْفَضْلِ ذُو الْفَضْلِ۔

فضیلت والوں کی فضیلت کو اصحاب فضیلت ہی سمجھتے ہیں۔

اسے امام احمد نے مناقب میں غلی نے اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

کیا ہے۔

اسی مفہوم کے قریب درج ذیل حدیث ہے۔

حدیث۔

ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے منبر پر بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت حسن مجتبیٰ (بچپن میں)

منبر پر آچڑھے اور فرمایا میرے نانا کے منبر سے اتر جاؤ! ابو بکر نے فرمایا (ہاں واقعی) یہ آپ کے نانا کی جگہ ہے میری بہنیں (اور نبی علیہ السلام کی یاد کر کے) آپ ترازو راز و برکت

فضیلت ۱۲

آپ کی شجاعت اور مہائب میں حوصلہ مندی

اس مضمون کی احادیث گزشتہ اور اوراق میں بکثرت گزر چکی ہیں۔ جن میں آپ کا سب لوگوں سے زیادہ شجاع ہونا (نبی علیہ السلام کے وصال پر صبر و رضا کا مظاہرہ کرنا) وغیرہ بیان ہوئے ہیں۔ (دیکھیے حدیث ۳۲۱ تا ۳۵۱)

فضیلت ۱۳

آپ کا علم و فضل اور معاملہ فہمی

پچھلے احادیث گزر چکی ہیں۔ جن میں نبی علیہ السلام کے اقوال کی تہہ تک پہنچنا اور اسلامی امور میں درگزر رکھنا بطور خصوصیت ابی بکر صدیق کے بیان کیا گیا تھا۔

(مثلاً یہ کہ ابی اسلم کے مصالح کے لیے نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق کے ساتھ اکثر رات گئے تک گفتگو فرمایا کرتے تھے) ۱۰

جس سے نبی علیہ السلام نے کوئی وعدہ کیا ہو۔ وہ کھڑا ہو۔ ایک شخص اٹھ کر بولا۔ خلیفہ رسول! نبی علیہ السلام نے مجھے کھجور کے تین ڈھیر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا علی کو بلاؤ! وہ آئے تو آپ نے فرمایا ابو الحسن! یہ شخص کہتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے مجھے کھجور کے تین ڈھیر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ اسے دے دو۔ تو انہوں نے تین ڈھیر بنا کر اس کے حوالے کر دیئے۔ ابو بکر رضی نے فرمایا کھجوریں گنی جائیں! تو معلوم ہوا کسی ڈھیر میں ایک کھجور کی کمی بیشی تھیں۔ سب کے دانے برابر ہیں۔ ابو بکر بولے۔ اللہ اور اس کا رسول سچ کہتے۔ جب ہم غار سے نکل کر مدینہ طیبہ کو آ رہے تھے تو نبی علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ ابو بکر! گنتی میں میرا اور علی کا ہاتھ برابر ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

فضیلت

تاقیامت اہل ایمان کے اعمال صالحہ جتنا ثواب اکیدے ابو بکر رضی کو ہوگا

مدینہ مد

حضرت علی رضیؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا۔ نبی علیہ السلام ابو بکر سے فرماتے ہیں، ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے آفرینش آدمؑ سے آج تک کے تمام اہل ایمان کا ثواب مجھے دیا ہے اور میرے صحابہ سے لے کر قیامت تک کے اہل ایمان کا ثواب اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا اسے غلّی، ملاں اور صاحب ”فضائل“ نے روایت کیا ہے۔

وہ بنت خراجر (آپ کی بیوی کا نام) کے پیٹ میں ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔

اسے امام مالک نے موطا میں اور ابو معاویہ ضریر نے روایت کیا ہے۔ ابو معاویہ نے ساتھ ہی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ وہ بنت خراجر کے پیٹ میں ہے۔ اس کے ساتھ بھائی کرنا۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ وہ لڑکی ہے۔ چنانچہ اُمّ کلثوم پیدا ہوئیں۔

حدیث

جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا۔ تو قبیلہ بنی طے کے لوگ مرند ہو گئے اور زکوٰۃ روک لی۔ اس وقت عدی بن حاتم ان میں کھڑے ہو کر وعظ کرنے لگے اور انہیں اللہ کا خوف دلایا۔ زید الخیل نے ان کی معاونت کی۔ اس کے بعد عدی بن حاتم بنی طے کی زکوٰۃ لے کر ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور سلام کہنے کے بعد بوسے اسے خلیفہ رسول! آپ نے مجھے پہچانا، فرمایا تم عدی ہو۔ جب لوگ کفر کر رہے تھے تم ایمان لائے۔ جب وہ دین سے پھر رہے تھے تم ثابت قدم رہے اور جب وہ دھوکہ دہی میں مبتلا تھے۔ تم نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھی زید الخیل کو خوب جانتا ہوں۔ اگر میں نہ بھی جانوں تو اللہ تمہیں جانتا ہے۔

اسے ملا نے روایت کیا ہے۔

اسے اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیق نے سیدہ عائشہ سے فرمایا تھا کہ میرے فلاں باغ سے بیس دس کھجوریں تمہاری ہیں، جب آپ کا وقت وصال آیا تو آپ نے سیدہ فرمایا اے بیٹی وہ کھجوریں اگر تم وصول کر لیتیں تو وہ تمہاری تھیں مگر اب میرا وقت وصال ہے میں پاتا ہوں کہ تم ان کھجوروں سے دست بردار ہو جاؤ تاکہ سارا سال درنا میں برابر تقسیم ہو جائے چنانچہ جامع کرامات ادیب جلد اول میں علامہ یوسف مصری نے ہانی نے آخر میں سیدہ عائشہؓ کے یہ الفاظ

فضیلت

آپ کی فراستِ ایمانی اور کرامات

اے عائشہ! تمہاری دوسری بہن ابھی ماں کے پیٹ میں
ہے، صدیق اکبر۔

حدیث

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب صدیق اکبر نے مقام غابہ پر اپنے باغ میں سے بیس وست کھجوریں انہیں دی تھیں۔ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا: اے بیٹی! ہر شخص سے بڑھ کر تمہارے متعلق میری زیادہ غمنا ہے۔ کہ میرے بعد تم کسی کی دستِ نگر نہ بنو اور یہ کہ تمہارے پاس اپنا مال ہو۔ اور میں نے تمہیں بیس وست تقرباً (۱۵۰ من) کھجوریں دی تھیں۔ اگر تم انہیں کاٹ کر محفوظ کر لیتیں۔ تو وہ تمہاری ہوتیں۔ مگر اب وہ میرے ورثہ کا مال ہے۔ اور وہ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اسے میرے بعد ان میں قرآنی احکامات کے مطابق تقسیم کرنا ہو گا۔ سیدہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا۔ ایا جان! میری تو ایک بہن ہے۔ ”اسمار“ دوسری کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔

باغ فدک کے متعلق آپ تاریخی فیصلہ

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور میراث طلب کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ دونوں نبی علیہ السلام کی میراث حاصل کرنے ابو بکر صدیق کے پاس آئے۔ دونوں فدک کی زمین اور خیبر کے مال غنیمت کا وہ حصہ مانگ رہے تھے جو نبی علیہ السلام کو حاصل ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق نے جواب دیا میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے اپنے فرمایا۔

لَا تُورَثُ مَا تَرَكَكَ صَدَقَةٌ۔

(ہماری) انبیاء کی میراث نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے (جسے مستحقین اہل اسلام پر خرچ کر دینا چاہیے)

اس کے بعد ابو بکر صدیق نے فرمایا اس مال (فدک و خیبر) سے نبی علیہ السلام کی آل کو (مہذبوی میں) خرچہ ملتا تھا۔ اور خدا کی قسم جو کام بھی نبی علیہ السلام کرتے تھے میں اسے کر گزرنے سے نہیں روک سکتا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اگر میں نبی علیہ السلام کا کوئی کام چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ راہِ غنی سے بھٹک جاؤں گا۔

یہ حدیث کہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی بہت سے صحابہ نے روایت

کے مرتب ہی نہیں بلکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہاں تک خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے کہا کہ سیدہ! اے جو گوشتہ رسول! فدک کے مال سے نبی علیہ السلام آپ حضرات

فضیلت ۱۵

آپ نے کس طرح نبی علیہ السلام کی قدم بقدم پیروی کی

تیغیے گزر چکا ہے کہ جب مرتدین نے زکوٰۃ روکی تو آپ نے فرمایا۔ اگر بیروگ ایک رسی بھی روک لیں گے جسے عہد نبوی میں ادا کرتے تھے تو میں اسے وصول کر کے پھوڑوں گا۔ ورنہ ان سے جنگ کروں گا! ^۱

نقل کیے ہیں واللہ لو کانت کذا کذا الحریکتھا کہ قسم بخدا اگر وہ کھجوریں اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتی تو میں انہیں پھوڑ دیتی، اس حدیث سے حضرت ابو بکر کا علم مافی الا عام ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ماں کے پیٹ میں بچی کے موجود ہونے کی خبر کر دی۔

اے باب دنیا سے پردہ کر جائے تو بیٹا اس کا صحیح جانشین تب ہی ثابت ہوتا ہے جب باپ و اے کارنلے کر دکھائے، وہی شاگرد اپنے استاد کا صحیح علمی جانشین قرار پاتا ہے جو استاد کے خیالات کو اپنائے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی سعی یلغ کرے یہی بات جب ابو بکر صدیق کی سیرت میں دیکھی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کے برحق جانشین اور نائب و خلیفہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے مرتدین و منافقین و زکوٰۃ پرستی کر کے نہیں زیر کر دکھایا اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوا

چنانچہ شیعوں کی معتبر تفسیر منہج الہادقین میں زیر آیت

یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم الخ

کے تحت "اور ناسخ التوازیخ خلفاء مبراؤل میں آپ کا مانع زکوٰۃ سے جہاں دکرنا اور دین کو اس فتنے سے محفوظ کرنے کیلئے عظیم الشان سعی کرنا بالتحقیص مذکور ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سے گواہی مانگی کہ تمہیں اس خدا کی قسم جس نے ارض و سماء بنائے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم (انبیاء) کی میراث نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے وہ کہنے لگے ہاں آپ نے فرمایا تھا۔
اسے غلی نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں بالکل صراحت ہے کہ نبی علیہ السلام جو کچھ ذاتی مال چھوڑ کر

یونہی شیعوں کے شیخ المشائخ علامہ صدوق اپنی کتاب امالی صدوق ص ۳ (جلس ۱۵) میں کہتے ہیں۔

عن الصادق جعفر بن محمد عن ایبہ عن ابی ائہ علیہم السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء، ان الانبیاء لم یردوا ثلثا واولا رہما و لکن ردوا العلم فمعن اخذتمہ اخذ بعظ و اخر۔

ترجمہ : امام جعفر بن محمد صادق اپنے والد گرامی (امام باقر) سے اور وہ اپنے آباد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء وراثۃ انبیاء ہیں۔ انبیاء اپنے پیچھے درہم و دینار نہیں چھوڑ کر جاتے ہیں جس نے وہ علم حاصل کر لیا اس نے ان کی میراث کا بڑا حصہ حاصل کر لیا۔

کی ہے جن میں ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ، عثمان غنیؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، زبیر بن العوامؓ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ کی حدیث درج ذیل ہے۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا :
لَا تَقْسَمُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفْسِي
رِسَالِي وَمَوْنَتِي عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ
میری وراثت درہم و دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگی۔ میرے مال سے میری
ازواج اور خدام کا خرچہ نکال کر باقی کو تقسیم کر دیا جائے بلکہ

۱۔ نبی علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کی مالی میراث ہوتی ہی نہیں۔
ابن تیمیہ حضرات کا یہ کہنا کہ باغ فدک نبی علیہ السلام کی مالی میراث تھی جو سیدہ فاطمہ کا حق تھا
ابوبکر صدیقؓ نے چھین کر ظلم عظیم کیا۔ سراسر بہتان ٹھہرتا ہے۔ اے شیخ فریقہ کی معتبر ترین کتب
حدیث سے استفادہ کرتے ہیں کہ انبیاء کی مالی میراث ہوتی ہے یا نہیں ! اور ابوبکر صدیقؓ نے
جو حدیث اس بارہ میں سنائی ہے۔ وہ امر امل بیت کی مصدقہ ہے یا نہیں۔ تو دیکھیے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَالسَّلَامُ أَنَّ الْعُلَمَاءَ وَوُثَّةَ الْأَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ
أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرَثُوا ذَرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَمَا أُورِثُوا أَحَادِيثُ
مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فَمَنْ أَخَذَ الْبَيْتِي فَقَدْ أَخَذَ حَطًّا وَافْرًا۔

ترجمہ : امام جعفر صادقؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ”بے شک علماء و ائمہ انبیاء ہیں
اس لیے کہ انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی احادیث ان کی میراث ہیں
تو جس نے وہ احادیث لے لیں اس نے اس میراث کا افرغہ حاصل کر لیا۔“

پر چلے۔ اور انہیں بھی کہا گیا۔ کہ آپ فدک اہل بیت کے لیے مختص کر لیں، مگر انہوں نے فرمایا۔ جو کام ابو بکر و عمر جاری کر گئے۔ مجھے اس کے موقوف کرنے سے حیا آتی ہے۔ لے

حدیث -

ابو طفیل سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور فرمایا۔ اے خلیفہ رسول! اللہ کے نبی کے وراثت آپ ہیں یا ان کے اہل بیت؟ فرمایا اہل بیت وراثت ہیں یہ فرمانے لگیں تو انہیں (غصے کا کیا حال ہے؟) فرمایا میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو مال دے اور نبی کو اپنے پاس بلائے تو وہ اس کے جانشین کے قبضہ میں آجاتا ہے۔ تو جب میں آپ کا جانشین بنا میں نے بہتر جانا کہ یہ غصے میں تقسیم کر دوں۔ سیدہ نے فرمایا۔ تم اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ لوٹ آئیں۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

۱۱۱۱ حضرت علی کا یہ ارشاد ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۹۹ میں یوں لکھا ہے

فَلَمَّا دَخَلَ الدَّيْرَ رَافِعُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُكَلِّمُهُ حَدَّثَ فَقَالَ

إِنِّي لَا أَسْتَجِيبُ مِنَ اللَّهِ أَنْ أَرُدُّ شَيْئًا مِمَّا مَنَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَاهْلَاءُ عُمَرُ.

ترجمہ: جب حضرت علی کو حکومت حاصل ہو تو ان سے فدک کے متعلق بات کی گئی آپ نے ارشاد

فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں کسی شخص کو وہ چیز دوں اور وہ مجھ کو بکرنے لے

دی تھی اور عمر فاروق نے ان کے حکم کو جاری کر دیا

۱۱۱۱ کسی شیعہ کو یہ وہم نہ ہو کہ ان الفاظ میں ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی مالی وراثت تسلیم کر

لی ہے کیونکہ اس سے مراد عظمیٰ و دینی میراث ہے یعنی مجھ سے زیادہ اہل بیت نبی علیہ السلام کے

احکام کو پورا کرنا ہے میں اور جہاں کہیں ایسے الفاظ آئے ہیں جن سے شیعہ حضرات اپنا مقصد نکالنے

کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں یہی معنی مراد ہوتا ہے جو ہم نے عرض کر دیا۔

گئے وہ بطور میراث تقسیم نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ آپ کے ارشاد کے مطابق ازواج و خدام کا خیرچہ نکال کر باقی حصہ بانٹ دینا ضروری تھا۔ اس لیے اس حدیث میں جہاں کہیں یہ الفاظ ملتے ہیں۔ مَا تَوَكَّلْنَا صَدَقَہ

(جو کچھ ہم صدقہ کا مال چھوڑیں اسے بانٹا جائے)

اول تو ایسی روایات درست نہیں۔ اور اگر درست ہیں تو ایک گمراہ فرقہ شیعہ نے اس میں بگاڑ پیدا کیا ہے۔ ورنہ اصلی الفاظ یہ ہیں مَا تَرَكْنَا صَدَقَہ

(ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سارا صدقہ ہی ہوتا ہے)

یعنی صدقہ نصب کے ساتھ ہے رفع کے ساتھ نہیں۔

حدیث

عبدالرحمن بن ابی بکر بن عمر بن حزم اپنے باپ (ابوبکر) سے روایت کرتے ہیں کہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق کے پاس آئیں اور فرمایا۔ فدک مجھے دے دیں! کیونکہ نبی علیہ السلام یہ مجھے دے گئے تھے! انہوں نے فرمایا اسے بنتِ نبی! آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ مگر جس نے دیکھا ہے کہ نبی علیہ السلام آمدِ فدک تقسیم کیا کرتے تھے۔ یعنی آپ اہل بیت کے لیے قوتِ پھر نکال کر باقی کو غرباء و فقراء اور مسافین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ فرمائیں کہ اب کیسے کرنا ہے آپ نے فرمایا۔ جیسے نبی علیہ السلام کا عمل تھا۔ ہم بھی دیسے ہی کریں گے۔ ابوبکر بولے۔ اب آپ گواہ رہیں۔ کہ میں فدک کے بارہ میں وہی طریقہ کار رکھوں گا جو آپ کے والد ماجد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تھا۔ فرمانے لگیں۔ قسم بخدا آپ ایسے ہی کریں گے؟ فرمایا ہاں، قسم بخدا ایسا ہی آئندہ کا لائحہ عمل ہو گا۔ آپ فرمانے لگیں، اے اللہ گواہ رہنا۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے اہل بیت کے جملہ افراد کے لیے خیرچہ نکال کر باقی تقسیم کر دیا کرتے تھے (یعنی فدک کی سالانہ آمدن میں سے) اس کے بعد عمر فاروق کا بھی یہی طریقہ کار رہا اور علی مرتضیٰؓ بھی اسی ہی

اسے ترمذی نے اور حافظ دمشقی نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۶

حدیث

عروہ بن زبیر (ابو بکر صدیق کے نواسے) کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا: تیرے باپ دادا ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر ہر سہر جھکا دیا حالانکہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ دو سہری روایت میں باپ دادا کی جگہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور زبیر کا لفظ ہے۔ بخاری نے بھی ایک طویل حدیث کے ضمن میں فضائل زبیر میں اسے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۷

آپ کی عبادت اور حسن ادا ایگی نماز

حدیث

عبد الرزاق کہتے ہیں۔ اہل مکہ کا کہنا ہے کہ ابن جریج نے ۷۰ عطا نماز سیکھی ہے جبکہ عطاء نے عبد اللہ بن زبیر سے اور انہوں نے ابو بکر سے اور ابو بکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز سیکھی ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار نماز فجر پڑھائی جس میں دو رکعتوں کے اندر سورہ بقرہ ختم کی۔ سلام کے بعد عمر فاروق نے کہا: خبیثہ رسول! آپ نے

حدیث

مالک بن اوس بن حذتان کہتے ہیں۔ حضرت عباس اور علی مرتضیٰ ابو بکر صدیق کے پاس آئے۔ علی مرتضیٰ سیدہ فاطمہؓ کا حصہ اور عباسؓ خود اپنا حصہ مانگ رہے تھے۔ اس مال میں سے جو بوقت وصال نبی علیہ السلام کے تصرف میں تھا۔ اور وہ نصب خیبر۔ بنی قریظہ کی زمین اور مدینہ کا علاقہ تھا۔ دونوں کہنے لگے یہ سارا علاقہ ہمارے حوالے کر دیں یہ نبی علیہ السلام کے قبضہ میں تھا۔ ابو بکر صدیق نے انہیں فرمایا۔ میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ نبی علیہ السلام فرماتے تھے۔ ہم گروہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی۔ جو ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام کی بڑی جماعت نے اس کی تصدیق کی۔ علی اور عباس کہنے لگے۔ یہ علاقے ہماری تحویل میں ہی دے دیئے جائیں تاکہ ہم ان میں نبی علیہ السلام کے طریقہ پر ان میں تصرف کرتے رہیں۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا مجھے یہ بھی پسند نہیں میں نبی علیہ السلام کا جانشین ہوں اور اس بات کا زیادہ حقدار ہوں ان علاقوں میں سنت نبوی کے مطابق تصرف کروں۔ اس کے بعد جب عمر فاروق کا دور آیا تو علی و عباس دونوں پھر آئے اور پہلے والا اتفاق کیا۔ آپ نے یہ علاقے ان کے تصرف میں دیدیئے اور عہدے لیا کہ نبی علیہ السلام کی سنت مہبرہ کے مطابق ان میں تصرف ہوگا۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ مضمون مجمع بخاری میں

بھی موجود ہے۔

حدیث

معاذ بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق پہلی بار منبر پر بیٹھے تو روپڑے اور فرمایا جب نبی علیہ السلام پہلی بار منبر پر جلوہ آراہ ہوئے تھے۔ تو روپڑے نچے۔ پھر فرمایا۔ اللہ سے عافیت اور معافی مانگا کرو۔ کیونکہ یقین (اسلام) کی دولت کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔

اللَّهُمَّ ذَا طَرَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِكُهُ
أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ
وَشَرِّكَهٖ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي شَرًّا أَوْ أَنْ
أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ۔

ترجمہ: اے اللہ خالق ارض و سما، غیب و شہادت کے دانا تیرے سوا کوئی
لائی عبارت نہیں ہے ہر شے کے خالق و مالک! میں نفس و شیطان کی شر
سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تو مجھے شرک سے اور خود پر یا کسی مسلمان پر
ظلم کرنے سے بچا۔

اسے ابن عوفہ عہدی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ دیگر
کتب میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! یہ دعا صبح و شام اور
سونے وقت پڑھا کرو۔

حدیث۔

ابو یزید مدنی کہتے ہیں ابو بکر یہ دعا اکثر مانگا کرتے تھے۔
اللَّهُمَّ حَبِّ لِيْ اِيْمَانًا وَيَقِيْنًا وَمُعَاوَاةً فَرِيَةً
اے اللہ! مجھے ایمان، یقین، بخشش اور رحمت عطا فرما۔
اسے ابن ابی الدنیانے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن مسعود بن قرہ کہتے ہیں مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ابو بکرؓ یہ دعا مانگا
کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عَمَلِيْ اٰخِرَةً وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَدَائِعَةً

اس وقت نماز ختم کی ہے جب ہمیں سورج کے طور پر آنے کا خطرہ ہو چلا تھا۔ ابو بکر بولے۔ اگر سورج چڑھ آتا تو ہمیں ذکر خدا سے غافل نہ پانا۔

اسے بنوئی نے اور غصص ذہبی نے روایت کیا ہے۔ جب آپ کی نماز وتر کا پیچھے فضائل تین تین میں گزر چکا ہے۔

فضیلت ۱۱

حدیث

عبداللہ بن عمر بن العاص کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سمجھائیے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

ترجمہ: اے اللہ میں نے خود پر بے بہا ظلم کیا ہے۔ اور تو ہی گناہ بخش سکتا ہے۔ مجھے اپنی جناب سے معافی عطا فرما اور رحم کر۔ بلا شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث ۱۰

ابن راشد خیرانی کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ نبی علیہ السلام سے سنی ہوئی کوئی حدیث ارشاد فرمائیں! انہوں نے اپنے سامنے ایک بڑا سا کاغذ پھیلایا۔ میں نے دیکھی اس میں ایک جگہ لکھا تھا کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا بتیم فرمائیں جو میں صبح و شام پڑھتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! یہ پڑھا کرو۔

فضیلت

آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا

حدیث :-

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بروز قیامت ہر انسان کو اس کے بہتر عمل کے ساتھ پکارا جائے گا۔ جسے نماز سے زیادہ محبت تھی اسے نمازی کہہ کر ندا کیا جائے گا۔ زیادہ روزہ رکھنے والے کو روزہ دار کے نام سے آواز آئے گی۔ کثرت جہاد رکھنے والا مجاہد کہلوائے گا۔ ابو بکر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! وہاں کوئی ایسا بھی ہو گا۔ جسے ہر طرح کے اعمال کے ساتھ پکارا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ وہ تم ہو۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا۔ جنت کا ایک دروازہ ”دریان“ ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائیگا۔ فرمایا۔ ہاں وہ تم ہو۔ اسے بخاری و مسلم نے فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے راہ خدا میں دو طرح کے مال خرچ کیے۔ اسے جنت کے دربان ہر دروازہ سے بلائیں گے۔ کہ اے اللہ کے بندے! اے مسلم! ادھر آؤ۔ ابو بکر صدیقؓ گویا ہوئے کہ اس شخص کے

وَحَسْبُ يَا مَعْ يَوْمَ لِقَائِكَ -

ترجمہ : اے اللہ! میری عمر کا بہتر حصہ آخری بنا زندگی کے آخری اعمال سب سے بہتر بنا اور جس دن میری ملاقات ہو وہ دن میرے لیے سب سے بہتر ثابت ہو۔
اسے صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ ابو بکر کی زبان پر اکثر کلمہ رہتا۔ لا الہ الا اللہ۔
اسے بخندی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۹

ہزار ہا اقسام کی خوبیاں اور نیک اعمال آپ میں موجود ہیں

پچھلے گزر چکا ہے کہ ایک دن میں آپ کئی اقسام کے نیک اعمال میں پہلے کر گئے تھے، اور جنت کی بشارت پائی (علاوہ ان میں یہ بھی گزر چکا ہے کہ بھلائی کی تین سو ستتر خصوصیتیں ہیں۔ جو سب کی سب زبان نبوت کے فتوے کے مطابق ابو بکر صدیق میں موجود ہیں۔ ۱۰)

حدیث ۱۰

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم صال فرمایا تو آپ کے لباس میں گیارہ جگہ پیوند تھا۔ جب کہ ابو بکر صدیق کے لباس میں وقت وصال تیرہ پیوند دیکھنے میں آئے۔
اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۱

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار پیاس کے سبب پانی مانگا۔ آپ کے پاس شہد آمیز پانی کا برتن حاضر کیا گیا۔ جسے آپ نے منہ کے قریب کیا اور روپڑے۔ اتنا روئے کہ ساتھ والوں پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ ابھی انکی رقت ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ پھر روپڑے۔ لوگوں کو گمان گزرا کہ ابو بکر کی یہیں وفات نہ ہو جائے۔ کافی دیر بعد آپ کو افاقہ ہوا تو ایسے شدید گریہ کی وجہ پوچھی گئی فرمایا: میں نے ایک بار نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ خود سے کوئی چیز دور کر رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں: مجھ میں تمہیں کیا طمع ہے؟ جب کہ کوئی دوسرا انسان آپ کے پاس نہ تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کسے یہ فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ دنیا میرے سامنے بشکل انسان آئی تو میں نے اسے دھتکار دیا۔ تو وہ مجھ سے بھاگ گئی اور جاتے ہوئے اس نے کہا: "دو قسم بخدا اگرچہ آپ مجھ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ مگر آپ کے بعد اسے مجھ سے دور نہ رہ سکیں گے۔" ابو بکر کہنے لگے مجھے ڈر لگا کہ یہ یہ دنیا کہیں مجھ پر تو غالب نہیں آ رہی؟ پس یہ سوچ کر میں روپڑا۔

نامعلوم وجوہ کی بنا پر اس وقت کتاب میں نظر نہیں آتا۔ اگر میں صبح وجر معلوم ہوئی تو قارئین پر واضح کر دیں گے۔

مال کا حساب کتاب تو ختم ہوا۔ فرمایا ابو بکر! مجھے امید ہے کہ تم ایسے ہی لوگوں سے ہو۔ بلکہ یقیناً ہو۔

فضیلت ۲۱

بقول آپ کی زوجہ کے آپ ساری رات محو عبادت رہتے اور آہ

بھرتے رہا کرتے۔ ایسے میں ہمیں بھنے ہوئے کلیجہ کی بو آتی تھی

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروقؓ ابو بکر صدیقؓ کی رحلت کے بعد انکی بیوہ کے پاس آئے اور انکے اعمال کی بابت سوال کیا۔ بیوہ نے آپ کی شب زندہ واری اور دیگر اعمالِ حسنہ کی تفصیل سنائی جس میں یہ بھی تھا کہ جمعرات کو آپ عشاء کی نماز کے بعد روئے بقبہ بیٹھ کر گھٹنوں میں سر دے لیتے اور ساری رات یوں نہ گزر جاتی تھی پھر بوقتِ صبح سر اٹھاتے اور سرد آہ بھرتے تو اس میں بھنے ہوئے جگر کی بو آتی تھی۔ عمر فاروقؓ رو پڑے اور کہا ابن خطاب میں بھنا ہوا جگر کہاں؟ اسے ملاں نے سیرت میں بیان کیا ہے۔

فضیلت ۲۲

آپ کا زہد و ورع اور اتقار و پرہیزگاری

پچھلے گزر چکا ہے کہ آپ سارا سال راہِ خدا میں لٹا دیا کرتے تھے۔ اور یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم ابو بکر کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ دنیا سے مناسل اور آخرت میں شامل خلیفہ واقع ہو گا۔ یہ حدیث بابِ شیخین میں گزری ہے بلکہ اور آپ کے خصائص میں آپ کو ثناء پہننا بھی بیان کیا جا چکا ہے۔

۱۔ اور یہ بھی واضح کیا جا چکا ہے کہ بابِ مناقبِ شیخین معترف نے ضرور لکھا ہے جو

فرمایا۔ اللہ نے یہ آیت اتاری۔

إِنَّ الَّذِينَ يَخُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ
أَجْرٌ كَرِيمٌ۔ سورہ حجر آیت ۳

ترجمہ: اللہ کے رسول کے سامنے جو لوگ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اللہ
نے ایسے ہی لوگوں کے دل تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں۔ انکے لیے بخشش
اور عزت والا آگم ہے۔

تو میں نے (ابو بکر نے) قسم اٹھالی کہ اُسندہ نبی علیہ السلام کے ساتھ بھید کہنے والے
انسان کی طرح کجبات کیا کرونگا۔
اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

صدیق اکبر اور محاسبہ نفس

حدیث

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھا
تھا کہ یہ آیت نازل ہو گئی۔

مَنْ يَعْمَلْ سُوءً يُجْزَ بِهِ۔ سورہ نساء آیت ۱۳

ترجمہ: جو برے عمل کرے گا۔ اسے اس کا بدلہ دیا جائیگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! کیا میں تمہیں وہ آیت نہ سناؤں جو اللہ نے
اپنے رسول کے دل پر اتاری ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ضرور ضرور یا رسول اللہ! جب
آپ نے یہ مذکورہ آیت پڑھی تو میں نے یوں محسوس کیا جیسے میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور

فضیلت

اللہ آپ کو سلام کہتا اور آپ کی رضا پوچھتا ہے

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو بکر بھرنے لیا ہے اللہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچا رہا ہے۔ اور پوچھ رہا ہے کہ آپ اپنے فقر میں راضی ہیں یا ناراض؟ تو ابو بکر رو پڑے کہنے لگے۔ کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الْخ سورہ حجرات آیت ۱۲

ترجمہ: نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔

ابو بکر صدیق نے اس آیت کے نازل ہونے پر قسم اٹھالی کہ آئندہ نبی علیہ السلام سے ایسے کلام کروں گا۔ جیسے کوئی کسی سے بھید کہتا ہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔ اور صاحب ”دفعائل“ نے بھی۔

حدیث

عبدالرحمن بن عوف اور طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے

حدیث -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں ابو بکر صدیق کے پاس آیا تو وہ اپنی زبان کو پکڑ کر اٹھ رہا ہے۔ اور کہہ رہے تھے۔ اس نے اب تک مجھے مصائب میں ڈالا ہے۔

اسے ملاں صاحب فضائل اور ابن عرب نے روایت کیا ہے۔

حدیث -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک بار آپ کے پاس آیا تو آپ نے اپنی زبان پکڑ رکھی تھی اور فرما رہے تھے۔ یہی مجھے پریشانیوں میں ڈالتی ہے۔ پھر کہا اے عمر! مجھے تم پر حکومت کی کوئی حاجت نہیں۔ عمر فاروق نے کہا، خدا کی قسم ہم آپ کو نہ اتاریں گے نہ اتارنے دیں گے۔

اسے صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لغویاتوں سے بچنے اور اکم بولنے کی عرض سے منہ میں کنکریاں ڈال رکھی تھیں۔

اسے ملاں نے روایت کیا ہے۔

میں دوسرا ہو گیا ہوں، آپ نے فرمایا ابو بکر! کیا بات ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ وہ کون ہے جس نے بُرا عمل نہیں کیا؟ اگر تمہیں اپنے اعمال کا بدلہ ملنا ہے تو؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! رہے تم اور تمہارے مومن ساتھی۔ تو اللہ سے ملاقات کے وقت تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا، تمہارے علاوہ دوسرے لوگوں کا پورا پورا حساب ہوگا۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری۔
مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس آیت میں کتنا سخت حکم ہے؟ آپ نے فرمایا ابو بکر! دنیاوی مصیبتیں بھی اعمال کا بدلہ ہوتی ہیں۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے قسم اٹھا کر کبھی اسے توڑا نہیں تھا۔ جب اللہ نے قسم ٹوٹ جانے کا کفارہ نازل فرمایا تو ابو بکر نے کہا جب بھی میں قسم اٹھاؤں اور اسے توڑ دینا مجھے بہتر نظر آئے تو میں اسے توڑ کر کفارہ ادا کر دیا کروں گا۔

اسے حمید بن ابی بکر برقیانی سے روایت کیا ہے۔

حدیث

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ابو بکر صدیق نے اپنی زبان پکڑ رکھی ہے، اور فرماتے ہیں، اسی نے مجھے مصائب میں مبتلا کیا ہے۔
اسے صاحب صفحہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

زید بن رقم سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا ایک غلام آپ کے لیے غلہ لاتا تھا۔ ایک دن وہ آپ کے لیے کھانا لیے حاضر ہوا۔ ابھی آپ نے اس میں سے ایک لقمہ نگلا ہی تھا کہ غلام نے عرض کیا ابو بکر! پہلے آپ ہمیشہ پوچھا کرتے تھے کہ کہاں سے کھانا لائے ہو؟ آج نہیں پوچھا آپ نے؟ فرمایا مجھے آج سخت بھوک لگی تھی۔ تو بتلاؤ کہاں سے لائے ہو کھانا؟ کہنے لگا دو رجالت میں میں ایک قوم پر سے گزرا۔ میں نے انہیں بہتر منتر پڑھ کر کچھ بتلایا۔ انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر لیا۔ آج میں وہاں سے گزرا تو ان کے ہاں شادی تھی۔ انہوں نے مجھے یہ کھانا دیا۔ ابو بکر صدیق بوسے۔ افسوس ہے تم پر۔ تم نے تو مجھے ہلاک ہی کر دیا۔ یہ کہہ کر آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر تنے کرنا چاہی جو باہر نہ آئی کہا گیا یہ گرم پانی کے بغیر نہیں نکلے گی۔ آپ نے کافی سارا پانی منگوایا اور پیتے گئے اور قسے کرتے گئے تاکہ وہ لقمہ جو نکل لیا تھا باہر آگیا۔ آپ سے کہا گیا اللہ آپ پر رحم کرے۔ صرف ایک لقمہ کی خاطر اتنی تکلیف برداشت کی آپ نے؟ فرمایا اگر میری جان بھی نکل جاتی تو بھی پرواہ نہیں تھی۔ کیونکہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے اپنے فرمایا۔ ہر وہ جسم جو حرام مال سے بنا ہو جہنم کا حقار ہے۔ تو میں ڈر گیا۔ کہیں میرے جسم کا کوئی حصہ اس لقمہ حرام سے نہ بن جائے۔

اسے صاحب صفوہ نے اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

یاد رہے عرب کے کاہن و نجومی کئی طرح کے تھے۔ بعض کے قبضہ میں جہنات تھے جو انہیں جھوٹی سیسی باتیں بتانے رہتے تھے۔ کچھ ایسے تھے جو کسی بات کا آدل و آخر

فضیلت

آپ کا خوف خدا اور تقویٰ

لقمہ حرام پیٹ سے باہر نکالنے کی بجائے ناقابل برداشت
تکلیف اٹھانی

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا ایک غلام آپ کا غلبہ جمع کر کے لایا کرتا تھا اور آپ اس غلبہ سے کھایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا جس سے آپ نے ایک لقمہ کھا لیا۔ غلام نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ فرمایا کیا ہے؟ کہا میں نے ایک انسان کو دور جاہلیت میں نجومی بن کر ایک بات بتلائی تھی اور نجومت کتنی عمدہ چیز ہے، مگر میں نے اسے دھوکہ دیا (کیونکہ میں نجومی تھا نہیں) اب وہ شخص مجھے ملا اور یہ کھانا دیا جس سے آپ نے لقمہ لیا ہے۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور لقمہ کی قینچی کر دی۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

کسی مسئلے کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے تحقیق کا عالم

حدیث

میمون بن مہران سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق کے پاس کوئی شخص اپنا جھگڑا یا مقدمہ لاتا تو آپ اس کا فیصلہ قرآن سے تلاش کرتے۔ اگر مل جاتا تو نبھا۔ ورنہ نبی علیہ السلام کے فرمان سے جستجو کرتے۔ اگر وہاں سے بھی حاصل نہ ہوتا تو اہل اسلام سے پوچھنے نکل کھڑے ہوتے۔ اور فرمایا کرتے تھیں کچھ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے مقدمہ میں کیا فیصلہ کیا تھا؟ بسا اوقات کئی آدمی نبی علیہ السلام کے کسی ایسے فیصلے کا ذکر کر دیتے، جسے سن کر آپ فرماتے۔ اللہ کی حمد جس نے ہمارے اندر اپنے نبی کی سنت کے جاننے اور یاد رکھنے والے لوگ موجود رکھے ہیں۔

اسے اسماعیل نے معجم میں اور صاحب ”فضائل“ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک مرنے والے کی داری ابو بکر صدیق کے پاس اپنی میراث کا تقاضا کرنے آئی۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کے لیے قرآن و سنت میں کوئی حصہ نہیں۔ آپ واپس چل جائیں۔ میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ آپ نے صحابہ سے پوچھا۔ تو مغیرہ بن شعبہ نے بندیا لائیں نبی علیہ السلام کے پاس نکھا کہ آپ نے ایسی ہی عورت کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی گواہ بھی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری نے حاضر ہو کر مغیرہ بن شعبہ کی تصدیق کی۔ چنانچہ اس بڑھیا کیلئے ابو بکر صدیق نے چھٹا حصہ جاری کر دیا۔

سن کر آئندہ پیدا ہونے والے ثمرات کی نشاندہی کر دیا کرتے تھے۔ انہیں عرات کہا جاتا تھا۔ کیونکہ انہیں ہر بات کے انجام کی معرفت حاصل کرنے میں دسترس تھی۔ جب کہ بعض علم رحل وغیرہ کے ماہر تھے۔ واقعہ مذکورہ میں ابو بکر صدیق کے غلام نے جو مال حاصل کیا۔ اس لحاظ سے بھی حرام تھا کہ اسے علم نجوم میں کوئی واقعیت نہ تھی۔ محض دھوکہ دیا تھا اس نے۔ اگر قوم اس کے فریب پر مطلع ہو جاتی تو وہ ہرگز اسے کھانا نہ دیتے۔ وگرنہ اگر وہ ماہر نجوم ہوتا تو کافر کا کافر سے دھوکہ دہی کے بغیر کیا ہوا معاملہ درست ہوتا ہے۔ اور اس سے کسی مسلمان کو ایسا مال حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث۔

مجاہد سے روایت ہے کہ جب قرآن پاک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی بیان ہوئی۔ تو ابو بکر آئے اور سیدہ کے سر پر ہاتھ پٹھ گئے (وہ بوجہ غم و اندوہ بیمار تھیں) وہ کہنے لگیں میری پاک دامنی تو اللہ نے بیان کی ہے۔ آپ کا اور آپ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ آخر آپ نے میری برادرت کیوں نہ بیان کی۔ انہوں نے کہا جس بات کی مجھے تحقیق نہ تھی میں کیوں بیان کرتا (اللہ رے صداقت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

اسے صاحب رد فضیلت ابی بکرؓ نے روایت کیا اور حدیث حسن قرار

دیا ہے۔

دوران خلافت آپ کے مال میں صرف ایک اونٹ اور ایک معمولی کپڑے کا اضافہ ہوا

حدیث

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق مرض وفات میں مبتلا ہوئے۔ تو فرمایا خلیفہ بننے کے بعد میرے مال میں جس قدر اضافہ ہوا ہے۔ وہ اضافہ اپنے خلیفہ (عمر) کے پاس جمع کروادو۔ جب دیکھا گیا تو ایک غلام تھا جو آپ کے بچوں کی نگہداشت کرتا تھا۔ اور ایک اونٹ جو باغ میں پانی لاتا تھا۔ لوگ یہ دونوں چیزیں عمر فاروق کے پاس لائے جنہیں دیکھ کر آپ رو پڑے اور فرمایا۔ اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ آپ کے بعد مجھے سخت مشقت برداشت کرنا پڑے گی۔

اسے صاحب صفوہ اور فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سیدہ عائشہؓ روایت ہے کہ آپ نے بوقت وصال فرمایا اے بیٹی! جب سے ہم نے خلافت سنبھالی ہے۔ تب سے ہمارے مال میں جو اضافہ ہوا ہے اس بیت المال میں جمع کروادو حالانکہ قسم بخدا مسلمانوں کے بیت المال سے ہم نے کچھ لیا ہے تو وہ پیٹ میں بھرنے کے لیے معمولی کھانا اور پینے کے لیے کھردرے کپڑے ہیں۔ میں نے دیکھا تو ہمارے مال میں صرف دو چیزیں بڑھی تھیں۔ ایک نوخیز اونٹنی اور ایک پرانا کپڑا جو پانچ درہم سے زائد قیمت کا نہ ہو گا۔ جب یہ دونوں چیزیں لے کر ہمارا فرستادہ عمر فاروق کے پاس آیا تو عبدالرحمن بن عوف پاس بیٹھے تھے۔ وہ بوسے! اے خلیفہ! مسلمان! کیا یہ چیزیں اولاد ابی بکر سے پھین لی جائیں گی؟ انہوں نے فرمایا ہرگز

اسے احمد بن حنبلؒ، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

احتیاطاً پانچ سو احادیث کا مسودہ جلا دیا

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والد نبی علیہ السلام کی پانچ سو احادیث جمع کر رکھی تھیں۔ ایک بار آپ بستر پر سوئے تو ساری رات پہلو بدلتے گزار دی۔ مجھے بڑا قلق ہوا۔ میں نے پوچھا آج اتنی بے قراری کیوں تھی آپ کو؟ پیہار تھے یا کوئی اور پریشانی ہے؟ فرمایا اسے بیٹی احادیث کا وہ مسودہ جو تمہارے پاس ہے لاؤ۔ میں نے حاضر کر دیا۔ آپ نے آگ منگوائی اور اسے جلا دیا۔ میں نے کہا ابا جان! یہ کیا؟ فرمایا آج رات مجھے نیند نہیں آئی۔ ڈرنا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مرجاؤں اور میرے پاس یہ احادیث ہوں۔ ممکن ہے۔ اس میں ایسی بھی ہوں جو میں نے کسی انسان پر اعتماد کرتے ہوئے نوٹ کر لیں۔ مگر حقیقتاً وہ نبی علیہ السلام کے الفاظ نہ ہوں گے۔ (میں اگر دنیا سے چلا گیا تو لوگ ان اوراق کو ہرزجان بنا کر غیر حدیث کو حدیث سمجھ لیں گے) اور ساما بوجھ میری گردن پر آ جائے گا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

فضیلت ۲۵

آپ نے قبل از اسلام سے لیکر تمام عمر شراب پی نہ شعر کہا

حدیث

ابو عالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے مجمع میں ایک بار ابو بکر صدیق سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے دور جاہلیت میں کبھی شراب پی تھی؟ انہوں نے فرمایا اللہ کی پناہ کہا گیا کیوں؟ فرمایا میں اپنی عزت و مال کی حفاظت کرتا آیا ہوں۔ کیونکہ جس نے شراب پی اس نے اپنی عزت اور انسانیت ختم کر لی۔ نبی علیہ السلام کو ابو بکر کی یہ بات پہنچی تو دوبارہ فرمایا۔ ابو بکر صبح کہتا ہے۔ اسے رازی نے بیان کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے اسلام لانے کے بعد کبھی شعر نہ کہا اور شراب تو دور جاہلیت میں ہی خود پر حرام کر لی تھی۔

فضیلت ۲۶

آپ نے کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں تھا

حدیث

ابن ابی لیکہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات ابو بکر صدیق کے ہاتھ سے اونٹنی کی مہار گر جاتی تو آپ اسے رکاب سے گھسیٹ کر قریب آتے اور پکڑ لیتے تھے۔ لوگوں نے کہا آپ ہمیں کیوں نہیں کہہ دیا کرتے؟ کہ ہم ہی پکڑا دیا کریں۔ آپ نے فرمایا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگو! اسے احمد بن حنبل اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

نہیں۔ رب کبھی قسم انہیں پاس رکھ کر ابو بکر ہرگز گناہ کار نہیں تھے۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے انہیں حاصل کرنے میں۔ اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ آپ کی جگہ خلیفہ بننے والے نے پڑی مشقت اپنے ذمہ لی ہے۔

اسے ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے۔

حدیث

یہی مضمون یوں بھی مروی ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا، اے بیٹی! میں قریش کا سب سے بڑا تاجر اور سب سے مالدار تھا مگر جب خلافت کا بوجھ مجھ پر آ پڑا تو میں نے محسوس کیا کہ کاروبار جاری رکھنے سے ادائیگی فرائض میں خلل آئے گا۔ تو اس کے بعد مجھے صرف یہی چیزیں حاصل ہو سکیں ادنیٰ پونہ، دودھ والا برتن اور ایک غلام، میرے فوت ہو جانے پر یہ چیزیں عمر فاروق کو فوراً بھیج دینا۔ اے بیٹی! میرے انہی کپڑوں میں مجھے کفن دیدینا۔ سیدہ فرماتی ہیں، میں روپیہ عرض کیا ابا جان! ہم اتنے تنگ دست تو نہیں (کہ نیا کفن نہ بنا سکیں) اپنے فرمایا بیٹی اللہ تیری مغفرت کرے کفن کو آخر کچھ لہو اور پیپ سے ہی بھرنا ہے۔ جب آپ انتقال فرما گئے تو نہ کورہ چیزیں عمر فاروق کے پاس بھیج دی گئیں۔ انہوں نے کہا اللہ تمہارے والد پر رحم فرمائے وہ چاہتے تھے کہ کسی کو بات کرنے کی گنجائش نہ ملے۔

اسے بغوی نے ذکر کیا ہے۔

لگائی کام ہے وہاں جبکہ آپ اہل اسلام کے خلیفہ بن چکے ہیں؛ آپ نے فرمایا۔ گھر
 دانوں کا کھانا کہاں سے مہیا کروں؛ وہ بولے آپ ہمارے ساتھ واپس چلیں ہم (بیت
 السال سے) آپ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں پنا نچو آپ کے لیے روزانہ بکری کا تھوڑا
 سا گوشت مقرر ہو گیا۔ جب کہ سر اور پیٹ کے لیے کچھ نہ مقرر ہوا۔
 اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

دخترانِ مدنیہ امیں خلیفہ بننے کے بعد بھی تمہاری بکریاں دوہتا
 رہوں گا

حدیث

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ حصولِ خلافت کے بعد کندھے پر
 چوڑھا اٹھائے گھر سے نکلے۔ آگے سے ایک شخص ملا اور بولا۔ لائیے مجھے دے دیں!
 آپ نے فرمایا الگ ہو جاؤ! تم اور عمر فاروقؓ مجھے بچوں کے لیے روزی کھاتے
 سے نہ روکو!

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اصحابِ سیرت بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ اپنے قبیلہ میں لوگوں کو بکریاں دوہ کر
 دیا کرتے تھے۔ جب آپؓ کی بیعت کی گئی تو قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا۔ اب ہماری اونٹنیاں
 کون دوہے گا؛ آپ نے یہ آواز سنتی تو فرمایا۔ میں ہی دوہ کر دوں گا۔ اور مجھے امید ہے
 کہ جو میرا اخلاق پہلے تھا خلافت سے اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ تو آپؓ برابر
 انہی اونٹنیاں دوہتے رہے۔ اللہ آپؓ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

فضیلت ۲۴

آپ کا انکسار اور تواضع

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص تکبر سے اپنا دامن زمین پر گھسیٹ کر چلا۔ اللہ روز قیامت اس کی طرف نظر التفات نہیں کریگا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ میرے تہمند کی ایک طرف ذرا دھیلی ہو تو مجھے خبر ہو جاتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تمہارا دامن لٹک بھی جائے گا تو وہ بنیت تکبر نہیں ہوگا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

خلیفہ وقت کندھے پر کپڑا رکھے بازار میں روزی کمانے نکلا ہے

حدیث

عطاء بن سائب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے تو جمع کندھے پر کپڑے لادے ہوئے (حسب معمول) بازار کی طرف چل دیئے۔ آگے سے عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح ملے۔ انہوں نے کہا۔ اے خلیفہ رسول خدا! کدھر؟ فرمایا۔ بازار۔ کہنے

فضیلت صدیق اکبر (۲۸)

آپ کا غصہ جلد ٹھنڈا ہو جاتا تھا

حدیث

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ فقیر روگ تھے۔
 ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ اور وہ مسجد نبوی میں نبی علیہ السلام سے قرآن پاک پڑھتے
 تھے (نبی علیہ السلام نے ایک بار فرمایا۔ جس کے پاس دو انسانوں کا کھانا ہو وہ تیسرا آدمی
 ساتھ لے جائے۔ تو ابو بکر نے تین آدمی ساتھ لے لیے اور نبی علیہ السلام نے دس چوبیس کہ
 ابو بکر کے گھر میں پہلے سے تین آدمیوں کا کھانا تھا۔ یعنی میرا اپنا اور میری والدہ کا۔ راوی کہتا ہے
 مجھے یاد نہیں شاید عبدالرحمن نے یہ بھی کہا تھا ہمارے گھر میں میری بیوی اور ہمارے اور ابو بکر
 صدیق کے گھر کے خادم کا کھانا بھی تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے شام کا کھانا نبی علیہ السلام کے ہاں کھالیا۔ اور رات گئے گھر
 کو لوٹے جب وہ گھر آئے تو ان کی زوجہ بولیں۔ گھر میں ہمارا کھانا تھا۔ آپ کہاں تھے؟ انہوں نے
 فرمایا۔ کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا۔ وہ بولیں۔ ہماروں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے
 سے انکار کر دیا تھا۔ ہم نے اصرار کیا مگر وہ غالب رہے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں میں (ابو بکر
 صدیق کے در سے کچھ ڈانٹ پڑے گی کہ ہماروں کو اب تک بھوکا کیوں رکھا ہے؟ پھپھ
 گیا۔ آپ نے آواز لگائی اوجاہل! تو کہاں ہے؟ اس کے ساتھ ہی انہوں نے جھٹھے

حدیث -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کے خلیفہ بننے کے بعد ایک بار میں ابو بکر صدیق کے پیچھے سوار تھا۔ جب ہم لوگوں کے پاس سے گزرتے تو ہم انہیں سلام کہتے اور وہ ہمیں جواب دیتے تھے۔ ابو بکر کہنے لگے آج لوگوں نے ہماری زیادہ عزت کی ہے (یعنی آپ کو اس چیز کا فوراً احساس ہو گیا۔ اور آپ کو یہ بات بڑی عجیب سی محسوس ہوئی)

اسے ابو عبد اللہ حسین قطان نے روایت کیا ہے۔

حدیث -

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق منبر رسول پر بیٹھے تو حضرت حسن بن علیؓ (پچپنے سے) منبر پر چڑھ آئے اور فرمایا کہ میرے ناناک کے منبر سے اتر جاؤ! ابو بکر بوسے۔ آپ نے بجا فرمایا ہے۔ واقعتاً میرے باپ کا نہیں آپ کے باپ کا منبر ہے۔ انہوں نے دوبارہ یہی کہا۔ تو علیؓ بوسے جو ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ بیٹے نے یہ بات میرے کہنے پر نہیں کہی۔

حدیث -

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے یزید بن ابی سفیان کو (لوگوں کے مرتد ہونے پر) شام کی طرف بھیجا۔ اور رخصت کرنے دو میں تک پیدل ساتھ گئے۔ عرض کیا گیا۔ اے خلیفہ رسول خدا! اب آپ پلٹ جائیں! آپ نے فرمایا۔ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے جسکے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوئے اللہ اس پر جہنم حرام کر دے گا۔

اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

سنا تھا کہ آپ ٹھنڈے گئے اور بات کسی اور طرف ڈال دی۔ اس کے بعد ہم سب لوگ کام مکمل کر کے وہاں سے چلے آئے۔ بعد میں آپ نے مجھے بلوایا اور فرمایا ابو بزرہ! تم نے کیا کہا تھا میں نے کہا کب؟ مجھے یاد نہیں۔ آپ نے فرمایا بھول بھی گئے؟ میں نے کہا قسم بخدا مجھے یاد نہیں۔ فرمایا مجھے غضب ناک دیکھ کر تم نے اس شخص کی گردن مار دینے کی اجازت چاہی تھی؟ میں نے کہا ہاں! اگر آپ مجھے حکم دیتے تو قسم بخدا میں اسے اڑا دیتا۔ فرمایا ہلاکت ہو تمہارے لیے۔ نبی علیہ السلام کے بعد کسی کے لیے یہ جائز نہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر ۲۹

آپ کی غیرت اور زبان نبی سے آپ کی بیوی کی طہارت

حدیث

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے چند لوگ اسماء بنت عبدالمطلبؓ کے پاس آئے۔ اتنے میں ان کے شوہر ابو بکر بھی آگئے اور وہاں لوگوں کو دیکھ کر برا مانایا۔ اور نبی علیہ السلام سے جا کر تذکرہ کیا۔ مگر ساتھ ہی کہا۔ میں نے کوئی بُری بات نہیں دیکھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے اللہ نے بُری قرار دیا ہے۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد کسی

سخن مست کہا، اور مہمانوں سے کہا کھاؤ! مگر اس وقت کے کھانے کی کیا خوشی۔
 البتہ میں آپ کے ساتھ قسم بخدا نہیں کھا سکتا۔ مہمان بوسے قسم بخدا پھر ہم بھی نہیں کھائیں
 گئے۔ ابو بکر بوسے یہ تو شیطان کی طرف سے ہوا ہے۔ (یعنی قسم اٹھانا) اس کے بعد آپ
 نے کھانا منگوایا۔ خود بھی کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا۔ عبد الرحمن کہتے ہیں کہ جہاں سے
 ہم نعمہ اٹھاتے وہاں نیچے سے اور کھانا نکل آتا تھا۔ آپ کی زوجہ کہتی ہیں جب سب
 کھانا کھا چکے تو وہ پہلے سے بڑھ چکا تھا۔ ابو بکر نے دیکھا تو اپنی بیوی کو بلا کر
 فرمایا۔ دیکھو تو! یہ تو بڑھ گیا ہے۔ وہ بھی کہنے لگیں مجھے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم واقعتاً
 یہ بڑھ گیا ہے، پھر ابو بکر نے کھایا۔ اور کہا کہ پہلے جو قسمیں اٹھائی ہیں وہ شیطانی عمل تھا۔
 پھر ایک نعمہ لیا اور کھانا اٹھا کر نبی علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ تو اس کھانے نے صبح
 نبی علیہ السلام کے پاس کی ہمارے اور اصحاب صفہ کے درمیان مدت مقرر کی تھی۔ جس
 کے گزرنے پر ہم بارہ آدمی تھے جن کے ساتھ اصحاب صفہ کی ٹولیاں لگا دی گئیں۔ اللہ
 ہی بہتر جانے کہ ایک ایک شخص کے ساتھ کتنے آدمی تھے اور سب نے اسی
 کھانے سے کھایا۔
 اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

قتل کا لفظ سنتے ہی آپ کا غصہ کا فور ہو گیا

حدیث

ابو بزرہ اسلمی کہتے ہیں ہم ابو بکر صدیق کے ہاں کوئی کام کر رہے تھے کہ آپ ایک
 مسلمان آدمی پر غضب ناک ہو گئے اور غصہ اتھائی زیادہ ہو گیا۔ میں نے آپ کے
 تیور دیکھے تو عرض کیا خلیفہ رسول خدا! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ قتل کا نام

تشریح :

بعض روایات میں ہے کہ مذکورہ واقعات پر یہ آیت نازل ہوئی ۔
لا یحب اللہ الجہل بالسوء من الا قول الامن ظلم

(سورۃ نساء آیت غلبہ ۱۲۸)

ترجمہ : اللہ پسند نہیں رکھتا کہ بری بات کو ظاہر کیا جائے سوائے مظلوم کی
فریاد کے ۔

حدیث

مقاتل کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیق کو تکلیف پہنچائی جب کہ نبی علیہ
السلام بھی موجود تھے ، ابو بکر خاموش رہے ۔ اس شخص نے دوبارہ ایسے ہی کیا تو
ابو بکر نے اسے جواب دیا ۔ جس پر نبی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ابو بکر نے
عرض کیا یا رسول اللہ ! اس شخص نے مجھے گالی دی اور آپ خاموش رہے ۔ جب میں
نے اسے جواب دیا تو آپ نے قیام فرمایا ہے ؛ آپ نے فرمایا ۔ ایک فرشتہ تمہاری
طرف سے جواب دے رہا تھا ۔ جب تم بول پڑے تو وہ واپس ہو گیا اور شیطان آ گیا
جس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ لا یحب اللہ الجہل بالغی
اسے ابو الفرج نے ”اسباب النزول“ میں روایت کیا ہے ۔

گھر دے کی غیر موجودگی میں کوئی دوسرا آدمی اس کے گھر میں اکیلا نہ جائے اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہونے چاہئیں۔

فضیلت صدیق اکبر ۳۰

ابوبکر صدیق جھگڑے میں خاموش رہے اور فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دیتا رہا

حدیث

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام بیٹھے تھے صحابہ بھی ساتھ ایک شخص ابوبکر سے الجھ پڑا اور ان کو ایذا دی۔ ابوبکر خاموش رہے۔ اس نے دوبارہ انہیں اذیت اسان لفظ کہا مگر وہ پھر بھی خاموش رہے۔ تیسری بار جب اس نے ایذا پہنچائی تو حضرت ابوبکرؓ نے مدد چاہی۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام ان کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو مجھ پر رحم کر گیا تھا؛ کیوں کہ اس سے قبل وہ مجھے دوبارہ ایذا دے چکا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آسمان سے ایک فرشتہ اترا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تیسری بار ایذا منے پر تم بول پڑے تو بیچ میں شیطان آگیا۔ جسے دیکھ کر میں خاموش بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا۔

اسے ابوداؤد نے اور ابوالقاسم نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

محبت رکھیں تو تم ان سے محبت رکھو۔
اسے انصاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی علیہ السلام گھر سے تشریف لاکر (مسجد میں) جلوہ آرا ہوئے اور فرمایا۔ اے عمر! میں اپنے بھائیوں کا مشتاق ہوں عمر غروبے۔ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم میرے صحابی ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائے۔ کہتے ہیں۔ اتنے میں ابو بکر آگئے۔ تو عمرؓ نے انہیں ساری بات بتادی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! کیا تم اس قوم سے محبت نہیں رکھتے جو تم سے صرف اس وجہ سے عقیدت رکھیں گے کہ تم نے مجھے اپنا محبوب بنایا ہے۔ اس لیے وہ تمہیں محبوب بنالیں گے۔ لہذا تم انہیں محبوب رکھو۔

اسے ابن فیروز نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس رات ابو بکر پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے جنت عدن پر نظر رحمت فرمائی۔ اور فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم آج رات پیدا ہونے والے اس بچے سے محبت رکھنے والا شخص ہی تجھ میں داخل ہوگا۔

اسے علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور غریب قرار دیا۔ اور ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۱)

آپ سے محبت رکھنے کی ترغیب دھندہ احادیث

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر فرض ہے کہ ابو بکر سے محبت رکھیں !
اسے حافظ سسفی نے اپنی مشیخت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ ایک بار اُم المؤمنین کبیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ابو بکر اور نبی علیہ السلام تم بیولہ میٹھے تھے۔ اور میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ ابو بکر بڑے۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میرے (بھائی نہیں) صحابی ہو۔ بھائی میرے وہ ہیں جو بغیر دیکھے میری تصدیق کریں گے۔ اور مجھے اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبوب رکھیں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو ہم بھی آپ کے بھائی ہیں (تاکہ ہمیں بھی یہ اعزاز حاصل ہو) آپ نے فرمایا تم میرے صحابی ہو۔ ابو بکر! کیا تمہیں ایسی قوم سے محبت نہ ہو گی جو میری محبت میں تم سے عقیدت رکھیں گے (کہ یہ نبی علیہ السلام کے صحابی ہیں) جب وہ تم سے میری وجہ سے

یہودی سے کہہ دیا جائے اللہ نے دوزخ کے دو عذاب تجھ سے اٹھالیے ہیں۔
 نہ قدموں میں بیڑیاں پڑیں گی۔ نہ گلے میں طوق۔ نہی علیہ السلام نے اسے بلا کر اللہ کا
 فرمان سنایا۔ یہودی نے آسمانوں کی طرف نگاہ اٹھائی اور پکار اٹھا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ حقاً۔

یا رسول اللہ! اس بات سے میرے دل میں ابوبکر کی محبت اور بڑھ گئی ہے۔ نبی
 علیہ السلام نے فرمایا تمہیں دو ہری مبارک ہو۔
 اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۲)

عمر فاروق آپ کو خود سے بہتر جانتے تھے !

حدیث۔۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ سے بوقت وصال کہا گیا۔ آپ
 اپنی جگہ خلیفہ کیوں نہیں بنائے دیتے؟ آپ نے فرمایا۔ اگر میں خلیفہ نہ بناؤں۔ تو بھی
 کچھ حرج نہیں۔ مجھ سے بہتر نبی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ اگر بناؤں
 تو وہ بھی صحیح ہے آخر ابوبکرؓ مجھ سے بہتر تھے انہوں نے خلیفہ بنایا تھا۔
 یہ حدیث صحیح ہے اور عمر فاروقؓ کے حالات میں آ رہی ہے۔

علیؑ پل صراط سے صدیق کے جبار کو ہی گزرنے دیں گے

حدیث

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق حضرت علیؑ سے ملے تو انہیں دیکھ کر اڑ پڑے۔ علیؑ ترغیٰ نے پوچھا کیوں مسکرائے ہیں آپؑ؟ فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ!

لَا يَجُوزُ أَحَدُ الصِّرَاطِ إِلَّا مَنْ كَتَبَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْجَوَازَ -

(کوئی شخص پل صراط سے علیؑ کے اجازت نامہ کے بغیر نہیں گزر سکے گا۔)

حضرت علیؑ نہیں پڑے اور فرمایا۔ ابو بکر! آپ کو خوشخبری نہ سناؤں؛ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

لَا يَكْتَبُ الْجَوَازُ إِلَّا لِمَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ

(پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ اسے ہی ملے گا جسے ابو بکر سے پیار ہو گا۔)

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی ابو بکر صدیق کے پاس آ کر کہنے لگا۔ تجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا۔ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ ابو بکر نے یہ سن کر اس کی حوصلہ شکنی کے لیے سر نہ اٹھایا۔ اتنے میں جہرہیل نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور گویا ہوئے۔ یا رسول اللہ! خدائے بزرگ و برتر آپ کو سلام بھیجنا اور فرماتا ہے کہ ابو بکر سے محبت کا اظہار کرنے والے

فضیلت صدیق اکبر (۳۳)

عمر فاروق آپ کی از حد تعظیم کرتے تھے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم نے گھریلو بکری کا دودھ دوہا۔ اور گھر کے کنوئیں کا پانی ڈال کر حاضر خدمت کیا۔ آپ کے بائیں طرف ابو بکر اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا۔ جب نبی علیہ السلام پی چکے تو عمر فاروق جو ایک طرف بیٹھے تھے گویا ہوئے، یا رسول اللہ! بقیہ ابو بکر کو ملائیں۔ آپ نے اعرابی کو دے دیا۔ اور فرمایا۔

(پہلے دائیں دے کا حق ہوتا ہے۔ پھر اس سے اگلے کا۔)

اسے ان الفاظ سے علی بن حرب طائی نے روایت کیا ہے جبکہ موطا کے حوالہ سے خصال میں یہ حدیث مختصراً گزر چکی ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے دودھ دوہا اس میں گھر کا پانی ملا یا اور پیش خدمت کیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک دیہاتی اس کے پیچھے عمر فاروق اور بائیں طرف ابو بکر بیٹھے تھے۔ جب آپ پی چکے اور منہ سے پیالہ ہٹا لیا ابھی ہٹانے والے تھے کہ عمر بن خطاب نے، یا رسول اللہ! بقیہ

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا جس قوم میں ابو بکر موجود ہوں، وہاں امام مینے سے جان کاچلے جانا اور گردن کا اڑ جانا مجھے آسان ہے۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اے کاش! میں صدیق کے سینے پر ایک بال ہوتا، عمر فاروقؓ

حدیث

ابن عمر ان جوئی سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا، اے کاش! میں ابو بکر صدیق کے سینے کا ایک بال ہوتا۔
اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا، ابو بکر ہم سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں، یہ حدیث پیچھے ٹھائیں میں گزر چکی ہے، وہاں یہ حدیث بھی گزری تھی کہ ایک شخص نے عمر فاروقؓ سے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی انسان نہیں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم نے ابو بکر کو دیکھا تھا؟

حدیث

حضرت علیؓ سے ہی روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہاں سپرد خاک کیا جائے؟ ابو بکر بڑے نبی علیہ السلام نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ !

لَيْسَ مِنْ بَنِي يَمُوتِ الْاَرْضِ حَيْثُ يَقْبَضُ - وَاَبُو بَكْرٍ
مَوْثِقٌ عَلٰی مَا جَاءَ بِهِ

کوئی نبی جہاں وصال پائے وہیں سپرد خاک کیا جاتا ہے اور ابو بکر نے جو کہا ہے امانت و دیانت سے کہا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے ہی مروی ہے کہ میں نے سنا ابو بکر فرما رہے تھے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی زبان پاک سے یہ ارشاد سنا جس شخص نے گناہ کر لیا۔ پھر صبح وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد اللہ سے استغفار کیا۔ تو اللہ کا حق ہے کہ اسے معاف کر دے۔ علیؓ تفریق نے اس کے بعد منبر پر نہادینا شروع کی کہ ابو بکر نے سچ کہا ہے۔ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا

(سورہ نساء آیت ۱۱۰)

ترجمہ: جو آدمی بُرا کام کرے یا خود پر ظلم کر بیٹھے پھر وہ اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔

ان دونوں احادیث کو صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

ابوبکرؓ کو دے دیں۔ آپ نے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا۔ پہلے دایاں، پھر
اس سے اگلا۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۴)

ابوبکر صدیق کے علاوہ ہر شخص سے علی مرتضیٰ قسم لے کر حدیث
سننے تھے

حدیث

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب میں نے نبی علیہ السلام سے خود کوئی حدیث سُن لی
تو اللہ نے مجھے جس قدر چاہا نفع دیا۔ مگر دوسرا شخص مجھے آپ کی حدیث سنائے تو
میں پہلے اس سے قسم اٹھواؤں گا۔ اگر وہ قسم اٹھائے تو حدیث میرے نزدیک قابل
قبول ہوگی لیکن ابوبکرؓ نے مجھے ایک حدیث بیان کی اور سچ کہا۔ جس کا مضمون یہ
تھا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرمانے سنا ہے۔ جو شخص گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر
وہ بہتر وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے گناہ کی معافی مانگے تو اللہ اسے
معاف کر دیگا۔

اسے نسائی نے اور حافظ نے "ربعین بلدانیہ" میں روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے یہ حدیث بھی باب مناقب صحابہ ثلاثہ میں گزر چکی ہے کہ ابو بکر کا نام صدیق آسمانوں سے اتر رہا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت علیؓ سے مروی احادیث فصل ابی بکر میں جو بیچھے گزر چکی ہیں مختصر ایہ ہیں۔

حسن نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا، ہماجرین نے ابو بکر کی بیعت کیسے کر لی تھی؟ آپ نے فرمایا، وہ چار بانوں میں سب پر بیعت لگے تھے۔ آپ کے اسلام کے ذکر میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔

نبی علیہ السلام نے جبریل سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا۔ کہا ابو بکر۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، تم میں سے ہر کسی نے مجھے بھٹکایا مگر ابو بکر نے میری تصدیق کی یہ حدیث خصائص ابی بکر میں گزر چکی ہے۔

حضرت علیؓ نے بوقت وصال فرمایا میں اپنا جانشین نہیں بنارہا۔ اللہ نے تمہاری بہتری چاہی تو کسی بہتر انسان کو خود میرا جانشین بنا دے گا۔ یہ حدیث آپ کے سراپا خیر ہونے کے ذکر میں بیان ہو چکی ہے۔

ابی سہر بکرتے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر مضبوط دلی والے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔

حضرت علیؓ کا ہی قول ابو بکر صدیق کے بارہ میں یوں گزر چکا ہے کہ اے خلیفہ رسول! ہمیں اپنی جان کی وجہ سے خوف میں مبتلا نہ کریں، یہ حدیث شجاعیت ابی بکر میں گزر چکی۔ یونہی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ابو بکر کا خطا کرنا منظور ہی نہیں۔ یہ آپ کے علم کے ذکر میں آچکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ یہ آیت کریمہ

ابو بکر صدیق کی شان میں اتری ہے۔

ایک حدیث میں علیؓ فرمائی ہیں کہ ابو بکر رضہ کو ہمارے دین

فضیلت صدیق اکبر (۳۵)

آپ کی عظمت پر حضرت علی سے مروی احادیث

اس مضمون کی احادیث پیچھے گزر چکی ہیں، اس کے علاوہ بھی چونکہ حضرت علیؓ نے جو ایسی احادیث روایت کی ہیں یا آپ سے مروی ہیں۔ بڑی کثرت میں ہیں۔ اس لیے ہمیں یہ مستقل عنوان قائم کرنا پڑا۔ تاکہ ان سب کی نشاندہی ہو جائے۔ حضرت علیؓ سے مروی احادیث ایسی بھی ہیں۔ جن میں فضیلت ابی بکرؓ پر ضمناً روشنی پڑتی ہے۔ جو اسی باب میں یا باب شیعین کے آخر میں گزری ہیں۔ البتہ یہ حدیث کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکرؓ علیؓ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہے۔ اس کے بعد والی فصل میں ہے۔

اب ہم فضائل صدیق سے مختص حضرت علی سے مروی چند احادیث پیش کرتے

ہیں !

حدیث

نزال بن سبرؓ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ ابوبکرؓ ایسا شخص ہے۔ جس کا نام اللہ نے آسمانوں میں جبریلؓ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر صدیق رکھا ہے۔ نبی علیہ السلام نے انہیں دین کے لیے چنا ہم نے انہیں اپنی دنیا (حکومت) کیلئے چن لیا۔ ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کا معنی روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۶)

عبداللہ بن عمر اپنے والد کو پہلے سلام کہتے ہوئے ابوبکر
سے معذرت کرتے تھے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے لوٹتے تو گھر والوں کے پاس جانے سے
قبل مسجد میں گرد و رکعت ادا کرتے تھے۔ پھر نبی علیہ السلام کی قبر النور پر حاضر ہو کر سلام
کرتے اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی خدمت میں سلام پیش کرتے۔ اور حضرت عمر
کو سلام کرتے ہوئے ساتھ کہہ دیتے اگر آپ باپ نہ ہوں تو کبھی ابوبکر سے
پہلے آپ کو سلام نہ کہوں۔

اسے ابوبکر بن داؤد نے روایت کیا ہے۔

کے لیے چنا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے چن لیا۔ یہ حدیث گزر بھی چکی ہے اور آپ کی خلافت کی فصل میں دوبارہ آ بھی رہی ہے۔ وہیں حضرت علیؑ سے مروی یہ حدیث بھی آئے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو امام بنایا ہے۔ جب کہ وہ جانتے تھے کہ علیؑ بھی موجود ہے۔ اسی مضمون کی حدیث نفیس بن عباد سے بھی مروی بیان ہو چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ناشتر امت محمدی کے ایمان کا ثواب ابو بکر صدیق کو عطا فرمایا ہے۔ یہ فضائل ابی بکر میں گزر چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ حشر ابو بکر صدیق پر خصوصی تعجبی فرمائیگا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ جمع قرآن جیسے کارنامہ کی وجہ سے ابو بکر کا اجر سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ یہ حدیث خصائص ابی بکر میں آچکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ نیکی کی نین سو ساٹھ فضیلتیں ہیں جو سب کی سب ابو بکر میں ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علیؑ! میں نے تیرے لیے اللہ سے تین بار عرض کیا۔ مگر اللہ نے صرف ابو بکر ہی کو پسند کیا۔ یہ حدیث ابو بکر کی خلافت کی فصل میں آرہی ہے۔ اور آپ کی وفات کے بیان میں وفات سے متعلقہ احادیث جو حضرت علیؑ سے مروی ہیں بیان ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم ہوا کہ ایک قوم نے ان کے باپ ابو بکر صدیقؓ کے متعلق کچھ باتیں کہی ہیں۔ سیدہ نے چند جماعتوں کو بھیجا کہ انہیں بلا لائیں تو وہ بلا لیے گئے۔ آپ نے دروازے پر پردہ لٹکالیا۔ اور ان سے خطاب کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا۔ اور نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کے بعد گویا ہوئیں۔

”میرے والد، میرے والد پر تم لوگ اپنے احسانات نہ جتلاؤ وہ ایک بلند پہاڑ اور لمبا سایہ تھے۔ اور جب تم کمزور پڑے تھے (متردین سے لڑنے میں ناکام کر رہے تھے) تو وہ اس سختی شخص کی طرح صفت لے گئے جو غصہ پی جاتا ہے۔ جب وہ جوان تھے تو قریش کی جوانی کا شاہکار تھے۔ یوڑھے ہوئے تو قریش کے لیے کھٹ ایمان بن گئے۔ انہیں خونریزی سے بچانا غلاموں کی مدد کرنا قریش میں پیدا ہونے والی رشتہ اندازیوں کا سد باب اور قوت قریش کو مجتمع کرنا آپ کا کام تھا تا آنکہ وہ ہر فریشتی کے دل میں گھر کر گئے پھر آپ دین اسلام پر ڈٹ گئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ نے فرمایا۔ ابو بکر اللہ کے دین پر ڈٹ گئے اور دین پر طبیعت کی بھٹی اس حد تک بڑھی کہ گھر کے صحن میں مسجد بنالی۔ باطل پرست جو شیئی مٹانا چاہتے تھے آپ نے وہ زندہ کر دکھائی۔ آپ کی نگاہیں ہمہ وقت پر نعم دل مضرب اور آواز پر درد رہتی تھی۔ اہل مکہ کی عورتیں اور بچے آپ کو دیکھتے تو صف بستہ کھڑے ہو جاتے اور مذاق اڑانے لگتے مگر !

اللَّهُ يَسْتَعِزُّ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

(سورہ بقرہ آیت ۱۵)

ترجمہ: اللہ انہیں مذاق کا جواب دیتا ہے۔ اور اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہنے کے لیے ڈھیل دیتا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۷)

آپ کی شان میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے مروی احادیث

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو عرب مرتد ہو گئے۔ نفاق پھوٹ پڑا اور میرے والد پر وہ مصائب آپڑے کہ پہاڑوں پر گریں نوا نہیں پیس کر رکھ دیں۔ صحابہ نے جس بات میں بھی اختلاف کیا میرے والد نے فوراً اس کی صحت و سقم کو بیان کر دیا۔ اور دوبارہ اختلاف نہ ہونے دیا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قاسم بن محمد کہتے ہیں میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کو یہ فرماتے سنا کہ جب نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو عرب مرتد ہو گئے۔ نفاق ابل پڑا۔ اس وقت نبی علیہ السلام کے صحابہ گویا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے بارہ میں بکریوں کی مثال رکھتے تھے (یعنی میرے والد نے انہیں اللہ کی حفاظت سے سنبھال رکھا تھا) کسی بھی معاملہ میں صحابہ کا اختلاف ہوتا تو آپؐ فوراً مٹا ڈالتے۔

اسے اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

یہ ابن خطاب ہیں اللہ ہی جزا دے اس ماں کو جس نے ابن خطاب کو بنایا۔ ایسا
 بیٹا کسی اور کے ہاں پیدا نہ ہو سکا جس نے کفر کو دوزخ کر مغلوب کر دیا ہو اور ہر طرف سے
 شرک کے راستے مسدود کر دیئے ہوں۔ اب نبلاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ تم میرے والد
 سے کس دن کا بدلہ لینا چاہتے ہو؟ اس دن کا جب انہوں نے ٹکڑھرتے ہوئے دین کو
 سہارا دیا تھا۔ یا جس دن وہ دین کی نگہداشت کرتے ہوئے چل بسے تھے؟ میں نے یہی
 کچھ کہنا تھا سو کہہ دیا۔ میں تمہارے لیے بھی خدا کے عظیم سے استغفار کرتی ہوں اور اپنے
 لیے بھی اس کے بعد ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے لوگوں کی طرف التفات کرتے ہوئے سوال کیا اور
 فرمایا میں پوچھتی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے تمہیں اس سے انکار ہے؟ سب نے کہا خدا
 کی قسم آپ نے درست کہا ہے۔

اسے صاحب مفعول نے فضائل سیدہ عائشہؓ میں آپ کی فصاحت کے باب میں اور
 صاحب ”فضائل ابی یوسف“ نے روایت کیا ہے۔

ادھر قریشی مردوں کے دل مزید ٹیڑھے ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ کو تیغ و سنان کی نوک پرے لیا اور آپ کو ختم کر دینے کی ٹھان لی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے ابو بکر صدیق کو نظر انداز کر دیا۔ (قوم میں سب سے ترین سمجھ لیا) مگر وہ آپ کے پہاڑ نہ ٹوڑ سکے۔ (آپ کے ارادہ میں تزلزل پیدا نہ کر سکے) آپ دین کی پشت پر سوار رہے۔ تا آنکہ دین نے (اونٹ کی طرح) گردن زمین پر ڈال دی اور ٹانگیں جما دیں۔ (یعنی دین اس طرح روئے زمین پر جم گیا جیسے اونٹ اطمینان سے لیٹ جاتا ہے۔ اور جب لوگ دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لمں بلالیا۔ اس وقت دین کی رسی ڈھیلی پڑ گئی۔ دین وے متردد ہوئے۔ مصائب اٹھ کھڑے ہوئے اور کفار کو یقین ہو گیا کہ اس دین کا خاتمہ ہونے والا ہے۔

جب کہ سیدہ سے مروی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ تو شیطان نے اپنا خیمہ گاڑ لیا۔ اور اس کی لمبی رسیاں مغبوطی سے باندھ لیں اس حال میں کفار کے دل میں امید جاگ اٹھی کہ اس دین کا خاتمہ ہو چلا ہے۔ حالانکہ میرے والد ابو بکر صدیق کی موجودگی میں ایسی امید فضول تھی۔ چنانچہ ابو بکر صدیق کمر بستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دین میں پیدا ہونے والی چلک دور کر دی۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اسلام کا حاشیہ جمع کیا حدود محفوظ کیں اور دین کی اشاعت اپنی بیج پر لوٹ آئی کیونکہ آپ نے اس کی ہر طرح کی پراگندگی ٹرا کر رکھ دی تھی۔ تا آنکہ نفاق پیروں نے روند ڈالا گیا دین کی سر بندی کا دور واپس آ گیا۔ اہل اسلام میں حق جاگزیں ہو گیا۔ ڈھکے ہوئے سرگردنوں پر اکڑ گئے (یعنی اسلامی احکام کی بجا آوری میں کُست پڑنے والے لوگ چوکنے ہو گئے ہر کسی کا خون اس کے وجود میں محفوظ ہو گیا۔ تب آپ کو موت نے آ لیا۔) اور آپ اپنے رب سے جا ملے۔

ابن عباس سے مروی حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: مسجد کی طرف کھسنے والی ہر کھڑکی بند کر دو۔ ابو بکر کی کھڑکی کھلی رہتے تھے۔ اس سے صحابہ نے آپ کی خلافت کا راز پایا تھا۔ یاد رہے اس مضمون کی احادیث فصل خصائص ابی بکر کے ذکر رابع میں گزری ہیں۔
(دیکھیے حدیث نمبر ۲۸۲ تا ۲۸۶)

اسی طرح ابو بکر صدیق کی فضیلت کی احادیث بھی گزر چکی ہیں جو ہمارے اس عقیدہ کے پیش نظر کہ ادنیٰ کی اعلیٰ پر ولایت ثابت نہیں ہوتی۔ ابو بکر صدیق کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا تبیین کرتی ہیں۔ اگر صرف اتنا ہی کہا جائے کہ اعلیٰ کی ولایت ہی ادنیٰ پر بہتر ہے۔ تو یہ بات یوں ہر طرح کے متنازعہ سے برتر ہے۔ اور آپ کی خلافت کا اعلان بھی کرتی ہے۔ ایسی احادیث فصل خصائص بیان ۴۳ میں گزر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں باب مناقب اربعہ باب مناقب ثلاثہ۔ اور باب شیعین میں بھی فضائل ابی بکر کی احادیث جمعنا آچکی ہیں۔

فصل خصائص کے بیان ۴۵ میں مرض وفات کے دوران نبی علیہ السلام کا آپ کو مصلائے امامت پر کھڑا کرنا بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ (دیکھیے حدیث نمبر ۶۲ تا ۶۴ تا ۶۵) یہ بھی آپ کی خلافت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر وہ صحابہ نے اغماؤں کو دیکھ کر آپ کی خلافت کا استدلال کیا جیسا کہ تقریب بیان ہو گا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

نبی علیہ السلام دار آخرت کی طرف جانے والے تھے، آپ نے اس حالت میں ابو بکر صدیق کو امامت پر فائز کیا۔ دوسروں کا نام پیش کیا گیا تو آپ نے انکار فرمایا۔ دوبارہ یہی کوشش کی گئی۔ تو آپ نے بڑی صراحت سے اس کی تردید کر دی۔ پھر ایک بار ان کے علاوہ کوئی اور آدمی (عمر فاروق) مصلائے امامت پر کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا نہیں! نہیں! اس کے بعد آپ نے وہ کلام فرمایا جو ابو بکر کی خلافت کی سند ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اللہ اور مسلمان اس کام سے بے

فصل سیزدہم

خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اس کے

متعلقات کا بیان

اس فصل میں آپ کی خلافت پر نبی علیہ السلام کے ارشادات اور صحابہ کرام کی گواہیاں مذکور ہونگی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی خلافت برحق تھی اور یہ کہ آپ نبی علیہ السلام کے سچے جانشین تھے۔

اس مضمون کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ چنانچہ فضائلِ خلفاء اربعہ میں چاروں صحابہ کی خلافت پر اسی طرح باب فضائلِ صحابہ ثلاثہ اور باب شیخین میں سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نبی علیہ السلام کی احادیث مذکور ہوئی ہیں۔ جن میں سے بعض تو خلفاء اربعہ کی ترتیب پر صراحتاً دال ہیں۔ اور کچھ ایسی ہیں جن سے صحابہ کرام نے ابو بکر صدیق کی خلافت کا اشارہ پایا ہے۔ اور اس خلافت پر استدلال کیا ہے۔ جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدار کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اس لیے ہم ذیل میں احادیثِ گذشتہ کی طرف مختصر اشارے دیئے دیتے ہیں۔ تاکہ بوقتِ استدلال ان کی طرف رجوع کرنا آسان ہو جائے چنانچہ !

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ میں ابوبکر کے لیے پروانہ بکھنا چاہتا ہوں تاکہ کوئی تمنا اور طمع کرنے والا باقی نہ رہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ اور اہل اسلام کسی اور کو اس کام کے لیے چاہتے ہی نہیں اور اللہ اور اہل اسلام کسی اور کو دور کر دیں گے یہ بھی آپ کی خلافت کے نکھرے ہوئے نبوت ہیں۔

فضیلت

نبی صلیہ السلام نے علی کی خلافت (بلافصل) کی دعا مگر اللہ نے
صرف ابوبکر ہی کا انتخاب فرمایا

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
سألت الله عز وجل ان يقدّمك ثلاثاً فاجابني علي
الآن قد جيم۔

(میں نے اللہ تعالیٰ سے تین بار دعا کی کہ علی کو امام بنا دیا جائے مگر اللہ نے
ابوبکر کے علاوہ ہر کسی کی امامت کا انکار کر دیا۔) ^۱

۱۔ یہ حدیث جہاں ابوبکر صدیق کی خلافت بلافصل کا اعلان کرتی ہے وہاں علی مرتضیٰ کی خلافت منصوصہ
من اللہ کے زعم باطل کی تردید بھی کرتی ہے تفسیر کتب میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر اس قدر صراحت کے
ساتھ نہیں چنانچہ عزت کوئی حد میں امام باقر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

ابو بکرؓ کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہی نہیں۔ حالانکہ پہلے آپؐ خود امام تھے۔ آپؐ اپنی جگہ انہیں کھڑا کیا ہے اور ساتھ میں مذکورہ اشارات بھی فرمائے ہیں۔ لہذا ہر کسی کو جان لینا چاہیے کہ نبی علیہ السلام نے آپؐ کو مسجد کی امامت دے کر اپنا جانشین بنایا ہے۔

اگر یہ باتیں آپؐ کی خلافت پر دال نہ مانی جائیں تو لازم آئے گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جانشینی جیسے اہم عظیم کو مہل چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں تھا۔ اس کی تائیدیوں بھی ہوتی ہے۔ کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیقؓ کے لیے عہد بھی لکھنا چاہا مگر پھر فرمایا۔ اللہ اور مسلمان ابو بکرؓ کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہی نہیں (دیکھیے حدیث نمبر ۵۰۹ تا ۴۰۹)۔

اگر یہ سوال ہو کہ آپؐ نے اشارات کرنے کی بجائے ان کی خلافت کا واضح اعلان کیوں نہ کر دیا تو جواب یہ ہے کہ ہر کام کی تو اللہ عظیم اللہ ہی جانتے۔ تاہم یہ بات ضرور ہے کہ اللہ اسی طرح اندھوں اور انکھیا روں کا انتباہ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کون ہے حق کو حق جان کر اس کی پیروی کرنے والا۔ اور کون ہے جو دلائل بھی دیکھتا ہے۔ حالی اور منقالی قرائن و اشارات بھی پاتا ہے۔ مگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتا۔

اسی ضمن میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ۳۸۶ ہے کہ جس قوم میں ابو بکر موجود ہو تو وہاں کسی اور کو امامت کا حق ہی نہیں پہنچتا۔ یہ حدیث بھی آپؐ کی خلافت کا منہ بولنا ثبوت ہے جو فصل خلافت کے بیان ۴۴ میں گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں نبی علیہ السلام کا (حدیث ۴۰۳ اور ۴۰۴ میں مذکور) فرمان کہ اے بڑھیا اگر تودو بارہ آئے اور میں نہ ہوں (دنیا سے پردہ کر جاؤں) تو ابو بکرؓ کے پاس چلی آنا۔ جو بیان نمبر ۴ میں آچکا ہے بھی اس امر کی واضح دلیل ہے۔

ہیں یاد ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ تو پھر کون شخص چاہتا ہے کہ ابو بکرؓ کو وہاں سے ہٹا دے جہاں اسے نبی علیہ السلام نے کھڑا کیا ہے۔ سب نے کہا ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا اور ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔
اسے ابو عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

امام احمد بن حنبلؒ نے بھی یہ روایت کی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں تم میں سے کون ہے جو ابو بکرؓ سے آگے بڑھ کر خوشی محسوس کرے انصار بوئے۔ ہم ابو بکرؓ سے آگے بڑھتے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ہو گیا کہ نماز کی امامت جملہ صحابہ کے نزدیک خلافت کی ویس فہی جیسے کہ ہم پیچھے بیان کر چکے۔ واللہ اعلم۔

فضیلت

خلافت ابی بکرؓ پر حضرت علیؓ کی رائے اور نبی علیہ السلام کے
عمل سے استدلال

حدیث :

امام حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جب نبی علیہ السلام دنیا سے چلے گئے۔ تو ہم نے حکومت کے بارہ میں غور و فکر کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ کو امامت نماز کے لیے مقدم کیا ہے۔ جب اللہ کا نبی آپؐ کی دینی قیادت میں

اسے حافظ سلفی نے مشیخت بغدادیہ میں اور صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے
جس کے الفاظ ہیں "میں نے اللہ سے نین بار کلام کی"

تشریح :

صاحب فضائل کے نزدیک یہ حدیث غریب ہے۔ مگر چونکہ صحیح احادیث اس کی
تائید کرتی ہیں۔ اس لیے باوجود غرائب کے قابل محبت ہے۔

فضیلت

خلافت ابی بکر پر حضرت عمر کی رائے

حدیث

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں سفینہ بنی ساعدہ میں الفار (ابو بکر کی بیعت کی طرف)
اس لیے لوٹ آئے تھے کہ عمر فاروقؓ نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں تمہیں یاد رہے
کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا، الفار کہنے لگے۔ خدا کی قسم

الرسول الله صلى الله عليه وسلم حرص ان يكون الامير المؤمنين

من بعد من قبلي الله

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت خواہش رکھتے تھے کہ آپ کے بعد امیر المؤمنین حضرت علیؓ کو خلافت
ملے مگر اللہ نے انکار فرمادیا تھا۔

اور پیادے کٹھے کر لاؤں؟ اور یہ معاملہ جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دوں؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ اگر ہم ابو بکرؓ کو اہل حکومت نہ سمجھتے تو کبھی اسے خلافت نہ دیتے یا درکھو ابوسفیان! مسلمان ایک دوسرے سے خواہ کتنے دور ہوں آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اور منافق ایک دوسرے کے چاہے کتنے قریب ہوں نفرت کرنے ہیں۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔ جب کہ دوسرے محدثین کے ہاں مختصر امر وی ہے۔

فضیلت

خلافت ابی بکرؓ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا بیان

حدیث۔

ابو النختری سے روایت ہے کہ (نبی علیہ السلام کی رحلت پر) عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ سے کہا ہاتھ پھیلائیں میں آپؐ کی بیعت کرتا ہوں میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپؐ اس امت کے امین ہیں۔ ابو عبیدہؓ نے کہا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ جسے اللہ کے رسولؐ نے ہمارا امام بنایا۔ پھر نبیؐ کے وصال تک وہ ہمیں نماز پڑھاتا رہا۔

اسے احمد اور صاحب منقولہ نے روایت کیا ہے۔

خوش ہے تو ہم دنیاوی قیادت ابو بکر صدیقؓ کے سپرد کیوں نہ کر دیں۔

حدیث

قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: نبی علیہ السلام کئی دن اور کئی راتیں بیمار رہے۔ جب نماز کی ندا آتی تو آپؐ فرمادیتے تھے۔ ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر جب نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو میں نے غور کیا کہ نماز شعراء اسلام ہے۔ دین کا ستون ہے۔ جب اللہ کا نبی دین میں ابو بکرؓ پر راضی تھا تو ہم دنیا میں ان پر متفق کیوں نہ ہوں۔ اس لیے ہم نے ان کی بیعت کر لی۔

یہ احادیث ابو عمرو نے روایت کی ہیں۔ جبکہ تینوں کا معنی ابن سمان نے موافقت میں اور ابن خیرون نے مناقب ثنائی میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت حسن بصریؒ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ ان احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ امامت نماز خلافت ظاہرہ پر دال ہے اور ابو بکر صدیقؓ کو صحابہ نے صرف اس لیے خلیفہ مانا کہ نبی علیہ السلام نے انہیں امام مسجد نبویؐ بنایا تھا۔

خصائص ابی بکرؓ میں حضرت علیؓ کا یہ قول بھی گزر چکا ہے کہ میں اپنے بعد خلیفہ نہیں بنانا ہوں۔ اگر اللہ تمہارے لیے بھلائی چاہے گا تو تمہیں کسی بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا جیسا کہ ہم نبی علیہ السلام کے بعد ایک بہتر شخص پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت علیؓ نے کئی مواقع پر ابو بکر صدیقؓ کو اسے خلیفہ رسول خداؐ کہہ کر پکارا ہے۔ جیسا کہ متعدد بار گزر چکا۔

حدیث

سوید کہتے ہیں۔ ابوسفیان، حضرت علیؓ اور عباسؓ کے پاس آئے۔ جب لوگ ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کر رہے تھے اور دونوں سے کہا کہ قریش کے قبیل اور خیر ترین قبیلہ کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور جارہی ہے۔ اگر تم اجازت دو تو ابو بکرؓ پر قریش کے سوار

اور نبی علیہ السلام کے صحابہ نے ابو بکر کی خلافت کو افضل و بہتر جانا (اس لیے یہ خلافت اللہ کے کہیں بہتر اور برتر ہے۔)

اسے ابن سری نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یاد رہے صحابہ کرام کا جماع دلیل قطعی ہے اور اس سے ابو بکر صدیق کی خلافت کی حقیقت شمس نصف النہار سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے

فضیلت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد خلافت صدیقی کی بابت

حدیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتا تو صدیق اکبر کو بنانا مگر وہ میرے دینی بھائی اور یار غار ہیں (اس کے بعد ابوسعید از خود کہتے ہیں کہ) ابو بکر صدیق کے نزدیک آپ کا مقام والد والا تھا اور آپ کے بعد سب سے زیادہ لائق اتباع ابو بکر ہی تھے۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔

یہ دونوں روایتیں ابراہیم تیمی نے بیان کی ہیں۔

حدیث

ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے وصال پر طال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ابو عبیدہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہاتھ رکھیں۔ میں بیعت کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ ارشاد نبی کے مطابق اس امت کے امین ہیں۔ ابو عبیدہ بولے۔

مَا رَأَيْتُ لَكَ فِعْلاً قَبْلَهَا مُنْذُ اسْلَمْتُ، ثُبَا يَعْنِي وَفِيكَو
المصديقُ ثَانِي اثْنَيْنِ۔

اسلام لانے کے بعد آپ سے میں نے اس طرح کی جاہلانہ بات کبھی نہیں سنی
صدیق ثانی اتنی کے ہوتے ہوئے آپ میری بیعت کر رہے ہیں؟

فضیلت

خلافت صدیق اکبرؓ عبد اللہ بن مسعودؓ کا ارشاد

حدیث

ذہب بن حبیش حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب پر خطر فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب سے بہتر پایا اور اسے اپنے لیے چن لیا۔ اور آپ کو رسالت دیکر مبعوث فرما دیا۔ پھر اللہ نے بندوں کے دل دیکھے تو آپ کے صحابہ کے قلوب سب سے بہتر تھے۔ اس لیے انہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا تاکہ وہ دین الہی کی حفاظت کریں۔ اس لیے مسلمان (یعنی صحابہ کرام) جو کام بہتر سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بہتر ہے۔ اور جسے وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں برا ہے۔

کی ایٹریاں پکڑ رکھی ہیں اسے بھی تم پہچانتے ہو؛ میں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اور یہ ان کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ اسے ابن نے روایت کیا ہے

اب ہم ذہن میں شیعہ مذہب کے دلائل پیش کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر اہل سنت کی کتب حدیث سے احادیث اخذ کر کے محبت بنائے ہیں۔

حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر شیعہ فرقہ کے دلائل

دلیل اول: علیؓ میرے جیسے ہو جیسے موسیٰ (ع) کے لیے ہارون (ع) حدیث

سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔

أَمَّا تَرَضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ
مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا مِنِّي بَعْدِي

ترجمہ:

اے علیؓ! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میرا جانشین میرے ساتھ ایسا ہو جیسا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فضیلت

خلافت ابی بکر کے متعلق عیسائی علماء کا بیان

حدیث

حضرت جبریلؑ کہتے ہیں اللہ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں
مبعوث فرمایا۔ اور مکہ مکرمہ میں ہر طرف آپ کی شہرت ہو گئی۔ تو ایسے میں مجھے
شام جانا پڑا۔ میں بصرہ میں وارد تھا کہ ایک عیسائی جماعت میرے پاس آئی۔
انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ حرم (کعبۃ اللہ) سے آئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔
وہ کہنے لگے۔ تمہارے ہاں جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے اسے تم جانتے ہو؟
میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ساتھ لیا اور ایک گرجہ میں لے گئے
جس میں تصاویر اور فوٹو آویزاں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ پہچانیے! ان میں اس نبی کی
تصویر بھی ہے؟ میں نے نظر دوڑائی مگر نہ ملی۔ میں نے کہا نہیں۔ ان کی صورت یہاں
نہیں۔ تو وہ مجھے اس سے بڑے گرجے میں لے گئے۔ جہاں پہلے سے زیادہ تعداد
میں تصاویر تھیں۔ کہنے لگے اب دیکھیے۔ میں نے دیکھا تو وہاں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی ہو ہو تصویر آویزاں تھی۔ جس میں ابو بکر صدیقؓ نے آپ کی ایڑیاں پکڑ رکھی تھیں۔
عیسائی علماء کہنے لگے۔ آپ یہ تصویر اسی نبی کی تصور کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں!
جب کہ میرے دل میں خیال آ رہا تھا کہ میں از خود کوئی تبصرہ نہ کروں۔ کہ ان تصاویر کی
حقیقت کیا ہے، بلکہ یہ خود ہی کچھ کہیں۔ تب وہ کہنے لگے۔ جس شخص نے اس نبیؐ

بعض روایات میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ آتَى أَوَّلِيَّ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا بَلَىٰ
يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاكَ فَإِنَّ هَذَا عَلَىٰ مَوْلَاكَ۔

ترجمہ: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ علی سے جو محبت رکھے۔ تو اس سے محبت رکھ۔ جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو اس کا مددگار بن جا۔۔۔۔۔ اے مسلمانو! کیا تم نہیں جانتے کہ میں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہوں؛ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا ”تو جس کا میں مولا (دوست) ہوں اس کا علی مولا (دوست) ہے“

ترمذی، بغوی، مسند احمد بن حنبل اور ابو حاتم
علاوہ ازیں یہ حدیث دیگر متعدد طرق سے مناقب علی میں بیان ہوگی۔

طریقہ استدلال

لغت میں لفظ مولیٰ کے آٹھ معانی ہیں۔

- ۱۔ غلام کو آزاد کرنے والا۔
- ۲۔ غلام سے آزاد ہونے والا انسان۔
- ۳۔ بیچے کا بیٹا۔
- ۴۔ قریبی رشتہ دار۔

اسی چوتھے معنی میں ارشادِ ربی ہے

وَرَأَى خِفْتُ الْمَوَالِي مِنْ وَرَائِي

(مجھے اپنے پیچھے رشتہ داروں کا ڈر ہے)

دوسری روایت میں یوں ہے۔

لَا يَتَّبِعُنِي أَنْ أَدْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ خَلِيفَتِي قَالَهُ ذَلِكَ وَقَدْ
اسْتَخْلَفَهُ لَمَّا ذَهَبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غَزْوَةِ مَبُوكَ

(مسند احمد بن حنبل مناقات ابوالقاسم دمشقی)

ترجمہ: (نبی علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا) مجھے یہ مناسب نہیں کہ میں کہیں
جاؤں۔ مگر اسی صورت میں کہ تم میرے خلیفہ ہو (یعنی تمہیں خلیفہ بنا
کہہ ہی مجھے کہیں جانا بہتر ہے۔)

یہ احادیث حضرت علی کے مناقب میں بالتفصیل آئیں گی۔

طریقہ استدلال

موسٰی علیہ السلام اپنے رب کے پاس جاگئے تو آپ اپنی جگہ ہارون علیہ السلام کو
اپنا خلیفہ بنا گئے۔ اپنی جگہ قائم مقام بنا کر چھوڑ گئے۔ لہٰذا حدیث کا معنی یہ ہوا کہ اللہ
کے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علی اللہ کے پاس دنیا سے جاتے ہوئے تجھے اپنی جگہ خلیفہ
بنا کر جانا ہی میرے لیے مناسب ہے جیسا کہ موسٰی علیہ السلام نے رب کے پاس
جاتے ہوئے حضرت ہارون کو خلیفہ بنایا تھا۔ ثابت ہوا نبی علیہ السلام کے بعد خلافت کے
حق دار صرف حضرت علی تھے۔ اور یہ فیصلہ نبی علیہ السلام کا ہے۔

دلیل دوم۔ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے حدیث

مَنْ كُنْتُ مَوْلَا دَفَعْتُ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَآلٍ مِنْ وَآلِهِ
وَعَادٍ مِنْ عَادَادِهِ وَأَنْصَرُ مَنْ أَنْصَرَهُ۔

اسی طرح چٹھا معنی (پڑوسی) بھی حدیث میں درست نہیں۔ البتہ اگرچہ عربی مجاہد
یعنی مددگار یا جائے جیسے قرآن کریم میں ہے۔
وَرَأَى جَادًا لَّكُوًّا۔

ایسی تہہ ارا مددگار ہوں۔ تا تو یہ بھی دور از فہم ہے۔
معلوم ہوا۔ انواں معنی (مددگار) اور آٹھواں معنی (متولی) اسی حدیث میں
درست ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں طرح سے حضرت علی رضی کی خلافت بلا فصل ثابت
ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مولیٰ بمعنی متولی پر مفہوم حدیث یہ ہو گا۔ جس شخص کا میں متولی ہوں
اور اس کے معاملات کا نگہبان اور حاکم ہوں، علی بھی اس کا متولی اور حاکم ہے جیسا
کہ خود نبی علیہ السلام کی زیر بحث حدیث میں ارشاد بھی ہے۔ کیا تم جانتے نہیں میں
مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کا مالک ہوں۔ اور اگر مولیٰ بمعنی مددگار ہو تو
مفہوم حدیث یہ ہو گا۔ جس کا میں مددگار ہوں۔ یعنی ظالم سے حق کے لئے کمرے دیتا
ہوں اور اسے انصاف دیتا ہوں۔ علی بھی اس کا مددگار اور حق دہاں ہے۔
چونکہ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں علی رضی کی یہ صفات ظاہر نہیں ہو سکتی تھیں۔
کیونکہ آپ خود حاکم اور منصف تھے۔ اس لیے متعین ہو کیا کہ آپ کے دھماکے
بعد علی کی یہ صفات برحق ہیں۔ اس لیے حضرت علیؓ بلا فصل خلیفہ المسلمین بننے
پس۔

علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے حدیث

یہ دلیل پہلی دونوں سے نسبتاً زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ عمران حصین سے روایت ہے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

غالباً رشتہ دار کو اس لیے مولیٰ کہتے ہیں کہ وہ ولی قریب سے نسب سے ملنے میں
۵۔ حلیف، یعنی جس شخص سے باہمی محبت و نفرت کا عہد و پیمان کیا گیا ہو۔

۶۔ مددگار۔

۷۔ پڑوسی۔

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

ذَٰلِكَ يَٰۤاَنَّا اللّٰهُ مَنّٰی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاِنَّ الْكَافِرِیْنَ
لَا مَوْلٰی لَهُمْ۔

(اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ جب کہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں ہے)

۸۔ ولی یعنی متولی (جسے دوسرے لفظوں میں حاکم کہتے ہیں)۔

بعض کے نزدیک مذکورہ آیت اسی معنی میں ہے۔ یعنی اللہ مومنوں کا متولی

ہے۔ ان کے ہر معاملہ کی نگہداری کرتا ہے۔ جب کہ وہ کافروں کی نگہداری نہیں نڈلیں و

تحقیر کرتا ہے۔ اور نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی اسی معنی میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔

جس عورت نے بھی اپنے مولیٰ کے اذن کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے اس

میں مولیٰ بمعنی متولی ہے۔ نو یہ کل آٹھ معنی ہوئے۔

اب حدیث زیر بحث ”جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے“ میں پہلے چار معنی

تو بداحتساباں ہیں۔ پانچواں معنی ایک دور دراز کی تاویں سے بن سکتا ہے مگر بعید اور

قیاس ہے۔

۱۔ کیونکہ حلیف مددگار کہہ سکتے ہیں اور لفظ مولیٰ خود بمعنی مددگار حقیقتاً بھی ہے۔ لہذا

مولیٰ بمعنی حلیف لینا پھر اس سے مجازاً مددگار مراد لینا کاربے فائدہ ہے۔ آخر حقیقت کو چھوڑ

کہ مجاز کی طرف بے سود بھاگنا چہ معنی دارد؟

کے متوالی اور خلیفہ و حاکم تھے۔ مگر ابو بکر و عمر نے ان کا حق مار لیا اور غاصبانہ حاکم بن بیٹھے۔

مذکورہ شیعہ دلائل کی تردید نشدید -

تمام دلائل کا اجمالی جواب

نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد ابو بکر صدیق کی خلافت پر دال احادیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ سب احادیث صحیحہ ہیں۔ جب کہ خلافت علی پر دال زبردست احادیث زیادہ سے زیادہ حسن ہیں۔ اس لیے یہ احادیث خلافت صدیق اکبر والی احادیث کی معارض نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ان سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے لہ

۱۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک علی مرتضیٰ کی خلافت اصول دین میں سے ہے۔ جیسے توحید و رسالت اصول دین سے ہیں۔ اور جیسے رسول منصوص من اللہ ہوتا ہے یونہی خلیفہ اور امام بھی ان کے نزدیک منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ اور نبی کی طرح معصوم عن الخطا بھی ہوتا ہے۔ تو پھر شیعوں کو چاہیے تھا کہ حضرت علی کی منصوص من اللہ خلافت پر اللہ کی طرف سے قطعی پیش کرتے جو قرآنی آیت ہو سکتی ہے۔ یا حدیث متواتر لیکن شیعہ بچارے تو خلافت علی پر واضح دلالت کرنے والی ایک حدیث صحیح بھی نہیں لا سکتے اس لیے وہ جتنی بھی احادیث لائے ہیں وہ ان کے دعوے کو ہرگز ثابت نہیں کر پاتیں اور یہ معاملہ یوں خوب واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جب

إِن عَلَيْنَا مِثْقَالَ حَبِّ دَانَا وَمِنْهُ وَهُوَ دَلِيلُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدِي -

ترجمہ: بے شک علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کا دلی ہے۔

اسے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں درج کیا ہے۔ جب کہ ابو حاتم کی روایت میں دلی کی جگہ دلی کا لفظ ہے۔ یہ حدیث بھی مناقب علیؑ میں حمیدہ طرنی کے ساتھ بیان کی جائے گی۔

طریقہ استدلال

لفظ دلی کے لغت میں دونوں معنی ہیں۔ ۱۔ متولی اور حاکم۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

أَنْتَ قَوْلِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(اے اللہ تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز اور حاکم ہے۔)

۲۔ دوست۔ جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے۔

لَمَّا ذُكِرَ الشَّيْطَانُ يَخَوْفُ أَوْ لِيَاءُ

یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہی تو ہے۔

اب زبیر بخت حدیث کو دوست کے معنی پر محمول کرنا غلط ہے۔ ورنہ حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ علیؑ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔ حالانکہ علیؑ نبی علیہ السلام کے ہوتے ہوئے بھی تو ہر مسلمان کے دوست ہی ہیں۔ اس طرح ”میرے بعد“ کے الفاظ بے کار ہو جاتے ہیں۔ جب کہ دلی بمعنی متولی کرنے میں یہ الفاظ بے کار نہیں جاتے بلکہ معنی یہ بنتا ہے کہ علیؑ میرے بعد ہر مومن کا متولی اور حاکم ہے۔ اس لیے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ نبی علیہ کی زبان پاک کے بموجب علیؑ مرفعی ہی آپ کے بعد مسلمانوں

اس کی وضاحت آئے گی۔ لہذا اس ارشاد میں صرف استخفاف فی الجہاد کا ثبوت ہے
یعنی جب نبی علیہ السلام نے غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے حضرت علی کو اپنی جگہ مدینہ
میں نائب اور خلیفہ بنا کر چھوڑا تو علیؑ غزوہ ہوئے۔ اس لیے کہ وہ اس طرح جہاد میں
شرکت سے محروم ہو گئے تھے یا یہ کہ انہیں منافقین سے ایذا پہنچی جیسا کہ آرہا ہے۔ تو
نبی علیہ السلام نے آپ کو مذکورہ ارشاد فرما کر بنیادیا کہ تمہارا مقام بلند ہے تم میری
جگہ نائب بنے ہو۔ تمہاری حالت اس وقت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون علیہ
السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ انہیں موسیٰ علیہ السلام طور پر جاتے ہوئے نائب
بنائے تھے میں تمہیں تبوک پر جاتے ہوئے خلیفہ بنا رہا ہوں۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی
تھے تم میرے بھائی ہو۔ وہ ان کے مددگار تھے تم میرے مددگار ہو۔ البتہ ہارونؑ نبی تھے
تم نبی نہیں ہو کیونکہ۔ لانیہ بعدی علیہ

۱۔ فیہ کتب بھی مراحات کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مذکورہ ارشاد تبوک پر جاتے ہوئے حضرت
علی کو فرمایا اپنا نچہ بنارالانوار جلد ۲ ص ۲۳۳ میں علامہ عیسیٰ شیعہ نے امالی ابن شیح سے حضرت علی کی یہ
روایت لی ہے جو ائمہ اہل بیت نے نقل کی ہے۔

خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فی غزوۃ تبوک فقال
تخلفنی بعدک؟ قال لا ترضی ان تكون منی بمنزلۃ ہارون
من موسی الا انه لانی بعدی -

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو اپنے پیچھے
چھوڑا تو انہوں نے اس کا تسکون کیا، آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر خوش
نہیں کہ اس وقت تمہاری کیفیت میرے ساتھ ایسی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے
ساتھ حضرت ہارون کی تھی، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفصیلی جوابات

حضرت علی اور ہارون علیہ السلام میں کون سی مناسبت
یہاں مراد ہے؟

دلیل اول کا جواب نمبر ۱

تشیعوں کا یہ کہنا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پاس جاتے ہوئے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے دنیا سے اپنے رب کے ہاں جاتے ہوئے حضرت علیؑ کو خلیفہ بنایا اور فرمایا تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے۔ بالکل غلط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علیؑ کو مذکورہ ارشاد اقام میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھے (دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے نہیں بلکہ غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس کلام کے آخر میں

سارے مسلمان جمع تھے ایک مبلغ ترین خطبہ دیا تھا جس میں اسلام کے تمام بنیادی اصول و ضوابط بتا دیئے تھے مگر وہاں حضرت علیؑ یاد بگزاموں کی امامت کا کوئی ذکر نہیں یہ تو ان روایات کا اجمالی جواب ہے، اگر تفصیل میں جائیں تو ان روایات میں سے کوئی بھی اپنے اندر ایسا واضح مفہوم نہیں رکھتی جو حضرت علیؑ کی بلا فصل خلافت پر واضح دلالت کرتا ہو تو مصنف اب ہر روایت کو لیتے ہیں اور اس کے جوابات دیتے ہیں

اس لیے ہارون علیہ السلام ان کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے۔ وفات کے بعد یوشع بن نون نے جانشینی سنبھال لی تھی اس لیے صاف معلوم ہو گیا کہ زبیر بحث حدیث میں وفات کے بعد والی خلافت ہرگز مراد نہیں ورنہ حضرت علیؓ کی حضرت ہارونؓ کے ساتھ کوئی وجہ تشبیہ باقی نہ رہے گی۔

ایک ضمنی شبہ بعض لوگ کہتے ہیں زبیر بحث حدیث میں وفات کے بعد والی خلافت ہی مراد ہے۔ البتہ ہارون علیہ السلام کو موت کا عارضہ آگیا تھا۔ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد زندہ رہتے تو وہی ان کے خلیفہ بلا فصل ہوتے جیسا کہ حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہیں۔ بات تو جب تھی کہ وفات موسیٰ علیہ السلام کے وقت حضرت ہارون زندہ ہوتے اور کسی غیر کو خلیفہ بنا دیا جاتا مگر ایسا تو ہوا نہیں۔

جلد ۳ ص ۲۱۶، مجمع البیان جلد ۲ ص ۱۸۲ وغیرہ

ان تمام تصریحات سے روز روشن سے زیادہ واضح ہو گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ حضرت علیؓ کو تشبیہ دے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کے لیے جو خلافت بیان فرمائی وہ صرف چند دن کے لیے مدینہ طیبہ سے آپ کے غائب رہنے کی حالت میں قبیلے موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام نے چند دن ان کی زیادت و خلافت سنبھالی تھی۔ اگرچہ ارشاد میں بعد از وصال خلافت مراد ہوتی تو ضروری تھا کہ وہ پہلے مشبہ بہ حضرت ہارونؓ کے لیے ثابت ہوتی بعد میں مشبہ حضرت علیؓ کے لیے مانی جاتی جب وہ مشبہ ہیں نہیں پالی گئی تو مشبہ میں کیسے مانی جاسکتی ہے۔

یہاں ایک اور لطیف نکتہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ جیسے حضرت ہارونؓ حضرت موسیٰؓ کے گئے بھائی ہوئے کے باوجود اللہ کے ہاں حضرت موسیٰؓ کے خلیفہ بلا فصل نہ تھے اسی طرح حضرت علیؓ بھی رشتے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہونے کے باوجود اللہ کے ہاں آپ کے خلیفہ بلا فصل نہ تھے، جب سکا بھائی اس منصب کا حامل نہیں ہوا تو چچا زاد بھائی کیسے ہوگا۔

گو یا مذکورہ ارشاد سے نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کا غم دور کیا اور جہاد پر نہ جاسکنے کے افسوس کو ختم کر دیا۔ اس لیے اس میں نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد علی کی خلافت کی طرف کو اشارہ نہیں۔ بلکہ زندگی ہی میں وقتی خلیفہ بننے کا بیان ہے۔
کیا حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے خلیفہ بنے تھے ؟

دلیل اول کا جواب نمبر ۱

زیر بحث حدیث میں وصال کے بعد والی خلافت اس لیے بھی مراد نہیں ہو سکتی کہ حضرت علی کی خلافت کو ہارون علیہ السلام کی خلافت سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہارون علیہ السلام بناب موسیٰ کی حیات ظاہرہ میں ہی وفات پا گئے تھے۔

۱۔ حضرت ہارون میدان تیبہ میں واصل ہوئے جہاں بنو اسرائیل کو چالیس سال رہنا پڑا تھا ان کی وفات پر بعض لوگوں نے الزام لگایا کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام نے مروایا ہے۔ تو آپ قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے بھائی حضرت موسیٰ کی پاک دامنی بیان کر کے پھر قبر میں چلے گئے اس کے ایک عرصہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وصال فرمایا شیعوں نے فرمایا کہ اس امر پر اتفاق رکھتے ہیں جیسے تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۶۷ زیر آیت تبت علیہم فی الدارین الخ البدایہ والنہایہ جلد اول ص ۱۹۰ و دیگر کتب جبکہ شیعوں کی معتبر تفسیر منہج العادقین جلد ۲ ص ۲۱۵ میں صاف لکھا ہے وفات ہارون قبل از موسیٰ بود یعنی حضرت ہارون کا وصال حضرت موسیٰ سے پہلے ہوا تھا۔ اس طرح ان کی تفسیر العادقین جلد اول ص ۲۳۵ میں ملاحظہ فرمائیے کہتے ہیں۔ والقی عن الباقر علیہ السلام مات ہارون قبل موسیٰ وماتنا جميعا فی التیبہ۔

ترجمہ آتی ہے امام باقر سے روایت ہے کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ سے پہلے فوت ہوئے اور دونوں کا وصال میدان تیبہ میں ہوا۔

۲۔ ہایہ امر کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کی خلافت حضرت یوشع کوئی تھی یہ بھی سنی شیعوں کے ہاں متفق علیہ ہے۔ کتب اہل سنت میں تو یہ امر معروف ہے جو کتب شیعہ سے چند والہ جات پیش قدمت ہیں تفسیرات کوئی ص ۶۵ مطبوعہ نجف اشرف تفسیر منہج العادقین

عبدالسلام نے جاتے ہوئے ہارونؑ کو اور نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کو خلیفہ بنا دیا۔ نہ ہارونؑ کی خلافت بعد الوفا تھی نہ علوی خلافت۔ گوایتید فرقتہ مذکورہ حدیث میں جو بھی معنی کرے اس سے مسلک اہل سنت ہی کی تائید ہوگی۔

دلیل اول کا جواب نمبر ۳۱ نبی علیہ السلام کا ارشاد۔

أَنْتَ هَتَى بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى
خبر ہے، اور نبی کی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ارشاد خدا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

سورہ نجاد آیت ۳

ترجمہ: نبی علیہ السلام اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ آپ کی بات اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی ہوتی ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام کے جانے پر علی مرتضیٰ خلیفہ نہیں بنے۔ لہذا اگر زیر بحث حدیث سے علی مرتضیٰ کی خلافت بلا فصل مراد ہو تو یہ حدیث بھوٹ اور کذب بیانی پر محمول ہوگی۔ اس لیے اس سے خلافت بعد الوفا نہیں عارضی اور وقتی خلافت مراد ہے یعنی جنگ نبوک کے باعث مدینہ سے نبی علیہ السلام کی غیر موجودگی کی مدت میں حضرت علی کی خلافت مدینہ۔

قَوْلُهُ، لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ
خَلِيفَتِي۔

البتہ شیعہ فرقتہ کا ایک سوال باقی رہ گیا کہ یہ بھی نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اے علی! میں کہیں جاؤں تو تمہارے سوا کسی کو خلیفہ بنانا مجھے مناسب ہی نہیں۔ کیا یہ ارشاد علی مرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کے لیے کافی نہیں؟

مذکورہ شبہ کا جواب اول | دیس اول کے جواب میں بتلایا جا چکا ہے کہ غزوہ تبوک پر جلتے ہوئے نبی صلیہ السلام نے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔ اور اس میں ایک وقتی اور ایک ماضی استخلاف مراد تھا۔ جب بعد اوفات استخلاف ہی نہیں تو مذکورہ شبہ کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔

مذکورہ شبہ کا جواب دوم | اسی طرح دوسری طرف دیکھیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام نے جناب ہارون کو وقت وصال خلیفہ بنایا ہوتا تو زیر بحث حدیث میں علیؑ کی خلافت بعد اوفات بلافصل کا مفہوم پیدا ہو سکتا تھا جیسا کہ ہے کہ شیعہ فرقہ والے اس حدیث سے خلافت بعد اوفات کیسے ثابت کرنے ہیں، یا کوئی بھی تو وجہ نہیں۔

مذکورہ شبہ کا جواب سوم | اگر یہ مان لیا جائے کہ علیؑ مثل ہارونؑ ہیں کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے رب کے پاس جانے وقت علیؑ آپ کے خلیفہ ہیں۔ تو بھی شیعوں کا موقف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نماز پڑھنے والا اور حج و عمرہ کو جانے والا بھی اللہ کی طرف جانو والا ہے۔ ہجرت کرنے والا بھی اللہ کی طرف جانے والا ہے۔ جہاد کو جانے والا بھی اللہ کی ہی طرف جانے والا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام بابل سے ارض مقدس کو جانے لگے تو فرمایا۔

رَبِّیْ ذَاھِبْ اِلَی رَّبِّیْ سَیْمُھِلَیْنِ

(میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ جو مجھے بہت جلد راہ دکھائیگا۔)

اس لیے موسیٰ علیہ السلام کو یہ طور پر جانے ہوئے۔ اللہ کی طرف جانے والے تھے۔

اور نبی صلیہ السلام جنگ تبوک پر جانے ہوئے اللہ ہی کی طرف جانے والے تھے موسیٰ

شیعوں کا یہ عقیدہ کہ انبیاء کی یہ وراثت و خلافت ہمیشہ ان کے گھر والوں کو ملتی ہے

غلط ثابت ہوا، حضرت یوشع کی خلافت ان کے اس عقیدہ کی دہجیاں اڑانے کے کے کافی ہے۔

غزوات دار غار میں مدینہ طیبہ سے باہر جاتے ہوئے علی مرتضیٰ کے بجائے اور صحابہ کو نائب بنایا۔ جیسے محمد بن مسلم انصاری ہیں۔ سہاء بن عرفہ ہیں۔ ابن ام مکتوم ہیں۔ اور ایک بار آپ نے حضرت عثمان غنی کو بھی مدینہ میں اپنی جگہ نائب بنایا تھا۔ لے

ابن اسحاق کہتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے غزوہ تبوک پر جانے ہوئے علی مرتضیٰ کو

لے یہ امر کسی شبہ سے بالاتر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات میں مختلف صحابہ کو اپنی جگہ مدینہ طیبہ میں خلیفہ اور نائب بنایا ہے۔ اس لیے محض ایک غزوہ یعنی تبوک کے موقع پر حضرت علیؓ کو خلیفہ بنائے جانے سے ان کے لیے بعد از وصال پیغمبر خلافت عامہ کا اثبات کرنا سراسر زیادتی اور سینہ زوری ہے۔ مسئلہ خلافت علیؓ پر نکتہ شیعہ سنی کے مابین ایک معرکہ اختلافی موضوع ہے اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ معرکہ کتب تاریخ سے تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدینہ طیبہ میں مقرر کیے گئے نائبین اور خلفاء کی فرستدیش کر دی جائے اس موضوع پر ہم نے تاریخ التواریخ کا بنظر غائر مطالعہ کیا جو حقیقت سامنے آئی درج ذیل ہے پینے کتب اہل سنت کے بعض حوالہ جات بھی شامل کر دیے ہیں۔

نمبر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سنہ ہجری	کتب اہل تشیع	کتب اہل سنت
۱	غزوہ ابواء	سعد بن عبادہ رضی	آغاز سنہ ۶ھ	تاریخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۱۲	مدارج النبوة جلد دوم ص ۱۲
۲	غزوہ بواط	حضرت عثمان بن عفانؓ	ربیع الثانی سنہ ۶ھ	۱۱ // جلد اول ص ۱۴	
۳	غزوہ العیشہ	ابو سلمہ بن عبد	جمادی الاول سنہ ۶ھ	۱۱ //	
		الاسد غزوہ	سنہ ۶ھ	۱۱ //	
۴	معرکہ بدر	عبد اللہ بن ام مکتوم	رمضان سنہ ۶ھ	۱۱ // جلد اول ص ۱۴	

جواب اول

اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اے علی! جب تم میرے گھریلو معاملات میں میرے خلیفہ بنو تو تب ہی مجھے کہیں جانا بہتر ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے آپ کو گھر کا ہی خلیفہ بنایا ہے۔ جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اکثر و بیشتر

۱۔ چنانچہ شیعہ کتب میں یوں ہے کہ ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۲۱ ص ۲۳۶ میں امالی ابن شیعہ سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي بن ابي طالب عليه السلام يا رسول الله اني اكره ان تقول العرب خذل ابن عمه وتخلف عنه فقاتل اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هادون من موسى؟ قال بلى قال فاخلفني۔

: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؓ سے فرمایا۔ میرے گھر والوں کے لیے میری جگہ تم خلیفہ بنو (نگہداشت رکھو) حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! عرب کہیں گے نبی کا چچا زاد بھائی اس کا ساتھ چھوڑ گیا ہے آپ نے فرمایا۔ کیا تم اس حالت پر راضی نہیں کہ تمہاری نسبت مجھ سے وہ ہے جو ہادون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ عرض کیا کیوں ہتھیں فرمایا تو پھر تم خلیفہ بنو۔

اس حدیث سے دو فائدے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ یہاں حضرت علیؓ کو صرف نبوک کے موقع پر وقتی نیابت کا دیا جانا مراد ہے نہ کہ بعد اوصال خلافت۔ دوسرا یہ کہ گھریلو معاملات میں خلافت مراد ہے۔

نہیں۔ (معلوم ہوا مذکورہ الفاظ کا معنی یہ ہے کہ اے علی! تمہیں اپنے اہل کے اندر خلیفہ بنا کر
 بی بیٹے کہیں جانا بہتر ہے۔)

جواب دوم | اگر یہ بھی مان لیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی علیہ السلام محلی مرتضیٰ
 کو پورے مدینہ کی نگہداشت پر مامور کیا۔ اور خلیفہ بنایا تھا۔ تو معنی یہ ہو گا کہ اے
 علی! اس موقع پر یہ وجوہ نہیں ہی خلیفہ بنا کر جانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ دیگر غزوات
 کے موقع پر نبی علیہ السلام نے دیگر صحابہ کو خلیفہ بنانا بہتر سمجھا تو انہیں خلیفہ بنا دیا۔ اور اس
 غزوہ میں فرما دیا کہ کوئی خلیفہ بنا نا بہتر ہے

نمبر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سنہ ہجری	کتب الٰہیہ
۱۵	غزوہ بدر قرظہ	" "	" "	ناسخ التواریخ ص ۱۲۹
۱۶	غزوہ بنو لحيان	" "	ربیع الاول ۱ھ	" " " " ص ۱۵۹
۱۷	ذات الرقاع	ابوذر غفاری	جمادی الاول ۱ھ	" " " " ص ۱۵۹
۱۸	غزوہ حیدرہ	عبد اللہ بن ام مکتوم	ذی قعدہ ۱ھ	" " " " ص ۲۰۲
۱۹	غزوہ خیبر	سباع بن عرففہ کلثوم بن حصین	" "	" " " " ص ۲۶۲
۲۰	عمرة القضا	ابوہریرہ انصاری	ذی قعدہ ۲ھ	ص ۳۱۴
۲۱	فتح مکہ	" "	رمضان ۲ھ	" " " " جلد سوم ص ۱۳
۲۲	غزوہ تبوک	حضرت علی	حجہ ۳ھ	بحار النور جلد ۲ ص ۱۲ عامہ کتب شیعہ دینی۔

اپنی اہل کا خلیفہ بنایا۔ منافقین نے ان پر جھوٹ گھڑا اور کہا نبی علیہ السلام نے انہیں اپنے لیے بوجھ سمجھا ہے اس لیے پیچھے چھوڑا ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہہ کرے ہوئے اور مقام حیرت میں نبی علیہ السلام کے ساتھ جا ملے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ منافقین نے گمان کیا ہے کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھتے ہوئے پیچھے چھوڑا ہے آپ نے فرمایا منافق جھوٹ کہتے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے پیچھے والوں کے لیے خلیفہ بنایا ہے۔ تم لوٹ جاؤ اور میرے اور اپنے اہل میں خلیفہ رہو کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھے البتہ میرے بعد کوئی نہیں

نمبر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سند صحیح	کتب اہل تشیع	کتب اہل سنت
۵	غزوہ بنی قینقاع	ابو بابر عبد النذر	ذی قعدہ ۳ھ	جلد اول ص ۲۷۷	
				تیسرے بحار الانوار جلد	
				نہم ص ۷۷	
۶	غزوہ سویق	" "	" "	جلد اول ص ۲۸۱	
۷	غزوہ قرقرۃ الکدر	عبد اللہ بن ام مکتوم	ذی الحجہ ۳ھ	جلد اول ص ۲۸۲	
				بحار انوار جلد نہم ص ۷۷	
۸	غزوہ بنو نضیر	" "	ربیع الاول ۳ھ	جلد اول ص ۳۹	
۹	غزوہ احد	عبد اللہ بن ام مکتوم	شوال ۳ھ	ناصح التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۷۷	
۱۰	غزوہ بدر الاسد	" "	" "	جلد دوم ص ۷۷	
۱۱	بدر صغریٰ	عبد اللہ بن رواحہ	" "	" " " " ص ۷۸	
۱۲	بنو مصطلق	ابو ذر غفاری	شعبان ۳ھ	" " " " " " ص ۷۳	
۱۳	غزوہ دوثۃ الجندل	سباع بن علفظہ	ربیع الاول ۳ھ	" " " " " " ص ۱۰۵	
۱۴	غزوہ خندق	عبد اللہ بن ام مکتوم	سوال ۳ھ	" " " " " " ص ۹۱	

من کننت مولاه فعلی مولاه الخ

گویا اگر شیعوں کی بات مانتے ہوئے مولیٰ بمعنی مددگار کیا جائے تو بھی اس حدیث سے حضرت علی کی شجاعت ثابت ہوتی ہے۔ خلافت نہیں۔ آخر حضرت علی کی شجاعت کا کون منکر ہے۔ آپ کی بہادری مشہور زمانہ ہے چنانچہ یہی بہادری اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

دلیل دوم کا جواب نمبر ۱ | شیعہ فرقہ مولیٰ بمعنی متولی بھی کرتا ہے اور یوں حضرت علی

کی خلافت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ معنی ہرگز مراد نہیں ہو سکتا اور اس پر اجماع ہے اور مزید تفصیل دلیل سوم کی تردید میں آرہی ہے۔

دلیل دوم کا جواب نمبر ۲ | لغت کی کتب میں مولیٰ بمعنی انعام دینے والا آیا ہے۔

جیسا کہ آزاد کرنے والے کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی آزادی جیسا بہت بڑا انعام دیتا ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے ہر مسلمان کو ایمان دیا قرآن دیا اور اللہ کا عرفان دیا۔ جب کہ حضرت علی نے جنگوں میں مسلمانوں کو فتح کما کر کیا۔ فتح دلائی اور تحفظ دلوا یا لہذا مسلمانوں پر حضرت علی کے بھی انعامات ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

من کننت مولاه فعلی مولاه

جس پر میرا احسان ہے اس پر علی کا احسان بھی ہے۔

اس معنی پر بھی حضرت علی کی شجاعت ہی ثابت ہوتی ہے خلافت نہیں۔

اسی طرح لغت میں مولیٰ کا معنی محبت کرنا والا (دوست) بھی آتا ہے۔ اس طرح معنی یہ ہو گا

جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ یہ معنی بھی درست ہے۔

۱۔ بلکہ مولیٰ کے تمام معنوں میں سے (دوست) ہی اس حدیث میں بہتر اور صحیح ہے دیکھ

تحقیق معنی لفظ مولیٰ

دلیل دوم کا جواب نمبر ۱ بقول شیعہ فرقہ ارشاد نبی -

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ -

میں مولیٰ کے صرف دو معنی درست ہیں -

۱۔ مددگار -

۲۔ متولی اور حاکم -

اگر مددگار معنی کیا جائے تو مفہوم حدیث ہوگا - جس کا میں مددگار ہوں اس کا علی بھی مددگار ہے - یعنی جس طرح میں مسلمانوں کا مددگار ہوں - ظالموں سے ان کے حقوق واپس کر داتا ہوں - ان کی نگہداری کرنا ہوں اسی طرح علی رضی اللہ عنہ بھی ہر مسلمان کا نگہدار اور انصاف رساں ہے - ثابت ہوا نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں -

مگر شیعوں کی یہ تاویل حدیث کے مفہوم سے کوسوں دور ہے - حدیث کا معنی تو صرف یہی ہے کہ جس شخص کے مددگار نبی علیہ السلام ہیں - علی بھی اس کے مددگار ہیں - آگے نگہدار اور انصاف رساں وغیرہ کی تشریح شیعہ فرقہ خود اپنی طرف سے لگا رہے لفظ مددگار کا مفہوم تو یوں بھی قائم ہو سکتا ہے کہ علی مرتضیٰ جو نیک جنگوں میں اسلام کی فتح کی علامت تھے اور اسلام کی مدد کرنے سے ہر مسلمان کی مدد خود بخود ہو جاتی ہے - لہذا ان الفاظ میں نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کی شجاعت و علم و تربیت بیان فرمائی کہ لوگو! جس طرح میں بارگاہِ خدا میں ہاتھ اٹھا کر اور انتہا و دعا کے تمہاری ہر طرح امداد کرتا ہوں علی اپنی فتور سے تمہاری امداد کرتا ہے - لہذا -

میں ولی کے دوہی معنی ہو سکتے ہیں۔ مددگار اور منولی۔ اور دونوں طرح سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے۔

مگر یہ بات خوش فہمی سے زیادہ درجہ نہیں رکھتی کیونکہ ولی بمعنی مددگار کرنے پر خلافت بلا فصل تو کیا بلکہ محض خلافت کا عدم آپ تیجھے ملاحظہ فرمایا ہے۔ جب کہ بمعنی منولی کرنے پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ لفظ بعد کا مفہوم نبی علیہ السلام کے فوری بعد والے زمانہ پر ہی صادق آئے البتہ عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد والے دور پر بھی صادق آسکتا ہے۔ اور کہا جاسکتا ہے کہ وہ دور بھی نبی علیہ السلام کے بعد والا دور ہے۔ یعنی حدیث کا مفہوم یہ بن گیا کہ علی میرے بعد ایک دور میں مسلمانوں کا خلیفہ بنے گا۔

یہ تو ہاقرینہ لفظی کہ الفاظ حدیث میں لفظ دوست بار بار آرہا ہے اور قرینہ حالی یہ ہے کہ مجتہد الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام خم غدیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اگر اس میں آپ اپنے بعد خلافت کا اعلان فرما رہے ہیں تو یہ اعلان مجتہد الوداع کے خطبہ میں کرنا چاہیے تھا جب تمام عالم اسلام کے لوگ جمع تھے۔ آپ نے خطبہ مجتہد الوداع میں دین و دنیا کی تمام ضروری اور بنیادی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ مسکوشیوں کی مذکورہ امامت علی کا کوئی ذکر نہیں لہذا اس حدیث کا اعلان امامت علی سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۰ جیسا کہ نبی علیہ السلام نے کئی صحابہ کرام کے بارہ میں مختلف پیش گوئیاں فرمائیں کہ فلاں میرے بعد یہ کہے گا۔ اور یہ پیش گویاں آپ کے بعد مختلف ادوار میں پوری ہوئیں جہاں پوری ہوئی ہیں وہاں یہ نبی علیہ السلام کے ارشادات صادق آئے۔ اس طرح حضرت علی ہیں و دریں خلافت علی اس دور پر مذکورہ ارشاد صادق آ گیا اگر نبی علیہ السلام کے دنیا سے رحلت فرمانے کے فوراً بعد پڑ جس کریں گے تو یہ حدیث چھوٹی ٹھہرے گی کیونکہ واقعہ میں حضرت علی کو منقلاً آپ کے بعد حکومت حاصل نہیں ہوئی۔

تحقیق لفظ ولی اور میرے بعد سے کیا مراد ہے

دلیل سوئم کا جواب نمبر ۱ | شیعہ کہتے ہیں نبی علیہ السلام کے اس ارشاد -

وہو ولی کل مؤمن بعدی -

(علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے)

یہ کسی تاویس کی ضرورت ہے نہ کسی اور پریشانی کی۔ پھر اس پر قرینہ لفظی بھی موجود ہے اور فن اصول فقہ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والے طلباء بھی خوب جانتے ہیں کہ جب کسی کلام میں مشترک لفظ آجائے تو سیاق و سباق میں اس کے کسی ایک معنی کے تعین کے لیے قرینہ تلاش کیا جاتا ہے۔ اور جب خود کلام میں ایسا لفظی قرینہ مل جائے یا حالی قرینہ دستنیاب ہو جائے۔ جو اس کے کسی ایک معنی کو متعین کر رہا ہو تو پھر وہی معنی مختص ہو جاتا ہے۔ اسے چھوڑ کر دوسرا معنی لینا درست نہیں ہوتا۔ اس اصول کو ذہن نشین کر لینے کے بعد ہم نے زیر بحث حدیث میں دیکھا تو لفظ ولی مشترک نظر آیا جس کے کئی ایک معنی ہیں۔ جن میں سے دوست بھی ہے اور اس پر لفظی قرینہ بھی موجود ہے اور حالی بھی ہے چنانچہ فریقین سنی شیعہ دونوں کی کتب میں حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں -

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلَىٰ مَوْلَاہُ اَللّٰهُمَّ وَاَلِ مَنْ وَاَلَاہُ دَعَاہُ مَنْ

عَادَاہُ -

ترجمہ: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔ اے اللہ جو شخص اسے دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دشمن رکھے تو اسے اپنا دشمن رکھ۔

دیکھیے شیعوں کی معتبر کتاب جامع الاخبار، فصل ۱۵ ص ۱۸ اور امتحان طبرسی جلد اول ص ۱۸

نہایت: نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ

امیری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

أَصْحَابِي كَالنَّجُومِ يَأْتِيهِمْ دَأْبُهُمْ دَأْبُ الْقَتْلِ يُتَوَّاهِدُوا هَتْدَا يُتَوَّ-

میرے صحابہ ستارے میں جس کی اقتداء کر دے گئے ہدایت پا لو گئے تھے

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی علیہ السلام کے فوراً بعد تمام صحابہ نے

ابو بکر صدیق کو اپنا خلیفہ اور حاکم مقرر کیا۔ اس وقت کا فرق تو تھے ہی کافر، اگر صحابہ کرام

۱۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی حیات القلوب جلد ۲ ص ۲۵۹ باب نہم در بیان فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میں لکھتے ہیں

سینہ دوم آنست کہ خدا ایشان را از گرسنگی نئے کشد و ایشان را برگمراہی جمع نہ
کند۔

یعنی آپ کی تیرہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو بھوک سے ہلاک نہیں
کرے گا اور آپ کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

تو کھر کی تہادت مل جانے کے بعد نشیوں کو مان لینا چاہیے کہ خلافت صدیقی اجماع امت
مسلمہ کی وجہ سے مبنی بر حق تھی۔

۲۔ چنانچہ نشیوں کی انتہائی معتبر کتب (۱) بحار الانوار جلد ۲ ص ۳۲ (۲) معانی الاخبار ص ۱۵۶
(۳) انوار النعمانیہ جلد ۱ ص ۱۵۶ (۴) بیون اخبار الرضا ص ۱۵۶ جلد دوم میں امام جعفر اپنے آبا سے

یہ حدیث پر رسول روایت کرتے ہیں۔

فَأَمَّا مِثْلُ أَصْحَابِي مِنْكُمْ كَشَلِ النُّجُومِ بِأَيْهَا اخذ اهتدای۔

قریب: میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس کا دامن پکڑ لو گئے ہدایت پا جاؤ گے

چنانچہ عثمان غنی کے مناقب میں آ رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک تور دیکھی تو اس سے پوچھا تو کس کے لیے ہے؟ اس نے عرض کیا میں آپ کے بعد ہونے والے خلیفہ عثمان کے لیے ہوں۔ تو جس طرح اس حدیث میں بعد سے مراد ابو بکر و عمر کے دور کے بعد مراد ہے اس طرح زیر بحث حدیث میں بعد سے حضرت عثمان کے بعد مراد ہے، اور فرمایا جا رہا ہے کہ علیؑ سے محبت رکھو عنقریب یہ تمہارا خلیفہ بنے گا۔

دلیل سوم کا جواب نمبر ۱

مذکورہ حدیث میں بُعْدِی سے نبی علیہ السلام کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت علی کے متولی ہونے کا اثبات تین وجہ سے باطل ہے۔

اول۔ یہ حدیث ایک خبر ہے۔ کہ میرے بعد ایسا ہو گا۔ اور نبی علیہ السلام کی کوئی خبر غلط ہو سکتی ہی نہیں اگر شیعوں والا معنی لیا جائے تو یقیناً غلط ثابت ہو گا۔ یہ کہنا کہ یہ خبر ہمیں انشاء ہے۔ بالکل جھوٹ اور خلاف اہل و حقیقت ہے۔

ثانی۔ خلافت بلا فصل دین میں ایک عظیم الشان اور نہایت اہم بات ہے اگر حدیث میں یہی خلافت مراد تھی تو کہنا چاہیے تھا کہ۔

علی يستحق الخلافة بعدی متصلاً او بلا فصل

یعنی علی میرے بعد متصلاً یا بلا فصل خلافت کا حق دار ہو گا۔

مگر ایسا نہیں فرمایا گیا۔ معلوم ہوا ایسی خلافت ہرگز مراد نہیں تھی۔ اس لیے ایسی حدیث سے جو کئی معانی کا احتمال رکھتی ہے۔ ایسی اہم بات ثابت کرنا جو شیعوں کے نزدیک توحید و رسالت سے بھی اہم ہے۔ نری دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کسی بھی شخص کو خلافت کا پروانہ لکھ نہیں
دیئے گئے تھے

باب مناقب شیخین میں حضرت حذیفہ کی حدیث گزر چکی ہے اور حضرت علی سے بھی
ایسی احادیث مروی ہیں۔ علاوہ انہیں۔

حدیث

طلحہ بن مصرف سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا گیا۔ نبی
علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی؟ (کہ میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہو گا۔) انہوں نے فرمایا
نہیں۔ میں نے کہا پھر وصیت کے بارہ میں مسلمانوں کا عقیدہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا
آپ نے اللہ کی کتاب پر عمل کی وصیت ضرور کی تھی۔

یہی طلحہ کہتے ہیں کہ ہزہل بن شرجیل نے کہا ہے ابو بکرؓ نبی علیہ السلام کی وصیت
پوری کرنے میں مہم تن مصروف تھے اور وہ چاہتے تھے کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہو تو
کسی شخص کا مطیع ہو جاؤں (اور حاکم نہ بنوں)

حضرت عمرؓ کا قول بھی تیچھے گزر چکا ہے کہ اگر میں اپنا جانشین مقرر نہ کروں تو بھی کوئی حزن
نہیں آخر نبی علیہ السلام نے بھی اپنا جانشین نہیں بنایا تھا۔ حالانکہ آپؐ مجھ سے بہتر تھے۔
یہ قول بھی اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے کسی خلافت پر نص نہیں
فرمائی ہے۔

جو مسلمان تھے غلط بات پر اکٹھے ہو گئے تھے تو ثابت ہوا اس وقت ساری
کی ساری امت گمراہی پر اکٹھی ہو گئی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ نے
لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ۔

کا کیا مفہوم باقی رہ گیا جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعد تین افراد کے سوا سب
صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ۔

تقیہ کا رد

ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی کی خلافت کی صحبت پر
سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی خود ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور مشورے
دیتے رہے۔

شیعہ کہتے ہیں یہ سب کچھ تقیہ کے طور پر تھا۔ آپ نے اپنی جان کے ڈر سے ایسا
کیا اور کرتے رہے۔ مگر ہم حضرت علیؑ کے مناقب میں آپ کی بہادری اور شجاعت بیان
کریں گے جس سے واضح ہو جائیگا کہ ایسا بہادر شخص کبھی اس طرح کا تقیہ نہیں کر سکتا۔

دلیل سوم کا جواب نمبر ۳

زیر بحث حدیث میں ولی از روئے لغت بمعنی محبت
کہنوالا (دوست) بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی نبی علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ سب سے زیادہ
میں ہر مسلمان سے محبت کرتا ہوں اور میرے بعد علی مرتضیٰؑ ہر مسلمان سے محبت
رکھتے ہیں۔

بی کیا۔ تا آنکہ دین زمین پر اس طرح ٹھہر گیا۔ جیسے اونٹ اطمینان سے گرہ دن ڈال دیتا ہے۔

اس طرح کی احادیث شیخین کے باب میں گنزدہ چکی ہیں۔ علاوہ ازیں مناقب علی میں ائمہ کا کہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ اپنا جانشین بنا دیں۔ آپ نے فرمایا جس طرح نبی علیہ السلام امت کو خدا کے حوالے کر گئے تھے میں بھی کر جاؤں گا۔ معلوم ہو گیا نبی علیہ السلام نے کسی کے خلیفہ ہونے پر نص نہیں دی۔ البتہ ابوبکر صدیق کو مصلائے امت پر ٹھہرا کر آپ کی خلافت کا اشارہ اور تنبیہ کر دی تھی دیکھ ابوبکر تمہارے لیے خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور مجھے ان کی خلافت پر اطمینان اور مسرت ہے۔

فضیلت

ابوبکر صدیق کی بیعت اور متعلقہ امور کی تفصیل

واقعی نے حکایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیوڑہ کو ہوا اور اسی دن ابوبکر صدیق کی بیعت کی گئی اور تاریخ تھی ۱۲ ربیع اول ۱ھ۔ ابن قتیبہ اور ابو عمر (ابن عبد البر) کے مطابق ابوبکر صدیق کی بیعت خلافت تو نبی علیہ السلام کے وصال کے روز ہی سقیفہ بنو ساعدہ میں ہو گئی تھی۔ البتہ عام بیعت بروز منگل اگلے روز منبر پر ہوئی تھی۔ ابو عمر کے بقول بنو خزرج سے سعد بن عبادہ اور ایک قریشی گروہ شروع میں بیعت سے رکارہا۔ بعد میں سعد کے علاوہ سب نے بیعت کر لی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس روز کوئی قریشی بیعت سے پیچھے نہ رہا تھا

حدیث

فطر، بنی ہاشم کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا اے علی! باہر نکل کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ نبی علیہ السلام نے ہمیں خلافت دیدی ہے۔ اس طرح حکومت و خلافت کبھی کسی اور کو نہیں مل سکے گی۔ آپؐ نے فرمایا میں نے آپؐ کی زندگی میں کوئی غلط بات آپؐ کی طرف منسوب نہیں کی تھی اب آپؐ کے تشریف لے جانے کے بعد ایسا کروں؟

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ آپؐ دیکھ نہیں رہے کہ تین دن کے بعد (خلافت کے بارہ میں) آپؐ کی بات ماننے والا کوئی نہ ہو گا۔ کیونکہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ نبی علیہ السلام اس مرض میں دنیا سے رحلت فرمانے والے ہیں۔ اور جو عبد المطلب کی چیزوں پر موت طاری ہے۔ اس لیے آپؐ نبی علیہ السلام کے پاس جائیں اور اگر کسی دوسرے کو خلافت دی جا رہی ہو تو جا کر سوال کریں کہ حکومت کسے ملنے والی ہے۔ اگر ہمیں ملتی ہو تو بھی معلوم ہو جائے۔ (پھر بھی حقیقت حال سامنے آ جائیگی اور) آپؐ ہمیں اس خلیفہ کی اطاعت کا حکم اور وصیت فرما دیں گے حضرت علیؓ نے جواب دیا، قسم بخدا اگر میں نے پوچھا۔ اور آپؐ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خلافت کا پروانہ نہیں دیا۔ ہم اسے خود اپنے طور پر طلب کر رہے تھے۔ اور اللہ کو معلوم ہے کہ ہمارا یہ مطالبہ درست تھا یا غلط۔ درست تھا تو اللہ کی طرف سے ہو گا۔ نہیں تو ہماری طرف سے ٹھہرے گا اس کے بعد ابو بکرؓ نے خلافت سنبھالی اور دین قائم کر دیا۔ عمرؓ بھی ایسے

ابو قحافہ کو سلام کہا۔ ابو قحافہ نے کہا۔ ابو بکر ایہ بڑے لوگ ہیں ان کا خیال رکھیں ابو بکر نے عرض کیا۔ سب اللہ کی طاقت اور قوت ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر نہ میرے ہاتھ کام کر سکتے ہیں نہ کوئی دوسرا عضو۔ ابو بکر صدیق نے اعلان کیا کہ کسی کو شکایت تو نہیں کسی ظالم سے؛ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ ہر کوئی اپنے عمال کی تعریف کر رہا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکاری مہر ابو بکر صدیق کو ملی پھر حضرت عمر کو
اور حضرت عثمان کو حاصل ہوئی

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر (انگوٹھی) بنوائی (یعنی ایسی انگوٹھی بنوائی جس کے اوپر تحریر ثبت تھی اور وہ مہر کا کام بھی دیتی تھی) جو آپ کے ہاتھ میں رہی پھر ابو بکر صدیق کے پاس آئی پھر عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد عثمان غنیؓ کو ملی۔ پھر حضرت عثمان کے ہاتھ سے میرا ریس میں گر پڑی۔ اس پر بکھا تھا محمد رسول اللہ۔

اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ بعض روایات میں ایک انصاری صحابی سے یوں مروی ہے کہ محمد رسول اللہ کے الفاظ تین سطروں میں تھے۔ یعنی اس طرح ہے

۱۔ موقوف بادشاہ کو نبی علیہ السلام نے دعوت اسلام کا جو خط لکھا تھا۔ اس میں اس انگوٹھی کی مہر لگی تھی۔ وہ اس کے خزانہ میں محفوظ رہا بعد میں یہ خط دستیاب ہوا اور اس کی فوٹو

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ علیؑ طہمہ زبیر اور خالد بن العاص نے بیعت نہ کی تھی مگر آخر کار ان سب نے بیعت کر لی۔ اور اس کے بعد حضرت علیؑ نے ابو بکر صدیق کی مکمل اطاعت کی اور ہمیشہ آپ کے فرائض کے معترف رہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں اس وقت چند ایک قبائل عرب کے علاوہ اکثر زکوٰۃ کا انکار کر کے مرتد ہو گئے تھے۔ آپ نے جہاد کیا اور سب کو سیدھا کر دیا۔ ^۱ میں آپ نے حضرت عمرؓ کو امیر الحجاج بنا کر بھیجا۔ پھر اسی سال میں جنگ یمامہ ہوئی مسیہ کذب قتل ہوا۔ اسود غنی متعادمین میں قتل ہوا اور نام گروہ مرتدین سے جہاد کیا گیا تا آنکہ لوگ دین خداوندی کی طرف لوٹ آئے اس موضوع پر ہم نے ایک مختصر اور منتقل تصنیف کی ہے۔ پھر ^۲ میں خود ابو بکرؓ کے امیر بنے اور سچ سے لوٹ کر شام و عراق کی فتوح کے لیے لشکر روانہ کیے۔

حدیث

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رجب ^۳ میں عمرہ کیا۔ چاشت کا وقت تھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے، آپ کے والد ابو قحافہ اپنے گھر کے دروازہ پر دو بچوں کے ساتھ بیٹھے بائیں کمرہ رہے تھے (چونکہ وہ نابینا ہو گئے تھے) انہیں بتلایا گیا کہ یہ آپ کا بیٹا آگیا ہے وہ (خوشی سے) اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو بکرؓ نے جلدی کی اور اونٹ کو بٹھائے بغیر کھڑے اونٹ سے پھلانگ لگا دی اور پکڑے آبا! آپ نہ کھڑے ہوں اور دوڑ کر والد سے لپٹ گئے اور مانہا چوم لیا۔ ابو قحافہ فرط مسرت سے رو پڑے۔ غناب بن اسید، سہیل بن عمرو، عقبہ بن عمر بن ابی جہل اور عارث بن ہشام آپ کے پاس آئے اور یوں سلام کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو سلام ہوا اور انہوں نے آپ سے مصافحہ کب۔ ابو بکرؓ نے جب نبی علیہ السلام کا نام سنا تو رو پڑے۔ اس کے بعد انہوں نے

تشریح :

اختلاف ہے کہ یہ مہر (انگوٹھی) آپ نے اپنے لیے خود بنوائی تھی یا کسی صحابی کے پاس دیکھی تو اسے اس پر کچھ لکھوانے سے منع کر دیا تھا بعد میں اس پر مذکورہ الفاظ لکھوا کر اسے مہر کی شکل دے دی۔ پہلی بات زیادہ واضح ہے جب کہ دوسری بات بھی بعض آثار سے مترشح ہوتی ہے۔

فضیلت

سقیفہ میں کس طرح سے بیعت ہوئی

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار عمر فاروق منبر پر کھڑے ہوئے، فرمایا۔ کسی شخص کو یہ دھوکہ نہ رہے کہ ابو بکر صدیق کی بیعت اچانک غفلت میں کر لی گئی تھی۔ قسم بخدا ہوا تو ایسے ہی تھا۔ مگر اس میں کوئی شر نہ تھا اور آج تم میں ابو بکر جیسا کوئی شخص نہیں جس پر لوگ اپنی گردنیں کٹوانے کو تیار ہوں۔ نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد ساری امت میں سب سے بہتر آپ ہی تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق یوں گویا ہوئے۔

حضرت علی اور حضرت زبیر اور ان کے چند ساتھی بیعت سے رک گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھ رہے اور تمام انصار بھی ہمارے رائے کے

اللہ

تسبیح

محمد

حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پھر وہ حضرت ابو بکر اور پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی۔ آخر میں حضرت عثمان کے ہاتھ میں آئی۔ ایک روز وہ بیڑا لیس کی منڈیر پر بیٹھے تھے۔ آپ نے انگوٹھی اتاری اور اس سے کھینا شروع کر دیا۔ وہ کنوئیں میں جا گئیں۔ تو ہم لوگ حضرت عثمان کے ساتھ تین دن تک کنوئیں میں سے اسے تلاش کرتے رہے مگر وہ نہ ملی۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

آج تمام عالم اسلام میں گھر گھر موجود ہے۔ ہم بھی حصول برکت کے لیے اس کی فوٹو درج کر رہے ہیں۔

کوئی نہ چھوڑی بلکہ اس سے بھی اچھی باتیں کہیں۔ آپ خاموش ہوئے اور پھر بول پڑے۔ اے ابوبکر! اے الفار! تم نے جو اپنی فضیلت بیان کی ہے اس کا کسے انکار ہے، مگر عرب اس خاندان قریش کے علاوہ یہ حکومت کسی اور کے لیے بہتر نہیں سمجھتے کیونکہ ان کا نسب اور مقام سب عرب سے بہتر ہے۔ میں تمہارے سامنے دو قریشی آدمیوں کا نام پیش کرتا ہوں تم دونوں میں سے جس کی چاہو بیعت کر سکتے ہو۔ بلکہ کسی اور کا نام بھی پیش کر سکتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ نے میرا (عمر فاروق کا) اور ابوعبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ اوپر اٹھایا۔

جب کہ قسم بخدا! اس دن بغیر کسی گناہ کے میری گردن کا اڑا دیا جانا مجھے اس سے کہیں بہتر نظر آتا تھا کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے میں لوگوں پر حاکم ہوں۔

اس پر ایک الفاری شخص اٹھ کر بولا! میں وہ کھجور کا درخت ہوں جس سے اونٹ اپنا بدن رگڑتے ہیں اور اس کا پھل بے شمار ہوتا ہے۔ یعنی میں ذی وقار اور طاقتور آدمی ہوں۔ ایک خلیفہ ہم (الفار) میں سے ہوگا۔ دوسرا تم (مہاجرین) میں سے چنانچہ گفتگو سخت ہو گئی آوازیں اونچی ہو گئیں اور ہمیں اختلاف کا خوف ہو گیا۔ تو میں نے کہا ابوبکر! ہاتھ بڑھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی تو سب مہاجرین نے بیعت کر لی الفار بھی پیچھے نہ رہے اور سب کے سب بیعت کر کے چلے گئے سعد بن عبادہ پر ہم لوگ غالب آ گئے۔ ایک آدمی

لے شیعوں کو یہاں یہ بات تو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ دیکھ نہیں کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد تمام مہاجرین و انصار نے متفقہ طور پر حضرت

ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت لی اور انہیں خلیفہ بنایا تھا۔ کیونکہ یہ امر واقع ہے جس کا انکار ناممکن ہے مگر تعصب کا براہ ہو کہ شیعہ علماء نے ہر اس صحابی کو متردق قرار دیا ہے جس نے ابوبکر

صدیقؓ کی بیعت کی اور حضرت علیؓ کی امامت سے اعراض کیا تھا ان کے نزدیک حضرت علیؓ

خلافت سقیفہ بنو ساعدہ میں اکٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ ہاجرین ابو بکر کے گرد (خلافت کے لیے) جمع تھے۔ میں نے کہا ابو بکر! اپنے انصار بھائیوں کے پاس ہمیں جانا چاہیے۔ چنانچہ ہم سب انصار کی طرف چل کھڑے ہوئے آگے سے دو صالح مرد ملے اور انصار کے عمل سے آگاہ کیا۔ ان میں سے ایک بولا! اے ہاجرین! کہاں جا رہے ہیں۔ آپ لوگ؟ میں نے کہا ہم اپنے انہی بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ وہ دونوں کہنے لگے۔ آپ لوگ ادھر ہرگز نہ جائیں! بلکہ اپنے کام میں لگن رہیں۔ میں نے کہا ہمیں ہم ضرور جائیں گے۔ چنانچہ ہم سقیفہ میں آ پہنچے۔ انصار وہاں اکٹھے تھے۔ ایک شخص ان میں چادر اوڑھے پڑا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہنے لگے سعد بن عبادہؓ ہے۔ (در اصل وہ خلافت کے طلب گار تھے) میں نے کہا خیریت تو ہے؟ بولے بیمار ہے۔ ہم بیٹھے تو انصار میں سے ایک شخص اٹھا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہنے لگا۔ اما بعد!

ہم اللہ کے انصار (مددگار) اور اسلام کا لشکر ہیں۔ اور اے ہاجرین تم بھی ہمارا ہی ایک گروہ ہو۔ جبکہ ہمیں اطلاعات پہنچ رہی ہیں کہ آپ لوگ ہمیں پست کرنا اور حکومت کے معاملہ سے ہٹانا چاہتے ہیں؟ جب وہ شخص خاموش ہوا تو میں نے بات کرنا چاہی اور چند باتیں میرے دل میں میرے خیال کے مطابق بڑی اچھی در آئیں میں نے انہیں ابو بکر کی موجودگی میں کہنا چاہا مگر میں چونکہ اپنے جسم کے ٹکڑے کی طرح آپ کا خیال رکھتا تھا۔ اور وہ ننھے بھی بڑے بردبار اور پروتار (اس لیے میں کچھ کہنے کا بھی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ) ابو بکر بول پڑے اور فرمایا خاموش رہو! تو میں نے آپ کو ناراض کرنا چاہا۔ ویسے بھی آپ مجھ سے بہتر علم اور وقار کے مالک تھے۔ چنانچہ آپ نے بات شروع کی اور جو باتیں میرے خیال میں بڑی عمدہ تھیں (جو میں کہنا چاہتا تھا) آپ نے سب کہہ ڈالیں

امام مالکؒ، ابن شہاب (زہریؒ) سے اور وہ عروہ بن زہرہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ شیخینؒ کو راستے میں ملنے والے دو شخص عولیم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔ ابن شہاب کا کہنا ہے کہ سعید بن مسیبؒ نے مجھے بتلایا کہ جس

تھے بجائے خود کفر و ضلالت ہے۔ پیچھے حیات القلوب نمبر ۲۵۹ کے حوالہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گزر چکا ہے۔ خدا میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کا تو تمام صحابہ کو مرتد قرار دینا کس قدر بے شرمی اور جرات عظیمہ ہے۔

حالانکہ شیعہ کتب ہی بتلاتی ہیں کہ حضرت علیؑ اپنے دور خلافت میں اپنی خلافت و حکومت کا توازن و استقامتی یوں بیان کیا کرتے کہ میری بیعت انہی لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمرؓ کی بیعت کی تھی چنانچہ ابلاغہ ص ۲۶ (چھوٹا سائٹر) میں امیر معاویہؓ کے نام حضرت علیؑ کا خط آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ انہ بايعى القوم الذين بايعوا بابكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم

عليه فلم يكن للشاهدين بختا دولا للغائب ان يردوا فيها المشورة
للمهاجرين دالا تضار فان اجتمعوا على ما جعل وسموه اماما كان
ذلك عند الله رضا

ترجمہ: بے شک اسی قوم نے میری بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور شرائع بیعت بھی یکساں ہیں اس لیے کسی حاضر شخص کو اپنی مرضی استعمال کرنے کا حق نہیں اور نہ کسی غائب کو بیعت توڑنے کا حق ہے۔ باہمی مشاورت سے خلیفہ کی نڈرگی صرف مباحیرین و انصار کا کام ہے جب وہ اجتماعی طور پر کسی کو منتخب کر لیں اور اسے امام (حاکم) کا لقب دے دیں تو وہی اللہ کا پسندیدہ خلیفہ ہے۔

بتدایے حضرت علیؑ کے اس ارشاد کی روشنی میں جناب صدیق اکبرؑ کی شقی علیہ خلافت

کس قدر حقیقت برحق ثابت ہوتی ہے۔ ذیلہ الحمد

نے ہمیں کہا تم نے توسعہ کو قتل کر ڈالا تو میں نے اسے کہا نہیں۔ بلکہ اللہ نے اسے مار ڈالا ہے۔

مقداد سلمان فارسی ابوذر غفاری ان چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے (معاذ اللہ) دیکھیے

حیات القلوب جلد دوم ص ۸۳ باب ۵۸ میں ہے۔

عیاشی بسند معتبر از حضرت امام باقر روایت کر دہ است کہ چوں حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اندنیا رحلت نمود مردم مہ مرتد شوند بجز غیر جہارم تفرعلی بن ابی طالب و مقداد و سلمان و ابوذر۔

ترجمہ۔ عیاشی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو چارہ افراد کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

یہ وہی شیعوں کی دوسری معتبر ترین کتاب رجال کشی ص ۱۲ میں ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان الناس اهل الردۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ

وسلم الا ثلثۃ فقلت ومن الثلثۃ بہ فقال المقداد بن الاسود و ابو ذوالغفاری و سلمان الفارسی۔

ترجمہ: امام باقر سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ سب مرتد ہو گئے تھے مگر تین افراد، میں نے کہا وہ تین کون؟ فرمایا مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری اور سلمان (یعنی ان تینوں نے ابو بکر کی بیعت نہ کر کے اپنا ایمان بچا لیا باقی سب مرتد ہو گئے۔

یہاں یہ ثابت ہوا کہ خود شیعوں کے اعتراف کے مطابق صرف تین افراد کے سوا تمام اہل اسلام نے اجتماعی طور پر خلافت صدیقی کو تسلیم کیا تھا بلکہ قائم کیا تھا۔ رہا یہ کہنا کہ وہ سب مرتد ہو گئے

اذا يقول لصاحبه لا تحزن ان الله

معنا

پھر (کہا اے ابو بکر ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے ہاتھ پھیلا دیا تو) آپ نے ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے بعد سب لوگوں نے ان کی بیعت باحسن الوجہ کھلی۔

اسے ترمذی نے شمائل میں نبی علیہ السلام کی رحلت کے ضمن میں روایت

کیا ہے۔

حدیث

آپ ہی سے مروی ہے کہ انصار کے کلام کے جواب میں ابو بکر نے فرمایا ہرگز نہیں! امرا قریش سے ہونگے اور وزراء انصار سے، کیونکہ قریش کا نسب و مقام تمام عرب سے بلند تر ہے۔ اس لیے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہؓ میں سے کسی ایک کی بیعت کر لی جائے! عمر فاروق نے کہا نہیں، بلکہ آپ کی بیعت ہوگی۔ آپ ہم سے بہتر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے ابو بکر صدیق کی بیعت کی جسے دیکھ کر تمام صحابہ نے ان کی بیعت کر لی۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن اسحاق نے کہا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو تمام انصار سعد بن عبادہ کے حامی بن گئے۔ جب کہ علی مرتضیٰ، طلحہؓ اور زبیرؓ سیدہ فاطمہؓ کے گھر میں بیٹھ رہے۔ اور باقی تمام مہاجرین جن میں اسید بن حضیرؓ جو بنی عبدالمطلب سے تعلق رکھتے تھے۔ ابو بکر صدیق کے ہم نوا تھے۔ ایک شخص ابو بکر صدیق و عمر فاروق

شخص نے کہا تھا کہ میں کھجور کا درخت ہوں۔ وہ حباب بن منذر رضی اللہ عنہ تھے۔

حدیث

ابن عباسؓ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک بار جمعہ کا دن تھا میں نے جلدی تیاری کی اور سورج ڈھلتے ہی مسجد میں آگیا۔ منبر کے پاس سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بیٹھے تھے۔ میں ان کے برابر بیٹھ گیا۔ میرے گھٹنے ان کے گھٹنوں سے لگے ہوئے تھے۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ عمر فاروق منبر پر جلوہ گر ہو گئے جب موزن خاموش ہوا تو آپ نے اٹھ کر اللہ کی حمد و ثنا کہی اور فرمایا۔
اما بعد!

میں آج ایک بات کہہ دینا چاہتا ہوں۔ شاید میری اہل قریب آپہلی ہے۔ جس نے یہ بات سمجھ لی اور یاد کر لی وہ جہاں تک جاسکتا ہے۔ وہاں تک اسے پہنچا دے اور جو اسے یاد نہیں رکھ سکتا وہ سن لے! کہ کسی شخص کو میرے متعلق جھوٹی بات کہنا جائز نہیں۔ اس کے بعد کچھلی حدیث والا سارا مضمون آپ نے بیان فرمایا۔
اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ ثقیف میں الفار نے کہا تھا ہم میں سے بھی ایک خلیفہ ہوگا۔ اور تم میں سے بھی۔ عمر فاروق نے کہا کوئی ہے۔ جو ان تین افراد جیسا ہو۔

ثانی اثین اذہما فی العار

کرا رہے تھے۔ اس کے بعد حدیث ابن عباس جیسا مضمون ذکر کیا گیا ہے۔

حدیث

موسٰی بن عقبہ نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے سقیفہ میں (خطاب کرتے ہوئے) کلمہ کا در دیکھا تو لوگ خاموش ہو گئے۔ آپؓ نے فرمایا۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا آپؐ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا تو ہمیں اللہ نے دل و دماغ سے پکڑ کر سلام میں لا داخل کیا تو ہم مہاجرین سب سے پہلے اسلام لائے ہم نبی علیہ السلام کا خاندان ہیں اور آپؐ کے قریبی رشتہ دار۔ ہم ہی حق دار خلافت اور عرب میں سب سے اعلیٰ نسب ہیں بلکہ سارے عرب کا نچوڑ ہیں۔ ہم مہاجرین میں سے ہر شخص کسی نہ کسی قریشی قبیلہ میں پیدا ہوا ہے۔ اس لیے خلافت کسی قریشی ہی کو راس آئے گی۔ قریشیوں کا مقام سب سے اونچا انکی زبان سب سے عمدہ اور بات سب سے وزنی ہے۔ لوگ قریش کے تابع ہیں۔ تم و ذرا ہو اور ہم افراد۔ اے گروہ انصار تم لوگ کتاب خداوندی میں ہمارے بھائی دین اسلام میں ہمارے ساتھ برابر اور تمام جہان سے ہمیں زیادہ محبوب ہو۔ تم لوگوں نے ہمیں پناہ دی اور ہماری مدد کی۔ تم اس بات کے زیادہ حق دار ہو۔ کہ اللہ کی قضا پر سر تسلیم خم کرو۔ اور اپنے مہاجرین بھائیوں کی اس بارہ میں فضیلت تسلیم کر لو۔ تم لوگوں کا ہی یہ مقام ہے۔ کہ جن افراد کو اللہ نے حق دیا ہے۔ ان پر حسد نہ کرو۔ تو میں تمہیں دو آدمیوں کے نام پیش کرتا ہوں ان میں سے جسے چاہو پسند کر لو۔ اگے حدیث ابن مسعودؓ جیسا ہی مضمون ہے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ انصار نے کہا قسم بخدا۔ ہمیں کسی ایسی بات پر حسد نہیں جو اللہ نے آپؐ کو عطا فرمائی ہے۔ آپؐ سے بڑھ کر ہمیں اللہ کی ساری مخلوق میں کوئی زیادہ عزیز محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ ہمیں تو آئندہ آنے والے زمانہ کے

کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ستیفہ بنو ساعدہ میں انصار کا گروہ سعد بن عبادہ کے گرد اکٹھا ہو چکا ہے۔ اگر آپ لوگوں کا معاملہ درست رکھنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں سنبھالیے اس سے قبل کہ لوگ کہیں کہ ادھر نبی علیہ السلام کا وصال ہوا ادھر مسلمان آپ میں لڑ پڑے۔

عمر فاروق کہتے ہیں یہ سن کر میں نے ابی بکرؓ سے کہا ہمیں اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہیے تاکہ معلوم ہو ان کا خیال کیا ہے؟ اس کے بعد ابن عباس کے مطابق ہی بیان ہے۔

موسٰی بن عقبہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) انبی علیہ السلام کی قبر انوار ہے تھے۔ کہ ایک شخص نے کہا کہ عمر بن خطاب کہاں ہیں؟ عمر فاروق نے کہا ہم اس وقت نبی علیہ السلام کی (تہنیز و تکفین میں) مشغول ہیں کیا بات ہے؟ اس نے کہا آپ تھوڑی دیر کے لیے تشریف لائیں پھر جلدی لوٹ آنا عمر فاروق اٹھ کھڑے ہوئے تو اس نے بتلایا یہ انصار ستیفہ میں سعد بن عبادہؓ کے گرد اکٹھے ہو گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم میں سے بھی ایک خلیفہ ہو گا۔ اور مہاجرین میں سے بھی۔ اور مجھے تو ڈر ہے فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔ عمر! کچھ سوچیے تاکہ اپنے ساتھیوں کو باخبر کر کے کوئی تدبیر نکالی جائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ نے اسے بند نہ کیا تو یہ فتنہ کا دروازہ کھلنے والا ہے۔ عمر فاروق کو یہ سن کر سخت دھچکے لگا۔ آپ اور ابو بکر صدیق اس شخص کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتے چل پڑے اور مہاجرین کے کچھ لوگ جس میں علی مرتضیٰؓ فضل بن عباسؓ اور نبی علیہ السلام کے دیگر رشتہ دار بھی تھے تہنیز و تکفین میں مشغول تھوڑے گئے۔ عمر فاروق اور ابو بکر کو راستے میں ابو عبیدہؓ بھی مل گئے۔ چنانچہ یہ لوگ ستیفہ میں داخل ہوئے۔ جہاں انصار کے سرکردہ لوگ بیٹھے تھے۔ جن میں سعد بن عبادہؓ لیٹے ہوئے بنجار سے

تھے اور لوگ تھے کہ بیعت ابی بکرؓ پر ٹوٹ پڑے تھے۔ کسی نے کہا دیکھنا سعد کو نہ روند ڈالنا کہیں! عمر فاروقؓ نے کہا روند ڈالو اسے! اسے اللہ نے روند ڈالا ہے۔ غالباً عمر فاروقؓ یہ بات غضب میں کہہ گئے۔

ابو بکر صدیقؓ بیعت سے فارغ ہو چکے تو مسجد کی طرف پیٹے اور منبر پر جا کر بیٹھے۔ چنانچہ شام تک لوگ ان کی بیعت کرتے رہے۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام کی تدفین کا مرحلہ آیا جس سے منگل کی رات گئے صحابہ فارغ ہوئے۔ اس کے بعد ابن شہاب نے کیفیت جنازہ اور واقعہ دفن بیان کیا ہے۔

تشریح:

گذشتہ احادیث میں گزرا ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا ابو بکر صدیقؓ کی بیعت اچانک ہوئی تھی اور اکثر تو یہی منہ ہے کہ جو کام بلا سوچے سمجھے جلدی میں ہو جائے بعد میں کبھی وہ باعث پریشانی بھی بن جاتا ہے۔ مگر یہاں صورت حال یہ تھی کہ انارٹی لوجوان نہیں مدبر بوڑھے اور دانا۔ لوگوں نے ایک امر پر اتفاق کیا تھا۔ جو بعد میں نیک شگون ثابت ہوا۔ اور اس کے بہتر ثمرات ظاہر ہوئے۔ اسی لیے عمر فاروقؓ نے ساتھ ہی کہا۔ مگر اللہ نے لوگوں کو اچانک ہونے والے کام کی کوئی برائی نہ دکھائی۔

بعض لوگ شاید یہ گمان کریں کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ کی حدیث کے مطابق لوگوں سے بیعت لینے کے لیے (مسجد سے) دوڑ پڑے تھے۔ مگر حقیقتاً انہوں نے (ذاتی غرض کے لیے نہیں) اہل اسلام کی بہتری کے لیے اور امت مسلمہ کو اختلاف و انتشار سے بچانے کے لیے ایسا کیا تھا نہ کہ حکومت حاصل کرنے کے لیے۔ اور آئندہ آنے والا ابو بکر صدیقؓ کا خطبہ بھی اس

حوادث کا ڈر ہے۔ لہذا اگر آج آپ میں سے کوئی امیر بننا ہے تو اس کے فوت ہونے پر ہم الفاری مروا میر بنالیں گے۔ پھر اس کے فوت ہونے پر تم اپنے کسی آدمی کو امیر بنالینا اور یوں بدل بدل کر امیر آتے رہیں گے۔ اور قریشی کو ڈر رہے گا کہ کوئی الفاری مجھ پر بغاوت نہ کرے اور الفاری کو قریشی سے بھی ڈر رہے گا۔ (اور کاروبار حکومت بہتر چلے گا) عمر فاروق نے یہ سن کر کہا۔ وہ یہ نہیں ہو سکتا۔ خلافت صرف اور صرف کسی قریشی مرد ہی کو ملے گی۔ اور تمام عرب صرف انہیں ہی تسلیم کرے گا۔ اور اگر کسی نے اس بات کی مخالفت کرے ہم اس سے جنگ کریں گے۔

تو حباب بن منذر سلمیؓ اٹھے اور انہوں نے کہا ایک امیر ہم سے ہو گا ایک آپ سے اور میں کھجور کے اس درخت کی مثل ہوں جس سے بندھے ہوئے اونٹ اپنا بدن ملتے ہیں اور پھل اس کا بے حد ہوتا ہے اور ہمیں برابر خبر آرہی ہے کہ آپ لوگ ہمیں پست ترین بنانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو ہم اس کی تکمیل نہیں ہونے دیں گے۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد تنازع برہ گیا اور ممکن تھا کہ سقیفہ میں جنگ چھڑ جائے اور لوگ ایک دوسرے کو دھمکیاں دینے لگے۔ مگر فوراً ہی وہ (اپنی محبت پر) لوٹ آئے اور اللہ نے ان کا دین محفوظ کر لیا۔ پنا پنا انہوں نے اچھی بات پر اتفاق کر لیا۔ معاملہ درست ہو گیا۔ اور شیطان دکھیا ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ حضرت عمرؓ اٹھے۔ اور انہوں نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بیعت کر لی۔ اس کے ساتھ ہی اسید بن ہضیر اور بشیر بن سعد نے لپک کر اکٹھے ہی آپ کی بیعت کی، پھر تو سقیفہ میں بیٹھے سب لوگ ایک دوسرے سے بڑھ کر بیعت کرنے میں کوشاں ہو گئے۔ درمیان میں سعد بن عبادہ بیمار پڑے بنار سے کراہ رہے

جب بھی نبی علیہ السلام نے کسی جگہ کسی مہاجر کو عامل مقرر کیا تو ساتھ ہمارا آدمی بھی لگایا۔ لہذا ہمارا خیال ہے کہ حکومت دو امیروں کو دے دی جائے ایک ہم سے اور ایک مہاجرین سے۔ ان کے خطبات یہ بات پے پے کہہ رہے تھے اتنے میں زید بن ثابت کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام بھی تو ایک مہاجر تھے اور اکیلے ہی امام تھے۔ اسی طرح کوئی مہاجر ہی اس وقت بھی امام ہو گا۔ اور ہم سب اس کے مددگار بنیں گے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام کے مددگار تھے۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق نے اٹھ کر فرمایا۔ اے الفار! اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور تمہاری بات مضبوط ہو۔ قسم بخدا، اگر ہم اس کے علاوہ کوئی بات اچھی جانتے تو تم سے اس پر صلح نہ کرتے۔

اسے صاحب فغانی ابی بکر نے روایت کیا ہے۔ اور حدیث حسن قرار دیا ہے۔

فضیلت

صدیق اکبر کی عمومی بیعت کا حال تحقیق

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیر کا روز تھا۔ نبی علیہ السلام نے دروازے کا پردہ اٹھایا۔ اور ابو بکر صدیق کو نماز پڑھاتے دیکھا۔ اس وقت

امر کی خوب وضاحت کر دے گا۔ اسی لیے ابو بکر صدیق نے اپنے بچائے دوسرے
 کا نام پیش کیا۔ دراصل آپ کو ڈر تھا کہ اگر یہ حکومت کسی غیر قریشی نے سنبھال لی
 تو عرب لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے اور یوں فساد پیا ہو گا مگر چونکہ
 اس وقت عمر فاروق اور ابو عبیدہ کے سوا کوئی قریشی اس وقت سقیفہ میں تھا نہیں
 اس لیے ان دونوں کا نام پیش کر دیا۔ اگر آپ کسی غیر حاضر قریشی کا نام پیش
 کرتے تو یہ مجلس کسی فیصلے کے بغیر اختتام پذیر ہوتی۔ اور یوں مقصد فوت ہو جاتا
 بلکہ اگر کسی غیر حاضر شخص کی بیعت کا وعدہ بھی حاضرین سے لے لیا جاتا تو بھی ممکن
 تھا کہ کچھ لوگ وعدہ ایفا کرنے میں تاثر سے کام لیتے۔ اور معاملہ التوا میں پڑ
 جانا اس لیے بڑی مدبرانہ سوتھ کے ساتھ آپ نے فوری طور پر بیعت لی اور معاملہ
 انجام کو پہنچا دیا۔

اور یہ بات اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ یہ انتہائی
 اہم کام تھا۔ جو فوری طور پر ہی حل ہو سکتا تھا۔ اس لیے کسی بھی شخص کو یہ نہیں کہنا
 چاہیے کہ صحابہ نے نبی علیہ السلام کے غسل کا معاملہ پس پشت ڈالا اور حکومت
 کا جھگڑا لے بیٹھے کیونکہ نبی علیہ السلام امت پر رحیم و کرم ہیں۔ آپ نے
 ساری عمر اپنی جان پر امت کو ترجیح دی اسی طرح جب صحابہ نے دیکھا کہ
 نبی علیہ السلام کے گھر والے آپ کو غسل دینے کے لیے کافی ہیں تو انہوں نے امت کے
 ایک بہت بڑے مسئلہ کی طرف توجہ دی تاکہ دونوں کام اپنی اپنی جگہ بخیر و خوبی
 انجام پذیر ہوں۔

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے وصال فرمایا تو انصار کے خطباء نے کہنا شروع کر دیا۔ اے ہا جیرین!

کے بعد یہ بیعت عامہ کی۔ پھر ابو بکر صدیق نے اٹھ کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! اے لوگو! مجھے آپ لوگوں کا امیر و والی بنایا گیا ہے۔ جب کہ میں آپ سے بہتر نہیں۔ اگر میں بہتر کام کروں تو تم میری مدد کرو۔ اور اگر برا کام کروں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔ یاد رکھو! صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ تم میں سے کمزور میرے سامنے قوی ہے تا آنکہ اس کا حق اللہ کی مدد سے اسے پہنچا نہ دو اور قوی میرے نزدیک ضعیف و ناتواں ہے تا آنکہ میں اس سے حق نہ لوں۔ جہاد بھڑ دینے والی قوم پر اللہ ذلت مسلط کر دیتا ہے۔ اور بے حیا قوم پر مصائب نازل فرماتا ہے۔ جب تک میں اللہ و رسول کی اطاعت کروں۔ تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں اب اٹھو اور نماز پڑھو! اللہ آپ سب لوگوں پر رحم کرے۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

بخاری نے بھی یہ حدیث مکمل طور پر روایت کی ہے مگر انقطاع کے ساتھ۔ بظاہر یہاں اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ پیچھے موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے روز ہی دفن سے پہلے ابو بکر صدیق کی بیعت عامہ کی گئی جبکہ اس حدیث کے مطابق دفن سے اگلے روز یہ بیعت کی گئی مگر جواب یہ ہے کہ ممکن ہے بیعت عامہ دو بار کی گئی ایک بار رات کو دفن سے پہلے پھر دفن کر کے صبح باقی لوگوں سے بیعت لی گئی۔

حدیث

ابن شہاب (زہری) کہتے ہیں۔ کچھ مہاجرین ابو بکر صدیق کی بیعت سے

میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ قرآن کے ورق کی مانند ہے اور آپ تبسم فرما رہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری کی خوشی میں قریب تھا کہ ہماری نمازیں خراب ہو جاتیں یعنی ہم نماز چھوڑ کر آپ کی طرف پبک پڑتے۔ اس کے بعد آپ نے پردہ گرا دیا۔ اور اسی پیر کے روز آپ داعی اہل کو لبیک کہہ گئے۔

اگلے دن عمر فاروق منبر پر آئے اور شہادتیں کا درو کیا۔ جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیٹھ رہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ نبی علیہ السلام دنیا سے کونج کر گئے ہیں۔ مگر اللہ نے تمہارے درمیان ایک مہدایت رکھ دی ہے۔ اگر اسے نہیں پھوڑو گے تو ہمیشہ نبی علیہ السلام کی ہدایت پر رہو گے۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق۔ نبی علیہ السلام کے بارگاہ، ثنائی اثین اور تمہارے امور کے بہتر والی و متفرق موجود ہیں۔ اٹھو اور انکی بیعت کرو۔ اور قبل ازیں کچھ لوگ سقیفہ میں بھی بیعت کر چکے تھے۔ چنانچہ اب منبر پر بیعت عامہ کی گئی۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! میں نے کل تمہیں ایک بات کہی تھی جو نہ میں نے کتاب اللہ سے لی ہے اور نبی علیہ السلام کے کسی عہد اور وصیت سے۔ البتہ میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے (یعنی خلافت ابی بکر کی طرف) جب کہ اللہ نے تمہارے درمیان نور ہدایت رکھ دی ہے۔ اگر اسے پکڑے رکھو گے تو ہدایت یافتہ رہو گے۔ اور اللہ نے تمہاری حکومت کا معاملہ ایسے شخص کے ہاتھ میں دیا ہے۔ جو نبی علیہ السلام کا سانحہ۔ ثنائی اثین اور سب سے بڑھ کر حق و اخلافت ہے۔ اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔ تو لوگوں نے سقیفہ کی بیعت

حدیث

سعد بن عبادہ کے سوا سب انصار نے ابو بکر صدیق کی بیعت کر لی۔ جب کہ انصار قبل ازیں سعد کو خلافت دلوانا چاہتے تھے کہ عمر فاروق نے کہا ہم سعد کی بیعت اس وقت نہیں کریں گے۔ جب تک بشیر بن سعد ابونمنان بن بشیر سعد کی بیعت نہیں کر لیتا۔ حالانکہ بشیر بن سعد نے ہی سب سے پہلے ابو بکر کی بیعت کی تھی۔ بشیر نے کہا سعد بن عبادہ کو روہنے دو یہ بیعت نہیں کرے گا۔ قتل ہو جائے گا اور اکیلا نہیں ہوگا۔ ساتھ اس کی اولاد۔ اہل بیعت اور کچھ افراد خاندان بھی ضرور قتل ہونگے۔ اور اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو یہ کوئی نقصان بھی نہیں کر سکتا۔ ابو بکر نے بشیر کا مشورہ مان کر سعد کا خیال ترک کر دیا۔ اس کے بعد سعد نے لوگوں کے ساتھ کبھی مل کر نماز پڑھی نہ مل کر روزہ رکھا نہ لوگوں کے ساتھ مل کر حج کیا۔ تاہم انہی ابو بکر صدیق فوت ہو گئے اور دور فاروقی آگیا۔ اس دور کے ابتداء میں ہی وہ شام کی طرف بقصد حجاب گئے۔ اور حوران میں شہید ہو گئے۔ اور کسی کی بیعت نہ کی۔

اسے ابو عبید نے کتاب الاحادیث میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

اس حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے بشیر بن سعد نے سفیفہ میں ابو بکر صدیق کی بیعت کی جب کہ قبل ازیں احادیث میں سب سے پہلے عمر فاروق۔ پھر ہاجرین اور پھر انصار کی بیعت بیان کی گئی۔ اس لیے زیر بحث حدیث میں ”سب سے پہلے“ سے مراد یہ ہے کہ انصار سے میں سب سے پہلے بشیر نے بیعت کی تھی باقی سعد کا بیعت نہ کرنا اس دعویٰ کے منافی نہیں کہ ابو بکر صدیق کی بیعت و

ناراض تھے جیسے علی مرتضیٰؑ اور زبیرؓ جو سیدہ فاطمہؓ کے گھر میں بیٹھے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ بھی تھا۔ عمر فاروقؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کے کچن میں اسید بن حبیبؓ مسلمہ بن سلامہ بن وقش اور بقول بعض ثابت بن قیس بن شماس جو بنی خزیمہ سے تعلق رکھتے بھی تھے۔ جنہوں نے زبیرؓ کی تلوار کے کچھ پر توڑ دی۔ بعض کہتے ہیں انہیں عبدالرحمن بن عوف اور محمد بن مسلمہ بھی تھے اور محمد بن مسلمہ نے زبیرؓ کی تلوار توڑی تھی۔

اسے موسیٰ بن عقبہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

تلوار زبیرؓ کا توڑا جانا نازِ فتنہ ٹھنڈی کرنے کے لیے تھا نہ کہ ان کی اہانت کی غرض سے۔

ابو بکر صدیقؓ کی بیعت سے علی مرتضیٰؑ، طلحہؓ، زبیرؓ، حسنؓ و حسینؓ، عباسؓ، سلمان فارسیؓ، عمارؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور خالد بن سعیدؓ وغیرہم نے کچھ دیر کے لیے توقف کیا۔ بعد ازاں سب نے بیعت کر لی تھی کوئی جلدی آگیا کوئی دیر سے۔ البتہ سعد بن عبادہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ بیعت کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں انہیں جنوں نے مار ڈالا تھا۔ تاریخ دلائل کے ہاں ان کا واقعہ مشہور ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس روز ابو بکر فوت ہوئے اہل اسلام میں سے کوئی ان کا مخالف نہ تھا۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ تو تبلیغ کی حجت پوری ہو چکی تھی۔ دورِ نزدیک ہر جگہ اسلام پہنچ چکا تھا اور شہادۂ دین کا ورد عام ہو گیا تھا اگرچہ ممکن ہے کہ کوئی مجبوری سے بھی کلمہ پڑھنا ہو گا۔

فضیلت

دستِ حدیق پر علی مرتضیٰؑ کی بیعت

حدیث

محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ سب لوگوں کے بیعت کر لینے کے باوجود علی مرتضیٰؑ نے ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کرنے میں تاخیر کی اور اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔ ابو بکر نے پیغام بھیجا کہ آپ نے کیوں دیر کی ہے کیا آپ کو میری حکومت ناپسند ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے آپ کی امارت ناپسند نہیں مگر میں نے فیصدہ کر لیا ہے کہ میں کندھے سے چادر نہیں اتاروں گا (آرام نہیں کروں گا) تا آنکہ سارا قرآن جمع نہ کر لوں۔ الایہ کہ نماز کے لیے فرصت نکالوں گا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے وہ قرآن آیات کے نزول کی ترتیب پر رکھا تھا۔ اگر وہ لوگوں کو مل جاتا تو انہیں ایک بڑا علم حاصل ہو جانا۔

۱۔ یہ مسئلہ بامعرتہ الارادہ ہے۔ اور اس حدیث پر محنت و ستم اور صحیح مفہوم کے محاض سے بحث کی گئی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

اس حدیث کے کوعلامہ سیوطی نے الاتقان جلد اول باب جمع القرآن ترتیب میں ذکر کیا ہے مگر آخری حصہ ”محمد بن سیرین کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے وہ قرآن“ الزام سیوطی نے ذکر نہیں کیا اور غالباً کسی نے بعد میں محمد بن سیرین کی طرف یہ الفاظ

خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع تھا کیونکہ ایک شخص کا غضب عناد اور جہلانہ تعصب کی وجہ سے مخالفت کرنا چہ معنی دار۔ واللہ اعلم۔

حدیث

ابن شہاب زہری کہتے ہیں رجب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لے لی تو انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اے لوگو! خدا کی قسم مجھے زندگی بھر کسی دن یا کسی رات میں حکومت کی خواہش نہیں رہی۔ نہ کبھی پوشیدہ یا علانیہ میں نے اس کی اللہ سے طلب کی ہے۔ میں تو ایک فتنہ سے ڈر گیا تھا ورنہ مجھے حکومت کے آرام نہیں ملا۔ مجھ پر ایک عظیم بوجھ آپڑا ہے جو میری برداشت سے زیادہ ہے۔ آئیے کہ خدا مجھے اس کی توفیق دے دے۔ میں تو آج بھی چاہتا ہوں کہ لوگ میری جگہ یہ کام سنبھال لیں۔ مہاجرین نے آپ کی ان باتوں کی تصدیق کی جب کہ علی مرتضیٰ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ ہمیں تو صرف یہ افسوس تھا کہ اس بارہ میں ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا ورنہ ہمارا اعلان ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد ابو بکر ہی سب سے زیادہ حق دار خلافت ہیں۔ نبی کے یار غار اودھانی شہید ہیں۔ ہمیں ان کا شرف معلوم ہے نبی علیہ السلام نے انہیں ہی مصلائے امامت پر کھڑا کیا ہے جب کہ آپ دنیا سے اوجھل نہ ہوئے تھے۔

اسے موسیٰ بن عقبہ صاحب المغازی نے روایت کیا ہے۔

عمرؓ کو ساتھ نہ لائیں کیونکہ ان کی طبیعت سخت ہے۔ عمرؓ نے کہا آپ اکیسے نہ جائیں۔ ابو بکر بولے۔ میں اکیلا ہی جاؤں گا۔ مجھے یہ امید ہرگز نہیں کہ وہ مجھ سے دھوکہ کریں گے ابو بکر وہاں پہنچے تو علی مرتضیٰؓ کے پاس تھماشتم کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ علی مرتضیٰؓ نے اٹھ کر اللہ کی حمد و ثنا کہی پھر کہا۔ اے ابو بکر! ہم نے آپ کی نصیحت سے انکار کرتے ہوئے، آپ کی بیعت سے توقف نہیں کیا۔ البتہ ہم حکومت میں اپنا حق خیال کرتے تھے جس کی طرف آپ لوگ اکیلے ہی جا رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے نبی علیہ السلام سے اپنی قرابت جتلائی اور اپنا حق بیان کیا اور مسلسل بیان کرتے رہے۔ تا آنکہ ابو بکر رو پڑے۔ علی مرتضیٰؓ خاموش ہوئے تو ابو بکر نے اٹھ کر شہادتین کا ورد کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کہی پھر فرمایا اے ابو بکر! قسم بخدا مجھے اپنے رشتہ داروں کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے محبت اور اچھا سلوک کرنا کہیں زیادہ پسندیدہ ہے اور قسم بخدا میرے اور آپ کے مابین ان اموال کے متعلق آپ کے حق میں کوئی کوتاہی مجھ سے سرزد نہ ہوگی۔ مگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم (انبیاء) کی میراث نہیں ہوتی جو کچھ ہم بھجوریں وہ (مسلمانوں پر) صدقہ کر دیا جاتا ہے۔ تو اس مال میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کھاتی رہے گی۔ (آخر چرچا لیتی رہے گی) قسم بخدا اس مال (فتی یا مال فدک) میں جو عمل نبی علیہ السلام کا تھا وہی میرا ہوگا۔ اس کے بعد علی مرتضیٰؓ نے کہا۔ بیعت کے لیے پچھلے پہر کا وعدہ رہا۔ چنانچہ ابو بکر صدیقؓ نے نماز ظہر کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے علی مرتضیٰؓ کی طرف سے انہی کے الفاظ میں وضاحت کی۔ اس کے بعد علی مرتضیٰؓ نے اٹھ کر ابو بکر صدیقؓ کی صداقت عظمت اور سالیقت بیان کی۔ پھر آگے بڑھ کر ان کی بیعت کر لی۔ لوگ اٹھ کر علی مرتضیٰؓ کو مبارک دینے لگے اور کہنے لگے۔ آپ نے بڑا درست کام

دوسری روایت میں ہے۔ علی مرتضیٰ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے ابو بکر صدیق کی بیعت نہیں کی، آپ نے جواب دیا۔ اگلے گزشتہ حدیث کی مانند معنون البتہ اس کے آخر میں یوں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جب تک میں قرآن جمع نہ کر لوں۔ کوئی اور کام نہیں کروں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ قرآن کا کچھ حصہ رہ نہ جائے اس کے بعد آپ آئے۔ اور صدیق اکبر کی بیعت کر لی۔ اسے ابو عمر و نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰ نے سیدہ فاطمہؓ کی رحلت تک چھ ماہ ابو بکر صدیق کی بیعت نہیں کی اور آپ کی بیعت تک کسی ہاشمی نے بھی بیعت نہیں کی۔ سیدہ کی وفات کے بعد آپ نے ابو بکر کو پیغام بھیج دیا کہ ہمارے پاس اکیسے آئیں کسی کو ساتھ نہ لائیں مقصد یہ تھا کہ

منسوب کرتے ہوئے شامل حدیث کیسے ہیں۔ بہر حال اس حدیث میں حضرت علی کے قرآن جمع کرنے سے ان کا تمام قرآن کو زبانی یاد کرنا مراد ہے۔ ایک جگہ سارا قرآن لکھنا مراد نہیں امام سیوطی نے اتفاق میں حدیث کا یہی مفہوم بیان کیا ہے، وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قرآنی تحریرات کو جمع کر دیا تو حضرت علیؓ نے ان کے اس اقدام کی بے حد تعریف کی اور اسے امت پر ابو بکر کا احسان عظیم قرار دیا۔ دیکھیے الاتفاق جلد اول نوع ۱۵، پھر دور عثمانی میں قرآن کو کتابی شکل دیئے جانے پر بھی حضرت علیؓ نے دلی مسرت کا اظہار کیا احادیث اس سے بھری پڑی ہیں دیکھیے فتح الباری جلد ۹ ص ۵۱ کتاب فضائل القرآنی وغیرہ۔ اگر حضرت علیؓ نے علیحدہ قرآن لکھا ہوتا تو آپ اسے لوگوں پر پیش کرتے مگر آپ نے اس کججائے حدیثی اور عثمانی اقدامات کی تائید و توثیق فرمائی۔

تشریح :

اس حدیث میں علی مرتضیٰ کے اس قول ”ہم خلافت میں اپنا حق خیال کرتے تھے“ میں تین معنی ہو سکتے ہیں۔

۱۔ ہم (نبو ہاشم) زیادہ حق دار خلافت ہیں کیونکہ حکومت کی اہلیت کے ساتھ ہم میں نبی علیہ السلام سے قربت کی صفت بھی موجود ہے۔

فمشیئت عند ذلک الی ابی یکر فی اباعتہ وتہضت فی ملک الاحواث حتی
ذاع الباطل وکانت کلمۃ اللہ ہی العلیا ولوکروہ الکافرون فتولی ابو بکر
تلك الامور دس دویسر وقارب داقصد فصصبتہ مناصحا
واطعتہ فیما اطام اللہ فیہ جاہرا۔

فلما اقتضی بعت ابی عمر فولاہ فسمعتنا واطعنا وناصعنا وتولی عمر

فکان مرجئ السیرۃ میمون التقیۃ۔

ناسخ التواریخ حالات حضرت علیؑ جلد ۳ ص ۳۲۲

ترجمہ : جب میں خود چل کر ابو بکر کے پاس گیا اور ان کی بیعت کرنے پھر میں تمام مشکل اوقات میں اسلام کی خدمت میں سیدہ سپر رہا تاکہ علیؑ تکام ہو گیا اور اللہ کا نام بلند ہو گیا۔ اگرچہ کافروں کو نالوار ہے پھر ابو بکر نے کلمہ الحق اور باطل باطل کی ذمہ داری اٹھائی اور اسے خوب نبھایا راہ حق کو آسان اور سیدھا کر دکھایا اور سامعین مراد قریب تر کر دیا تو میں نے غلوں نیت سے ان کی محبت اختیار کی اور جیسے وہ خدا کی اطاعت کرتے ہیں ان کی اطاعت کرتا پھر اپنی وفات کے قریب انہوں نے حضرت عمرؓ کو بلا دیا اور انہیں خلافت دیدی ہم نے ان کی بھی غلوں نیت کے ساتھ ہر طرح سے اطاعت

کیا اور اچھا کیا۔ اے

یہ صحیح حدیث سے جو بخاری مسلم نے روایت کی ہے۔

الواحد علی بن محمد قریشی نے کتاب الردۃ والفتوح میں کہا ہے کہ
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رحلت سے پچھتر ۵ دن بعد علی مرتضیٰ نے بیعت کی۔

اے یہ حقیقت ہے کہ حضرت علی نے چند ماہ بیعت سے توقف کیا مگر بعد ازاں جب آپ
پر حق واضح ہو گیا تو آپ نے بیعت کرنے میں دیر نہیں۔ دوسری یہ بات ہے کہ آپ عزم زاد نبی ہونے کی
نسبت سے خود کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے مگر جب آپ نے دیکھا کہ خلافت کا مقصد تو
اقامۂ حدود و قیام عدل اور دفع ظلم ہے اور یہ امور حضرت ابو بکر کی زیر سرپرستی خوب خوب
حاصل ہو رہے ہیں تو آپ نے دل سے تمام گلے شکوے مٹا کر دل و جان سے خلیفۃ المسدین کی الامت
تسلیم کرنی مناسب ہے کہ اس موقع پر کتب شیعہ کے چند اقتباسات بھی پیش کر دے جائیں چنانچہ
ابن مزاحم شیعہ دقتہ صفین ص ۴۹ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک خطبہ نقل کرتا ہے۔

اما بعد فان الله بعث النبي صلى الله عليه وسلم فانفذ به من الضلالة
ثم قبضه الله وقد ادعى ما عليه ثم اختلف الناس ايا بكر ثم
استخلف ابو بكر عمر واخسنا السيرة فندوا لاف الامة وقد وجدنا عليهما
ان توليا الامر وانا نحن آل الرسول واثق بالامر فغفرنا ذلك لهما
ترجمہ : اما بعد! اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر لوگوں کو گمراہی سے نکالا جب آپ
دنیا سے گئے تو سرخ رو تھے، پھر لوگوں نے ابو بکر کو پھر ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا
ان دونوں نے خوب اچھا کردار ادا کیا اور امت میں عدل قائم کیا ہمیں یہ گلہ
ضرور تھا کہ ہم آل رسول جو سب سے زیادہ حقدار خلافت ہیں کی موجودگی میں
وہ حاکم بن گئے مگر ان کے حسن سیرت کے پیش نظر ہم نے انہیں معاف کر دیا۔
اس لیے بھی زیادہ واضح یہ عبارت ہے۔

جنتیایان سے بھی کم حق دار خلافت سمجھا تھا اس کے باوجود بیعت نہ کی تھی تو بھی اس سے آپ پر حق سے روگردانی کا الزام نہیں آتا۔ کیونکہ حق سے مراد یہاں ابوبکر صدیق کی بیعت ہے اور یہ تب حق قرار پاتی ہے جب تمام امت کا اس پر اجماع ہو جائے حالانکہ علی مرتضیٰ کے ساتھ مذکورہ کئی اصحاب رائے اور ارباب حل و عقد نے بیعت نہیں کی تھی۔ جب امت کا اجماع ابھی تک نہیں ہوا تھا تو یہ خلافت حق کیسے ہو گئی۔ اور اسے نہ ماننے والا حق سے روگردانی مرتکب کیسے ہو گیا؟

جواب

ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اہل اسلام کے اکثر و بیشتر اور جمہور اہل حل و عقد صحابہ نے بیعت کر لی تھی اور جب جمہور کا اجماع ایسے شخص پر ہو جائے جو ہر لحاظ سے حکومت کا اہل ہو تو دوسروں پر بھی یہ بات لازم آجاتی ہے کہ وہ اس کی اتباع کریں جب کہ وہ اس کی اہلیت کو تسلیم کرتے ہوں۔ اگر یہ بات نہ ہو تو ساری دنیا آج تک کسی ایک شخص پر متفق نہیں ہوئی اور یوں ہر حکومت غلط قرار پائے گی اور فسادات کے دروازے کھل جائیں گے۔ سوال جواب ختم ہوا اور ہم اصل بات کی طرف لوٹتے ہیں۔

جب پچھلے دونوں معنی باطل ٹھہرے تو پہلا معنی متین ہو گیا۔ وہ یہ کہ حضرت علی خود کو دوسروں سے زیادہ مستحق خلافت سمجھے تھے۔ اس لیے انہوں نے بیعت سے توقع کیا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ آپ اس عرصہ میں باطل پرست رہے اس لیے کہ آپ کا یہ خیال آغاز امر میں تھا۔ جو بعد میں جاتا رہا۔ یعنی جب لوگوں کے جم غفیر بلکہ اکثریت نے بیعت ابی بکر کر لی تو آپ کے مذکورہ خیال میں تردد کی لہریں پیدا ہو گئیں۔ جنہیں آپ نے لوگوں کے سامنے بیان کرنا

- ۲۔ ہم بھی تمہارے جیسا برا برحق رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہماری طرح تم بھی (اے ابو بکر و عمر!) نبی علیہ السلام سے قرابت اور رشتہ داری رکھتے ہو۔
- ۳۔ خلافت میں کچھ نہ کچھ تو ہمارا بھی حق ہے چاہے تھوڑا ہی سہی۔
- لیکن پیچھے دونوں معنی باطل ہیں۔ کیونکہ اگر حضرت علی کا خیال یہ تھا کہ میں ابو بکر و عمرؓ سے زیادہ حق دار نہیں جیسا کہ دوم اور سوم معنی ہے۔ تو پھر آپ کے لیے بیعت سے رکنا کسی صورت میں جائز نہ تھا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ آپ نے مسلمانوں کی قوت کمزور کرنا چاہی اور جان بوجھ کر حق سے روگردانی کی حالانکہ ہم آپ کی ذات کے بارہ میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتے آپ کا مقام اس سے کہیں اونچا ہے۔

سوال

ممکن ہے کوئی شخص سوال کرے کہ بالغرض اگر علی مرتضیٰ نے خود کو ابو بکر

دفعہ زبیر داری کی۔ انہوں نے بھی خلافت سنبھال کر بہترین سیرت اور روش غیری کا ثبوت دیا،

اس عبارت سے یہ اہمے بغار ہو گیا کہ حضرت علی نے شیخین کے حسن کردار کو دیکھ کر ان کی ہر طرح سے اطاعت کی اور ان کے مطیع دفعہ زبیر دار رہے۔

شیعہ جو اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے ڈر کر اور اپنی جان بچانے کی عرض سے بیعت کر لی تھی مذکورہ عبارات اس دعوے کی پوزور تردید کر رہی تھیں۔

آپ کے مددگاروں میں نبیؐ رسولؐ سیدہ فاطمہؑ، عجم نبیؑ حضرت عباسؑ اور تمام نبوہاشم تھے۔ علاوہ ازیں نبی علیہ السلام نے صحابہ کو علی مرتضیٰ سے محبت و موالات کے قواعد بھی سمجھائے تھے۔ اگر آپ کسی بات پر لب کشائی کرتے تو دنیا آپ کی ہم خواہوتی مگر آپ نے کسی غلط بات کی نشاندہی نہیں کی ثابت ہوا آپ اس خلافت کو باعل تسلیم نہیں کرتے تھے۔

البتہ تشبیہ لوگوں کے ہاں جو زعم ہے کہ آپ نے تقیہ کیا تھا سراسر غلط ہے لہٰذا کیونکہ یہ تقیہ فاعل کے ضعف، ایمان اور ضعف حال پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ دونوں باتیں

لہٰذا کیونکہ آپ کا اپنا ارشاد ہے کہ میں نے کبھی تقیہ نہیں کیا۔ چنانچہ آپ کا فرمان ہے۔

ولو تظاهرت العرب علی قتالی لسا دلیلت عنہا، ولو

امكنت العرص من رقاہا لسا دعت الیہا وسا جہدا

فی ان اطهر الارض من لہذا الشخص المعکوس۔

بہر البلاغۃ ص ۴۱۸ خط ۴۵

ترجمہ: اگر تمام عرب میرے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہو جائے، تو میں جنگ

سے منہ نہ موڑوں گا اور حتیٰ الوسع نشانہ سواروں کی گردنیں اڑانے میں

تیزی دکھاتا رہوں گا۔ اور مجرم شخص کے وجود سے زمین کو پاک کرنے کی

کوشش میں لگا رہوں گا۔

سوچے جس شیرز کی یہ لٹکار ہے اسے تقیہ باز کہنا اس کی بہادری سے سراسر انکار

ہے یا نہیں؟ ہم اہل سنت تو یہ کہتے ہیں۔

شاہ مرداں شیریز داں قوت پروردگار۔

لافتی الاعلیٰ لاسیف الازد الفقار۔

مناسب نہ سمجھا بلکہ آپ نے اس بارہ میں مسلسل غور و فکر کیا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا دینی مسئلہ تھا۔ جس میں صرف طلب حکومت کا طبعی تقاضا ہی نہیں شرعی اجتہاد بھی آپ کے پیش نظر تھا۔ اس طرح آپ کا یہ دور انتہائی احتیاط کی راہ پر چلتے ہوئے اور اس بارہ میں اجتہاد کرتے ہوئے گزرا اور آپ کو اس کا مسلسل ثواب ملتا رہا تا آنکہ آپ پر ابو بکر صدیق کی افضلیت واضح ہو گئی اور نبی علیہ السلام کا انہیں امام بنانا ذہن میں منقسم ہو گیا۔ ادھر خاتونِ جنت سیدہ فاطمہؓ کا وصال ہوا (اور ابو بکر و عمر نے آپ سے اعلیٰ ہمدردی کا اظہار کیا) تو آپ نے ابو بکر صدیق کو بلا بھیجا اور بیعت میں تاخیر کی معذرت کر لی۔

رہا اس مجلس میں علی مرتضیٰؓ کا نبی علیہ السلام سے اپنی قرابت بیان کرنا تو وہ ابو بکر پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے نہیں تھا۔ کیونکہ آپ تو معذرت کر رہے ہیں۔ ایسے میں اپنی برتری تو نہیں جتلائی جاتی۔ بلکہ آپ تو تاخیر کی وجہ بیان فرما رہے ہیں کہ کن خیالات کے سبب مجھے توقف ہوا یعنی میں مشغول اجتہاد تھا اور مجتہد معذور ہوتا ہے چاہے خطا پر ہو اسی لیے اسے اجر ملتا ہے۔

اس تاویل کا ماننا اس لیے ضروری ہے کہ اگر اسے نہ مانا جائے تو پھر علی مرتضیٰؓ کے لیے دو ہی تصور قائم کیے جاسکتے ہیں یا تو آپ بیعت سے پہلے خلافتِ ابی بکرؓ کو درست ماننے کے ساتھ خود کو زیادہ اس کا مستحق سمجھتے تھے۔ اس طرح تو آپ کا عمل حق سے عدول اور جماعت میں تفرق اندازی قرار پاتا ہے۔ جو آپ کے لیے نہیں مانا جاسکتا۔ یا آپ اس خلافت کو سرے سے درست ہی نہیں مانتے تھے اس کے باوجود آپ نے اس دوران ابو بکر کے کسی قول و فعل پر کبھی نفرت کا اظہار نہ کیا اور مکمل اطمینان و سکون میں رہے گویا مددگاروں کی ایک جماعت اعلیٰ شجاعت اور قوتِ ایمان رکھنے کے باوجود باطل کی نشاندہی نہ کی یہ بھی آپ کے لائق نہیں۔

پہلا شبہ بخاری مسلم والی حدیث میں علی مرتضیٰ کے یہ الفاظ مگر آپ لوگ اکیسے ہی جا پہنچے گا تو یہ معنی بنتا ہے کہ آپ لوگوں (ابو بکر و عمر) نے ہم سے مشورہ نہ کیا اور ہماری رائے لیے بغیر اکیسے ہی فیصلہ کر لیا۔ اس لیے آپ نے حدیث کی جو تاویل کی ہے۔ اس کے مطابق یہ الفاظ مہمل رہ جاتے ہیں۔

جواب ہم نے جو تاویل کی ہے وہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر حتیٰ سے مراد بقول مغرض و مشورہ بھی جو علی مرتضیٰ سے نہ کیا گیا۔ تو بھی علی مرتضیٰ پر اعتراض اُٹے گا۔

اس طرح کہ آپ کے نزدیک اگر عدم مشورہ کے باوجود خلافت درست ہوتی ہے۔ تو پھر آپ کا اس خلافت سے انکار چرچہ معنی دارد اور اگر عدم مشورہ کے سبب آپ خلافت کو باطل سمجھتے ہیں تو آپ نے پھر اس کا بطلان ظاہر کیوں نہ کیا۔

یاد رہے ہم غفیر کے بیعت کیلئے کے بعد بیعت سے انکار دو وجہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ خلیفہ میں صلاحیت حکومت نہ ہو۔ جب کہ یہ بات ابو بکر صدیق کے بارہ میں مانی نہیں جاسکتی جس طرح سے آپ نے دین قائم کیا سب کو معلوم ہے۔

۲۔ بیعت نہ کرنے والے کے خیال میں خلیفہ سے بہتر لائق خلافت کوئی اور موجود ہو۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد ہے کہ جب تک حضرت علیؓ نے آپ کی بیعت نہیں کی خود کو حضرت ابو بکر صدیق سے زیادہ لائق خلافت سمجھتے رہے

علی مرتضیٰ کے لیے نہیں مانی جاسکتیں۔

اس کی تائید قولِ حسن بھری سے بھی ہوتی ہے جس کے بعد الفاظ یہ ہیں کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ اگر نبی علیہ السلام نے خلافت کا پروانہ مجھے دیا ہوتا تو میں بنو تیم کے اس بھائی (ابو بکرؓ) اور عمر بن خطاب کو منبرِ رسول پر کھڑا نہ ہونے دیتا اور ان سے دستِ بدست جنگ کرتا۔ اگرچہ میرے پاس ایک چادر کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

یہ حدیث اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے تقیہ کی وجہ سے سکوت نہیں اختیار فرمایا تھا۔ اگر یہ بات ہوتی تو اپنے اس قول کی بنا پر وہ ضرور جنگ کرتے اور حق حاصل کر کے رہتے تقیہ ہرگز نہ کرتے۔

حدیث ۱۰

حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی نے بعض رافضی شیعوں کے جواب میں فرمایا۔ اگر بات اسی طرح ہوتی جیسے تم کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ کو خلافت دے دی تھی اور اس کا عہدے لیا تھا تو پھر تمام انسانوں سے بڑھ کر حضرت علیؓ مجرم ٹھہرے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسول کا حکم پس پشت ڈال دیا اور لوگوں سے مندرتیں کرتے رہے۔

رافضی کہنے لگا۔ اے حسن مثنیٰ! کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولا ہے؟ انہوں نے فرمایا اگر اس سے مراد حکومت و سلطنت ہوتی تو نبی علیہ السلام کو واضح فرمانا چاہیے تھا کہ علی میرے بعد حاکم ہے۔ جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت واضح الفاظ میں آئی ہے۔

اے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

اگر پوچھا جائے زید کا حال کیا ہے۔ تو جواب میں کہنا عمرو کا حال اچھا ہے کوئی
دانش مندی نہیں۔ اور ابو بکر عرب کے بہت بڑے فصحاء میں سے تھے۔ آپ کی
کلام تو ایسی نہیں ہو سکتی ماننا پڑے گا کہ حضرت علی نے بھی حق میراث کا ذکر کیا۔ اور
ابو بکر نے اس کے بارہ میں جواب دیا۔

جواب | مور تھال اور انداز گفتگو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میراث کو مورد کلام
مانا جائے کیونکہ علی مرتضیٰ نے ابو بکر کو بیعت سے تاخیر پر معذرت کیسے بلایا ہے۔
اور خلافت ہی ہر لحاظ سے مورد کلام بنتی ہے۔

رہی یہ بات کہ جواب میں ابو بکر صدیق نے میراث کا تذکرہ کیوں کیا؟ تو جواب
یہ ہے کہ چونکہ خلافت تو علی مرتضیٰ نے اپنے مذکورہ ارشاد میں تسلیم کر لی۔ اور بیعت
پر آمادگی ظاہر کر دی تھی۔ اس لیے ابو بکر نے اس پر آب بات کرنا بے کار سمجھا
اور میراث کی بابت کچھ کہنا چاہا۔ کیونکہ سیدہ فاطمہؓ قبل ازیں طلب میراث کے لیے
ابو بکر صدیق کے پاس آئی تھیں اور آپ نے انہیں کافی شافی جواب دیا تھا مگر
شاید بعض ہاشمیوں کے دل میں کیفیت اطمینان پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس لیے اس
مجلس میں جو غلط فہمیوں کے مٹانے کے لیے ہی منعقد ہوئی تھی۔ ابو بکر صدیق نے مزید
وضاحت کے لیے میراث کا ذکر دوبارہ پھیڑ دیا۔

خلاصہ کلام | حاصل بحث یہ ہوا کہ آغاز خلافت صدیقی میں علی مرتضیٰ خیال کرتے

تھے کہ خلافت پر ہمارا زیادہ یا دوسروں کے برابر کچھ نہ کچھ حق ہے مگر ہمیں اس
میں شرکت کا موقعہ نہیں ملا۔ تاہم ابو بکر صدیق پر تمام عالم اسلام کے اجماع اور
ان کے کارہائے نمایاں اور اسلامی خدمات کو دیکھتے ہوئے آپ کا مذکورہ خیال

اور اس پر پیچھے کلام ہو چکی ہے۔

دوسرا شبہ | کوئی شخص یہ نہ کہے کہ حضرت علی کے اس قول ”ہم اس امر میں اپنا حق سمجھتے تھے۔“ سے مراد مشورہ دینا ہے۔ یعنی ہم اس بارہ میں مشورہ دینا چاہتے تھے مگر ہمیں مشورہ کا موقع نہ دیا گیا۔ چنانچہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت مذکورہ کے مطابق حضرت علی نے صحابہ سے بالوضاحت یہ گلہ کیا تھا کہ ہمیں صرف یہی افسوس ہے کہ ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا۔

جواب | یہ محض سو فہم ہے آخر کب ممکن ہے کہ حضرت علی جیسا صاحب رائے ایک عظیم کام میں چپ سادھے اور مدت و راز تک اس بارہ میں لب کشائی نہ کرے جب کہ کام اس کی مرضی کے خلاف ہوا ہو۔ اس لیے حق یہی ہے کہ آپ کا بیعت نہ کرنا ہمارے بیان کردہ اسباب کی بنا پر تھا۔ اور الفاظ حدیث۔

کا مفہوم یہ ہے کہ آپ لوگ ہم پر غالب آ گئے۔ یعنی ہمیں خلافت نہ دی اور خود سنبھال لی۔

تیسرا شبہ | ممکن ہے حضرت علی کے زیر بحث قول میں امر سے مراد میراث اور حق سے مراد میراث کا حق ہو۔ اس طرح معنی یہ بنے گا۔ نبی علیہ السلام جو کچھ بھوڑ گئے ہیں اس میں ہمارا حق ہے جو آپ نے ہمیں نہ دیا۔ اس لیے ہم بیعت سے رک گئے اس معنی کی دلیل یہ ہے کہ ابو بکر صدیق نے علی مرتضیٰ کے اس قول کا جواب میراث کی نفی کے ساتھ دیا ہے۔ اور کلام فیض وہی ہوتی ہے۔ جو موقع کے مطابق ہو

فضیلت

دست صدیق اکبر پر بیعت حضرت زبیرؓ

حدیث: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ یقیناً جانتے ہیں کہ اس کام میں مجھے آپ پر بیعت حاصل ہے یعنی لوگ میری بیعت کر چکے ہیں انہوں نے کہا اے خلیفہ رسول خدا! آپ سچ کہتے ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کر لی۔ اتنے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آگے ابوبکرؓ نے ان سے بھی فرمایا آپ جانتے نہیں کہ اس بات میں مجھے آپ پر بیعت ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اور ساتھ ہی انہوں نے بھی ہاتھ بڑھایا اور بیعت کر لی۔

اسے صاحب فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا اور حدیث حسن قرار دیا ہے۔

فضیلت

ابوبکر صدیقؓ نے حکومت سے گلو خلاصی کرانے کی کوشش کی

حدیث: زبیر بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ نے اپنی زبان پکڑ رکھی ہے اور کہہ رہے ہیں۔ اسی نے مجھے مصائب میں مبتلا کیا ہے پھر وہ کہنے لگے مجھے تمہاری امارت (حکومت) میں کوئی چاہت نہیں۔

قسم توڑنا مناسب نہ سمجھا۔ جب قرآن مکمل کر لیا تو ابو بکر صدیق کو بلوا لیا۔
 معذرت کی مگر قرآن جمع کرنے میں شاغل رہنے کی بات کرنا دورانِ معذرت
 ضروری نہ سمجھا۔ کیونکہ اس بات کا پیغام آپ پہلے بھی بھجوا چکے تھے۔ اور
 اس کے بعد آپ نے ابو بکر صدیق کی بیعت کر لی۔

دن علی مرتضیٰ آئے اور فرمایا ہم نہ آپ سے گلو خلاصی کر لیں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔
اگر ہم آپ کو اہل نہ سمجھتے تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: سوید بن غفلہؓ سے روایت ہے کہ بیعت کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ دیا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی قسم کی دلاتا ہوں تلو او کون ہے تم میں سے جو میری بیعت کر کے نادم ہے؟ علی مرتضیٰ اٹھے ہاتھ میں تلوار تھی ابوبکر کے قریب آئے اور ایک پاؤں منبر کی سیڑھی پر اور دوسرا زمین پر رکھ کر بولے قسم بخدا، نہ ہم آپ کی گلو خلاصی کریں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے آپ کو نبی نے بڑھایا اب پیچھے کرنے والا کون ہے؟

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح صاحب فضائل نے کہا یہ حدیث اس باب میں سب سے مضبوط سند والی ہے اور سوید بن غفلہؓ نے دور جاہلیت بھی پایا اور دور رسالت بھی۔ اور وہ اسلام میں داخل بھی ہوئے۔

حدیث: حسن کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ بیعت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا میں بڑا بوڑھا آدمی ہوں تم کسی مضبوط اور توانا آدمی کو میری جگہ اپنا امیر بنالو! لوگ یہ سن کر تعجب سے مسکرا دیے اور کہنے لگے ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ آپ ہر جگہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھی رہے اور حکومت کے حقدار سب سے زیادہ آپ ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میری بات ماننے سے انکار ہی کرتے ہو تو بہتر طریقہ سے میری اطاعت اور مدد کرو۔ اور یاد رکھو میں بھی ایک انسان ہوں میرے ساتھ بھی شیطان ہے جو مجھے بہکا تا ہے۔ جب تم مجھے غضبناک دیکھو میرے پاس سے

خلفہ شیعہ فرقہ حضرت ابوبکر کے اس قول کہ میرے ساتھ ایک شیطان ہے جو مجھے بہکا تا ہے

حضرت عمرؓ نے کہا: قسم بخدا ہم نہ آپ کی بیعت توڑیں گے نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔
اسے احمد بن حارث نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابوالحجاف سے روایت ہے کہ بیعت کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن متواتر کھڑے ہو کر کہتے رہے۔ اے لوگو! میں تمہاری بیعت سے گلو خلاصی کرانا ہوں۔ کیا تم مجھے مجبور کر کے خلیفہ بناؤ گے؟ اور ہر بار علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اٹھ کر کہتے: قسم بخدا ہم نہ آپ کی گلو خلاصی کریں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔ آپ کو اللہ کے رسول نے آگے بڑھایا ہے اب پیچھے کرنے والا کون ہے؟ واقعہ حضرت علی کی بیعت کر لینے کے بعد کا ہی مقصورہ ہو سکتا ہے۔
اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: ابوالحجاف ہی سے روایت ہے کہ بیعت کے بعد ابوبکر صدیق تین دن تک لوگوں سے پوشیدہ رہے اور روزانہ کہتے تھے کہ میں نے آپ لوگوں کی بیعت اپنی گردن سے اتار دی ہے تم جس شخص کی چاہتے ہو بیعت کر لو اور علی مرتضیٰ بڑھ کر جواب دیتے تھے: قسم بخدا ہم نہ آپ کی گلو خلاصی کریں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے آپ کو رسول خدا نے آگے بڑھایا ہے اب پیچھے کرنے والا کون؟
اسے حافظ سلفی نے مشیخت بغدادیہ میں اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

تشش یلمم ابن حجاج سے مراد ابن داؤد بن عرف برہمی تمیمی ہیں۔ انہیں آزاد کرنے والا کوئی تھا۔ اور یہ لقمہ ہے۔ کئی ایک تابعین کا راوی ہے تاہم یہ حدیث دونوں سندوں سے مرسل ہے۔ (ابن حجاج نے اپنے شیخ کا نام نہیں لیا)

حدیث: امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق بیعت کے بعد سات دن تک لوگوں کو بیعت توڑ لینے کا کہتے رہے۔ ساتویں

تو مجھے سیدھا کہہ دو۔

اسے حمزہ بن حارث اور ابن سہمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔
حدیث: حسن ہی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق خطبہ کے لیے منبر پر آئے مگر
رونے کی وجہ سے ان کی آواز گلے میں بند ہو گئی پھر انہوں نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا
اے لوگو! مجھے اس لیے خلیفہ نہیں بنایا گیا کہ میں تم لوگوں سے بہتر ہوں۔ حسن کہتے ہیں
حالانکہ آپ سب سے بہتر تھے جس میں کسی کو اختلاف نہیں تھا تاہم کس نفی مسلمان کی شان
ہے۔ پھر ابو بکر بولے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی دوسرا شخص سنبھال
لے اگر تم مجھ سے وہ کیفیت دیکھنا چاہتے ہو جس میں اللہ اپنے نبی کی امداد و وحی سے
کہتا تھا تو یہ اب نہیں ہو سکتا میں تو تم جیسا ایک فرد ہوں اگر تم میری بات درست
دیکھو تو اسے مانو نہیں تو مجھے درست کہہ دو۔

اسے ابو القاسم بن شبران نے روایت کیا ہے۔
دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا میں ایک انسان ہوں تم میں سے کسی سے بھی بہتر
نہیں ہوں میری رعایت کرو اگر میری بات صحیح دیکھو تو اطاعت کرو۔
اسے صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

فضیلت

آپ حکومت سے نفرت کرتے تھے اور مجبوراً اسے اہل اسلام کی بہتری کے لیے

اختیار کیا

حدیث: رافع بن خدیج کہتے ہیں میں مقام عزرات میں ابو بکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا میں نے
کہا آپ مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیں تاکہ میں اسے یاد کر لوں۔ آپ نے دوبارہ
فرمایا اللہ تم پر رحم کرے اور برکت دے فرضی نمازیں بروقت ادا کیا کرو۔ زکوٰۃ

اٹھا جاؤ تاکہ تمہیں مجھ سے کوئی دکھ نہ پہنچے۔ میں 'صحیح بات کہوں تو اسے مانو بہک جاؤں

جسے کہ اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ جو شخص شیطان کے کنٹرول میں چل رہا ہو وہ لوگوں کو کیا رہنمائی کرے گا اسے اہل اسلام پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات غفقاء جلد اول ص ۴۱ وغیرہ

اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت ابو بکر نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کر کہی
قرآن کریم نے بھی یہی فرمایا ہے سورہ ق کو بار ۲ میں ہے قُلْ خُذُوا حُزْبًا مِّنْهُم مَّا رِزْقُكُمْ
اور حدیث میں بھی یہی آیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
یو بھا گیا کیا آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی مگر میں نے اسے مسلمان کر لیا ہے
دیکھیے مسلم شریف جلد دوم درغزوہ۔

مگر اے شیعہ حضرات! جن بارہ اماموں کو تم معصوم و انعاماتے ہو انہیں تنہا سے چوتھے امام حضرت زین العابدین المعروف امام سجادؑ کی بھی سینے ان کی کتاب صحیفہ کاملہ سجادہ بھی شیعہ علماء و قرآن کی بہن کہتے ہیں یہی حصہ ۲۲ پر امام زین العابدینؑ کی یہ دعا موجود ہے۔

قد ملك الشيطان عنا في سوء الظن وصنعت اليقين فانما اشكوس وحوارته

انی و طاعة نفسی لہ یعنی شیطان بدگمانی اور ضعف یقین کے متعلق میری باگ ڈور
کا مالک ہو گیا ہے۔ تو اے اللہ تیری بارگاہ میں اس بات کا شکوہ کرتا ہوں کہ شیطان میرا برا ساتھی
ہے اور میرا نفس اس کی طاعت کرتا ہے۔

فرمایے جس کا نفس شیطان کی اطاعت کرے اور شیطان اس کی باگ ڈور کو سنبھال چکا ہو اسے تم امام مان رہے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ اگر تم کہو کہ یہ امام کا بغور انکار ہے تو ہم کہیں گے وہ ابو بکر صدیق کا انکار ہے اور یقیناً یہ دونوں بزرگ شیطان پر غالب تھے مگر پھر بھی بارگاہِ خدا میں طلب گار ہدایت تھے اور سہو ناجہی چاہیے اس لیے کسی بزرگ پر اعتراض نہیں ہے

فضیلت ۱۶

خلافت حاصل ہونے کے بعد ابوبکر صدیق کا خطاب

حدیث: عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت زبیرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے خطبہ دیا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے ابوبکر! مجھے تمہارا حکم بنایا گیا ہے جبکہ میں لوگوں سے بہتر نہیں ہوں قرآن اُترتا ہے نبی علیہ السلام نے اپنے طریقے رائج کیے ہیں جو ہم نے سیکھے ہیں تو اسے لوگو! یاد رکھو سب سے بڑی دانائی پرہیزگاری ہے اور سب سے بڑی ذلت گناہ ہے۔ تم میں سے کسی کمزور ترین انسان کا حق جب تک میں دلوں و دلوں وہ میرے لیے تم سب سے زیادہ قوی ہو گا۔ اور تم میں سے قوی تر شخص جب تک کسی سے پھینکا ہوا حق واپس نہ کر دے میرے نزدیک سب سے ناقول ہو گا۔ اے لوگو! میں سنت کا پیرو ہوں بدعت ایجاد کرنے والا نہیں۔ اگر میری بات اچھی ہو تو اطاعت کرو و اگر بہک جاؤں تو مجھے سیدھا کہو۔ میں نے ہی کتنا تھا اب اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث: قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں خلیفہ رسول خدا ابوبکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا اور نبی علیہ السلام کے وصال کو ایک ماہ گزر چکا تھا۔ ابوبکر نے اپنا واقعہ سنایا۔ پھر نہ کی گئی۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ (نماز تیار ہے) یہ کلمہ آج ہی پہلے دن اس نماز میں کہا گیا تھا۔ لوگ آگئے آپ ایک منبر پر کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! میں چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی اور شخص سنبھالے۔ اگر تم کہو کہ نبی علیہ السلام کے طریقہ کار پر (سہر بات پر وحی کے ساتھ) چلوں تو یہ میری قوت

خوشی سے دیا کہ درمضان کا روزہ رکھو اور بیت اللہ کا حج کر دو اور حاکم نہ بنو میں نے
 کہا آج تو اہل اسلام کے امراء اچھے لوگ ہیں آپ نے فرمایا آج تو امارت آسان ہے
 مگر مجھے ڈر ہے کہ آئندہ زمانے میں امارتیں زیادہ ہوں گی یعنی جس قدر فتوحات
 ہوں گی اعمال اور امراء بڑھتے جائیں گے، اور اس طرح ممکن ہے کہ نااہل امیر بھی
 آئیں گے۔ جبکہ امیر کا حساب لمبا ہوگا اور عذاب زیادہ۔ غیر امیر کا حساب کم اور عذاب
 ہلکا۔ اس لیے کہ امراء ہی سے زیادہ ظلم سرزد ہوتا ہے اور ظالم حاکم اللہ کے عہد کو توڑ
 دیتا ہے۔ یہ امراء اللہ کے مقرب بھی ہوتے ہیں (اگر عدل کریں) اور مردود بارگاہ خدا بھی
 (اگر ظلم کریں) قسم بخدا تم میں سے کوئی شخص ہمسائے کی بکری یا اونٹ پکڑے تو بڑا خوش
 ہوتا ہے کہ میں نے ہمسائے کی بکری یا اونٹ ہتھیا لیا ہے حالانکہ ایسے ہمسایوں
 پر عذاب نازل کرنا اللہ کا بڑا حق ہے۔

راوی کہتا ہے پھر میں نے ابو بکر صدیق سے پوچھا کہ آپ کو کیوں اور کن حالات
 میں امیر بنایا گیا۔ آپ نے انصار کی کلام اور عمر فاروق کے خطاب کی تفصیلات بیان
 کیں پھر کہا۔ ان حالات میں ہم نے بیعت قبول کی کیونکہ ہمیں خطرہ تھا کہ فتنہ پیدا ہو
 رہا ہے جو بار بار سر اٹھائے گا۔

اسے ابو ذر ہروی نے مستدرک علی الصحیح میں روایت کیا ہے۔
 حدیث: حسن کہتے ہیں ابو بکر نے خطبہ میں کہا مجھے حاکم بنا دیا گیا ہے حالانکہ میں
 اس سے نفرت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی اور شخص سنبھال لے۔
 اسے صاحب فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے۔

نکل پڑے اور مٹی میں جا پایا۔ حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا مسجد میں چلو
 (کچھ عورتیں انتظار میں ہیں) آپ نے فرمایا جاؤ (کام کرو) مجھے تمہاری امامت کی
 کوئی حاجت نہیں۔ میرا وظیفہ ہی اتنا کم ہے کہ گھروالوں کا پیٹ نہیں بھرتا۔ عمرؓ نے
 کہا ہم اضافہ کر دیں گے۔ ابو بکرؓ بولے میں سودینار سالانہ اور ایک سالم بکری میرا وظیفہ
 مقرر کر دو کیا یہ نہیں ہوگا؟ اتنے میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے دونوں کی بات سن کر
 فرمایا ابو بکرؓ نے جو مانگا ہے میں پورا کر کے دوں گا عمرؓ نے کہا واقعی؟ فرمایا ہاں عمرؓ نے
 کہا تو پھر ہمیں کیا اعتراض، ابو بکر صدیقؓ نے کہا آپ دونوں مجاہدین میں سے ہیں۔
 کیا معلوم دوسرے مجاہدین اس پر رضادیتے ہیں یا نہیں تو ابو بکر مسجد میں آئے ہنبر پہ
 چڑھے اور فرمایا لوگو! میرا وظیفہ اڑھائی سو اور بکری کے کچھ اعضا تھے۔ اب عمرؓ اور
 علیؓ تین سو دینار اور سالم بکری میرے لیے مقرر کر رہے ہیں۔ کیا خیال ہے۔ سب نے کہا
 ہاں ٹھیک ہے ہم راضی ہیں۔ مسجد کے کونے میں ایک دیہاتی بیٹھا تھا وہ بولا میں نہیں
 راضی، دیہاتیوں کا سحر کدھر گیا اس طرح؟ ابو بکر صدیقؓ نے کہا۔ جب مجاہدین
 راضی ہیں۔ تو آپ لوگ ان کے تابع ہیں۔

اسے ابو حذیفہ اسحاق بن بشرؓ نے فتوح الشام میں روایت کیا ہے۔

تشریح: اس مضمون کا کچھ حصہ ابو بکر صدیقؓ کی تواضع و عاجزی کے بیان میں
 گزر چکا ہے۔ اور ابن نجارؒ نے "اخبار المدینہ" میں لکھا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کے لیے
 چھ ہزار درہم سالانہ مقرر تھے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ
 نے خلافت حاصل کرنے کے بعد فرمایا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار اتنا کم نہیں
 تھا کہ گھروالوں کا پیٹ نہ پال سکوں لیکن اب میں اہل اسلام کے کاموں میں مشغول ہو
 گیا ہوں اب میرے مال سے میری آل بھی کھاتی ہے اور مسلمانوں کے کام بھی آجاتا ہے

سے باہر ہے۔ آپ تو معصوم تھے بشیطان آپ پر اثر نہیں کر سکتا تھا اور آپ پر آسمان سے وحی آتی تھی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

حمزہ بن حارث نے بھی اسی مفہوم کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ جو پیچھے آپ کی استقامت کے ذکر میں گزر چکی ہے۔

فضیلت کا

آپ کے لیے بیت المال سے کتنا وظیفہ مقرر ہوا۔

حدیث — : حمید بن ملال کہتے ہیں جب ابوبکر صدیق حاکم بنے تو صحابہ کرام نے آپ کے لیے بحیثیت خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وظیفہ مقرر کرنے پر مشورہ کیا۔ چنانچہ کیا گیا کہ آپ کو پہننے کے لیے دو چادر ملیں گی۔ جب وہ پرانی ہو جائیں تو نئی لے لیں۔ سواری کے لیے جانور ملے گا جس پر وہ سفر کریں۔ اور خلیفہ بننے سے قبل جیسا خرچہ وہ اپنے گھر والوں کے لیے کرتے تھے۔ وہ خرچہ بھی ملے گا۔ اسے صاحب صفوہ نے ذکر کیا ہے۔

حدیث — : ابراہیم بن محمد بن معبد بن عباس سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کا وظیفہ خلیفہ بننے کے بعد یہ مقرر ہوا تھا۔ سالانہ ڈیڑھ سو دینار۔ روزانہ بکری کے گوشت میں سے اس کا سر پہلو اور پاؤں۔ مگر یہ وظیفہ آپ کے عیال کے لیے ناکافی تھا جبکہ اپنے اپنا مال اللہ کے مال میں (بیت المال میں) ڈال دیا تھا۔ چنانچہ آپ جنت بقیع کی طرف خرید و فروخت کی غرض سے نکل گئے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ نے اسے تو دیکھا مسجد میں کچھ عورتیں بیٹھی ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ یہیں کیا کام ہے؟ کہنے لگیں کہ امیر المؤمنین کے پاس ایک چھکر لے کا فیصلہ کروانے آئیں ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کو بلا لیا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو انہوں نے فرمایا آج کو نسا روز ہے؟ ہم نے کہا سو موار پوچھا نبی علیہ السلام کا وصال کس روز ہوا تھا؟ ہم نے بتلایا پس واکو تو انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ رات تک دنیا سے رخصت ہو جاؤں تاکہ میرا یوم وفات نبی علیہ السلام کے مطابق ہو جائے، راوی کہتا ہے۔ بوقت وصال آپ پر ایک کپڑا تھا جس میں سُرخ مٹی کے دھبے تھے آپ نے فرمایا جب میں رحلت کر جاؤں تو یہ کپڑا دھو دینا اور دو کپڑے مزید ساتھ ملا کر کفن تیار کر لینا۔ ہم نے کہا کیا تینوں نئے کپڑے بنوائیں ہم؟ فرمایا نہیں۔ آخر ان میں خون اور پیپ ہی بھرے گی۔ چنانچہ آپ پیر کی رات کو فوت ہو گئے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور احمد بن حنبل نے بھی۔

حدیث: ایک روایت میں ہے سیدہ فرماتی ہیں۔ میرے والد نے بوقت وصال فرمایا، تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے کہا تین کپڑوں میں۔ جن کے اندر قمیص نہیں تھی۔ یہ سن کر آپ نے اپنے نیچے بچھے ہوئے کپڑے کو دیکھا جس میں زعفران یا سرخ مٹی کے دھبے تھے۔ آپ نے فرمایا اسے کفن میں رکھ لینا اور دو کپڑے مزید شامل کر لینا۔

حدیث: ایک اور روایت میں ہے آپ نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ ہم نے بتلایا تین کپڑوں میں آپ نے فرمایا تو مجھے بھی تین ہی کپڑوں میں کفن دینا جن میں میرا یہ کپڑا بھی ملا لیا جائے ہم نے کہا تینوں کپڑے نئے بھی مہیا کیے جاسکتے ہیں آپ نے فرمایا زندوں کو مجھ سے زیادہ نئے کپڑوں کی ضرورت ہے کفن میں تو پیپ ہی بھرے گی۔

حدیث: قاسم بن محمد (ابوبکر صدیق کے پوتے) کہتے ہیں آپ کا کفن سفید کپڑوں میں تھا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۱ فضیلت

جب ابو قحافہ کو ابو بکر صدیق کی خلافت کا علم ہوا تو انہوں نے کیا کہا

حدیث: سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی رحلت پر مکہ مکرمہ دہل گیا۔ جب ابو قحافہ نے شور سنا تو پوچھا یہ کیا ہے بتلایا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ہے۔ کہنے لگے یہ تو بہت ہی بڑا حادثہ ہے پھر انہوں نے پوچھا اب امیر کون بنا ہے ان کی جگہ؟ لوگوں نے بتلایا آپ کا بیٹا۔ انہوں نے کہا کیا بنو عبد مناف اور بنو مغیرہ اُس کی خلافت پر راضی ہیں؟ کہا گیا ہاں! تو وہ بولے اللہ جسے کچھ عطا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے نہ دے اسے کوئی دلو نہیں سکتا۔ اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

فصل چہارم

ابو بکر صدیق کی وفات اور متعلقہ امور

اہل سیر کا کہنا ہے ۳۱ھ ۲۲ جمادی اخیر منگل کی رات مغرب و عشا کے درمیان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ ابن اسحاق کے بقول آپ کی وفات روز جمعہ ۲۱ جمادی اخیر میں ہوئی۔ ابو عمر نے بھی یہی کہا ہے جبکہ پہلا قول بہتر ہے۔
حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر

فضیلت آپ کی وفات کس سبب سے ہوئی

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ابو بکر صدیق کو کوئی اندرونی غم واندوہ
تھا جو باعث وفات بنا۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ آپ کو پھیپھڑوں کی بیماری تھی
جو جان لیوا ثابت ہوئی۔

اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ممکن ہے اندرونی غم واندوہ اسی مرض کے باعث ہو۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی
مرض کی ابتداء سردی میں غسل کرنے کے باعث بخار کی شکل میں ہوئی جو چند دن
متواتر رہا اس دوران آپ نماز بھی نہ پڑھا سکے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی
جگہ مصلائے امامت پر کھڑا کیا لوگ آپ کی عیادت کے لیے آنے لگے جب کہ آپ
دن بدن بیمار ہوتے گئے آپ بیماری میں یہ پڑھتے رہتے تھے

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۚ ق آیت ۱۹

ترجمہ: اور آگئی موت کی ستمی حق کے ساتھ۔ اسی سے تو بھاگتا تھا؟

اسے فضائل صاحب فضائل نے اور صاحب الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ

نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق اور حارث بن

اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

جب آپ وفات پا گئے تو آپ کی بیوی اسماء بنت عیسٰی نے وصیت کے مطابق آپ کو نہلایا اور آپ کے بیٹے عبدالرحمانؓ نے پانی ڈالا کفن پہنانے کے بعد آپ کو اس چارپائی پر ڈال دیا گیا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے تھے۔ یہ چارپائی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تھی یہ صاج کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی جس پر روغن کیا ہوا تھا۔ بعد میں جب سیدہ رضی اللہ عنہا کی میراث فروخت ہوئی تو امیر معاویہؓ کے آنداکر وہ غلاموں میں سے کسی نے اسے چار ہزار درہم پر خرید کر لوگوں کی زیارت کے لیے وقف کر دیا۔

حدیث: ابو محمد کہتے ہیں جو اس وقت مدینہ میں تھے کہ عمر فاروقؓ نے مسجد نبویؐ میں منبر کے سامنے کھڑے ہو کر ابوبکر صدیقؓ کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں بعد بن مسیبؓ سے سوال ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ پر کس جگہ نماز پڑھی گئی تھی؟ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر کے درمیان۔ پوچھا گیا کس نے پڑھا؟ کہا "عمر فاروقؓ نے" سوال ہوا حدیثیں کس نے اتارے؟ کہا "عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، طلحہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے" آپ کو رات ہی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں نبی علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

اسے ابو عمر صاحب صفوہ اور ابن نجار نے روایت کیا ہے۔

تششیم: ابن نجار نے روایت کیا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے زندگی کا آخری لفظ منہ سے یہ ادا کیا۔ دَبَّ تَوَفَّيْ مُسْلِمًا وَ الْحَقِّقْنِي بِالصَّالِحِينَ۔

”اے پروردگار! مجھے اسلام پر مار اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔“

فضیلت

آپ نے عمر فاروق کو اپنا جانشین بنایا

حدیث: عبدالرحمان بن عبداللہ بن سابط سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق کا وقت وصال آیا تو آپ نے حضرت عمرؓ کو بلا یا اور فرمایا اے عمرؓ اللہ سے ڈرتے رہا کرو! اور یاد رکھو! اللہ کے کام جو دن میں ہونے والے ہیں رات تک پیچھے نہیں کیے جاتے اور رات والے کام دن پر نہیں چھوڑے جاتے۔ نوافل تب قبول ہوتے ہیں جب فرائض ادا کر دیے جائیں۔ روز قیامت اسی شخص کی نیکیاں بھاری ہوں گی جو دین میں حق کی اتباع کرتا تھا۔ ایسے شخص کے لیے ترازو عدل کا حق ہے کہ بھاری ثابت ہو۔ اور جو حق سے عدول کرتا رہا اس کی نیکیاں ہلکی ہوں گی اور ایسے شخص کے لیے میزان کا حق ہے کہ ہلکا ثابت ہو۔

اللہ نے اہل جنت کا ذکر کیا تو نہایت اعلیٰ صفات کے ساتھ کیا اور ان کے گناہ معاف کر دیے جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہ میں ان سے نکال نہ دیا جاؤں۔ اور اللہ نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو نہایت برے اعمال کے ساتھ کیا، اور اللہ نے ان کے بہتر کاموں کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو خوف آتا ہے کہ میں ان کے ساتھ شامل نہ کر دیا جاؤں اس لیے بندے کو خوف اور امید کے درمیان رہنا چاہیے۔ نہ رحمت پر کُل کرے نہ دھمکی چھوڑ دے، اور نہ ہی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہیے۔ اے عمرؓ! اگر آپ میری وصیت یاد رکھی تو موت سے زیادہ کوئی چیز آپ کو محبوب نہ ہوگی۔ مگر اے کوئی اپنے کنٹرول میں نہیں لاسکتا۔

کلمہ نے حریرہ (دودھ گھی اور آٹے کی بنی روٹی) کھائی جو ابوبکر صدیق کو تحفہ آئی تھی۔
حارث نے کہا اے خلیفہ رسول خدا! ہاتھ اٹھالیں! اس میں وہ زہر ہے جو ایک سال
تک مہلت دیتا اور پھر مار دیتا ہے۔ اس لیے میری پیش گوئی ہے کہ آپ اور میں
ایک ہی روز فوت ہوں گے۔ آپ نے ہاتھ اٹھالیا۔ اس کے بعد وہ دونوں مریض
رہنے لگے اور سال گذرنے پر دونوں ایک ساتھ فوت ہو گئے۔

اسے صاحب صفوہ نے اور صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث: صاحب الدرۃ الثمینہ کے مطابق آپ پندرہ روز بیمار رہے اور
فرمایا میرے پاس حکیم آیا تھا۔ لوگوں نے کہا وہ کیا کہتا تھا؟ فرمایا کہتا تھا "میں جو چاہوں
کہتا ہوں" (یعنی اللہ تعالیٰ) اور کہتے ہیں یہود نے آپ کو چاولوں میں زہر کھلایا تھا۔

فضیلت ۲ راضی برضا رہتے ہوئے آپ نے علاج ترک کر دیا

حدیث: ابوالسفر سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق بیمار ہوئے تو لوگ عیادت کو
آئے لوگوں نے کہا کیا ہم آپ کے لیے طبیب نہ لائیں جو آپ کا معائنہ کرے؟ آپ نے
فرمایا ایک حکیم نے میرا معائنہ کیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اس نے کیا کہا تھا پھر؟
آپ نے فرمایا وہ کہتا تھا "میں جو چاہتا ہوں کہتا ہوں"۔

اسے واقدی ابو عمر صاحب صفوہ اور رازی نے روایت کیا ہے۔

”بسم الرحمن الرحیم۔ یہ وہ بات ہے جو ابوبکرؓ نے دنیا سے جاتے ہوئے اور عالم آخرت میں قدم رکھتے ہوئے کہی تھی ایسے پرخطر وقت میں کافر بھی کلمہ پڑھ لیا کرتا ہے بدکردار آدمی توبہ کر لیتا ہے اور جھوٹا انسان بھی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ میں نے اپنے بعد عمر فاروقؓ کو تم پر امیر بنایا ہے اس کی بات سنو اور مانو! میں نے اللہ اُس کے رسول۔ اسلام اُس کے دین اور اپنی اور تمہاری ذات کے بارہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اگر عمرؓ نے عدل کیا اور یہی مجھے امید ہے تو ہر آدمی کو اپنے نیک اعمال کی جزا ملتی ہے اور اگر نا انصافی کی تو ہر کسی کو گناہ کی سزا ملتی ہے۔ تاہم میں نے اپنی طرف سے بہتر کام کر دیا ہے۔ مجھے علم غیب حاصل نہیں۔ اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پہنچتے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!“

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کچھ لوگ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے انہوں نے کہا ”آپ اپنے رب کے پاس جاتے ہوئے عمر کو ہم پر چھوڑے جا رہے ہیں۔ آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟“ آپ نے فرمایا مجھے بھٹلاؤ مجھے بھٹلاؤ میں اللہ سے عرض کروں گا کہ میں سب سے بہتر شخص کو امیر بنا کر آیا ہوں۔ اسے ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت

ابوبکرؓ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل کون دیگا اور یہ کہ مجھے جلدی دین کیا جائے

حدیث: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی

اسے صاحب صفوہ اور صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔
 حدیث: ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ نے میری وصیت یاد نہ رکھی تو کوئی چیز آپ کو موت سے زیادہ بُری نہ نظر آئے گی۔ اللہ نے نرمی کے ساتھ سختی بھی رکھ دی ہے تاکہ مومن امید اور خوف کے مابین رہے۔ میں جب اہل جنت کا ذکر کرتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں اور اہل جہنم کا تذکرہ کہہ کے بھی یہی تصور کرتا ہوں کہ میں ان سے نہیں ہوں اس لیے کہ اللہ نے اہل جنت کا نہایت بہتر صفات کے ساتھ اور اہل جہنم کا بے حد بُرے اعمال کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ جنتیوں کے کچھ گناہ بھی تھے جو اللہ نے مٹا دیے اور جہنمیوں کے پاس نیکیاں بھی تھیں جو ضائع ہو گئیں تو پتہ نہیں میرے گناہ معاف ہوئے یا نہیں۔ اور نیکیاں کہیں ضائع تو نہیں ہو گئیں؟ اس لیے امید اور خوف دونوں چاہئیں۔

حدیث: محمد بن سعد کہتے ہیں صحابہ کی ایک جماعت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئی جب آپ نے حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین بنانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چنانچہ کچھ نے لب کشائی کرتے ہوئے آپ سے کہا "اگر اللہ نے عمر کو جانشین بنانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ کیا جواب دیں گے؟ جبکہ آپ کو عمرؓ کی سخت طبیعت کا علم بھی ہے تو ابو بکرؓ نہ کہنے لگے مجھے بھلاؤ! آپ کو بھلایا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرا ہے ہو؟ وہ شخص ہلاک ہوا جس نے تم لوگوں کی حکومت حاصل کر کے ظلم کی پونجی کمائی۔ میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کروں گا اے اللہ! میں تیری زمین پر آباد ساری مخلوق سے بہتر شخص کو اپنا خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔ میری یہ بات دوسرے لوگوں تک پہنچا دو یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ گئے۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانشینی کا پر واندہ لیں املاکر دیا۔

فضیلت

وفات کے وقت آپ کی عمر

اس بارہ میں اختلاف ہے۔ اور مشہور قول یہ ہے کہ آپ وفات کے وقت ۶۳^{۶۳} ریستہ سال کے تھے گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت سنبھالے ہوئے جب آپ کی عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کو پہنچی تو آپ فوت ہو گئے جبکہ ہجرت کے بیان میں اس کے خلاف ذکر ہو چکا ہے۔ مگر صحیح یہی ہے ^{اسلام}

جبکہ آپ کی ولادت عام الفیل سے تقریباً دو سال دو ماہ بعد ہوئی۔ اسے طائی نے اربعین میں بیان کیا ہے۔ اور آپ کی مدت خلافت دو سال اور پانچ دن کم تین ماہ تھی اور بقول بعض دو سال تین ماہ اور سات دن تھی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ٹھیک دو سال تین ماہ اور بارہ دن اور بقول بعض دس یا بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی اسے ابو عمر نے بیان کیا ہے۔

۱۳۱ چنانچہ وہاں بحوالہ بجمادی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نمبر ۲۱۶ میں مذکور ہوا ہے کہ ہجرت کے وقت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمان لائے لیکن وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کو آپ کی سرداری اور شہرت کی وجہ سے شیخ کہا گیا ہے۔ لہذا دونوں میں تقارض نہیں ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ جتنی مدت آپ نے خلافت کی ہے اتنی مدت ہی آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں چھوٹے ہیں کیونکہ دونوں کی عمر سال ہے

کہ مجھے میری بیوی اسماء بنت عمیسؓ غسل دے گی۔ چنانچہ انہوں نے ہی غسل دیا۔
اسے ابو عمر اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح: صاحب "فضائل ابی بکرؓ" نے بھی اسے روایت کیا مگر ان الفاظ کی زیادتی کے ساتھ کہ اسماء اس دن روزہ سے تھیں مگر یہ زیادتی صحیح نہیں کیونکہ روزہ دن میں ہوتا ہے جبکہ ابو بکر صدیقؓ رات ہی میں فوت ہوئے اور رات ہی رات میں دفن بھی کر دیے گئے۔ یہ بھی مروی ہے کہ آپ دن میں فوت ہوئے اور دن میں عصر کے وقت دفن کر دیے گئے مگر پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کا وصال قریب ہوا تو آپ نے پوچھا آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے کہا پیر وار۔ آپ نے فرمایا اگر میں آج رات فوت ہو جاؤں تو صبح تک دفن میں تاخیر نہ کرنا منگل کو دفن نہ کرنا بلکہ رات ہی میں سپرد خاک کر دینا کیونکہ تمام دن راتوں میں مجھے وہ دن رات محبوب ہے جس کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے یعنی پیر اور اس کی رات۔

اسے احمد نے روایت کیا ہے جبکہ صاحب صفوہ نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے وصیت فرمائی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قبر اور منبر کے درمیان دفن کیا جائے۔
حدیث: اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھے وصیت کی کہ فلاں شخص منافق ہے اس لیے وہ میری قبر میں نہ اترے۔
اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

حمایت سب سے بڑھ چڑھ کر تھی اور آپ صحابہ کے لیے قیام امن میں بے مثال تھے۔ آپ کی صحبت سب سے بہتر مناقب سب سے زیادہ۔ آپ کی سبقتیں سب سے زیادہ اور آپ کا درجہ سب سے بلند تر تھا آپ وسیلہ کے لیے لوگوں کے لیے حد قریب تھے

آپ کی ہدایت، کردار، رحمت اور فضل سب سے زیادہ نبی علیہ السلام سے مشابہ تھا۔ آپ کی قدر و منزلت صحابہ سے زیادہ تھی اور آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں سب صحابہ سے زیادہ معزز اور لائق اعتبار تھے۔ اے ابوبکر! آپ کو اللہ اسلام اور رسول کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے تھے جیسے بدن کے لیے آنکھ اور کان آپ نے نبی علیہ السلام کی اس وقت تصدیق کی جب لوگ انہیں جھٹلا رہے تھے تو اللہ نے آپ کا نام صدیق رکھ دیا اور فرمایا:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ سورہ زمر آیت ۳

ترجمہ: جو سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ اہل تقویٰ ہیں۔

تو سچائی لے کر آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیقؓ اے ابوبکر! آپ نے نبی علیہ السلام سے اس وقت ہمدردی کی جب لوگ بخل کر رہے تھے اور اس وقت مصائب میں نبی کی پشت پناہی کی جب لوگ پیٹھ پیٹے ہوئے تھے۔ آپ کی نبی سے صحبت سب سے اچھی تھی۔ آپ ثانی انبیین۔ یار غار۔ جائے نزول سکینہ۔ اور ہجرت کے ساتھی تھے۔ آپ نے نبی علیہ السلام کی امت اور دین کے لیے آپ کی بہتر جانشینی کا ثبوت دیا جبکہ لوگ مزید ہوتے جا رہے تھے۔ اور یوں کاہ حکومت کو درست رکھا کہ کسی خلیفہ نے نہ رکھا ہو گا۔ آپ نے اس وقت نبی علیہ السلام کی سنت کو راہ عمل بنایا جب لوگ ادھر ادھر کو مائل ہو رہے تھے۔ آپ اس وقت عزم لے کر اٹھے۔ جب آپ کے ساتھی کمزور پڑے تھے آپ ایسے جانشین سمیر تھے جس نے منافقین کو نامرد کفار کو ذلیل و خوار حاسدین کو مجبور اور باغیوں کو مقہور کر دیا مگر وہ آپ کا کچھ

فضیلت

ابو قحافہؓ کو آپ کی رحلت کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے کیا کہا

حدیث: روایت ہے کہ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ وفات ابی بکر صدیقؓ کے وقت مکہ مکرمہ میں بقیہ حیات تھے جب انہیں اس کی اطلاع ملی تو کہنے لگے بخدا یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ اس کے بعد ابو قحافہؓ چھ ماہ اور کچھ دن زندہ رہ کر ماہ محرم کی چودہ تاریخ کو مکہ مکرمہ میں ۱۹ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

فضیلت

آپ کی رحلت پر علی مرتضیٰؓ کا اظہار افسوس اور طویل تعریفی خطبہ

حدیث: اسید بن صفوانؓ جنہوں نے نبی علیہ السلام کی صحبت پائی ہے کہتے ہیں جب ابو بکر صدیقؓ کو کفن دیا گیا تو مدینہ آہ و بکا سے اُسی طرح دھل گیا جیسے نبی علیہ السلام کی وفات پر لڑ زان تھا۔ علی مرتضیٰؓ اظہار افسوس کے لیے آئے تو کہہ رہے تھے۔ آج نبوت کی خلافت ختم ہوئی پھر آپ چلتے ہوئے اس کمرے کے دروازے پر آکر ٹھہر گئے جہاں ابو بکر کفن پہنے ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ابو بکر! اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کا انس و راحت و مضبوطی اور آپ کے مشیر و محرم راز تھے۔ آپ کا اسلام لانا سب سے پہلے ایمان سب سے زیادہ خالص یقین سب سے زیادہ مضبوط۔ خوف خدا سب سے بڑھ کر۔ دین کی امداد سب سے فروں تر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہر کسی سے زیادہ اور اسلام کی

آپ کا مال باعثِ رحمت تھا۔ آپ بدن کی رو سے کمزور احکامِ خداوندی میں قوی تر
اللہ کے ہاں عظیم تر لوگوں کی نظر میں جلیل تر اور ہر دل عزیز آدمی تھے کسی کو آپ پر
اعتراض کی گنجائش اور کسی بدگو کو بات کرنے کا موقع نہیں کسی طمع خور کو آپ سے ناجائز
مقصد حاصل کرنے کی ہمت ہے نہ کسی کو طعن کرنے کی مجال۔ ناتوان و ذلیل آپ کے ہاں
اس وقت تک قوی تر و محترم تھا جب تک آپ اُسے اُس کا حق نہ دلوادیتے تھے اور
جب تک کسی قوی تر سے مظلوم کا حق نہ وصول کر لیں وہ آپ کے ہاں ذلیل تر تھا۔
ہر قریب اور بعید آپ کے سامنے یکساں تھا کیونکہ آپ سب انسانوں سے بڑھ کر
مبع شریعت و حامل خشیت الہی تھے حق و صداقت اور نرم روی آپ کی شان
حکمت اور سختگی آپ کا قول، بردہاری اور احتیاط آپ کا کردار۔ اور علم و عزم آپ کی
رائے تھی۔

آپ نے قلعہ اسلام کو مضبوط تر بنا دیا۔ تو آپ کی برکت سے راہ واضح ہو گئی مشکل
آسان ہو گئی۔ منافقین سرِ ہو گئی ایمان مضبوط ہو گیا اسلام اور مسلمین کی حجت سچت ہو گئی اور
امر خدا ظاہر ہو گیا اگرچہ کافروں کو یہ بات بہت ہی بری لگی۔ آپ سب اہل اسلام سے یوں
بڑی دور کی سبقت لے گئے کہ وہ پیچھے تھک ہار کر بیٹھ گئے نیکی میں آپ نے فاضل کامیابی
حاصل کر لی بارگاہِ خدا میں اپنا مقام اونچا کر لیا آپ کی عطا
آسمانوں میں مشہور اور آپ کی مصیبت (وفات) لوگوں کے لیے مشعلِ راہ ہے فاناللہ
وانالیہ راجعون، ہم اللہ کی رضا پر راضی اور اسی پر اپنا سب کچھ چھوڑتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد آپ کی وفات مسلمانوں کے لیے سب سے
بڑا صدمہ ہے آپ دین کے لیے عزت، پناہ، حفاظت، قلعہ اور مثل بادل۔ اور
منافقین کے لیے قہر اور عذاب تھے۔ اللہ نے آپ کو اپنے نبی کے ساتھ ملا دیا اور
آپ کے اجر سے محروم نہ رکھا اور نہ آپ کے بعد ہمیں گمراہ کیا فاناللہ وانالیہ راجعون
(حاشیہ صفحہ ۵۳۱)

بھی بگاڑنے سکے۔ آپ نے اس وقت معاملہ اسلام درست کر دیا جب لوگ بزدل ہو گئے تھے آپ ڈٹے رہے جب کہ لوگ لرز گئے تھے اور آپ نور خدا کی روشنی میں چلتے رہے جب لوگ (ایک ہی جگہ) صامت کھڑے ہو گئے تھے۔ اب وہ آپ کو چلتا دیکھ کر آپ کے پیچھے چلے تو ہدایت پا گئے۔ آپ کی آواز سب سے پست تھی مگر اس کی قدر و قیمت سب سے زیادہ۔ آپ کی کلام سب سے مثالی۔ گفتگو سب سے معیاری آپ کی خاموشی سب سے زیادہ۔ بات سب سے پختہ۔ دل سب سے مضبوط۔ طنائی سب سے بڑھ کر اور کردار سب سے اونچا تھا۔ آپ اس وقت دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے بھاگ رہے تھے اور بھاگ کر واپس آ رہے تھے۔ آپ اس وقت مومنوں کے شفیع باپ ثابت ہوئے جب وہ آپ کی عیال رعایا بن گئے تھے۔ اس وقت آپ نے ان کے بھاری بوجھ (ذمہ داریاں) اٹھالیے جو وہ اٹھانہ سکے تھے اور وہ چیزیں محفوظ کر لیں جو انہوں نے منع کر دی تھیں اور وہ کچھ انہیں بتلادیا جو وہ بھلا چکے تھے۔ آپ نے اس وقت کمر باندھ لی جب لوگوں کا حوصلہ پست ہو چکا تھا۔ اور آپ نے اس وقت صبر کیا جب لوگوں نے واویلا شروع کر دیا تھا۔ تو آپ نے ان کے بڑے مقاصد پورے کر دکھائے انہیں آپ کی رائے میں ایسی ہدایت مل گئی۔ اور آپ کی برکت سے وہ کچھ پالیا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ آپ کافروں کے لیے شعلہ بار عذاب اور مومنوں کے لیے رحمت و انس اور محفوظ قلعہ تھے۔

تو قسم بخدا آپ ملت اسلامیہ کی خوشحالی کے نقیب۔ اس کے تمام فضائل کا مجموعہ۔ اس پر کی گئی خدائی نوازشات کا منبع۔ اور اس کی تمام محامد کا مخزن تھے۔ آپ کی محبت کبھی کمزور نہ ہوئی۔ بصیرت کبھی نہ بہکی اور دل کبھی حوصلہ نہ ہارا۔ آپ (عزم کا) ایک پہاڑ تھے جسے بجلیوں کی کڑک اور ہواؤں کا دباؤ کبھی کچھ نقصان نہیں دے سکتا۔ نبی علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق آپ کی صحبت (نبی، صحابہ کے لیے باعث امن اور

والد کی قبر پر آئیں تو کہا۔ اللہ آپ کو ہمیشہ سرخ رو رکھے اور آپ کی نیک کوششیں قبول فرمائے۔ آپ نے دنیا سے اعراض کر کے اسے ذلیل اور آخرت کی طرف رجوع کر کے اسے عزیز بنا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی کمی ایک بڑا صدمہ اور آپ کا دنیا سے جانا ایک عظیم حادثہ ہے۔ آپ کی جگہ ہدایت کے لیے قرآن موجود، یہی ہمارے لیے صبر کی بڑی وجہ ہے۔ اس لیے میں اللہ سے آپ کی وراثت کے صدمہ کا اجر، صبر سے حاصل کروں گی اور آپ کے لیے دعاء مغفرت کروں گی فاناللہ وانا الیہ راجعون وعیدک السلام ورحمۃ ربک کاتر۔ آپ کی جدائی ہمارے لیے باعث مسرت نہیں مگر اس پر ہمیں تقدیر سے گلہ بھی نہیں اسے ابن مشنی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

فصل پانزدہم

ابوبکر صدیق کی اولاد کا تذکرہ

اولاد کا تذکرہ اگرچہ مناقب کے لوازمات سے نہیں ہوتا۔ تاہم جب کسی کا نسب بیان کیا جائے تو اولاد کی طرف ذہن مائل ہو ہی جاتا ہے جبکہ فصل اول میں اس امر پر تنبیہ گزر چکی ہے کہ اولاد کا تذکرہ بھی فضیلت سے خالی نہیں کیونکہ اولاد کا شرف والدین کی سرفرازی کا باعث اور والدین کی عظمت باعث افتخار اولاد ہوتی ہے۔ اور عرب تو ہمیشہ سے اپنے آباء پر فخر کرتے آئے ہیں۔

ابوبکر صدیق کی چھ عدا اولاد تھی تین بیٹے تین بیٹیاں بیٹے یہ ہیں۔

یہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ان کی والدہ ام قتیلہ ہے بعض نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عامر بن لوی سے تھیں۔ عبد اللہ بن مکہ حنین اور طائف

راوی کہتا ہے (ابوبکر صدیق کی شان میں حضرت علی کا مذکورہ طویل خطبہ) لوگ
خاموشی سے سنتے رہے جب آپ خاموش ہوئے تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور ہچکچاہٹ
بندھ گئیں لوگ کہہ رہے تھے اے داماد رسول! آپ نے سچ کہا ہے۔
اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے جبکہ امام ابوبکر محمد بن عبد الجبار
نے ابتداء سے آیت والذی جاء بالصدق تک یہ خطبہ روایت کیا ہے۔

فضیلت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی قبر پر آئیں تو یوں تعریف کی

حدیث قائم بن محمد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنے

صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی رحلت کو علی مرتضیٰ ایک عظیم حادثہ نہیں قرار دیتے بلکہ
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات کے بارہ میں بھی ان کا یہی خیال ہے چنانچہ:

ابن میثم شرح نہج البلاغہ جلد ۳۶ پر حضرت رضی اللہ عنہ کا ایک خط بنام امیر معاویہ یوں منقول ہے۔

كان افضلهم في الاسلام كما زعمت والصحهم لله ورسوله الخليفة الصديق
وخليفة الخلية الفاروق ولعمري ان مكانهما في الاسلام عظيم وان المصاب بهما
لجرح في الاسلام شديدا، رحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا۔

ترجمہ:۔ جیسا کہ تم نے کہا واقعی اسلام میں سب سے افضل اور خدا و نبی کے سب سے بڑے خیر خواہ پہلے خلیفہ صدیق
اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق تھے، مجھے اپنی حیات کی قسم اسلام میں ان دونوں کا مقام بہت
عظیم ہے اور ان کی رحلت اسلام کے لیے عظیم صدمہ تھی اللہ ان پر رحمت کرے اور انہیں
بہتر اعمال کی بہتر جزا عطا فرمائے۔

پاتی ہیں۔ جس کا بیان ابھی آ رہا ہے۔

ان کی کنیت ابو القاسم ہے۔ قریش کے بڑے پارہ سالوگوں میں شمار
 محمد بن ابی بکرؓ ہے ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کی طرف

ہجرت کا شرف پایا۔ اس وقت وہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی بیوی تھیں جنگ موتہ میں
 علاقہ شام کے اندر جعفرؓ کی شہادت ہو گئی تو اسماءؓ سے ابو بکر صدیقؓ نے نکاح کر لیا۔
 تب یہ محمد پیدا ہوئے۔ جبکہ ان کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا سفر کرتے
 ہوئے ۲۵ ذوالقعدہ کو ذوالحلیفہ میں پہنچی تھیں (تو محمدؐ کی ولادت ہو گئی) ابو بکر صدیقؓ بھی
 ساتھ تھے۔ نبی علیہ السلام نے اسماءؓ سے فرمایا۔ غسل کر لو پیدل چلو ہا ورج والے
 ارکان ادا کرتی رہو۔ البتہ کعبہ کا طواف نہ کرنا (کیونکہ خون ولادت والی عورت مسجد
 میں داخل نہیں ہو سکتی) اس طرح یہ (دخوش نصیب عورت) روز حشر تک جاری رہنے
 والے ایک شرعی مسئلہ کے پیدا ہونے کا سبب بن گئیں۔ یہی وہ اسماءؓ ہیں جن کی پاکدامنی
 کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی جیسا کہ اس کا ذکر قبل ازیں فضائل ابی بکر صدیقؓ
 میں گذر چکا ہے۔ جب ابو بکر صدیقؓ فوت ہوئے تو ان سے حضرت علی مرتضیٰؓ نے
 نکاح کر لیا۔ اس طرح محمدؐ کی پرورش حضرت علیؓ کی گود میں ہوئی ہے۔ جنگ جمل
 اور صفین میں یہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں گورنر
 مصر بنایا تھا مگر وہاں کا چارج سنبھالنے سے قبل عثمان غنیؓ کا وصال ہو گیا جیسا کہ
 اس کا تذکرہ حضرت عثمان غنیؓ کے باب میں آئے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 نے بھی صفین سے لوٹ کر انہیں عامل مصر بنایا تھا۔ جس پر عمرو بن العاصؓ اور محمدؓ کے
 مابین جنگ ہوئی۔ محمدؓ نے راہ فرار اختیار کی اور قتل ہو گئے۔ اکثر مؤرخین کا کہنا ہے کہ انہیں
 گدھے کی کھال میں ڈال کر زندہ جلوادیا گیا۔ بعض کہتے ہیں قتل کر کے جلوادیا گیا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا | یہ عبدالرحمن کی ہال اور باپ
 شریک ہیں۔ ان سے نبی صلی اللہ

کی فتوحات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں پھر آپ طائف بخاریاٹش پذیر ہوئے پھر اپنے والد کے دور خلافت میں وہاں فوت ہوئے۔ ترکہ میں صرف سات دینا چھوڑے ابوبکر صدیق نے انہیں بہت زیادہ مال محسوس کیا (بیٹے کی محبت کی وجہ سے) عبد اللہؓ نے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

عبدالرحمانؓ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایمان لائے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ کاتب وحی مقرر ہوئے یہ بڑے بہادر تھے۔ دور جاہلیت اور اسلام میں ان کے بڑے مشہور کارنامے اور خصوصاً فتوحات شام میں ان کی بڑی آزمائشیں مذکور ہیں۔ بدر میں کفار کے ساتھ مل کر لڑے۔ پھر اللہ نے ان پر (اسلام کا) وہ احسان کیا جو انکی والدہ ام رومان بنت حارث از قبیلہ فزاش بن غنم بن کنانہ پر کیا تھا۔ وہ اسلام بھی لائی تھیں اور ہجرت بھی کی تھی۔ عبدالرحمان کی وفات ناگہانی ۳۵ھ میں مکہ کے ایک پہاڑ کے قریب واقع ہوئی ان کی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ انہیں حرم کعبہ میں لائیں وہیں دفن کیا اور آگے بڑھ گئیں۔ عبدالرحمان جنگ جمل میں سیدہ کے ساتھ تھے۔ ان کی اولاد بھی ہے۔

خصائص ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فصل میں گزر چکا ہے کہ ابوبکر صدیق کے گھرانہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتیں متواتر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یافتہ ہیں اس طرح کہ عبدالرحمانؓ کے بیٹے محمد بن عبدالرحمانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے تو چار پشتیں یہ ہیں ابوقحافہ ابوبکر صدیق عبدالرحمان اور محمد بن عبدالرحمن۔ اسی طرح اسماء بنت صدیقؓ کی طرف سے بھی ابوبکر صدیق کی چار پشتیں صحابی قرار

سے چنانچہ عراق کا مشہور شہر بصرہ آپ ہی کے ہاتھوں زیر سایہ اسلام آیا حتیٰ کہ شیعہ کتب تاریخ نے بھی صدیق اکبر کے اس قابل غریبی کی فتوحات کو اپنے اوراق میں نمایاں جگہ دی ہے چنانچہ دیکھیے تاریخ التواریخ حالات خلفاء جلد اول ص ۳۴۰ تا ۳۴۵۔

ام کلثوم رضی

یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ یہی وہ
ام کلثوم ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ میں تھیں کہ ابوبکر صدیق کا وصال
ہو گیا اور بوقت وصال آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس پیٹ والی بچی کو وراثت
دی جائے۔ ان کی والدہ حبیبہ بنت خاریج بن زید ہیں۔ ابوبکر صدیق، خاریجہ کے پاس
آتے جاتے رہتے تھے وہیں اس کی بیٹی سے نکاح ہو گیا اور یوں صدیق اکبر کی وفات
کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ جب نوجوان ہوئیں تو عمر بن الخطاب نے ام المؤمنین
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ میں ان سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ام کلثوم
نے یہ نکاح پسند نہ کیا اور سیدہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے معذرت کر لی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے بھی یہ خیال ترک کر دیا۔ اس کے بعد طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ نے ام کلثوم سے

اس جگہ شیوخ فرقہ جہالت یا ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جن ام کلثوم
سے حضرت عمر بن الخطاب کا نکاح ہوا وہ یہی ام کلثوم دختر صدیق اکبرؓ اور یہ کہ حضرت علی کی صاحبزادی
ام کلثوم سے آپ کا نکاح ہو گیا نہیں ہوا۔

یاد رہے یہ امر اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضرت علی نے حسین کریمین کی مگی بن ام کلثوم کو حضرت عمر
فاروق کے ساتھ بیاہا تھا، والد گرامی حدفقہ کی کتاب تحفہ جعفریہ جلد دوم مناقب، طبع فاروقی
میں کتب تیمیہ سے اس امر کا پر زور اثبات کیا جا چکا ہے یہاں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں ام
کلثوم بنت ابوبکر صدیق کے متعلق حضرت عمرؓ نے رشتہ کی عداوت کا رد کی تھی مگر یہ
نکاح نہیں ہو سکا تھا اس امر کی تفصیل طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۶۲ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور یہ بات ابو بکر صدیق کے لیے عظیم شرف کا سبب بن گئی
 آپ امہات المومنین میں سے ہیں۔ آپ کی قدر و منزلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ہاں تمام ازواج سے فائق مشہور ہے یہاں تک کہ نبی علیہ السلام سے جب پوچھا
 گیا کہ سب لوگوں سے زیادہ آپ کا محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ
 عنہا کی گویا مردوں میں سے؟ فرمایا اس کا باپ گویا آپ تمام انسانوں میں سے محبوب
 رسول کی بیٹی بھی ہیں اور محبوبہ رسول بھی۔ آپ کی شادی کا تذکرہ آپ کے بیان منقب
 میں آئے گا انشاء اللہ

اسماء بنت ابی بکر

آپ عبد اللہ کی سگی بہن ہیں اور ابو بکر صدیق کی سب سے
 بڑی بیٹی۔ ان کا لقب ذات النطاقین اور فضل ہجرت

ابی بکر میں اس نام کی وجہ تسمیہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے
 مکہ مکرمہ میں نکاح کیا جس سے متعدد اولاد ہوئی۔ پھر آپ نے انہیں طلاق دے دی
 اور اسماء اپنے بیٹے عبد اللہ کے ساتھ رہیں۔ تا آنکہ وہ قتل کر دیے گئے آپ اس کے
 بعد بھی زندہ رہیں (آج قبرستان مکہ میں ماں بیٹا دونوں کی اکٹھی قبور میں) آپ دراز
 عمر لوگوں میں سے تھیں یعنی سو سال عمر پائی بینائی جاتی رہی اور مکہ مکرمہ میں وصال ہوا۔
 فضل خصائص میں گزر چکا ہے کہ آپ کے بیٹے عبد اللہ بن زبیر نے نبی علیہ السلام کی زیارت
 اور صحبت حاصل کی ہے۔ اس طرح ابو بکر صدیق کی چار پشتیں مصابیت کا درجہ حاصل
 کر لیتی ہیں۔ اور یہ شرف کسی اور گھرانے کو حاصل نہیں ہو سکا۔

باب دوم

فضائل

سیدنا حضرت

عماد شریک

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نکاح کیا۔

درج بالا مضمون ہم نے معارف ابن قتیبہ۔ ابوالفرج ابن جوزی کے
کتاب الصلوٰۃ ابن البرکی استیعاب اور وفصائل ابی بکر سے لیا ہے



فصل اول

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب مبارک۔
اصلہ اور فرع میں

آغاز جلد اول میں عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کا شجرہ نسب بیان ہو چکا ہے اس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آباء کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ آپ کا نسب کعب بن لؤی بن جوہی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں دادا ہے مہبط رسالت سے جا ملتا ہے آپ کی والدہ خنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر خزوم ہے۔ یہ کہتے ہیں خنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ مگر یہ غلط ہے اس طرح تو عمر فاروق کی والدہ ابو جہل بن ہشام کی سگی بہن بن گئیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ آپ ابو جہل کی چچا زاد بہن ہیں۔ ہاشم اور ہشام سگے بھائی ہیں۔ ابو جہل اور حرث ہشام کی اولاد ہیں۔ جبکہ ہاشم خنتمہ کا باپ

اے یاد رہے کہ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا نسب چند پشتوں کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک میں مدغم ہو جائے اور حضرت عمر فاروق کی اس فضیلت کا انکار کسی بھی انسان کے بس میں نہیں چنانچہ شیعوں کے بہت بڑے علامہ سید علی نقی المعروف فیض الاسلام نے شرح تہج البلاغہ ص ۵۲۸ میں لکھتے ہیں۔ امامزادہ پسر خطاب بن نفیل بن عبد العزیز بن رباح بن عبد اللہ بن قریظ بن رواج بن عدی بن کعب بودہ و کعب جد ہفتم رسول خدا است۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب بن نفیل بن کعب کے بیٹے ہیں اور کعب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں دادا ہے۔

الحمد لله

والصلاة والسلام

على سيدنا محمد

وآله الطيبين

الطاهرين

فصل دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم اور کنیت

دور جاہلیت اور اسلام دونوں میں آپ کا نام عمر ہی رہا ہے۔ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابو حفص رکھی۔ جبکہ ابن اسحاق کے بقول نبی علیہ السلام نے آپ کا لقب فاروق رکھا۔

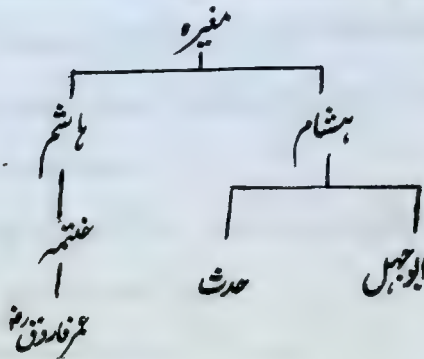
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت امیر حمزہؓ مجھ سے تین روز قبل اسلام لائے۔ جب میری ہمشیرہ نے مجھے قرآن سنایا اور دکھلایا تو اللہ نے میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور میں پکار اٹھا۔
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كَذَ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنَى.

حدیث: اس وقت ساری روئے زمین پر نبی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی شخصیت میرے لیے محبوب تر نہ تھی۔ میں نے پوچھا نبی علیہ السلام کہاں ہیں! میری ہمشیرہ نے کہا۔ دار ارقم بن ابی ارقم میں ہیں۔ صفا پہاڑی کے نزدیک میں دار ارقم پہنچا۔ امیر حمزہؓ اور دیگر صحابہ دار کے اندر (حویلی میں) اور نبی علیہ السلام آگے آگے اکرے میں بیٹھے تھے۔ میں نے دروازہ پر دستک دی تو سب صحابہ اٹھ بیٹھے۔ حمزہؓ بولے کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگے عمر آگیا ہے۔ عمر کہتے ہیں یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ میرا گریبان پٹڑا اور زور سے تھنجوڑ کر فرمایا۔ عمر!

اور عمر فاروق کا ناتا ہے اے

حضرت عمر فاروق کی تیسرہ عدد اولاد تھی جو سب کے سب اہل اسلام تھے ان کا مفصل تذکرہ اس جلد کے اختتام پر آئے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اے مجھے درج ذیل نقشہ با آسانی بیان کر سکتا ہے۔



یہودی نے کہا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں۔ منافق بولا۔
 کعب بن اشرف (سردار یہود) کے پاس جانا چاہیے۔ یہودی نے یہ بات نہ
 مانی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا آیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر
 دیا۔ جب دونوں باہر آئے تو منافق کہنے لگا۔ عمر بن الخطاب کے پاس چلتے ہیں
 تو دونوں دہل گئے۔ آپ نے قصہ سنار کیوں ہمارا بھگوا ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ السلام
 کے فیصلہ کے بعد اس شخص نے آپ کے پاس پہنچنے کا تقاضا کیا، آپ نے فرمایا
 ذرا ہمیں ٹھہرو! میں ابھی آتا ہوں۔ آپ اندر گئے تو انبیاء سے باہر نکالے ہوئے
 واپس آئے اور جہنم زدوں میں منافق کا سراٹا کے رکھ دیا اور فرمایا۔
 وَقَالَ هَكَذَا أَقْضَى بَيْنَ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ اے معاویہ جیسا آپ نے گمان کیا ہے دقیقاً اسلام میں سب سے افضل اور اللہ
 اور اس کے رسول کے دین کے سب سے خیر خواہ خلیفہ رسول حضرت صدیق
 اور خلیفہ کے خلیفہ حضرت فاروق تھے۔

جب خود حضرت علی کم اللہ وجہہ کی زبان فیض ترجمان حضرت عمر کو فاروق کہہ رہی ہے
 تو کسی اور کو آپ کے فاروق ہونے پر کیا اعتراض ہے۔

اسی طرح رجال کشی مد ۳ پر ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت
 تین آدمیوں کی مشاق سہی ہے اتنے میں ابو بکر آگئے لوگوں نے کہا آپ حضور سے ان تین
 آدمیوں کے بارے میں پوچھیں کیونکہ آپ صدیق اور ثانی تین ہیں انہوں نے معذرت
 کر دی پھر عمر فاروق آئے لوگوں کے کہا آپ حضور سے سوال کریں کہ وہ تین افراد
 کون ہیں کیونکہ آپ فاروق ہیں اور آپ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے معلوم ہوا آپ کو دور نبوی
 میں فاروق کہا جاتا تھا۔

تم باز نہیں آؤ گے تو میں پکار اٹھا۔

اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان

محمدًا عبده ورسوله

کہتے ہیں یہ سن کر دار ارقم سے صحابہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ جو کعبۃ اللہ میں سنا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حیات اور موت دونوں صورتوں میں ہم حق پر نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ واقعی تم لوگ حق پر ہو زندگی میں بھی اور بعد الموت بھی۔ میں نے کہا پھر یہ پھپھپ کر رہنا کیوں؟ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہم ضرور باہر نکلیں گے۔ چنانچہ ہم نبی علیہ السلام کو باہر سے آئے۔ ہماری دویشیں تھیں۔ اگلی میں حمزہؓ اور پھل میں میں تھا۔ میرے اوپر آئے جیسا غبار تھا۔ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے قریش نے ایک نظر اٹھے اور دوسری نظر امیر حمزہؓ کو دیکھا تو انہیں وہ خوف طاری ہوا جو قبل ازیں انہیں کبھی نہ آیا تھا اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھ دیا۔ اللہ نے میرے سبب حق و باطل کا امتیاز کر دکھایا۔

اسے صاحب صفوہ اور رازی نے بیان کیا ہے۔

حدیث

شعبی سے روایت ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے مابین جھگڑا ہو گیا

۱۔ حضرت عمر خطاب کو لفظ فاروق سے کتب شیعہ میں ایک جگہ حضرت علیؓ نے بھی یاد

کیا ہے جیسا کہ پیچھے حدیث ۱۱۳ کے حاشیہ میں ہم ابن میثم شرح بیح البلاغہ جلد ۲ ص ۳۶۱ کے حوالہ سے حضرت علیؓ کا حضرت امیر معاویہ کے نام خط کا یہ اقتباس پیش کر چکے ہیں کہ

کان افضلہم فی الاسلام کما نرعمت وانصحہم للہ ورسولہ

الخیلفۃ الصدیق وخیلفۃ الخلیفۃ الفاروق۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روز قیامت میں اپنا اور ابو بکر صدیق کا مقام بیان کیا پھر فرمایا۔ قیامت کو ندا آئے گی۔ ”عمر فاروق“ کہاں ہے؟ چنانچہ انہیں حاضر کیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا۔ مبارک ہو تمہیں اے ابو حفص! یہ ہے تمہارا اعمال نامہ چاہتے ہو تو اسے پڑھ لو نہیں تو رہنے دو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔
اسے صاحب ”فضائل عمر“ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

روایت ہے کہ آسمانوں میں آپ کا نام ”فاروق“، انجیل میں ”کافی“، تورات میں ”منطق الحق“ اور جنت میں سرانج ہے۔
یہ حدیث آئندہ آرہی ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فاروقؓ کو ہے سے بنے تھے۔ (دین کے بارہ میں فولاد سے زیادہ مضبوط تھے)۔ تم لوگوں نے تو صرف آپ کا نام ہی پایا ہے (اگر دار نہیں) اسے ضحاک نے روایت کیا ہے۔

جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہ ہو اس کا فیصلہ میں یوں
کیا کرتا ہوں)

جبریل نازل ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! عمرؓ نے حق و باطل میں فرق کر دکھایا
ہے۔ لہذا یہ فاروق ہے۔
اسے واحدی اور ابوالفرح نے بیان کیا ہے۔

حدیث

نزال بن سیرہ کہتے ہیں ایک روز ہم نے سلی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بڑے
خوشگوار موڈ میں دیکھا تو عرض کیا امیر المؤمنین! عمر بن خطاب کی کچھ باتیں سنائیے!
آپ نے فرمایا یہ وہ شخص ہیں جنہیں اللہ نے فاروق لقب دیا۔ کیونکہ انہوں نے
حق کو باطل سے جدا کر دکھایا۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
میں مسجد میں بیٹھا جبریل امین سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک عمرؓ آ گئے۔ جبریل نے
کہا یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کے قوی ابھائی عمر نہیں؟ میں نے کہا ہاں۔
اور کیا زمین کی طرح آسمانوں میں بھی انکا کوئی نام ہے؟ جبریل بوسے۔

ات اسمہ فی السماء اشہر من اسمہ فی الارض اسمہ فی السماء
فاروقؓ وفی الارض عمرؓ۔

ہاں زمین میں ان کا نام عمرؓ اور آسمان میں فاروقؓ ہے۔ جو زمین
والے نام سے کہیں زیادہ مشہور ہے۔

کیے ہیں۔ آپ کا قد اونچا جسم بھاری کپٹیاں اور سر کا اگلا حصہ باتوں سے عاری آنکھوں میں بے پناہ سرنخی اور گالوں میں پتلا پن تھا۔ جب کہ ابرو گہرے اور گھنے اور مونچھیں دراز تھیں۔ جن کی اطراف میں کچھ بورا پن تھا۔ پہلی روایت زیادہ مضبوط ہے۔

حدیث ۷۰

سہاک بن حرب سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جسم چوڑا چکلا تھا اور آپ قدم ساتھ ساتھ رکھ کر چلا کرتے گویا سوار ہیں لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلتے اور آپ مہندی اور کتم لگایا کرتے تھے۔ اسے حافظ سلفی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۷۱

قاضی ابوبکر بن ضحاک ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروق اپنے سفید بالوں کی رنگت تبدیل نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین! ابوبکر صدیقؓ تو اپنے بال رنگ لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو گیا۔ اس کے لیے یہ بات روز قیامت نوز کا باعث ہوگی۔ اس لیے میں نے بال سفید ہی رہنے دیئے ہیں۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ کی خادمہ آپ کے پاس بال رنگنے کو (مہندی وغیرہ) لائی آپ نے فرمایا۔ میں اپنا نور بھانا نہیں چاہتا۔ پہلے والی روایت زیادہ بختر ہے۔

تشریح :

پیچھے گزر چکا ہے کہ آپ اَعْسَرَ یَسْرًا تھے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ

فصل سوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسمانی
خود و خال

ابن قتیبہ کہتے ہیں کوئی لوگوں کی روایت کے مطابق آپ کا رنگ گہرا
گندم گوں تھا۔ اہل حجاز کی روایت کے مطابق آپ کی رنگت بہت سفید
تھی جیسے چونا ہوتا ہے۔ آپ کا قد لمبا کنپٹیوں اور ماتھے کے اوپر سے بال
اڑے ہوئے۔ آنکھیں لال سرخ اور رخسار پتیلے تھے۔

یہ صاحب صفوہ (ابن جوزی) کی روایت ہے۔

جب کہ ابو عمر ابن عبد البر کے مطابق آپ کی داڑھی گھنی تھی۔ اور آپ
دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والے تھے۔ اسے اور رنگت روایت اہل کوفہ کے
مطابق تھی۔ ابو عمر نے کہا کہ ذر بن جیش وغیرہ نے بھی آپ کے یہی خود و خال بیان

۱۔ اور یہ چیز زبردست جسمانی قوت پر دلالت کرتی ہے عموماً لوگ صرف دایں یا
بائیں ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔

فصل حیار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے
کا واقعہ

حدیث

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ آپ اس وقت اسلام لائے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ میں اسلام لانے سے قبل ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لیے نکلا۔ آپ مجھ سے پہلے مسجد حرام میں پہنچ کر نماز ہونے لگی تھی۔ میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت شروع کی میں قرآن کریم کا کلام سن کر دنگ رہ گیا۔ اور میں نے سوچا قریش کبھی کہتے ہیں۔ یہ واقعی شاعر ہے۔ ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ نے سورۃ الحاقہ کی یہ آیت پڑھ دی۔ اِنَّكَ لَقَوْلٌ رَّسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔

(سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۴)

اپنے دست و بازو پر بڑا اعتماد رکھتے تھے۔ کیونکہ آپ رؤوسا و قریش میں سے تھے۔ دور جاہلیت میں قریش کی طرف سے شہنشاہی درباروں میں جا کر آپ ہی سفارت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور جب قریش کا کسی دوسری قوم سے تنازع کھڑا ہوتا تو آپ ہی اپنی قوم کی نمائندگی کرتے۔ یوں ہی دوسری اقوام پر مغافرہ کے لیے بھی آپ ہی پیش پیش ہوتے تھے۔ خلفاء اربعہ کے مناقب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی آپ کے حق میں تعریف و توصیف گزر چکی ہے۔ اور اُسندہ فضائل کی فصل میں آپ کے مزید فضائل آ رہے ہیں۔

دین چھوڑ گئے ہیں۔ تو عمر ادھر کو چل پڑے۔ جب کہ اس وقت انکی بہن کے گھر میں حضرت خبابؓ بیٹھے تھے۔ جب خبابؓ کو عمر کی اطلاع ہوئی تو وہ چھپ گئے عمر اندر آئے کہا یہ کیا بھننا ہٹ تھی اس سے قبل؟ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ جب کہ وہ سورہ طہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ بہن بہنوئی دونوں نے کہا ہماری ایک بات تھی جو ہم کر رہے تھے۔ عمر نے کہا کیا تم نے دین چھوڑ دیا ہے اپنا؟ بہنوئی بولا کیا سچی تمہارے عقیدہ کے برخلاف نہیں ہے؟ یہ سنتے ہی عمر اپنے بہنوئی پر پل پڑے اور انہیں خوب زد و کوب کیا۔ بہن غضب ناک ہو کر بولی۔ اے عمر! سچی وہ نہیں جو تمہارا عقیدہ ہے۔ اور میرا اعلان یہ ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھدان سیدنا محمدًا عبیدہ
ورسولہ

جب عمر پر حق واضح ہونے لگا تو انہوں نے کہا۔ جو کتاب تم پڑھ رہے تھے۔ میرے پاس لاؤ۔ میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ عمر تبیم یافتہ انسان تھے۔ بہن نے کہا تم پلید ہو اس کتاب کو پاک لوگ ہی پھوسکتے ہیں۔ اٹھو غسل کرو۔ یا وضو کرو۔ عمر نے اٹھ کر وضو کیا پھر کتاب پکڑی اور پڑھا۔ طہ لما
انزلنا۔۔۔۔۔ اقوا الصلوٰۃ لذكری الخ۔

عمر نے کہا۔ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو خبابؓ نے (جو پچھے بیٹھے تھے) جب یہ سنا تو باہر نکل آئے اور بڑے عمر! انہیں بشارت ہو مجھے امید ہے کہ تم ہی دعائے رسول خدا کا ثمر ہو۔ کیونکہ آپ جمعرات کی رات یہی دعا کرتے رہے ہیں۔ اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب
او بعمر بن الہشام۔

ترجمہ: بے شک یہ عزت و اے رسول کا قول ہے جو شاعر نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔

میں نے سوچا یہ شاعر نہیں نجومی لگتا ہے (کیونکہ ادھر میرے دل میں آیا یہ شاعر ہے ادھر اس نے یہ آیت پڑھ دی ہے ”کہ شاعر نہیں رسول ہے۔“ اس نے میرے دل کی بات جان لی ہے میرے دل میں ابھی یہ باتیں آرہی تھیں کہ آپ نے اگلی آیت پڑھ دی۔

وَلَا يَقُولِي كَاهِنٌ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ

(سورہ الحاقہ آیت ۷۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ: اور نہ ہی یہ نجومی کا قول ہے۔ تم بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔ یہ اتاری ہوئی (کتاب) ہے۔ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے۔

یہ سن کر میرے دل میں اسلام گھر کر گیا۔

اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ متواتر بخت باہر نکلے بنی زہرہ کا ایک شخص آگے سے ملا! اس نے پوچھا عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ عمر نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے تمہیں کیسے امن حاصل ہو گا پھر جب تم اسے قتل کر چکے ہو گے؟ عمر نے کہا لگتا ہے تم بھی بد دین (مسلمان) ہو گئے ہو اور جس دین پر تم تھے اسے چھوڑ گئے ہو۔ اس نے کہا اے عمر! کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب بات نہ بتاؤں؟ تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی بھی تمہارا

حدیث

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے اور وہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہما کے
 دوا۔) سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) عمرؓ نے کہا کیا تم لوگ پسند کرو گے۔
 کہ میں تمہیں اپنے اسلام لانے کا واقعہ بتلاؤں؟ ہم نے کہا ہاں۔ تو آپ نے
 بتلایا۔ کہ میں نبی علیہ السلام کے سخت ترین مخالفین میں سے تھا۔ چنانچہ ایک دن
 شدت کا گرمی تھی دوپہر کا وقت تھا۔ مکہ کے بازار میں مجھے ایک شخص ملا اور
 پوچھنے لگا تم اس وقت کدھر جا رہے ہو؟ میں نے کہا اس شخص کی طرف جا

یاں کارپوں رفت بیروں عمر
 کہ ہشیرہ ات نیز باجخت خویش
 باشت اباحض ازین گفتگو،
 بگفتا بہ یزید کنوں خون او
 سوئے خانہ خواہر خویش رفت
 چہ بعد بنزدیک درویش رفت
 ترجمہ: ایک روز ابو جہل نے اپنے بد بخت ساتھیوں سے کہا کیا تم میں سے کوئی
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراٹا کر کر لاسکتا ہے میں اسے دو کوہاں سیاہ
 آنکھوں اور سرخ بالوں والے تہرا اونٹ اپنی طرف سے انعام دوں
 گا عمرؓ نے جب یہ بات سنی تو اس کے وجود پر طبع کا پسینہ نمودار ہو گیا
 اس نے ابو جہل سے کہا اگر تو قسم اٹھائے کہ اپنی بات پر قائم رہے گا تو میں آج
 ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تیرے سامنے لارکھوں گا جب اس نے
 ابو جہل سے یہ قسم لے لی تو اسی وقت قدرت نے ان کا قدم راہ
 دین پر ڈال دیا تھا یعنی ان کے اسی ارادہ قتل کو قدرت نے ذریعہ ہدایت
 بنادیا تھا۔

جب عمرؓ اس کام کی تکمیل کے لیے نکلے تو راہ میں کسی نے انہیں بتلایا کہ تمہاری

اے اللہ! اسلام کو عزت دیدے۔ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ساتھ۔

راوی کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں صفا پہاڑی کے دامن میں دار ارقم کے اندر جلوہ فرماہوتے تھے۔ عمروں آئے، دروازہ پر امیر حمزہؓ حضرت طلحہؓ اور دیگر صحابہ تھے۔ امیر حمزہ نے دیکھا کہ لوگ کچھ گھبرائے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ عمر آرہا ہے۔ اگر اللہ نے اس کی سلامتی چاہی تو بیچ جائے گا۔ ورنہ اس کا قتل کوئی بڑی بات نہیں۔ نبی علیہ السلام آگے گھرے میں بیٹھے تھے اور وحی کی حالت طاری تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے۔ عمر کا گریبان اور نگواری ہماٹل پڑ کر کہا۔ اے عمر! کیا تم اس وقت باز آؤ گے۔ جب ولید بن مغیرہ کی طرح اللہ نے تمہاری ذلت میں آیت نازل کر دی؟ اللہ نے عمر کو راہ اسلام نصیب فرما۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔ تو عمر بول اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ عمر اسلام لے آئے اور ساتھ ہی کہا یا رسول اللہ! اب باہر نکلتا چاہیے۔ اسے ابن جوزی نے صفحہ میں روایت کیا ہے۔

۱۔ شیعوں کی معتبر منظوم فارسی تاریخ اسلام محلہ حیدری ص ۱۳ میں حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے کا واقعہ پوری تفصیل سے مذکور ہے ہم اس کے چند اشعار پیش خدمت رکھتے ہیں۔

چنین گفت یکر دوز با شقیاء	کہ آرد کے گر سر مصطفیٰ
ہزار را اشتر از بختشم باد	دو کوہاں نیکہ دیدہ و سرخ مو
عمر چوں شنید این سخن گفتش	بجئید عرق طبع بر خنش
با گفت سو گند گر میخوری	کہ از گفتم خویش تن نگذری
من امروز خدمت رسانم بجا	بیارم پیشت سر مصطفیٰ
گرفت از ابو جہل چوں آن قسم	پس آنگاہ در در دیں قدم

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

گئے۔ صحیفہ دہلی پھوڑ دیا۔ بہن نے دروازہ کھولا۔ تو میں نے کہا۔ اے اپنے
نفس کی دشمن! تم نے اپنا دین پھوڑ دیا ہے! یہ کہہ کر میں نے کوئی چیز اٹھائی
اور اس کے سر پر دے ماری۔ خون بہہ پڑا جسے دیکھ کر بہن رو پڑی۔ اور اس
نے کہا جو کچھ میں کر چکی ہوں اب اس سے باز نہیں آؤں گی۔ میں نے اپنا پہلا دین
ترک کر دیا ہے۔ عمر کہتے ہیں میں غضب میں اندر (کمرے میں) داخل ہوا اور چار
پائی پر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا ایک صحیفہ دہلی پڑا ہے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔
یہ مجھے پکڑاؤ! بہن بولی تم اس کے اہل نہیں ہو۔ کیونکہ تم جنابت سے غسل نہیں

پاک سن کر ان کا دل بے حد نرم ہو گیا اور دین اسلام کی محبت دل میں سرایت
کر گئی عمر کہنے لگے بہن! وہ کلام کچھ اور سناؤ! اس نے کہا اس جام میں مزید
مے نہیں ہے (مجھے اتنا ہی یاد تھا بس، مزید نہیں)

اگلے سارا واقعہ لکھا ہے کہ حضرت جناب جو پر دے میں چھپے بیٹھے تھے جب انہوں
نے دیکھا کہ عودین سے دلچسپی لینے لگے ہیں تو وہ باہر آگئے اور انہوں نے عمر کو مزید آیات سنائیں جس
پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا حملہ حیدری کا اس بارہ میں یہ شعر ہے۔

برادر خواند آیات پروردگار ابا حفص اسلام کرد اختیار
پھر عزت بشارت اور دوسرے افراد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور
اسلام قبول کر لیا تو

بگھڑے اصحاب ہم تہنّت و زراں تریافت دین تقویت
پس از صاحب دین شد ایں ادعا کہ در خدمت سرور انبیاء
بوئے حرم اشکلا روند نماز جماعت بجا آورند
رسید ایں سخن چون بگوش رسول زغیر البشر یاقوت عز و قبول

رہا ہوں جو خود کو نبی سمجھتا ہے۔ وہ بڑے تعجب سے بولا۔ اے عمر! تو انہیں قتل کرے گا۔ جب کہ ان کا دین تمہارے گھر میں آچکا ہے؛ میں نے کہا کہاں؟ اس نے کہا تمہاری بہن کے گھر، تو میں غضب میں آکر بہن کی طرف چلا آیا۔ ان دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بہنوئی کے ساتھ دو مسلمان مرد اور ملائیے تھے۔ جو اس کی مدد کرتے تھے اور اس کا بچا ہوا کھانا کھا لیتے تھے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ کہا گیا کون؟ میں نے کہا عمر بن خطاب۔ درازں حالیہ وہ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھے اور چھپ

ہمشیرہ اپنے شوہر سمیت دین محمدی کو اپنا چلی ہے عمر یہ سن کر حیرت میں آگیا اور کہا میں ابھی جا کر اس کا خون بہائے دیتا ہوں تو وہ اپنی ہمشیرہ کے گھر کو چلا اور وہاں دروازہ بند پایا۔

اس کے بعد والے اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ عمر اور ان کے بہنوئی کی باہم لڑائی شروع ہو گئی۔ قریب تھا کہ عمر اپنے بہنوئی کا لگہ دبا دیتے ان کی بہن بے قرار ہو کر بول اے عمر تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ ہمیں دین اسلام سے برگشتہ کر دو گے تو اس خیال کو دل سے نکال دو۔ آگے لکھا ہے۔

عمر گفت ازاں حول معجز اساس	اگر یاد داری نجواں بے ہراس
برو خواہش آئید چند نجواند	عمر گش چوں کرد حیراں بماند
دلش زان شنیدن بے رم شد	ز سودای اسلام سر گرم شد
عمر گفت دیگر نجواں این کلام	بگفتاد گدہ نیست ازین بے بجام
ترجمہ: عمر نے جب یہ حیرت ناک صورت حال دیکھی تو ہمشیرہ سے کہا اگر تمہیں	
و کلام یاد ہے جو تم پڑھ رہی تھیں تو کچھ پڑھ کر سناؤ ان کی ہمشیرہ نے چند	
آیات پڑھ کر سنائیں عمر نے رہے اور حیران ہو کر رہ جاتے رہے قرآن	

ترجمہ : اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ، اللہ
ہی کی تسبیح کہتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ
غالب حکمت والا ہے۔

جوں جوں اللہ کے اسماء میرے سامنے سے گزرتے گئے۔ مجھ پر لرزہ طاری
ہوتا گیا۔ تا آنکہ میں یہاں تک پہنچا۔

آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَقِمْوْا مَآجَعَكُمْ مَسْتَحْلِفِيْنَ
فِيْهِ۔ (پارہ ۲۷ سورہ حدید آیت ۷)

جب کفار کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو وہ باہم چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یہ کیا ہوا؟
بہر حال حضرت عمرؓ نے اپنا اسلام یوں آشکارا کر دکھایا اور انہوں نے کفار سے کہا اے
نامراد! خبردار اگر کسی نے تم میں سے جیش کرنے کی کوشش کی دھماکا متقلبہ
کرنا چاہا، تو یاد رکھے وہ اپنا سراپے قدموں میں گرا پائے گا۔

اس طویل کلام اور اشعار سے پتہ چلا!

۱ حضرت عمر فاروق قرآن سن کر موم ہو گئے اور قارہاے دل پر مفراب قرآن یوں پڑا کہ سارے
ایمان چھڑ گیا اور دوسرے صحابہ کی طرح آپ بھی بے ساختہ کلمہ پڑھنے لگے آپ سچے دل سے
اسلام لائے تھے۔

۲ آپ کے اسلام لانے سے دین کو بہت تقویت ملی اور مسلمانوں نے اس
پر دلی مسرت کا اظہار کیا۔

۳ آپ نے اسلام لا کر انتہائی بے جگری اور بے نفی کا ثبوت دیتے ہوئے عرض کیا یا رسول
یارسول اللہ میں حرم کعبہ میں جا کر ڈنکے کی چوٹ پر اپنا دین اشعارا کرنا چاہیے اور علی روٹیں
الاشہاد سرنم نماز بجالانا چاہیے۔

کرتے اور اسے پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ آخر کار ہمیں نے مجھے صحیفہ دے دیا۔ میں نے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جب میں نے الرحمن الرحیم پڑھا تو کانپ گیا۔ اور صحیفہ چھوڑ نیچے جاگرا۔ پھر میں نے ہوش سنبھالا اور اسے اٹھا کر پڑھا تو لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

(سورہ حشر آیت ۲۴ پارہ ۲۹)

پیہلو رواں حمزہ نامدار پیش علی صاحب ذوالفقار
ہے رفت در پیش حیدر عمر محافل کناں تیغ کیں بر کمر
بلگرد آمدہ جمع یاراں تمام برفتند ایساں بیت الحرام
چو کفار دیدند زینگو نہ حال نمودند باہم بے قیل و قال ،
عمر کرد اسلام خود آشکار پس آنگہ باد گفت اے تابکار
ہر آہنگں شما جند از جگے خویش بیند سر فروش بر پائے خویش
ترجمہ: دو نام مجاہد نے حضرت عمر کو مبارک باد دی اور ان کے اسلام لانے سے دین کو بے حد تقویت حاصل ہوئی۔ بعد ازاں اس دن نے صاحب دین (حضرت عمر) نے سرور انبیاء کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں حرم کعبہ میں بے جابانہ جانا چاہیے اور وہاں نماز باجماعت ادا کرنا چاہیے جب یہ بات گوش رسول میں پہنچی تو خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ شرف ابابت پا کے رہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے حرم روانہ ہوئے آپ کے پیہلو میں نامدار حضرت امیر حمزہ آپ کے آگے صاحب ذوالفقار حضرت علی اور ان کے آگے دینی سب سے آگے مکر میں ”تیغ کینہ“ ڈالے حضرت عمر جا رہے تھے۔ تمام مجاہد بھی جو کم کر کے ساتھ ہو لیے اور یہ نورانی قافلہ سوئے حرم چل پڑا۔

کسی ایک کے ساتھ جو تجھے زیادہ پسند ہے۔ اسلام کو عزت عطا فرما۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہی دعا دینی کا ثمر ہے۔ میں نے کہا تجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان تک پہنچاؤ۔ انہوں نے بتلایا کہ آپ صفا کے نیچے ایک گھر میں رہتے ہیں۔ میں وہاں جا پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون؟ میں نے کہا ابن خطاب مگر کسی نے دروازہ کھولنے کی ہمت نہ کی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری سخت مخالفت سب پر آشکارا تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو اللہ اس کے لیے بہتری چاہے گا تو ہدایت دیدے گا۔ چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ دوسروں نے مجھے پکڑ لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبا بٹھلایا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے پھوڑ دو۔ پھر آپ نے میرا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور کہا۔ اے ابن خطاب اسلام لے آؤ۔ اے اللہ اسے ہدایت دے جسے میں پکارا تھا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔

مسلمانوں نے یہ سن کر اس زور سے نعرۂ تکبیر کہا کہ حرم کعبہ تک اس کی گونج جا پہنچی۔ حالانکہ قبل ازیں وہ پھپھ کر رہا کرتے تھے۔ اسے حافظ ابو القاسم دمشقی نے اربعین طوال میں روایت کیا ہے۔

اے اللہ کے بندے! تجھے حضرت عمر کے آگے چلنے میں کینہ نظر آ رہا ہے مگر ہمیں یہاں سے حضرت عمر پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتہاج واقف اور نظر آ رہا ہے۔ اے جس کی لٹکار نے کعبہ کے چلے چھڑا دیے جس نے ایک ہزار اونٹ کی محبت دل سے نکال دین کی محبت سے اپنا سینہ آباد کر لیا تجھے اس کے دل میں کینہ نظر آتا ہے؟ کینہ تو میرے دل کا نور بجھا رہا ہے۔

ترجمہ : اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس پر تمہیں نیابت دی گئی ہے۔

تو میں یہ پڑھ کر پکار اٹھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ۔

یہ سن کر گھر میں چھپے ہوئے صحابہ تکبیر کہتے ہوئے باہر نکل آئے اور بشارت دینے لگے۔ اے ابن خطاب! مبارک ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روز یہ دعائیں تھی۔ اے اللہ! دو مردوں ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے

۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی اس جرأتِ ایمانی کو بڑی پذیرائی بخشی اور فوراً سوئے حرمِ ازدانہ ہو پڑے۔

۵ چونکہ اس موقع پر حضرت عمر کی جرأت و استقلال اپنے جوہر دکھا رہی تھی اور کفار کے دلوں اور کفار کے دلوں پر قیامت توڑ رہی تھی اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عمر کو سب سے آگے رکھا، گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم زبانِ حال سے فرما رہے تھے اے اللہ! آج میں تیرے دربار میں اپنی سب سے بہترین ثمر لار باہوں میرے اس نفلے کو قبول فرما۔

۶ کجاوہ حال کہ مسلمان چھپ کر نماز پڑھتے تھے اور کجایہ کہ حضرت عمرؓ کے سامنے سرداروں کو لٹکار کر کہہ رہے ہیں اے نامراد و ایاد رکھو جس نے ذرا غش کرنے کی کوشش کی وہ اپنا سر اپنے قدموں پہ گر پائیگا۔ مگر اس میں مجال تھی کہ اللہ کے اس بھیرے ہوئے شیر کی آنکھ سے آنکھ ملا سکتی۔

ض و و ی فوٹ: حمید ری کے معنف شیعہ شاعر مرزا محمد رفیع مشہدی نے جہاں حضرت عمر کا یہ سارا واقعہ قبول اسلام بیان کیا وہاں ایک جگہ نیش زنی بھی کر گیا ہے کہ

۷ سے مماثل ہماں تیغ کیں بکر: یعنی حضرت عمرؓ کو یہ تیغ کینہ باندھے حضرت علیؓ سے آگے آگئے۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں عمر فاروق کے اسلام لانے کا واقعہ اہل مدینہ نے بیان کیا ہے۔ پنا نجر عبداللہ بن نجیح مکی نے اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہوئے مجھے حدیث سنائی کہ عمر اسلام سے بہت دور تھے۔ اور بہتر سے بہتر شراب پیا کرتے۔ خود عمر بیان کرتے ہیں کہ ہماری ایک مجلس ہوتی تھی اور آل عمر بن عمران مغزومی کے مکانات کے قریب ایک جگہ لوگ اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ میں ایک رات جائے مجلس میں پہنچا مگر وہاں کوئی ساتھی نہ تھا۔ میں نے سوچا فلاں شراب فروش کے پاس جاتا ہوں۔ وہاں سے کچھ پینے کو ل جائیگی۔ میں وہاں گیا مگر اسے وہاں نہ پایا۔ پھر میں نے سوچا پلو کعبہ میں چل کر طواف کرتے ہیں۔ میں وہاں آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ان دنوں شام کی طرف منہ کر کے کعبہ کو اپنے اور شام کے درمیان رکھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور کعبہ کی جنوبی دیوار کے سامنے رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان کھڑے ہوتے تھے۔ میں نے سوچا چلو آج رات (حمد) صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہی سنتے ہیں تاکہ کچھ معلوم ہو کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ پھر مجھے خیال آیا کہ اگر میں سیدھا آپ کے پاس جا کھڑا ہوا تو آپ گھبرا جائیں گے۔ پنا نجر میں حجر اسود کی طرف سے کعبہ کے پردہ کے پیچھے چھپ گیا اور آہستہ آہستہ چھٹا ہوا پردے کے اندر ہی اندر۔ آپ کے سامنے جا بیٹھا۔ میرے اور آپ کے درمیان کعبہ کا پردہ حائل تھا۔ میں نے آپ کی زبان سے قرآن سنا تو دل موم ہو گیا میں رو پڑا اور اسلام میرے دل میں در آیا۔ میں وہیں پھیپھا رہا۔ تا آنکہ اپنے نماز ختم کی اور چل دیئے۔ آپ دار ابن ابی حصین کی طرف سے باہر نکلا کرتے تھے یہی آپ کا راستہ تھا اس کے بعد آپ مفاہروہ کی سعی کرتے پھر دار بنی

حدیث :

ابن اسماعیل روایت کرتے ہیں۔ ہمیں عمر فاروق کے اسلام لانے کا واقعہ یوں پہنچا ہے کہ آپ کی بہن فاطمہؓ اور ان کا شوہر سعید زیدؓ اسلام لے گئے تھے مگر انہوں نے اپنا عقیدہ چھپا رکھا تھا۔ یونہی نعیم بن فحام بھی عمر فاروق کی قوم میں سے اسلام لا کر اپنے اسلام کو چھپائے پھرتے تھے۔ جب کہ حضرت خبابؓ بن ارت گاہے بلگاہے حضرت فاطمہؓ کے پاس آ کر انہیں قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک بار عمر فاروقؓ ہاتھ میں تلوار لیے نبی علیہ السلام اور آپ کے چند ساتھیوں کو قتل کرنے نکلے، راوی کہتا ہے ان دنوں کوہ صفا کے قریب ایک گھڑی چالیس کے قریب مسلمان مرد عورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھپے بیٹھے تھے۔ جن میں آپ کے چچا امیر حمزہؓ، ابو بکر صدیقؓ، علی مرتضیٰؓ اور دیگر وہ مسلمان تھے جو حبشہ کو ہجرت نہ کر پائے تھے۔ عمر کو راستے میں نعیم بن عبد اللہ مل گئے۔ انہوں نے پوچھا اے عمر! کہہ رکھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارادہ ہے۔ آگے حضرت انس کی حدیث والا مضمون ہے۔ مختصر یہ کہ عمر نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ نے ان کے گریبان یا چادر کی اکٹھی جگہ کو پکڑ کر سخت جھجھوڑا۔ پھر فرمایا۔ ”عمر کیوں آئے ہو؟“ عمر نے کہا۔ اللہ اس کے رسول اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لانے آیا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے تکبیر کہی۔ جسے سب صحابہ نے سنا اور جان لیا کہ عمر اسلام لے آئے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ وہاں سے بکھر گئے۔ (ایک جگہ مقید نہ رہے) کیونکہ اب وہ اپنے اندر ایک عزت اور قوت پاتے تھے کہ امیر حمزہؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نبی علیہ السلام کے لیے ڈھال بنیں گے اور مسلمانوں کو اب اپنے دشمنوں سے حفاظت حاصل ہوگی اور انصاف ملے گا۔

کہا ابن خطاب چنانچہ خالو باہر نکل آئے۔ میں نے کہا جانتے ہو میں مسلمان ہو چکا ہوں؟ اس نے کہا۔ واقعی؟ میں نے کہا ہاں واقعی۔ کہنے لگا۔ ایسا نہ کرو۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا۔ بس نہ کرو ایسا۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔ میں نے کہا عجیب بات ہے۔ اس کے بعد میں قریش کے ایک اور بڑے سردار کے پاس پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو وہ بولا کون؟ میں نے کہا۔ ابن خطاب۔ وہ باہر آیا۔ میں نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں؟ اس نے کہا۔ کیا واقعی؟ میں نے کہا ہاں یقیناً۔ کہنے لگا ایسا نہ کرو۔ اور ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر لیا۔ میں نے سوچا کوئی بات ہے۔ چنانچہ مجھے ایک شخص نے مشورہ دیا کہ اگر تم اپنا اسلام تمام لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہو تو فلاں شخص جب حرم میں موجود ہو اس کے پاس جانا اور اسے بتلانا۔ تو میں نے ایسے ہی کیا۔ اور جب میں نے اسے بتلایا۔ تو اس نے کہا واقعی مسلمان ہو گئے ہو تم؟ میں نے کہا ہاں۔ تو اس نے بلند آواز سے پکارا لوگو! سنو! ابن خطاب اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ بس پھر لوگوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ میں نے بھی لوگوں کو مارا۔ اتنے میں ایک شخص (عاص بن دائل) وہاں آ گیا۔ اس نے کہا یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ اسے بتلایا گیا کہ ابن خطاب دین سے پھر گیا ہے۔ اور لوگ اس کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ شخص حجر اسود کے قریب کھڑے ہو کر زور سے بولا لوگو! میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے۔ تو لوگ ہٹ گئے۔ تب میں انتظار میں کھڑا رہا کہ اب کوئی مجھے مارے۔ مگر

اسے اس دور میں جب کوئی بڑا آدمی یا کوئی سردار کسی مجبور آدمی کو پناہ دے دیتا تھا تو پھر اسے کچھ نہیں کہا جاتا تھا۔ ورنہ وہ اس سردار سے بغاوت ہوتی تھی اور یوں جنگ کھڑی ہو جاتی۔ اس لیے لوگ عمر فاروق سے پرے

عباس کی طرف چل دیئے۔ وہاں سے دار بنی ازہر بن عبید غوث زہری اور دار غنص بن شریق کی طرف سے ہوتے ہوئے اپنے گھر جا داخل ہوتے۔ آپ کا گھر دار قطار میں تھا جو ان دنوں معاویہ بن ابی سفیان کے قبضہ میں تھی عمر کہتے ہیں، میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوا۔ آپ دار عباس اور دار ابن ازہر تک پہنچے تھے، کہ میں نے آپ کو جاپایا، نبی علیہ السلام کو میری آمد معلوم ہوئی تو آپ مجھے کہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہتا ہوں، اس لیے آپ نے مجھے بھڑکا۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابن خطاب اس وقت پیچھے کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا، اللہ اس کے رسول اور اللہ کی طرف سے ان پر نازل شدہ کتاب پر ایمان لانے آیا ہوں، آپ نے اللہ کی حمد بھی پھر فرمایا، اے عمر! اللہ نے مجھے ہدایت دی ہے، اس کے بعد میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور ثبات قدمی کے لیے دعا کی۔ اس کے بعد میں واپس پلٹ آیا۔ اور آپ اپنے گھر داخل ہو گئے۔

اسلام لانے کی یاداش میں کچھ تکالیف مجھے بھی آئی
چاہیں تمنائے عمرؓ

حدیث

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے کہا اسلام لانے کے بعد میری یہ حالت تھی کہ جہاں کہیں کسی مسلمان کو مارا جا رہا ہوتا تھا۔ میں اس کی مدد کو ضرور پہنچ جاتا۔ چنانچہ (اسلام لانے کے بعد) میں اپنے خالو (عاص بن وائل) کے پاس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون؟ میں نے

ابو جہل باہر نکلا۔ بولا خوش آمدید بھانجے! کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا تمہیں آگاہ کرنے آیا ہوں کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا ہے اور ان کا لایا ہوا پیغام تسلیم کر لیا ہے، اس نے یہ کہتے ہوئے دروازہ بند کر لیا کہ اللہ بُرا کرے تیرا اور تیرے عقیدے کا۔

حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ جب اسلام لائے تو تمام قریش کو فوجی طور پر اس کا علم نہ ہو سکا۔ آپ نے کہا اہل مکہ میں کون زیادہ پراپیگنڈہ کرنے والا ہے؟ کہا گیا۔ جمیل بن ممرجی۔ آپ اس کے پاس گئے۔ میں (عبداللہ بن عمر) ان کے پیچھے ہولیا۔ اور مجھے اس وقت مکمل ہوش و حواس اور فہم و شعور حاصل تھا۔ آپ نے جا کر اسے کہا میں اسلام لا چکا ہوں۔ انا سمنا تھا کہ وہ مسجد حرام میں جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور قریش کی تمام مجالس میں بلند آواز سے پکارنے لگا۔ سنو ابن خطاب دین سے پھر گیا ہے۔ آپ نے اسے کہا۔ اوجھوٹ نہ بول! میں اللہ پر ایمان لایا ہوں۔ اور میں نے اس کے رسول کی تصدیق کی ہے۔ تو کفار آپ پر پل پڑے۔ آپ نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تا آنکہ سورج ڈھل گیا۔ اور عمر فاروق مقابلہ کرتے کرتے نڈھال ہو کر بیٹھ گئے۔ کفار پھر بھی سر پر سوار تھے۔ آپ کہہ رہے تھے۔ تم جو کر سکتے ہو کر لو! اگر ہم (مسلمان) تین سو کے قریب ہو جاتے تو فیصلہ ہو جاتا۔ یا (مکہ کی سرداری) ہمیں مل جاتی۔ یا تمہارے پاس ہی رہتی۔

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص آگیا۔ جس پر ریشمی حلو اور قومی قمیص تھی وہ کہنے لگا کیا بات ہے؟ کہا گیا عمر دین سے پھر گیا ہے۔ وہ

کوئی میرے قریب نہ آیا۔ میں نے دل میں سوچا۔ جو تکالیف مسلمانوں کو راہِ خدا میں آئی ہیں کیا مجھے وہ نہیں آئیں گی؟ تو میں نے کچھ مزید انتظار کیا۔ جب لوگ اطمینان سے حرم میں بیٹھ گئے تو میں نے اپنے خالو سے آکر کہا سنو! بولا کیا سنو؟ میں نے کہا۔ تم نے مجھے جو پناہ دی ہے وہ میں واپس لوٹا ہوں۔ وہ کہنے لگا۔ بھانجے! ایسا نہ کر! میں نے کہا نہیں۔ مجھے تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔ کہنے لگا۔ اچھا تمہاری مرضی جو چاہتے ہو کرو۔ اس کے بعد کفار سے میری بھڑپیں ہوتی ہیں۔ تبارک اللہ! اللہ نے اسلام کو عزت دیدی۔ اسے حافظ دمشقی نے اربعین حوال میں روایت کیا ہے۔

عمر فاروقؓ نے کفار کے گھر گھر جا کر اپنے ایمان کا اعلان کیا

حدیث۔

عبدالرحمن بن عمارت حضرت عمرؓ کے بعض گھر والوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے کہا۔ جس رات میں ایمان لایا میں نے سوچا مکہ میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ مجھے چل کر اسے اپنے اسلام کی خبر دینا چاہیے۔ خیال آیا کہ وہ ابو جہل ہے (اور ابو جہل رشتے میں عمر فاروق کا ماموں ہے) آپ کہتے ہیں جو نہی صبح ہوئی۔ میں نے اس کا دروازہ جاتوڑا

ہٹ گئے۔ جب انہیں حام بن وائل نے پناہ دے دی۔ اسی طرح ابوطالب نے نبی علیہ السلام کو پناہ دی تھی۔

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اللہ اور آپ کے پیرو مؤمنین کافی ہیں۔

تو یہ آسمان سے اترنے والی ایسی پہلی آیت تھی۔ جس میں صحابہ کرام مؤمنین کا نام دیا گیا۔ ان دنوں عمر مکہ میں لڑائی کا بھینڈا گاڑے ہوئے تھا۔ کفار اس سے حق بات پر لڑتے تھے۔ جب کہ عمران سے یہی کہتا تھا۔ کہ، اگر ہم تین سو سو جاؤں تو (فیصلہ ہو جائے اور یہ مکہ کی سرداری) یا ہم تمہیں دیدیں گے یا تم ہمیں دے دو گے۔

آپ کے اسلام کی وجہ سے دین کا غلبہ اور عزت اور اہل اسلام کی حفاظت

حدیث ۲۰

آپ کے نام کی فصل میں حدیث ابن عباس کے تحت اس سے متعلقہ کچھ مضمون گور چکا ہے۔ اسی طرح حدیث ابن اسحاق قلعی میں بھی یہ مضمون آچکا ہے۔

حدیث ۲۱

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام کے لیے دعا کی۔ آپ نے بدھ کی مچ کو یہ دعا کی اور ہجرات کو عمر فاروق اسلام لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

کہنے لگا۔ پھوڑ دو۔ ایک شخص نے نیا دین اپنے لیے پسند کر لیا ہے (تو کیا ہوا)
 کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اپنے سرداروں کو تمہارے حوالے کر دیں گے
 تو آٹا نانہا سب کفار یوں عمر فاروق سے پھٹ گئے جیسے کسی چیز سے کپڑا
 کھینچ لیا جائے (عبداللہ بن عمر کہتے ہیں) میں نے مدینہ طیبہ آکر ایک بار
 والد سے پوچھا۔ آبا جان! وہ شخص کون تھا جس نے اس دن لوگوں کو آپ
 سے دور کیا تھا؟ آپ نے فرمایا بیٹے وہ حاص بن دائل تھا۔
 اسے ابو حاتم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قصی نے اس قصہ کا ایک حصہ یوں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ
 نے کہا۔ اس کے بعد ہم مسلمانوں نے کبھی پھپھ کر عبادت نہ کی چنانچہ اللہ
 نے یہ آیت اتاری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ صَبَبُكَ اللَّهُ وَمَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(سورہ افعال آیت ۶۴ پارہ ۷۱)

۱۔ اس آیت کا اسلام عمر فاروق پر نازل ہونا اہل تشیع نے بھی مانا ہے روضۃ الصفا جلد ۲

صفحہ ۲۸۴ میں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا سارا واقعہ ذکر کیے جانے کے بعد آخر میں لکھا ہے۔ کفار کو یہ

عمرؓ زندہ و مرید بنی ایشیاں مشغول شدہ جہد راز و سوا کی کعبہ دور ساخت و حضرت رسولؐ بہ بیت اللہ

در آمدہ با مصحاب کرام بادائے صلوٰۃ قیام نمودند و آئینہ گمیدہ یا ایہا الذی حسبک اللہ

ومن اتبعک من المؤمنین فرد آمدہ۔

ترجمہ: کفار حضرت عمرؓ پر پہل پڑے آپ نے دفاع شروع کیا تا آنکہ آپ نے تمام کفار کو حوالی

کعبہ سے مار بھگایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں تشریف لائے

اور نماز باجماعت ادا کی گئی تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا الذی حسبک

اسے حافظ دمشق نے اربعین طوال میں روایت کیا اور حدیث غریب قرار دیا ہے۔

حدیث

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمر بن العاص جنہیں کفار قریش نے شاہ حبشہ کو ورغلا کر وہاں گئے ہوئے مسلمانوں کو واپس لانے کی ذمہ داری دی تھی (حبشہ سے ناکام لوٹ آئے اور نجاشی بادشاہ نے انہیں بے مراد لوٹا دیا۔ ادھر عمر فاروق مسلمان ہو گئے۔ آپ بڑے دبدبہ والے تھے۔ پشت پیچھے بھی کوئی آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ عمرؓ اور امیر حمزہؓ کی وجہ سے حفاظت میں آ گئے۔

تشریح :

پیچھے ایک حدیث میں گزرا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کے اسلام کی دعا بدھ کے روز کی دوسری میں ہے۔ جمعرات کو کی تھی۔ دونوں میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ تکرار سے دعا کی گئی۔ بدھ کو بھی اور جمعرات کو بھی۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب سے عمر اسلام لائے ہم (مسلمان) معزز ہو گئے۔ اسے بخاری اور ابوالحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن مسعودؓ ہی سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کا اسلام مجسم فتح تھا

دار ارقم والوں نے اس زور سے غرہ مارا کہ مکہ کے بالائی پھٹوں میں اس کی دھنک جا پہنچی۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کیوں پھٹتے ہیں جب کہ ہم حق پر ہیں اور کفار باطل پر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم انہی تھوڑے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنایا ہے۔ جس بھی مجلس میں میں کفر کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اب اس میں اسلام کے ساتھ ضرور بیٹھوں گا۔ یہ کہہ کر آپ اٹھے اور جا کر کعبہ کا طواف کیا۔ پھر قریش کے پاس گئے۔ ابو جہل بولا۔ مجھے فلاں نے بتلایا ہے کہ تم دین سے پھر گئے ہو؟ آپ نے فرمایا۔

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً عیدہ ورسولہ

یہ سنتے ہی مشرکین نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کو ذر عتبہ بن ربیعہ کے اوپر جا بھیجے۔ اسے بچھاڑ کر اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ اور دو لڑائی انگلیاں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ عتبہ کی چیمیں نکل گئیں۔ دوسرے کافر دوڑ گئے۔ عمر و دہاں سے اٹھے تو کوئی آپ کے نزدیک نہیں آتا تھا۔ جو قریب آیا آپ نے کان سے پکڑ لیا۔ کفار دوڑ گئے۔ آپ نے اپنی سابقہ تمام مجالس میں پہنچ کر اپنا اسلام ظاہر کیا اور واپس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟ آپ پر میرے والدین قربان ہوں۔ میں نے ہر اس مجلس میں اپنا اسلام ظاہر کر دیا ہے جس میں کفر ظاہر کرتا تھا۔ نہ ڈرا ہوں نہ دہشت آئی ہے مجھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل آئے۔ عمر فاروق اور امیر حمزہ آگے آگے تھے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز ظہر علانیہ پڑھی۔ پھر آپ صحابہ سمیت واپس دار ارقم میں آ گئے۔

تشریح :

مذکور ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے تھا، جو ہم آپ کے اسلام لانے کے واقعہ میں بیان کر آئے ہیں۔

حدیث۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! ان دو مردوں میں سے اپنے ہاں محبوب تر مرد کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام۔ تو اللہ کے ہاں عمر فاروق محبوب تر نکلے۔

اسے احمد بن حنبل، ترمذی نے اور ابو حاتم نے روایت کیا اور حدیث صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

ترجمہ: اے اللہ عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

۱۔ معلوم ہوا عمر فاروق کی وہ ذات ہے جو نبی علیہ السلام نے اللہ نے مانگ کر لی ہے۔ گویا آپ مراد نبوتِ محمد اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت کیا کہی جاسکتی ہے۔ اگر تشیع حضرات کو ابھی یقین نہیں آ رہا تو یہ حدیث ہم ان کی کتب سے دکھائے دیتے ہیں چنانچہ ابن ابی الحدید اپنی شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۱۲۳ میں حضرت عمر کے قبول اسلام

آپ کی ہجرت سراپا نفرت ، اور حکومت عین رنجت تھی ۔ جب تک آپ مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی ۔ عمر نے اسلام لا کر کفار سے جنگ کی اور کعبہ میں نماز پڑھی اور ہمیں بھی پڑھائی ۔

اسے حافظ سلفی نے روایت کیا ہے ۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی سیرت میں ابن مسعود سے یہی روایت کیا ہے ۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعودؓ ہی سے روایت ہے کہ ہم نے کبھی کھل کر علانیہ نماز نہیں پڑھی تھی ۔ تا آنکہ عمر اسلام لائے ۔ اور جب آپ اسلام لے آئے تو دین ظاہر ہو گیا ۔ اور اللہ کی طرف دعوت علانیہ ہونے لگی ۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں مومنین کا نام نہ دیا گیا ۔

یہ تمام احادیث صاحب ”فضائل عمر“ نے روایت کی ہیں ۔

حدیث

مہیبؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کے اسلام لانے پر ہی ہم کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے اور ہم نے طواف کیا اور زیادتی کرنے والوں سے اپنا بدلہ لیا ۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروقؓ کے مسلمان ہو جانے کے بعد کفار اہل اسلام پر زیادتی نہیں کرتے تھے ۔

عمر فاروقؓ کے اسلام پر مشواہدوں کی خوشی

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کے اسلام لانے پر جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔
یا رسول اللہ!

لَقَدْ اسْتَبَشَرَ اهل السماء باسلام عمر بن الخطاب
عمر کے اسلام لانے پر آسمان والے ایک دوسرے کو مبارک باد دے
رہے تھے۔

اسے ابو حاتم دارقطنی، بخاری اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

انہی کتب کے اندر ایک غریب روایت یوں بھی ہے کہ اس کے بعد
جبریل نے کہا۔ اور آسمان والے خوشی کیوں نہ کرتے۔ جب کہ آپ کے اسلام سے
قبل مسلمانوں کی کوئی علانیہ نماز قربانی اور کوئی نیک عمل جو علانیہ طور پر کیا گیا ہو
آسمان کی طرف نہیں اٹھا تھا۔ اور کہا آج کے بعد اللہ کی عبادت خفیہ نہیں ہوگی۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ۳۹

حدیث :

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ ! صرف عمر کی وجہ سے اسلام کو غلبہ دیدے۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ممکن ہے کہ ایک بار نبی علیہ السلام نے عمر فاروق اور ابو جہل دونوں کے لیے دعا کی۔ جب کہ دوسری بار صرف عمرؓ کا ہی نام غنق کر لیا۔ اس لیے احادیث میں کوئی تضاد نہیں۔

حدیث :

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
اے اللہ عمر کے ساتھ اسلام کی تائید فرما۔
اسے فضائی نے روایت کیا ہے۔

کاسارا واقعہ کچھ آخر میں لکھتا ہے، جب حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اپنے انہیں گریبان سے پکڑ کر کہا اے عمر تم کب باز آؤ گے۔ پھر آپ نے کہا۔

اَللّٰهُمَّ عِزِّ الْاِسْلَامِ بِعُمَرَ فَقَالَ اشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اشْهَدُ
اَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ : اے اللہ اسلام کو عمر کے ساتھ عزت دے۔ تو انہوں نے فوراً کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

فصل پنجم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

بے مثال ہجرت

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے کہا حضرت عمر کے سوا کسی نے علانیہ ہجرت نہیں کی۔ آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار زیب تن کی، کمان کندھے پر لٹکائی، ترکش ہاتھ میں لیا اور پہلو میں نیزہ ہوئے حرم روانہ ہوئے۔ کعبہ کے صحن میں قریش کا ایک جتھہ موجود تھا۔ آپ نے پورے اطمینان سے سات نشو و نما میں طواف کیا۔ مکمل سکون سے نماز پڑھی اور کفار کے ایک ایک حلقہ کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور بانگ دھل کہنے لگے۔ تمہارے پھرے ذلیل ہو گئے ہیں۔ اللہ ان چہروں کو خاک میں ملا کر چھوڑے گا۔ جس نے اپنی ماں کو نوحہ کن بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ حرم سے باہر آکر مجھ سے دو دو ہاتھ کر سنا ہے۔

۱۔ یہاں ایک پنجابی شاعر نے عقیدت کے چند پھول خدمت فاروق اعظم

میں پنچا کر کیے ہیں جنہیں سن کر ہر محب صابہ کا ایمان دو چند ہو جاتا ہے۔
۱۔ تاج پاک خلافت دا آیا عمر تاجان داے کھڑے دیکھ رہ گئے
منبر مصطفیٰ لیا فاروق نون سب شہنشاہ کھڑے دیکھ رہ گئے

افراد اسلام لائے تھے مگر مسلمان ہونے پر چالیس مکمل ہو گئے۔ تو اللہ نے
بھیریل کو بھیج کر یہ آیت اتاری۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ**

اسے قلبی اور واحدی نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ابو عمر کہتے ہیں آپ سے قبل چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام لاپہنچیں

۱۰ روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۲۸۴ میں بھی لکھا ہے۔

پوشیدہ نہاںد کہ در کیفیت اسلام عراق وال دیگر آمدہ وچوں اشارت بعدم اکثر صادر
شدہ ہمیں روایت الگافنودہ آمد و بعضے از مورخان گویند کہ فاروق بعد از سی و نہ مرد و شرف
اسلام دریافت و ہر طے بعد از چہل کس گویند و بعد از چہل و پنج نیز گفتہ اند بالجملہ باز وئے ملت
بمعادنت تقویت یافت و اہل توحید موافقت او قوی خاطر دستظر کشند،

ترجمہ : پوشیدہ نہ رہے کہ اسلام عربین الخطاب میں دیگر اقوال ہیں اختصاراً اسی ایک پر اتفاق کیا
ہے بعض مورخین کہتے ہیں۔ فاروقؓ ۳۹ سالہ افراد کے بعد اسلام لائے بعض نے چالیس افراد
کے بعد لکھا ہے اور کچھ پینچالیس کے بعد لکھا ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ باز وئے ملت کو آپ کی معادنت سے تقویت ملی اور اہل توحید آپ
کی موافقت سے مضبوط دل ہونے اور آشکارا کام کرنے لگے

فصل ششم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خصوصیات

تین تین اور خلفاء اربعہ کے مناقب میں اس فصل کافی حصہ گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کے غلبہ کے لیے آپ کے ایمان لانے کی دعا نبی بھی آپ نے پڑھ لی اور فصل اسم میں آپ کے لقب فاروق کا تذکرہ بھی ذہن نشین کر لیا۔ اور کھلے بندوں ہجرت کی فضیلت بھی سامنے آگئی اب مزید خصوصیات پیش خدمت ہیں۔

خصوصیت ۱

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ممکن ہوتی تو آپ ہی نبی ہوتے

حدیث

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لو کان بعدی نبیا لکان عمر۔ اگر میرے بعد نبی

حضرت علی کہتے ہیں یہ کہہ کر آپ باہر آ گئے۔ اور کوئی آپ کے پیچھے نہ آ سکا۔ البتہ وہ کمزور لوگ آپ کے پیچھے آئے جنہیں آپ نے کامیابی کا راستہ بتلایا تھا۔ اس کے بعد آپ اپنے سفر (سوائے مدینہ) پر روانہ ہو گئے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں اور فضائل نے روایت کیا ہے۔
حدیث

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ نے اکٹھے ہجرت کی جس کا واقعہ عمر فاروق یوں بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کا ارادہ کر کے میں اور عیاش اور ہشام بن عامر بن دامل ہم مکہ سے باہر نکلے اور قبیلہ بنی غفار کے قریب مقام مقاصب پر اکٹھے ہوئے (ہم نے مشورہ کیا) کہ کل صبح ہم تینوں یہاں پہنچ جائیں گے۔ اگر کوئی نہ آیا تو سمجھا جائے گا کہ اسے روک لیا گیا ہے لہذا باقی مولوں ساتھی ہجرت کر جائیں گے۔ کہتے ہیں اگلے دن میں اور عیاش پہنچ گئے۔ ہشام کو روک لیا گیا۔ ہم مدینہ طیبہ میں آئے۔ بنی عمر بن عوف کے ہاں ہم نے قبائیں قیام کیا۔

- | | |
|-----------------------------------|----------------------------------|
| ۲۔ بھولی کے خدا کو لوں رنگ کے لیا | کیڑی سوہنی سی سوہنے نبی دی دعا |
| خوش نصیبی سی اتانے گل لایا | کئی نصیبان سرے ویکھد رہ گئے |
| ۳۔ قسم رب دی غلامی دامل تاریا | سائے دی چوہدروں لکھاریا |
| آکے بازار فتح شیر گجدار ہیا | لوکی اندریں دڑے ویکھد رہ گئے |
| ۴۔ کہیا فاروق شیکیاں لوں ہن نہڑو | میرے ہندیاں نہ لک لک نمازاں پڑھو |
| جا کے کسے فتح کیتی سی تاہم نماز | کافراں دے دھڑے ویکھد رہ گئے |

کوئی محدث ہے تو عمرؓ ہے۔
 اسے احمد، مسلم، ابو حاتم اور ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔
 جبکہ بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔
 حدیث۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں بھی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو نبی نہ ہونے کے باوجود کلام کرتے
 تھے۔ میری امت میں ایسا کوئی سے تو عمرؓ ہے۔
 تشریح:

محدث کا معنی یہاں غالباً یہ ہے کہ جس پر ربانی الہام ہو۔ یعنی وہ لوگ
 جن پر وحی نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ ان کے آئینہ قلب پر اسرار نازل کرتا ہے۔
 جیسا کہ مروی ہے۔ کہ

إِنَّ اللَّهَ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عَمَرَ

اور ممکن ہے کہ اسے ظاہری معنی پر حمل کر لیا جائے۔ اس طرح کہ فرشتے
 آپ کے پاس آتے ہیں۔ اور وحی کے علاوہ باتیں بتلاتے ہیں اور یہ بہت
 بڑی فضیلت ہے۔

خصوصیت ۳

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات سراپا خیر ہے

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے ابو بکر صدیقؓ کو ایک باریوں

ممکن ہوتا تو عمر نبی ہوتا۔

اسے احمد بن حنبل نے اور ترمذی نے روایت کیا اور حسن غریب قرار دیا ہے۔

اگر میں نبی بن کر نہ آتا تو عمر نبی بن کر آتا۔ قول رسول

حدیث

بعض طرق میں یوں ہے۔ قَوْلُكَ اُبْعَثْ فِيْكُمْ لِبَعْثِ يَاسَعْمَرَ۔
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر نہ بھیجا جاتا تو اسے عمر اتم نبی ہو کر آتے
بعض طرق میں یوں بھی ہے۔

قَوْلُكَ اُبْعَثْ فِيْكُمْ لِبَعْثِ عُمَرَ

ترجمہ: اے مسلمانو! اگر میں تمہارے اندر نبی بن کر نہ آتا تو عمر نبی بن
کر آتے۔ اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ۲

زبان رسالت کے مطابق آپ اس امت کے محدث ہیں

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے میری امت میں اگر

خصوصیت ۴

عمر فاروق تمام صحابہ سے بڑھ کر تارک دنیا تھے

حدیث ۴

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عمر نہ تو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ پہلے ہجرت کی۔ مگر آپ ہم سب سے بڑھ کر دنیا سے متنفر اور آخرت میں شاشل تھے۔ اسے فضائل نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ۵

کئی مواقع پر آپ کی رائے کے موافق قرآن نازل ہوا

مقام ابراہیم کو مصیٰ بنایا جانا | حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ میں نے تین بار اپنے رب کی مرضی کے موافق رائے دی ہے (۱)۔ مقام ابراہیم (۲)۔ پردہ اور (۳)۔ اسیران بدر کے بارہ میں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۔ یہ آپ کا مقام ادب ہے کہ موافقت کی نسبت اللہ کی طرف نہیں اپنی طرف کر رہے ہیں
۲۔ سالانہ آپ کی رائے پہلے تھی اور نزول قرآن بعد میں ہوا تھا۔

یکارا۔ اے بہترین امت بعد از رسول خدا! حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ اب جو آپ نے یوں کہہ دیا ہے تو سنئے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ (انبیاء کے بعد) عمر سے بہتر کسی انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔
 اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث غریب قرار دیا ہے۔

تشریح :

اس سے مراد ابو بکر صدیقؓ کو نکال کر ہے تاکہ جن احادیث میں ابو بکر صدیقؓ کا سب سے بہتر ہونا مروی ہے، ان سے تعارض نہ رہے۔
 حدیث

ثابت بن جراح سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے ابوسفیانؓ کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان عمر سے بہتر کوئی شخص نہیں۔
 اسے بغوی نے فضائل میں اولویت کیا ہے۔

تشریح :

اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ کے علاوہ لوگوں پر عمر فاروقؓ کی افضلیت مراد ہے۔ نبی علیہ السلام تو بلاشبہ اور بالاجماع سب سے افضل تھے اور ابو بکر صدیقؓ کے بہترین امت ہونے پر احادیث گزری ہیں۔

ہمیں انکی گردنیں اڑا دینی چاہئیں۔ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کی رائے پسند فرمائی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کی طرف میدان نہ فرمایا اور اسیران بدر کو معاوضہ کر چھوڑ دیا۔ اگلے روز بوقت صبح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو ا میں نے دیکھا کہ آپ اور ابو بکر دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! تجھے بتلائیے! کس وجہ سے گریہ ہے۔ تاکہ میں بھی روؤں! یا کم از کم رونے کی شکل ہی بنا لوں، آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں کا عذاب اس درخت سے بھی قریب تر آتا رہا تھا۔ اور سامنے قریب ہی ایک درخت تھا۔ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا۔ تو اللہ نے یہ آیہ اتاری۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ
تَرْيَدُونَ عَرْضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يَرْيَدُ الْآخِرَةَ۔

(سورہ انفال آیت ۶۷)

ترجمہ: کسی نبی کو یہ حق نہیں کہ اپنے پاس قیدی رکھے۔ تاکہ وہ زمین پر تسلط بنا لے۔ تم مال دنیا چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے۔

مطلع اکثر کتب شیعہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اسیران بدر کے متعلق حضرت عمرؓ کے مشورہ پر ابو بکر صدیقؓ کے مشورہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیح دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان جلد ۵ صفحہ ۵۵ میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے قال عمر بن الخطاب يا رسول الله كذبوك واخرجوك فقد مهمم وانحرب اعنهم ومكن عليا من عقيل فيضرب عنقه ومكني من فلان اضرب عنقه فان هكؤا لائمة الكفر وقال ابو بكر اهلك وقومك اسنان

حدیث

طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔
یا رسول اللہ! کیا ہمارے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کا مقام نہیں؟ آپ
نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ تو کیا ہم اسے جائے نماز نہ
بنائیں (اسے سامنے رکھ کر نماز نہ پڑھیں)۔ تو فوراً اللہ نے یہ آیت
اناروی۔

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّی

(سورہ بقرہ ۱۲۵ پارہ ۱)

ترجمہ: مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو جائے نماز بناؤ۔
اسے مختص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

اسیران بدر کے بارہ میں رائے عمرؓ

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا۔ بدر کے
غزوہ کے بعد نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان گرفتار شدگان کے بارہ میں آپ
لوگوں کی رائے کیا ہے؟ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ہمارے
پچازاد ہیں۔ ہم قوم ہیں اور بھائی۔ ہم ان سے معاوضہ وصول کر لیتے ہیں۔
اس طرح مشرکین پر ہمارا احسان ہو جائے گا۔ اور بہت ممکن ہے کہ اللہ انہیں
اسلام کی راہ نصیب فرمادے اور یہ ہمارے مددگار بن جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! تمہاری رائے کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ!
میری رائے ابو بکر سے مختلف ہے۔ یہ لوگ کفر کے امام اور سرداران کفار ہیں۔

ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ہمارے چچا زاد ہیں، ہم قوم اور بھائی ہیں۔ میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان سے معاوضہ لیا جائے تاکہ کفار پر ہمیں غلبہ رہے اور ممکن ہے کہ اللہ انہیں راہ ہدایت دیدے اور یہ ہمارے مددگار بن جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! تمہارا مشورہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا قسم بخدا۔ میری رائے ابو بکر والی نہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ میرا فلاں قریبی رشتہ دار اسیر ہے۔ اس کی گردن میں اڑاتا ہوں۔ علی مرتضیٰؓ کو (اپنے بھائی) عقیل کے قتل کا حکم دیا جائے۔ اور امیر حمزہؓ اپنے بھائی عباس کا سر قلم کرنے کا آرڈر دیا جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظاہر کر دے کہ ہمارے دلوں میں کفار سے قطعی محبت نہیں ہے۔ یہ کفار کے سردار اور امام ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کی رائے پسند فرمائی اور میری بات کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کے بعد اگلے سال جنگ احد ہوئی۔ مسلمانوں نے اسیران بدر کے بارہ میں جو لچکار رویہ اپنایا تھا۔ انہیں اس کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہونا پڑا۔ چنانچہ ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ کئی فرار ہوئے جس کے نتیجہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلا ایک دانت زخمی ہو گیا۔ تلوار کا کڑا آپ کے سر پر ٹوٹ گیا۔ خون آپ کے چہرے پر بہہ پڑا۔ تب اللہ نے یہ آیت اتاری۔

اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَهَا
قُلْتُمْ اَنَا هَذَا قُلْ مَوَدِّعٌ عِنْدَ اَنْفُسِكُمْ
(بخاندہ کما الفداء)

(سورہ آل عمران آیت ۱۶۵ پارہ ۷)

ترجمہ: کیا یہ بات نہیں کہ جب تمہیں ایسی مصیبت پہنچے جیسی تم (کفار کو)

اے مسلم نے روایت کیا ہے۔ جب کہ بخاری نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

مذکورہ ہے کہ بدر میں ستر مشرکین مارے گئے۔ ستر گرفتار ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق۔ ابو بکر۔ عمر اور علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔

بھدواستبقہم وخذ منهم فديۃ فیكون لنا قوتًا
علی الکفار، قال ابن زید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لو نزل العذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر وسعد بن معاذ۔

ترجمہ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کفار نے آپ کو چھٹلایا آپ کو وطن سے نکالا اس لیے ان کی گردنیں اٹھادی جائیں۔ علی بن ابی طالب کو حکم فرمائیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل کو قتل کرے مجھے سکم دیں میں اپنے خلائ رشتہ دار کو قتل کرتا ہوں یہ سرداران کفر ہیں حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کی قوم اور افراد خداوند ہیں انہیں زندہ رہنے دیں اور ان سے فدیہ لے لیں تاکہ وہ ہمارے لیے کفار پر غلبہ کا باعث بنے

ابن زید کہتے ہیں (جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کی رائے پسند فرمائی اور اللہ نے اس کے بعد ایت اتار کر رائے عمر فاروق کو افضل قرار دیا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر توج عذاب آتے آتا تو عمر اور سعید بن معاذ کے سوا کوئی نہ بچتا۔

یاد رہے ناخ التو اربع حالات بغیر ملکہ نمبر ۱۲ میں بھی بعینہ ہی الفاظ مذکور میں ملکہ ہاں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے مشورہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا تھا ناکافراں بدابند کہ دیکھ ہر دفعہ کافروں کا دروازہ دل مارا نہ دردی یعنی ان اسیروں میں سے ہر کسی کو اسکا عزیز ترین مسلمان رشتہ دار قتل کرے یہ مشورہ میں اس نے دے رہا ہوں تاکہ کفار جان لیں کہ ہمارے دلوں میں کفر اور کفار سے نفرت کی کوئی سیل پیدا نہیں ہو سکتی

مے اور فرمایا۔ تمہاری رائے کی مخالفت کرتے ہوئے قریب تھا کہ ہم کسی بڑی آدمائش میں مبتلا ہو جاتے۔

اسے واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

بعض طرق میں یوں ہے کہ فرمایا اے عمر! تیری مخالفت میں ممکن تھا۔ ہمیں شتر پہنچتی۔ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ فرمایا۔ اگر آج آسمان سے آگ برس پڑتی تو عمر کے سوا کسی کو نجات نہ ملتی بلکہ اسی طرح ایک طریق میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر آج عذاب آجاتا تو صرف عمر نجات پاتا۔ یہ روایات قلعی نے بیان کی ہیں۔

تشریح ثانی :

ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ عمر فاروق کا اجنبہا و نہایت پختہ ہے۔

اسے یہ بات شیعہ فرقہ نے بھی روایت کی ہے۔ چنانچہ ابھی پیچھے حدیث ۲۶۸ کے حاشیہ میں مجمع البیان کی عبارت آپ پڑھ چکے ہیں اور ناسخ التواتر مع حالات پیغمبر جلد نمبر ۱ ص ۲۴۸ پر یوں ہے۔

از عمر بن خطاب حدیث کند کہ تردد و یکنہ خدمت پیغمبر شتائتم در رسول خدا را با اتفاق ابو بکر گمبیاں یافتیم سبب پر سیدم، فرمود ایں گریہ بدان است کہ ما بقیدہ رضائے ادیم و عذاب ایشان را با من عرضہ دادند کہ نہ دیک ترا زیں درخت بود و اشارت کردہ بد رختے کہ قریب یاس حضرت واقع بود۔

پہنچا چکے ہو تو تم کہتے ہو کہ یہ کہاں سے آگئی ہے؟ اے نبی
(صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیں کہ یہ مصیبت تمہیں اپنے ہاتھوں
پہنچی ہے (کیونکہ تم نے فدیہ قبول کر لیا تھا) بے شک اللہ ہر چیز
پر قادر ہے۔

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسیران بدر کے بارہ میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ نے انہیں
تمہارے قبضہ میں دے دیا ہے۔ عمر بن خطابؓ اٹھے اور عرض کیا۔ یا رسول
اللہ! انکی گردنیں اڑادی جائیں۔ مگر آپ نے اس طرف توجہ نہ دی۔ اور
دوبارہ فرمایا۔ اللہ نے انہیں تمہارے اختیار میں کر دیا ہے۔ جب کہ کل یہ
تمہارے قومی بھائی تھے۔

عمر فاروق نے پھر کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے سر قلم کر
دیئے جائیں؟ آپ نے ادھر توجہ نہ فرمائی اور پھر مذکورہ اعلان فرمایا تو
ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا خیال
ہے کہ آپ انہیں معاف کر دیں۔ یا ان سے معاوضہ لے لیں۔ یہ سن کر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر طاری پریشانی جاتی رہی۔ اور آپ نے
انہیں معاف فرماتے ہوئے معاوضہ لینے کا حکم دے دیا۔ تب اللہ نے
یہ آیت (ولا کتاب من اللہ) سورہ احقال آیت نمبر ۱۶۸
نازل فرمائی۔ اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس ہی سے ایک اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرض

زینبؓ میرا پس (آیت پر وہ نازل ہونے سے قبل) آئیں اور کہا کہ آپ
ہمیں وعظ کرتے ہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ نہیں آتا تو اللہ نے
یہ آیت نازل فرمادی۔

عسی رتبہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً
وَمَعَكُنَّ۔ سورہ تحریر آیت ۷ پارہ ۱۸

ترجمہ: اگر ہمارا نبی تمہیں طلاق دیدے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو تم سے
بہتر بیویاں دیدے۔

اے بخاری، مسلم اور ابوالحاتم نے روایت کی ہے۔

تشریح:

ایک روایت میں منہام ابراہیم اور پردے کے ذکر کے بعد عمر فاروقؓ نے
فرمایا: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے کسی بات پر غیرت کھائی (نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے گھریلو تنازع کیا) میں نے ان سے کہا بہت ممکن ہے کہ اللہ
آپ لوگوں کی جگہ دیگر بیویاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدے تو (مذکورہ)
آیت نازل ہوگئی۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چار چیزوں کی وجہ سے عمر فاروق
تمام لوگوں پر فضیلت لے گئے۔

۱۔ اپنے ہی روز بدر قیدیوں کے قتل کا مشورہ دیا تو اللہ نے
فرمایا۔

لَوْلَا كِتَابُكَ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ

آپ کی رائے پر آیت حجاب کا نزول

حدیث

ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا میں نے تین مواقع پر اللہ کی مرضی کے مطابق بات کی ہے "میں نے عرض کیا - یا رسول اللہ! اے کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں ؛ اللہ نے یہ آیت اتار دی -

وَ اتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰہِیْمَ مَصَلٰی

۲۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں ہر کس وناکس آتا ہے۔ کیا اجہات المؤمنین کو پردے کا حکم نہیں دیا جاسکتا ؛ تو اللہ نے پردے کی آیت نازل فرمادی -

۳۔ یوں ہی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواج مطہرات کے کچھ بھگڑے کی بات پہنچی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ نبی علیہ السلام سے کچھ نہ کہا کریں ورنہ اللہ آپ لوگوں کی جگہ اپنے نبی کو نبی ازواج دیدے گا تا آنکہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک زوجہ محترمہ حضرت

ترجمہ : حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ دوسرے روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبدی سے حاضر ہوا میں نے آپ کو اور ابو بکر صدیقؓ کو روتے پایا میں نے سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہ روزانہ یہ قبول کرنے سے متعلق ہے۔ مجھے اس کا عذاب اس درخت سے نزدیک تر دکھایا گیا ہے۔ آپ نے اپنے قریب ایک درخت کی طرف اشارہ فرمایا -

کھا رہی تھی کہ ادھر سے عمر فاروق گزرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (پردہ فرض ہونے سے قبل) ان کو بھی بلایا۔ تو عمرؓ بھی ساتھ کھانا شروع ہوئے۔ میری بات مان لی باقی تو آپ (ازدواج نبی) کو کوئی غیر آنکھ دیکھ بھی نہ سکتی۔ اس کے فوراً بعد پردہ کی آیت نازل ہو گئی یہ

عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! اللہ جبریل، میں، ابوبکر
اور تمام مسلمان آپ کے مددگار ہیں اللہ نے اسکی
تائید فرمادی

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے انہیں بتلایا کہ جب
اے معلوم ہوا عمر فاروق کی رائے اللہ کو پسند تھی اس لیے اللہ اس کی تصدیق فرمادیتا
تھا چنانچہ یہی واقعہ تفسیر مجمع البیان جلد ۲ ص ۳۶۸ پر یوں ہے۔

روى مجاهد عن عائشة قالت كنت آكل مع النبي صلى الله عليه
وسلم حيساً في قعب فمر بنا عمر فدهاه فاكل فاصابت اصبعي اصبعي
فقال حسن لو اطاع فيكن ماراً ثمكوعين فنزل الحجاب
ترجمہ: مجاہد نے عیدہ عائشہ سے روایت کیا ہے کہ میں نبیؐ کے ساتھ ایک برتن میں حیس کھا رہی تھی
وہاں سے عمرؓ گزرے، آپ نے انہیں بھی بلایا وہ بھی کھانے لگے۔ اچانک میری انگلی اٹکی گئی
سے جا گئی۔ انکے مونہہ سے نکلا وہ اپیر کہا، اگر میری بات مانی باقی تو نے ازدواج نبیؐ نہیں کوئی
آنکھ نہ دیکھ پاتی، تو اسی وقت پردہ نازل ہو گیا۔

عَذَابٌ عَظِيمٌ

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھی ہوئی مہلت موجود نہ ہوتی تو تمہیں مال پکڑنے (قیدیوں سے معاوضہ وصول کرنے) کی وجہ سے بڑا عذاب آلیتا۔

۲۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو پردہ کا مشورہ دیا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ وحی ہمارے گھر میں نازل ہوتی ہے آپ ہمیں کیوں تبلیغ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ (سورہ احزاب آیت ۳۱) — پارہ ۲۲

ترجمہ: اور مومنو جب تم ان (ازواجِ نبوی) سے سوال کرنا چاہو تو پردہ کے پیچھے سے کیا کرو۔

۳۔ آپ ہی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعَمْرِ

ترجمہ: اے اللہ! عمر کے ساتھ اسلام کو خلیفہ عطا فرما۔

۴۔ اور آپ ہی نے سب سے پہلے ابو بکر صدیق کی بیعت کی (تو آپ کی رائے مسلمانوں کے لیے دلیلِ راہ بن گئی اور سب نے بیعت کر لی۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔
حدیث ۳۲

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر آپ کے ہی پیالہ سے کھجور، ستوا اور گھی سے بنا ہوا پیئیر

بالا خانہ کی طرف دیکھا اور میری طرف نگاہ لوٹا کر ہاتھ کے اشارہ سے کہنے لگا۔ آپ اندر چلے جائیں! میں اندر گیا۔ آپ کو ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے پایا۔ آپ نے اپنا تہبند اپنے اوپر اوڑھ رکھا تھا۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ چٹائی کے نشانات آپ کے پیہو میں نمایاں نظر آ رہے تھے۔ میں نے کمرے میں نظریں گھمائیں وہاں جوڑوں کی ایک تھیلی کے سوا دنیا کی کوئی چیز مجھے نظر نہ آئی اور کھال کے ایک دو تھیلے ٹنگے ہوئے تھے۔ میری آنکھیں بھرا گئیں۔ آپ نے فرمایا۔ عمر کیوں رو پڑے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ کے محبوب اس کے رسول اور اس کی ساری خدائی سے بہتر ہیں اور یہ حال ہے جب کہ یہ سچی قمیصر اور کسری پھلوں اور نہروں سے کھینٹے ہیں۔ تو میں کیوں نہ روؤں۔

آپ نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ہمارے

حق پر آپ اپنی اولاد بھی قربان کر سکتے تھے۔ دیکھیے آپ کے یہی الفاظ نامح التواریخ حالات پنجم جلد ۲۸ پر یوں ہیں اے شامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کمان شریفیت یہ سو کا میں حفصہ کی سفارش کرنے آیا ہوں (لا اذ الدائم اگر فرمان کند حفصہ لا از تنش دو کہتم) قسم خدا ہرگز نہیں۔ اگر آپ فرمان کریں تو میں حفصہ کا مرتب سے جدا کر دوں

۱۔ حضرت عمر فاروق کا چوتھا پہلی مرتبہ موقع تھا کہ آپ بنی مملی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہو کر اندر مئی حالات کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے۔ اور آپ کا قلبی اخلاص تھا کہ آپ کے گھر کی اس مظاہرہ خستہ مانی کو دیکھ کر بیڑے نامح التواریخ حالات پنجم جلد ۲۸ ص ۱۷ میں بھی آپ کا ردماندہ ہے تاہم وہاں آپ کے رونے کو اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ گریہ آپ کا دل دنیا داری کا متوالہ تھا ملائکہ یہاں سے اس پہلو کا ثابت کرنا محال تھا غلط ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے علیحدگی فرمائی کیونکہ آپ کو ان پر کچھ
افسوس تھا جس پر آپ نے ایک بالاخانہ میں علیحدہ رہائش اختیار کر لی۔ تو
میں (عمرؓ) مسجد میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ صحابہ پریشان بیٹھے ہیں اور کہہ رہے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے
کہا: آج تو میں تل کروں گا۔ یہ ماجرہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے قبل کا ہے۔
تو میں سیدہ عائشہؓ بنبت ابی بکرؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا: اے
بنبت ابی بکرؓ! آپ کا معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایذا دینا شروع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے عمرؓ مجھ سے آپ کا کیا واسطہ؟
آپ اپنا گھر سنبھالیں۔ پھر میں سیدہ حفصہؓ کے پاس آیا میں نے کہا: اے حفصہ!
قسم بخدا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں نہیں چاہتے۔ اگر میں درمیان
میں نہ ہوتا تو تمہیں طلاق مل چکی ہوتی۔ یہ سن کر حفصہ سخت روئیں۔ میں نے
کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ حفصہؓ نے بتلایا کہ آپ اپنے بالاخانہ
میں ہیں میں وہاں پہنچا۔ وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح دروازے
کی دھیز پر قدم لٹکائے پوکھٹ پر بیٹھے تھے۔ وہ دھیز چھو کر اتنا کھوکھلا کر
کے بنائی گئی تھی۔ میں نے کہا: رباح! کیا آپ نبی علیہ السلام سے میرے
لیے اجازت طلب کر سکتے ہیں؟ رباح نے ایک نظر بالاخانہ کی طرف دیکھا
پھر میری طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ میری آواز بلند ہو گئی۔ میں نے کہا:
اور رباح! نبی علیہ السلام سے میرے لیے اجازت طلب کرو! میرا خیال
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان ہو گا کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں۔ مگر
قسم بخدا اگر نبی علیہ السلام مجھے حکم دیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں۔ رباح نے پھر
میں کو معلوم ہوا حضرت عمرؓ کی نگاہ میں سب سے بڑی چیز احترام رسول اور خدا و مصطفیٰ کی رضا

مبارک نہایت ہی حسین تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں نے انہیں طلاق نہیں دی۔ میں نے عرض کیا! لوگوں میں تو یہی مشہور ہے کہ آپ نے طلاق دیدی ہے؛ میں انہیں اصل صورت سے آگاہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جیسے تمہاری مرضی۔ تو میں مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکارا سن لو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی ہے اسی موقع پر اللہ نے یہ آیت اناری۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْخَوْفِ أَذْأَعْوَابِهِمْ وَكُودُوهُ
إِلَى الرُّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلَّهُمُ الْغَافِلِينَ
يَسْتَبْطِنُونَكَ مِنْهُمْ۔

(سورہ خساء آیت ۸۳)

ترجمہ: اور جب ان کے پاس کوئی خوف زدہ کر دینے والی بات آتی

کیا۔ ابھی چند دن کی بات ہے میں نے اپنی بیوی کو کسی امریہ تنبیہ کی تو وہ مجھ سے الجھنے لگی۔ میں نے کہا یہ تو نے الجھنا اور آگے سے جواب دینا کہاں سے سیکھ لیا ہے کہنے لگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی تو آپ سے بات کر لیتی ہیں بلکہ آپ کی بیٹی حفصہ اور دیگر ازواج مطہرات بسا اوقات آپ روٹھ بھی جاتی تھیں۔ میں نے کہا حفصہ کا بڑا ہودہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے لگی ہے تو میں نے حفصہ کو بلا کر اسے ڈانٹا اور سرزنش کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ عمر فاروق کی یہ باتیں سن کر مزید کھل گئے اور کھلا کر ہنس پڑے آپ کی دائرہ میں عمر فاروق کو نظر آ گئیں۔ اور آپ کا غم داندہ کافی حد تک ختم ہو گیا۔

ناصح التواریخ کی اس عبارت سے معلوم ہوا حضرت عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک خاص

یہ آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا؛ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟
 عرض فرماتے ہیں اللہ کی حمد ہے اس پر کہ میں نے حسن بات پر بھی مشورہ دیا
 اللہ نے میری تصدیق آسمانوں سے اتار دی۔ چنانچہ میں نے عرض کیا
 یا رسول اللہ! اگر آپ اپنی ازواج کو طلاق بھی دے دیں۔ تو اللہ
 جبریل امین، یس، ابوبکر اور نیکو کار مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔ تو اللہ
 نے یہ آیت اتار دی۔

وَإِنْ نَظَّاهَا عَلَيْكَ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَحِجْرِيلٌ

وَصَالِحٌ الْمُؤْمِنِينَ۔ سورہ تحریم آیت ۲۸
 ترجمہ: اگر وہ (بیویاں) آپ سے بھگوتی ہیں تو اللہ آپ کا مددگار
 ہے اور جبریل اور نیکو کار مومنین بھی آپ کے مددگار

ہیں۔

عرض کرتے ہیں اس سے ذرا پہلے آپ کے چہرے پر غضب تھا مگر آپ
 آپ کا چہرہ ہلکتا رہا تھا۔ اور آپ مسکرا رہے تھے اور آپ کے دانت

سلسلہ انوار میں حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے عمر فاروق جب بنی علی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آئے تو آپ کو نہایت درجیدہ پایا کیونکہ ازواج مطہرات نے کچھ مال کا تعاقب کیا تھا جس سے آپ
 کے دل پر بوجھ چھو گیا اور آپ نے ان سے علیحدگی اختیار فرمائی اور مشہور ہو گیا کہ اپنے ازواج کو طلاق
 دے دی ہے۔ اندر بن حالات جب عمر فاروق آپ کے پاس آئے اور آپ کو مخوم دیکھا تو ایسی
 گفتگو شروع کی جس سے آپ کا غم دور ہونے لگا۔ اپنے عرض کیا ہماری عورتیں مکہ میں تھیں تو انہیں
 ہمارا بہت ڈر تھا کیونکہ مکہ والے لوگ عورتوں کو زیادہ بگڑے نہیں دیتے مگر یہ اہل مدینہ عورتوں
 دیتے ہیں ان کی عورتیں اپنے شوہروں پر جبری ہیں نہیں دیکھ کر ہماری عورتیں بھی بگڑنے لگی ہیں۔
 بنی علی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر مسکرا اچھے حضرت عمر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے عرض

مرگیا۔ اس کا بیٹا عبد اللہ (یا عبید اللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اسے کفن دینے کے لیے نبی علیہ السلام سے آپ کی قمیص مانگی اور یہ کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کیلئے آگے بڑھے تو عمر فاروق نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کیا آپ کو تو ان (منافقین) پر دعا کرنے سے روکا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے اختیار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ۔ (سورت توبہ آیت ۳۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ: آپ کی مرضی ہے کہ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں تو بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا۔

آپ نے فرمایا: تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا یہ منافقین ہیں۔ مگر آپ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ تب یہ آیت اتری۔

وَلَا تَقْصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ۔

(آیت)

ترجمہ: آپ ان میں سے کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھیں جو ہمیشہ کے لیے مرچکے ہیں۔ اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔

اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اصحابِ رائے کے سامنے پیش کرتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ جان جاتے تو استنباط (اجتہاد) کرتے ہیں۔
 عمرؓ کہتے ہیں تو میں بھی انہی لوگوں میں ہوں جو استنباط کرتے ہیں۔
 اسے بخاری مسلم اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کوئی دوسرا اور بہتر بھجوانا بنوالیں تو بہتر ہوگا، آپ نے فرمایا۔ میرا دنیا سے کیا تعلق؟ دنیا کی مثال میرے نزدیک ایسے ہے جیسے ایک مسافر گرم دن میں سفر کرتا ہے۔ راستے میں سستانے کے لیے ایک درخت کے سائے میں آرام کرتا ہے اور پھر سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔
 اسے تقفی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

منافقین کی نماز جنازہ کے بارہ میں عمر فاروقؓ کی رائے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی سسلول

مقام حاصل تھا اور سسرہونے کے نلے گھر پر حالات میں گھل کر بات کرنے کا موقع میسر تھا اور یہ کہ آپ مزاج شناس میں رسالت بھی تھے کہ آپ کی گفتگو ہی کچھ ایسی تھی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غم دور کر دیا کیونکہ آپ کی گفتگو احترام۔ وفاداری اور فداکاری ایسے جذبات سے ہمہ گیر تھی ایسے آدمی کے بارے میں اہل تشیع میں سے بعض کا زبان طعن دراز کرنا اور ان کی سیرت کو دلائل ثابت کرنا ناممکن اور سفسٹک ہے

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ وَهُمْ قَاسِقُونَ - (سورۃ توبہ آیت ۱۸)

بعد میں مجھے اس دن کی اپنی جرأت (اور نبی علیہ السلام کے ساتھ اصرار کرنے) پر بڑی حیرانی ہوئی۔
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت انری۔

ان تستغفروا لہم سبعین مرۃ۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ستر سے زائد بار استغفار کرونگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی نماز پڑھا پکے تو عمر بن خطاب نے اعتراض کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا اللہ نے آپ سے فرمایا کہ لا تصل علی احد منہم ان کفار کی نماز نہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا میں نے جنازہ میں اس کے لیے دعا کی ہے؟ میں نے بھی تو نماز جنازہ میں اس کے لیے بددعا کی ہے کہ اللہم املأ قبرہ نارا اذ املأ جوفہ نارا اے اللہ اس کی قبر اور پیٹ کو آگ سے بھر دے!

علامہ کاشانی کی اس عجیب و غریب روایت پر ممتنا تعجب کیا جائے کم ہے اولاً سب مفسرین بشمول سنی و شیعہ کا اتفاق ہے کہ مذکورہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پڑھنے کے بعد نازل ہوئی ثانیاً یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ میں میت کے لیے بددعا کرنا کس قدر حماقت اور سرورِ دوزخ کی گتائی پر محمول ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ان تستغفروا لہم سبعین مرۃ..... کے نزول کے باوجود فرما رہے ہیں کہ میں ستر سے زائد مرتبہ استغفار کروں گا تا آنکہ مجھے روک نہ دیا جائے اور شیعہ مولوی یہ کہتے کہ آپ نے بددعا کی تھی کس قدر حماقت ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا۔ عبد اللہ بن ابی بن رسول مر گیا۔ اس کی نماز جنازہ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیا گیا۔ آپ جب نماز پڑھانے لگے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس منافق کی نماز پڑھائیں گے جس نے فلاں دن یہ کہا تھا فلاں دن یہ کہا تھا! میں نے کئی مواقع گنوائے تو آپ تے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ عمر! تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں نے پھر اصرار کیا تو آپ فرمانے لگے مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ کفار کے لیے استغفار کروں یا نہ کروں۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ ستر سے زیادہ بار استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی۔ تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے نماز پڑھوا دی۔ اس کے بعد تھوڑی دیر نہ گزری کہ سورۃ توبہ کی یہ آیت نازل ہو گئی۔

سہ مرزا محمد تقی شیعہ نے اس جگہ عجیب محکمہ تیزی کی ہے اس نے مانع التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۳۷۳ میں یہ تو لکھ لیا ہے کہ حبیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی منافق کی نماز پڑھانا چاہی تو عمر بن خطاب نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ وگفت یا رسول اللہ! ہر کافر سے دشمنی ہے چوں عبد اللہ نماز میں آری و صفات زشتہ اور آچہ میدانت لفتے شمر د یعنی عمر نے کہا اے رسول خدا عبد اللہ جیسے کافر و مشرک پر نماز پڑھیں گے اور اس کی ناستودہ صفات گنوائے شروع کریں؟

مگر اس کے بعد مزید کوئی لفظ اپنی طرف سے لکھ بغیر مرزا تقی نے عبد اللہ بن ابی کی موت پر نازل ہوئی والی چند آیات جن میں سے لا فصل علی احذہم بھی ہے لکھ دی ہیں مگر مرزا صاحب کی قلم کو اتنا بارانہ تھا کہ یہ لفظ لکھتے عمر بن خطاب کی اس درخواست پر یہ آیت نازل ہو گئی۔

جگہ مشہور شیعہ مفسر علامہ فیض کاشانی نے تو تفسیر صافی میں اس جگہ حد کر دی ہے اس کا کہنا ہے جب

- ۲۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ! اگر آپ اپنی ازواج کو پردہ کا حکم دیں (تو بہتر ہو) کیونکہ آپ کے گھر ہر گس و ناگس کا داخلہ رہتا ہے۔
- ۳۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے کہا آپ لوگ نبی علیہ السلام کو کچھ نہ کہیں۔ ورنہ اللہ اپنے نبی کو آپ لوگوں سے بہتر ازواج دیدیگا تو یہ آیات انزائیں۔

وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّی۔

وَ اِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ
عَسَىٰ رَٰقِبًا اِنَّ طَلَقْتَنَ اَنْ یُّبَدِّلَ اَزْوَاجًا خَیْرًا
مِّنْکُنَّ۔

- ۴۔ یونہی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَظْفًا
فِی قَرَارٍ مَّكِیْنٍ۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ
مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا مَا فَلَکُنَا الْعِظَامَ لِحْمًا ثُمَّ اَنْشَأْنَاهُ
خَلْقًا اٰخَرَ۔

(سورہ مومنون آیت ۱۲)

ترجمہ : ہم نے انسان کو چینی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اسے پانی کی ایک بوند بنایا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔ پھر ہم نے نطفہ کو خون کا ٹوٹھرا بنایا۔ پھر ٹوٹھرے سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ہم نے اس بوٹی میں ہڈی پیدا کی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر ایک نئی مخلوق پیدا کر دی۔
تو میں (عمر فاروق) یہ سن کر بول اٹھا۔

شاید ان کی مغفرت ہو جائے اور ساتھ ہی آپ نے استغفار شروع کر دی
 عمر فاروق نے کہا قسم بخدا۔ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ انہیں نہیں
 بخشتے گا تو ساتھ ہی فوراً یہ آیت اتر آئی۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔

(سورۃ منافقون آیت ۷)

ترجمہ: برابر ہے کہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ انہیں ہرگز
 نہیں بخشتے گا۔

اسے نبوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

اس روایت پر عمر فاروق کی رائے سے قرآن کی موافقت کی ایک اور
 بات نکل آئی۔

عمر فاروق کی زبان پر ختبارك الله احسن الخالقين اتر

حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا ۔
 میں نے چار مواقع پر اپنے رب کی مرضی کے موافق بات کی ہے ۔
 ۱۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا
 لیں (تو بہتر ہو)۔

عمر فاروق کی زبان پر سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ اُترا

حدیث

جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروقؓ سے مشورہ کیا، عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! سیدہ کا نکاح آپ سے کس نے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ عمر فاروق نے کہا تو کیا اللہ نے اس بارہ میں آپ سے دھوکہ کیا تھا؟ اور ساتھ ہی انہوں نے کہا!

سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

۱) اللہ تو پاک ہے اس سے کہ اپنے نبی سے دھوکہ کرے یہ

تہمت بہت بڑا بہتان ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے عمر فاروق کی زبان پر یہی الفاظ من وعن اتار دیئے اور یوں ہمیں عمر فاروق کی زبان پر قرآن کی سات آیات ملیں جو تمام کی تمام مشہور ہیں سوائے ان تین کے۔

۱۔ سِوَاءَ عَلَيْهِمْ اسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ

۲۔ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

۳۔ سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

یہ حدیث ایک انصاری صحابی نے روایت کی ہے۔

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

(یعنی پھر تو اللہ کتنا ہی بہترین خالق ہے برکتوں والا)

میں نے یہ الفاظ بولے تو اللہ نے یہ الفاظ بھی آیت مذکورہ کے آخر میں اتار دیئے۔

اسے واحدی نے اسباب النزول میں اور ابوالفرج نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک روایت میں ہے (عمر فاروق کے مذکورہ الفاظ کہنے پر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! تم قرآن کے ساتھ نئے الفاظ کی زیادتی کر رہے ہو تو فوراً ہی جبریل امین یہی الفاظ لے کر اتر آئے اور کہا یہ آیت انہی الفاظ کے ملانے سے ہی تمام ہو گئی۔

اسے بغوی فضائل میں اور سبحاوندی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا

ہے۔

تشریح :

عبداللہ بن ابی سرح کے بارہ میں بھی یہی الفاظ مروی ہیں کہ اس نے فَتَبَارَكَ اللَّهُ الْخَيْرُ الْمُنْبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے لکھوانے سے قبل لکھ دیا۔ کیونکہ یہ نبی علیہ السلام کا کاتب تھا۔ اور کہنے لگا مجھ پر بھی آپ کی طرح وحی آتی ہے۔ اور وہ مرتد ہو گیا۔ تاہم روایات میں ہے کہ وہ بعد میں اسلام لے آیا عمر فاروق نے اسے (مصر کا) گورنر بنایا یہ بات عبداللہ مذکور کے مناقب میں بیان کی جائے گی۔

حدیث

ایک روایت میں ہے یہ سن کر عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ میں بھی یہی کچھ کہنے کے لیے آپ کے پاس آ رہا تھا، مگر اللہ لطیف و خبیر نے مجھ سے پہلے خبر انار دی۔

اسے ابو الفرج ابن جوزی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک روایت میں ہے۔ عمر فاروق نبی علیہ السلام کے پاس آئے تو پہلے سے حضرت جبریل وحی لاپچکے تھے۔ جو نبی علیہ السلام نے انہیں پڑھ کر سنائی۔ اور فرمایا اے عمر! اللہ نے تیری زبان کے مطابق قرآن اتارا ہے۔ حضرت عمر کہتے ہیں اس وقت میں نے اپنا ا بیان تپھروں سے بھی زیادہ مضبوط سمجھا۔

شراب کی حرمت عمر فاروق کی رائے پر

حدیث

عمر فاروق کو بڑی چاہت تھی کہ شراب حرام قرار دی جائے۔ اس لیے آپ دعا کرتے تھے اے اللہ! ہمارے لیے شراب کا مسند واضح فرما۔ یہ نقل اور مال کو تباہ کر دیتی ہے۔ جس پر یہ آیت انری۔

يَسْتَكْوُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ

قل من کان عدواً لجبریل کا نزول آپ کی رائے پر

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق یہود کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تواریات اتاری ہے۔ کیا تم اپنی کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں دیکھتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہاں! دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم ان کی اتباع کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگے دراصل اللہ نے ہر نبی کے ساتھ نگہدار فرشتہ رکھا ہوتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نگہدار فرشتہ جبریل ہے۔ جو ہمارا دشمن ہے۔ جب کہ میکائیل ہمارا دوست ہے۔ اگر میکائیل آپ کے ساتھ ہوتا تو ہم ضرور اتباع کر لیتے۔ عمر فاروق نے کہا۔ میں گو اہی دیتا ہوں کہ میکائیل کے دوستوں سے جبریل دشمنی نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی ان کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ اتنے میں وہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزرے۔ یہود نے کہا عمر! دیکھو وہ تمہارے ساتھی (نبی علیہ السلام) جا رہے ہیں۔ تو عمر اٹھ کر آپ کے پاس آئے۔ جبکہ یہ آیت آپ پر نازل ہو چکی تھی۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

(سورۃ بقرہ آیت ۹۷ پانچواں)

ترجمہ: فرمادیں اے نبی! جبریل کا دشمن کون ہے؟ وہ تو آپ کے دل پر اللہ کے اذن سے وحی اتارتا ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

یہ آیہ اترنے پر آپ نے عمر فاروق کو بلایا اور آیت سنائی۔ تو عمر فاروق نے کہا اب بات مکمل ہوئی۔
اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

۱۔ بعینہ اسی طرح تاریخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۵۶ میں ہے کہ پہلے پہل یسٹلوانک عن الخمر والمیسر ... نازل ہوئی تو عمر بن الخطاب بعد از امغانے این کلمات گفت اللهم بین لنا بینا نأشاق فی الخمر عمر فاروق نے یہ آیت سن کر کہا اے اللہ شراب کے بارے میں واضح حکم عطا فرما۔

چنانچہ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف کے گھر ایک بار صحابہ کی دعوت تھی، کھانا کھانے کے بعد ایک صحابی نے سورہ کافرون کو یوں پڑھنا شروع کیا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون السخ تو فوراً یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ انتم سکاری اے مومنوں نشے میں نماز نہ پڑھو۔

چند دن شراب نوشی کے سبب مسلمانوں میں ایک جھگڑا پیدا ہوا تو عمر خطاب ہم دست برداشت و گفت اللهم بین لنا فی الخمر بینا نأشاق فی الخمر عمر فاروق نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ شراب کے متعلق واضح بیان عطا فرما کہ اب تو شراب نے جھگڑے پیدا کرنے شروع کر دیے میں تو فوراً یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا انہا الخمر والمیسر الخ۔

آخر میں تاریخ التواریخ کے یہ الفاظ ہیں، مع القصہ عمر بن الخطاب چون این کلمات شنید گفت انتہیایا ربنا یعنی جب عمر بن خطاب نے یہ آیت سنی تو کہا اے پروردگار اب ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔

اسی طرح بحار الانوار جلد ۲ ص ۱۲۸ میں بھی اس کا خلاصہ موجود ہے۔

اے شیعہ حضرات! اپنے ایمان کو جھنجھڑیے، دیکھیے عمر فاروق کی رائے کا اللہ اور اس کے محبوب کے ہاں کس قدر مقام ہے ایسے انسان کے متعلق تمہاری بدکلامی عذاب خداوندی کی دعوت دینے کے مترادف ہے یا نہیں؟

كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِنَّهُمْ مَا اكْبُرُوا مِنْ نَفْعِهِمَا

(سورۃ بقرۃ آیت ۲۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ: شراب اور جوئے کے بارہ میں لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں مگر گناہ فائدوں سے بہت بڑا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو بلایا، اور یہ آیت پڑھ کر سنائی مگر انہوں نے مزید وضاحت کی ضرورت محسوس کی تو یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ

(سورۃ خسار آیت ۹۱ پارہ ۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ۔ جب کہ تم نشے میں ہو۔

نبی علیہ السلام نے عمر فاروق کو بلا کر یہ آیت سنائی انہوں نے پھر عرض کیا اے اللہ! ہمیں شراب کے بارہ میں ثانی بیان عطا فرما۔ تو پھر یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ
وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ۔

(سورۃ مائدہ آیت ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور پان سے شیطاں کا ناپاک عمل میں ان سے بچ جاؤ تاکہ تمہیں کامیابی ہو۔

وہ تنہا رہے پاس تین اوقات میں اجازت لے کر آیا کریں۔ نماز
نجر سے پہلے۔ اور جب تم ٹھہر کے وقت کپڑے اتار دیتے ہو اور
نماز عشاء کے بعد۔

اسے ابو الفرج نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یہ حدیث صاحب الفضائل (بنو ی) نے بھی روایت کی ہے۔ جس کے
الفاظ یہ ہیں کہ عمر فاروق نبی صلیہ السلام کے گھر آئے آپ سو رہے تھے اور
بدن کے کچھ حصہ پر کپڑا تھیں تھا۔ تو عمرؓ بولے۔ اے اللہ! نیند کے وقت ہمیں
گھروں میں آنے جانے سے روک دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ثَلَاثًا الْاَوَّلَىٰ ثُمَّ ثَلَاثًا الْاٰخِرَىٰ

آیت آپ کی راتے پر نازل ہوئی

حدیث

مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

ثَلَاثًا مِنَ الْاَوَّلَيْنَ وَ قَلِيلًا مِنَ الْاٰخِرَيْنَ

(سورہ واقعہ آیت ۱۳)

ترجمہ: پہلے لوگوں (صحابہ) کا ایک بڑا گروہ (جنت میں جائیگا) اور کچھوں

میں سے تھوڑے سے آدمی (جنت میں جائیں گے)

یہ سن کر عمر فاروق رو پڑے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم

تشریح :

واحدی کے بقول یہ آیت عمر فاروقؓ سے معاذ بن جبلؓ اور بعض دیگر انصار صحابہ کے بارہ میں اتری۔ جنہوں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ ! یہ شراب عقل ضائع کرتی اور مال تباہ کر دیتی ہے۔

عمر فاروقؓ کی رائے پر غلاموں کو گھروں میں اجازت لیکر
داخل ہونے کا حکم ہوا

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام کو دو پہر کے وقت عمر فاروقؓ کی طرف بلانے کے لیے بھیجا۔ عمر آئے مگر آپ کے گھر کوئی نامناسب حال دیکھا۔ تو عرض کیا یا رسول اللہ ! میری نمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اجازت لیکر گھروں میں آنے کے بارے میں امر و نہی سے نواز دے تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيُتَآذَنَ لَكُمْ الَّذِينَ فِي مَمْلَكَتِكُمْ
وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَحِينَ
تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَوةِ الْعِشَاءِ
(سورہ نور آیت ۵۸ پارہ ۱۸)

ترجمہ : اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور کچھ دار عزیزوں کو چاہیے کہ

اب نبلاؤ (زمین و آسمان میں تو جنت سما گئی) جہنم کہاں جائے گی؛ صحابہ کرام کو اس کا جواب نہ آیا تو عمر فاروقؓ فرمایا: جب دن طلوع ہوتا ہے۔ تو زمین و آسمان کو گھیر لیتا ہے یا نہیں؟ یہودی نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو پھر رات کہاں گئی؟ وہ کہنے لگا۔ جہاں اللہ نے چاہا چلی گئی۔ آپ نے فرمایا تو روزِ زح بھی جہاں اللہ چاہے گا چلی جائے گی۔ یہودی کہنے لگا۔ ٹھہرے خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تو رات میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

اسے خلعی نے اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت کعب الاحبار نے ایک روز کہا آسمان والا بادشاہ زمین والے بادشاہوں پر عذاب ڈالتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ مگر اس بادشاہ پر عذاب نہ آنے لگا۔ جس نے اپنا محاسبہ کر لیا ہو۔ کعبؓ نے کہا۔ مجھے قسم ہے خدا کی۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تو رات میں بھی بالکل ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر عمر فاروقؓ بارگاہِ خدا میں سجدہ ریز ہو گئے۔

تشریح :

یہاں تک کہ ایسے مواقع بیان ہو چکے ہیں جن میں اللہ کا کلام عمر فاروقؓ کی رائے کے مطابق ٹھہرا۔ جن میں پندرہ مقامات پر عمر فاروقؓ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ۔ من وعن آیت بن کر اتر آئے اور چار جگہ لغوی طور پر آپ کی بات کی تصدیق کی گئی۔ اور دو مقامات پر آپ کا کلام تو رات کے موافق نکلا۔

(یعنی ہمارے پیچھے مسلمان بھائی) اللہ کے رسول پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی۔ پھر بھی بہت تھوڑے ہی نجات پاسکے؛ تو اللہ نے یہ آیت اتار دی۔

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ۔

(سورۃ واقعہ آیت ۴)

ترجمہ: پہلوں کا ایک بڑا گروہ اور پچھلوں کا بھی ایک بڑا گروہ جنت میں جائے گا۔

پناہ منجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروقؓ کو بلا کر فرمایا۔ عمر! اللہ نے تیری دعا قبول فرماتے ہوئے پچھلوں کا بھی ایک بڑا گروہ کہہ دیا ہے۔

عمر فاروقؓ کے بعض ارشادات تورات کی آیات سے
ماثل واقع ہوئے

حدیث

طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عمر فاروقؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ تمہارے قرآن میں لکھا ہے کہ۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ

وَالْأَرْضُ أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ - سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳

ترجمہ: اور جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین جتنی ہے، اسے پرہیزگاروں کیلئے تیار کیا گیا ہے۔

اللہ نے عمر فاروق کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔
اسے ابو حاتم احمد بن حنبل اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی
نے اسے حدیث صحیح قرار دیا ہے۔ جب کہ ابو حاتم نے یہ حدیث ابن عمر سے
بھی روایت کیا ہے۔

تشریح :

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عمر حق کہتا ہے خواہ وہ بات کڑی ہو
اسے قلمی نے روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے حق عمر کی زبان پر ہے
اور وہ حق ہی کہتا ہے۔ یہ روایت مخلص نے روایت کی ہے۔ جب کہ ایک
روایت میں ہے اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق نازل فرما دیا ہے۔
اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح مناقب اربعہ کے
باب میں ترمذی کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عمر پر رحم کرے۔ وہ حق کہتا ہے خواہ وہ کڑوا ہو۔
خواہ کوئی سانحہ اس کے ساتھ نہ ہو۔

حدیث :-

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں۔ میرے بعد عمر جہاں بھی ہو حق
اس کے ساتھ ہوگا۔
اسے بغوی نے معجم اور فضائل میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۳۱

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جب بھی کسی بات پر گفتگو کی اور دوسروں نے کچھ اور عمر فاروق نے کچھ اور کہا۔ تو ایسی ہر جگہ اللہ نے حضرت عمرؓ کی رائے پر ہی قرآن اتارا۔ اسے ابن درکان اور سعدان بن نصر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کی باتوں کی تصدیق اللہ کا قرآن کیا کرتا تھا۔ آپ ہی فرماتے ہیں کہ صحابہ یہ تسلیم کیا کرتے تھے کہ قرآن میں عمر فاروقؓ کا کافی سارا کلام ہے۔ اور آپ کی رائے قرآن میں ثبت ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۶

فرمان نبیؐ۔ اللہ نے عمر فاروقؓ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا اور میرے بعد حق آپ کے ساتھ ہوگا

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا!

إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ وَفِي قَلْبِهِ

خصوصیت نمبر ۸

آپ کی بہیت اور آپ سے شیطان کا فرار

حدیث :-

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن اس وقت آئے جب کچھ قریشی عورتیں آپ سے سوالات کر رہی اور زور زور سے بول رہی تھیں۔ وہ عورتیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کو سنتے ہی دباک لگئیں اور انہوں نے خاموشی سا دھلی۔ نبی صلیہ السلام مسکرا دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے تمہیں خوف آتا ہے۔ نبی صلیہ السلام سے نہیں آتا! نبی صلیہ السلام نے فرمایا۔ اے عمر!

يَا عُمَرُ مَا لَقِيكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ
فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ۔

جس راستے پر چلتے ہوئے تمہیں شیطان دیکھ لیگا۔ وہ اس راستے کو پھوڑ دیگا۔

اسے نسائی اور ابوحاتم نے اور ابوالقاسم نے موافقات میں روایت

کیا ہے۔

تشریح :

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے عمر! میرے قریب آ جاؤ۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ حتیٰ میرے بعد تمہارے ساتھ ہو گا۔ اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں سمرقندی نے بھی اسے روایت کرتے ہوئے چند الفاظ کی زیادتی کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے کوئی بات کہی جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور مذکورہ بات ارشاد فرمائی۔

خصوصیت نمبر ۱

عمرؓ کی زبان پر فرشتہ (سکینہ) بولتا ہے

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑی تعداد میں تھے مگر ہم سب کا یہی خیال تھا کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں اور ابوالفرج نے محبت الصحابہ میں روایت کیا ہے۔

آوازیں سنیں۔ نبی علیہ السلام نے اٹھ کر دیکھا تو ایک حبشی لڑکی رقص کر رہی تھی اور بچے اس کے گرد شور مچا رہے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ! آؤ دیکھو! توئیں آئی اور اپنی ٹھوڑی نبی علیہ السلام کے کندھے پر رکھ کر آپ کے کندھے اور سر کے درمیان سے دیکھنے لگی۔ آپ نے کئی بار فرمایا۔ تم ابھی سیر نہیں ہوئیں؟ اور میں ہر بار ”نہیں“ میں جواب دے دینی تاکہ معلوم کر سکوں کہ آپ میری بات کہاں تک برداشت کرتے ہیں اور آپ کے ہاں میرا مقام کیا ہے۔ ناگاہ بازار میں عمرؓ آ گئے۔ اتنے میں ہی سب لوگ بھاگ گئے۔ اور وہ لڑکی اکیسی رہ گئی۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ انسانی اور جناتی شیطان عمرؓ سے بھاگ جاتے ہیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث صحیح غریب قرار دیا۔

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک جنگ سے

۱۔ اس حدیث میں لفظ حبشیہ کے تحت شارحین نے جاریۃ حبشیہ۔ (حبشی لڑکی) لکھا ہے چونکہ لغت عرب میں نابالغ بچی کو بھی جاریہ کہتے ہیں اس لیے بہت ممکن ہے کہ بازار میں کودنے پھلانگنے والی ایک حبشہ بچی تھی اور دیکھ بچے بھی اس کے گرد جمع ہو کر کھیل دیکھ رہے تھے گو بچوں کی کھیل تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہؓ کو دکھائی چونکہ عمر فاروقؓ کی سخت گیری اور سب سے سب لوگ ڈرتے تھے اس سے آپ کو دیکھتے ہی سب بچے اور بڑے وہاں سے ہٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مناسبت سے مطلقاً حقیقت بیان فرمائی کہ عمرؓ سے سب شیاطین بھاگتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان بچی کا کوڑا پھلانگنا سراسر گناہ اور شیطانی عمل تھا۔

حدیث ۱۲

ایک روایت میں ہے کہ جب عمر فاروقؓ نے اندر آنے کی اجازت پہنچی تو ہم (عورتیں) فوراً اٹھ کر پردہ کے پیچھے ہو گئیں۔ عمرؓ اندر آئے تو نبی علیہ السلام مسکرا رہے تھے۔ عمرؓ نے استفسار کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا: مجھے ان عورتوں (ازواج) پر تعجب ہے۔ جو میرے پاس تھیں۔ تمہاری آواز سن کر پردہ کے پیچھے ہو گئیں۔ عمرؓ بولے۔ اے اپنے نفس کی دشمنو! مجھ سے تمہیں خوف ہے۔ نبی علیہ السلام سے نہیں ہے؟ کہنے لگیں ہاں۔ آپ نبی علیہ السلام سے زیادہ سخت مزاح ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! مجھے اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے شیطان کبھی تمہیں گمراہ نہیں کر سکتا۔

اسے احمد اور بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ ہم صحابہ سمجھتے تھے کہ عمرؓ کو بہکانے سے شیطان ڈرتا ہے۔

ہر انسانی یا جتنا شیطان عمر سے بھاگتا ہے

حدیث

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ اچانک ہم نے بازار سے شور و غوغا کی اور بچوں کی

ہمد کیا ہے۔ اگر میں نے نبی علیہ السلام کو امن میں دیکھا تو ان کے سر پر دف بجاؤنگی۔ سیدہ فرماتی ہیں۔ اس کی یہ بات ہے۔ نبی علیہ السلام تک میں نے پہنچائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسے کہو اپنی بات پوری کرے۔ تو وہ آپ کے سر کے قریب دف کوٹنے لگی۔ ابھی اس نے دو یا تین ضربیں ہی لگائی ہوئی، کہ عمر فاروقؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو دف اس کے ہاتھ سے نیچے جا پڑی۔ اور وہ بھاگ کر پردہ کے پیچھے ہو گئی۔ (سیدہ) عائشہؓ نے اسے کہا تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے عمرؓ کی آواز سنی ہے۔ اور خوفزدہ ہو گئی ہوں؛ نبی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَفْتَرُ مِنْ حِسِّ جَحْمَرَ۔ شیطان عمرؓ کی آہٹ سے بھی خوف کھاتا ہے۔ اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عمر! میں سمجھتا ہوں کہ شیطان تم سے فرار کرتا ہے۔ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ہم صحابہؓ سمجھا کرتے تھے کہ شیطان عمرؓ کو گناہ کی طرف بلانے سے ڈرتا ہے۔ اسے بھی ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

حدیث ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی علیہ السلام کے پاس خنزیرہ (ایک قسم کا لعاب) پکا کر لائی (ام المؤمنین سیدہ) سودہؓ

اس حدیث میں بھی جلالیہ سودہؓ آیا ہے۔ لہذا یہی معنی کیا جائے گا جو ما قبل والی حدیث کے تحت ہم نے بیان کیا ہے۔ اور عمر فاروقؓ کو دیکھ کر ٹلک کا دف کو چھپا لینا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ”شیطان تم سے خوف کھاتا ہے“ کہ مفہوم بھی حسب سابق ہے۔

واپس آئے تو ایک کاے رنگ کی لڑکی آکر کہنے لگی۔ یا رسول اللہ! میں نے نذرمانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو سلامتی سے واپس لائے گا۔ تو میں آپ کے سامنے دف بجائوں گی اور گائوں گی۔ آپ نے فرمایا، اگر تم نے نذرمانی ہے تو بجا لو نہیں تو رہنے دو۔ تو وہ دف بجانے لگی۔ اتنے میں ابو بکر آگئے وہ دف بجاتی رہی۔ پھر علیؓ اور پھر عثمانؓ آئے مگر وہ برابر غوڑب رہی۔ اچانک عمرؓ آپہنچے۔ اس نے فوراً دف نیچے رکھی اور خود اس کے اوپر بیٹھ گئی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عمرؓ! شیطان آپ سے خوف کھاتا ہے۔ میں بیٹھا تھا یہ بجاتی رہی۔ ابو بکر آئے پھر علیؓ آئے اور عثمانؓ آئے اور یہ بجاتی رہی۔ تمہارا آنا ہی تھا کہ اس نے دف روک لی۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور حدیث حسن صحیح غریب قرار دیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نبی علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی۔ یا رسول اللہ! میں نے اللہ سے

۱۔ اس حدیث میں البتہ امرأۃ من الانصار۔ (ایک انصاری عورت) کا تذکرہ ہے مگر اس حدیث میں بھی کوئی اشکال نہیں کیونکہ چند امور اس کے تحت قابل ذکر ہیں ۱۔ وہ عورت نذر پوری کر رہی تھی ۲۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا مرد وہاں نہ تھا اور آپ امت کے لیے باپ ہیں۔ ۳۔ وہ عورت جو اشار پڑھ رہی تھی وہ غرض حمد و نعت پر مشتمل تھی۔

اسی لیے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ اس کے تحت اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا عورت کا غنا اگر موجب فتنہ نہ ہو تو جائز ہے

خصوصیت نمبر ۹

عمر فاروقؓ نے ایک جن سے کشتی لڑی اور اسے بچھاڑ دیا
حدیث -

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا ایک صحابی کسی جن سے ملا۔ اس سے کشتی کی اور اسے گرا دیا۔ جن بولا پھر لڑو۔ وہ پھر لڑا اور غالب آگیا۔ اور جن سے کہنے لگا۔ تم بڑے لاغر اور کمزور ہو تمہاری کلاٹیاں گتے جیسی ہیں۔ کیا تم سارے جن ایسے ہوتے ہو یا اکیلا تو ہی ایسا ہے؟ وہ کہنے لگا۔ قسم بخدا میں ان میں سے موٹا تازہ ہوں۔ ایک بار پھر کشتی کر دی گئی تھی۔ اگر اب بھی تم غالب آگئے تو میں تمہیں ایک بات بتا جاؤنگا۔ جو تمہیں فائدہ دیتی رہے گی۔ چنانچہ اس صحابی نے جن کو تیسری بار بھی بچھاڑ دیا۔ اور کہا بتاؤ کیا بتانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا تمہیں آیت الکرسی آتی ہے؟ صحابی نے کہا ہاں! جن کہنے لگا۔ اگر تم رات کو کسی گھر میں آیت الکرسی پڑھ دو تو صبح تک کوئی شیطان جن و ملہاں داخل نہیں ہو سکے گا۔

یہ بات سن کر کسی نے عبداللہ بن مسعود سے پوچھا۔ وہ صحابی کون تھا۔ کہیں عمرؓ تو نہیں تھا؟ انہوں نے کہا عمرؓ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟

لے یہ حدیث دلائل النبوة ابی نعیم جلد ۱ ص ۱۱۱ میں موجود ہے۔

یہاں باطل معنی اخلاف حق نہیں کیونکہ اسود بن ربیع اللہ کی حمد و ثناء ہی کہہ۔

رہے تھے جو میں حق ہے تاہم وہ اشعار نفی اور اشعار از روئے جنس کے ایک ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ نے انہیں روک دیا۔

میرے اور نبی علیہ السلام کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے ان سے کہا کھائیں! انہوں نے انکار کیا۔ میں نے کہا کھا لو ورنہ میں اسے تمہارے پیہرے پر مار دوں گی۔ انہوں نے پھر انکار کیا۔ تو میں نے ہنزیہ سے ہاتھ بھرا اور ان کے پیہرے پر مل دیا۔ انہوں نے اسی طرح میرے پیہرے پر مل دیا۔ نبی علیہ السلام مسکرا پڑے۔ اور اپنا ران اٹھاتے ہوئے سودہؓ سے کہا اس کے (میرے) پیہرے پر (اور) مل۔ انہوں نے اور مل دیا۔ نبی علیہ السلام مسکرا پڑے۔ اتنے میں عمرؓ نے (اپنے بیٹے یا کسی اور کو بازار میں) آواز دی۔ اے عبد اللہ! اے عبد اللہ! نبی علیہ السلام نے سمجھا کہ عمرؓ اندر آنے ولے ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا۔ اٹھو اپنا منہ دھو لو۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں۔ تب سے میرے دل میں عمرؓ کی ہیبت بیٹھ گئی۔ جب سے میں نے نبی علیہ السلام کو آپ کا لحاظ رکھتے ہوئے دیکھا۔

اسے ابن عیینہ نے اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۴۴

ابو یعلیٰ افسے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ مبتلا ایک عورت کے قریب سے گزرے جب کہ وہ طواف کعبہ میں مشغول تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ کی بندی! اگر تم گھر میں ٹھہرتیں تو اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ ہوتی۔ کہتے ہیں وہ عورت گھر میں بیٹھ گئی۔ اس کے بعد ایک شخص اس کے ہاں آیا۔ اور کہا جس نے (عمرؓ نے) تمہیں روکا تھا وہ فوت ہو گیا ہے۔ اب تم جا کر طواف کر سکتی ہو۔ وہ کہنے لگی۔ قسم بخدا میں یہ نہیں کر سکتی کہ عمرؓ کی زندگی میں اس کی اطاعت اور موت کے بعد مخالفت کروں۔

اسے بصری نے انس بن مالکؓ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۱۲

جنگ احد میں ابوسفیان کو جواب دینے کیلئے نبی علیہ السلام
نے آپ ہی کو حکم دیا

حدیث

ابن اسحاق کا کہنا ہے۔ جب ابوسفیان نے احد سے پلٹنے کا ارادہ کیا تو وہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر بولا۔ جنگ ایک کھیل ہے۔ (جس میں ہار بھی ہے اور جیت بھی) دن کا بدلہ دن ہے۔ یعنی تم نے بدر میں ہمارے ستر آدمی مارے آج ہم نے تمہارے ستر آدمی مار دیئے۔ ہیل ابت) کا نام بلند رہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمر! اٹھ کر اسے جواب دو۔ تو انہوں نے اٹھ کر کہا۔ صرف اللہ سب سے بلند اور بزرگ ہے اور کوئی نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے دوزخ میں۔ جب عمرؓ جواب دے چکے تو ابوسفیان نے کہا۔ عمرؓ! ادھر آؤ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جاؤ سنو کیا کہتا ہے۔ عمرؓ اس کے پاس گئے تو وہ بولا۔ تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں عمر! بتاؤ۔ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم نے ختم کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ قسم بخدا نہیں، بلکہ وہ اس وقت تیری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یقیناً تم میرے نزدیک ابن قثم سے زیادہ سچے ہو۔ جس نے مجھے کہا ہے کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔

خصوصیت نمبر

فرمان رسول ﷺ کو ہر نامناسب بات سے نفرت ہے
حدیث

اسود بن ربیعؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے (اشعار میں) اللہ کی عظمتوں اور تقدیرات سے اس کی حمد کہی ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ تمہارا رب مدح کو پسند کرتا ہے۔ جو تم نے لکھا ہے پیش کر دو! تو میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک شخص نے اندر آنا چاہا۔ جو گندم گوں رنگت والا لہبا اور مضبوط توانا تھا۔ نبی علیہ السلام نے مجھے خاموش کرادیا۔ ابو سلمہ کہتے ہیں آپ نے اسے یوں خاموش کرایا جیسے بلی کو بھگایا جاتا ہے، تو وہ شخص اندر آیا چند باتیں کی اور واپس ہو گیا، میں پھر بڑھنے لگا۔ تو وہ شخص دوبارہ آگیا۔ آپ نے مجھے پھر چپ کرادیا۔ میں نے عرض کیا یہ کون ہے۔ جس کے آنے پر آپ مجھے خاموش کرادیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ عمرؓ ہے۔ جو باطل (جنس کی کوئی) شئی پسند نہیں رکھتا۔ اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت نمبر

امر خداوندی کی بجا آوری میں عمر جیسا پختہ انسان اس امت میں نہیں
حدیث

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بارہ میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت گیر عمرؓ ہے۔
اسے مصابیح حسان میں روایت کیا گیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں روز احد نبی صلیہ السلام اپنے صحابہ کی جماعت سمیت ایک گھاٹی میں تھے۔ جب کہ قریش کا ایک ٹولہ اس پہاڑ کے اوپر چڑھا ہوا

ترجمہ: ابوسفیان نے احد سے واپس جاتے ہوئے یہ چاہتے ہوئے کہ غیر صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کرے پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہو کر آواز دی اے انی القوم محمدیہ کیا لوگوں میں محمد موجود ہے؟ حضور نے فرمایا اس کا جواب نہ دو، اس نے پھر کہا کیا لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) موجود ہے؟ آپ نے پھر فرمایا خاموش رہو ابوسفیان نے کہا کیا قوم میں ابن خطاب موجود ہے؟ آپ نے پھر فرمایا کوئی بات نہ کرو جب ابوسفیان نے کوئی جواب نہ پایا تو اپنے لوگوں سے کہنے لگا جن افراد کا میں نے نام لیا ہے یہ تو قتل ہو چکے ہیں اس کی یہ بات سن کر ابن خطاب کی قوت برداشت جواب دے گئی پیمانہ صبر سبز نہ ہو گیا اور انہوں نے پکار کر کہا اودشمن خدا و رسول! تو نے جھوٹ کہا ہے خدا نے ہم سب کو تیرا نقصان کرنے کے لیے زندہ رکھا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں مرزا محمد تقی شیعہ نے یہ واقعہ صرف اس لیے پیش کیا ہے تاکہ بتلا سکے کہ عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر کہ ابوسفیان کا جواب نہ دو، پھر بھی جواب دیا لہذا وہ نافرمان تھے مگر اللہ کے بندے کو یہ خبر نہیں کہ اس واقعہ میں حضرت عمر کی صرف خوبی ہی ظاہر ہوتی ہے برائی ہرگز نہیں نافرمانی اور حکم عدولی و وجہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ اولاً: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ابوسفیان کے سوال کا جواب نہ دو چنانچہ حضرت عمر سمیت کسی نے بھی اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا مگر جب اس نے کہا کہ کوئی یتیموں کو قتل ہو گئے ہیں تب حضرت عمر نے بے تابانہ اسے جواب دیا، ثانیاً خود مرزا صاحب کے الفاظ میں، طاقت و تاب از سر خطاب برقت حضرت عمر کی قوت برداشت جواب دے گئی، گویا وہ اس وقت شدت جذبات سے مغلوب ہو گئے تھے، ایسے میں انسان یقیناً معذور ہوتا ہے۔

اود دشمن خدا و رسول - ہم سب زندہ ہیں

حدیث :

ایک سہ روایت میں ہے کہ ابوسفیان ایک جگہ اونچا کھڑا ہو کر پکارا سارے مسلمانو! کیا اس وقت تمہارے اندر عہد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے جواب نہ دو۔ اس نے دوبارہ پھر یہی سوال دہرایا۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ کیا ابن ابی قحافہ (ابوبکر) تم میں ہے۔ تین بار اس نے یہی سوال کیا مگر کوئی نہ بولا۔ ابوسفیان نے پھر کہا۔ کیا ابن خطاب ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ ان تینوں سے تو ہمارا بیچھا پھوٹا۔ عمر یہ سن کر ضبط نہ کر سکے اور بول اٹھے۔ اود خدا کے دشمن! یہ دیکھ نبی علیہ السلام اور ابوبکر اور میں۔ ہم سب زندہ ہیں۔ وہ کہنے لگا دن کے بدلے دن ہے۔ پھر وہی کچھ کہا جو ابھی بیچھے گزرا ہے۔

اے حضرت عمرؓ کے اس فاروقی جلال اور غیرت ایمانی کے منہ بولے ثبوت پر مشتمل واقعہ کو شیعوں کی معتبر تاریخ ناصح التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۳۷۰ نے بھی اپنے اندر جگہ دی ہے۔ اضافہ یہ ہیں۔

ابوسفیان خواست بداند کہ حال پیغمبر چیست؟ پس پہلے جن شد و فریاد بداشت کہ انی القوم محمد بنی یا محمد در میان قوم است؟ پیغمبر فرمود جواب اور انگوئید، دیگر بارہ گفت انی القوم ابن ابی قحافہ؟ پیغمبر باز فرمود پاسخ اور انگوئید و دیگر بارہ گفت انی القوم ابنی خطاب؟ ہم آنحضرت فرمود سخن نیکند، چوں ابوسفیان پاسخ نشنید مردم خویش را گفت این چند تن را کہ نام بردم کشتہ شدہ اند۔ ازین سخن طاقت و تاب از سر خطاب بردت آواز داد کہ اے دشمن خدا و رسول! سخن بر کذب کہودی خدا نے ہمہ را بر فرزد تو زندہ گذاشتہ است۔

تشریح :

اس سے فرشتوں پر حضرت عمرؓ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جس کے سامنے کسی پر فخر کیا جائے۔ اس کی عظمت مخاطب سے زائد ہوتی ہے۔

خصوصیت نمبر ۱۴

نبی علیہ السلام نے خواب میں آپ کا لباس ساری امت سے لمبا دیکھا

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سویا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔ جہنوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں۔ کسی کی قمیص صرف اس کے سینے تک ہے (باقی سارا جسم برہنہ ہے) کسی کی اس سے لمبی ہے۔ جب عمرؓ پیش ہوئے تو ان کی قمیص زمین پر لٹک رہی تھی۔ تو کسی نے پوچھ لیا یا رسول اللہ!

وَمَا أَوْلَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ذَٰلِكَ؟ قَالَ الدِّينُ۔

اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عمر کا دین سب سے

زیادہ ہے

تھا نبی علیہ السلام نے فرمایا، انہیں ہم سے بلند نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ عمر اور کچھ
مجاہد اٹھے اور انہیں پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔

خصوصیت نمبر ۱۳

روزِ عرفات میں اللہ نے فرشتوں پر عمرہ کی فضیلت سے
فخر کیا

حدیث

بلال بن رباح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزِ
عرفات فرمایا، اے بلال! لوگوں کو چپ کراؤ! یا فرمایا خاموش کراؤ! (جب
وہ خاموش ہو گئے تو) آپ نے فرمایا آج اللہ نے تم پر کرم فرمایا ہے۔ تمہاری
نیکیوں کے سبب تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اور جتنا اللہ نے چاہا
ثواب عطا فرمایا ہے۔ تو تم اللہ کی برکت پر یہاں سے نکل کھڑے ہو۔ آج
اللہ نے فرشتوں کے سامنے تمام اہل عرفہ (حجاج کرام) پر عموماً اور عمرہ پر
خصوصاً انہما فخر کیا۔

اسے بنوی نے فضائل میں روایت کیا اور تفصیلاً فوائد میں لکھا ہے جبکہ
آپ نے ارشاد ”اللہ کی برکت پر نکل کھڑے ہو۔“ تک ابن ماجہ
نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر ”اللہ کی برکت کی جگہ“ ”اللہ کا نام“
لکھا ہے۔

صحیح قرار دیا ہے۔

تشریح :

پیچھے ابوبکر صدیق کے بارہ میں ایسی ہی روایات گزر چکی ہیں۔ اس لیے کہنا پڑیگا کہ خواب آپ کو متعدد بار آئی۔ ایک بار خواب میں حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا پس خوردہ حاصل کیا اور دوسری میں حضرت عمرؓ نے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں احادیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ بلکہ عمر فاروقؓ کے علم کا تو یہ حال ہے۔ جو عبداللہ بن مسعود بیان کر رہے ہیں۔

حدیث :

عبداللہ بن مسعود نے کہا۔ اگر عرب کے تمام قبائل کا علم میزان کے پلے میں اور عمر فاروقؓ کا علم دوسرے پلے میں رکھا جائے تو عمرؓ والا پلہ بھاری رہے گا۔ بلکہ صحابہؓ تو سمجھتے تھے کہ عمرؓ نے علم کے دس بیس سے نوں حصے سمیٹ لیے ہیں۔ عمرؓ کی مجلس میں ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک سال بھر سے زیادہ معلومات افزا ہے۔

اسے ابوعمر اور قلعی نے روایت کیا ہے

اسے بخاری، مسلم، احمد اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

دین انسان کے جملہ اعمال پر یوں حاوی ہو جاتا ہے۔ جیسے لباس بدن کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اس لیے کپڑے سے دین کی تعبیر کی گئی۔ یوں ہی لباس کی طرح دین بھی انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

خصوصیت نمبر ۱۵

نبی علیہ السلام نے خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ عمر رض کو پلایا اور اسے علم سے تعبیر کیا

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سویا ہوا تھا۔ تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دودھ سے لبالب ایک پیالہ مجھے پیش کیا گیا۔ میں نے اس سے پیا تا آنکہ مجھے یوں لگا جیسے میرے ناکھوں کے نیچے بھی تری پہنچ گئی ہے۔ تو پچا ہوا دودھ میں نے عمر فاروق رض کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کا مفہوم کیا لیا ہے؟ فرمایا ”علم“

اسے بخاری، مسلم، احمد، ابو حاتم نے اور ترمذی نے روایت کیا اور حدیث

سنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے خواب سنانا شروع کی۔ جب میں نے کہا۔ یہ اللہ کے معاملہ میں کسی کی پروا نہیں کرتے۔ تو عمرؓ نے کہا میری دعا ہے اللہ مجھے ایسا ہی بنا دے۔ میں نے کہا ”انہیں خلیفہ بنایا گیا“ تو عمرؓ بولے۔ مجھے اللہ نے یہ منصب دیا ہے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کے صحیح طور پر سنبھالنے کی توفیق دے، میں نے کہا ”انہیں“، شہید کیا گیا“، تو فرمانے لگے میرے لیے شہادت کہاں میں تمہارے پیچھے بیٹھا ہوں۔ جنگوں میں تم لوگ جاتے ہو میں نہیں۔ پھر فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں؟ اگر اللہ چاہے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اور جب وہ چاہے گا ایسا ہو جائے گا۔

خصوصیتِ نبیؐ

جب تک آپ دنیا میں ہے اہل اسلام میں کوئی
فتنہ پیدا نہ ہوا

حدیث

حسن فردوسی سے روایت ہے کہ ایک بار عمر فاروقؓ ابوذرؓ سے ملے اور دورانِ مصافحہ زور سے انکا ہاتھ بھینچا۔ ابوذرؓ بولے۔ اے فتنے کے تالے! میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔ آپ نے کہا اے ابوذرؓ! فتنے کے تالے کا کیا مطلب؟ انہوں نے کہا۔ آپ ایک دن نبی علیہ السلام کے پاس

خصوصیت نمبر ۱۶

ابو بردہؓ نے خواب میں آپ کو تمام لوگوں سے
اونچا دیکھا

حدیث

ابو بردہؓ کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں ایک جگہ بہت سے لوگوں کو اکٹھے
دیکھا۔ جن میں عمر سب سے بندے تھے تین ہاتھ تک آپ کا سر سب سے اونچا
تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہیں ؟ لوگوں نے کہا یہ عمرؓ ہیں۔ میں نے کہا یہ اتنے
اونچے کیوں ہیں ؟ لوگ کہنے لگے۔ ان میں تین خصلتیں ہیں۔
۱۔ یہ اللہ کے معاملہ میں کسی شخص کی ملامت کی پروا نہیں رکھتے۔

۲۔ انہیں خلیفہ بنایا گیا۔

۳۔ اور شہید کیا گیا ہے۔

ابو بردہؓ کہتے ہیں۔ میں ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور خواب سنائی۔

انہوں نے عمرؓ کو بلا بھیجا۔ ان کے آنے پر ابو بکر صدیقؓ نے مجھ سے خواب
پھر سنی۔ جب میں نے کہا ”انہیں خلیفہ بنایا گیا۔“ تو عمرؓ نے میری طرف
دیکھا اور مجھے جھڑکا۔ کہ یہ ابو بکر زندہ ہیں اور خلیفہ ہیں۔ اور تم یہ کیا کہہ
رہے ہو۔

اس کے بعد جب عمرؓ خلیفہ بنے اور منبر پر بیٹھے تو مجھے بلایا اور خواب

نے کہا توڑا جائے گا۔ اور پھر کبھی بند نہیں ہو سکے گا۔
 راوی کہتا ہے ہم نے حضرت عذیفہ سے بعد میں پوچھا۔ عمر فاروق کو اس
 دروازے کا علم تھا؟ انہوں نے کہا ہاں ایسے علم تھا۔ جیسے کل سے پہلے رات
 کا آنا یقینی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے انہیں جو کچھ بتلایا وہ کوئی غلط باتوں کا
 مجموعہ نہیں تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم حضرت عذیفہ سے ان کی ہیبت کے
 پیش نظر سوال نہ کر سکے اور مسروق ان کے غلام اسے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ
 وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی ذات ہے۔
 اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت عمرؓ کی شان یستلانی

حدیث :

حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس سے گزرے
 جب کہ وہ سو رہے تھے۔ آپ نے ان کا پاؤں ہلا کر کہا کون ہو؟ انہوں
 نے کہا امیر المؤمنین کا بیٹا عبداللہ ہوں۔ ابن سلامؓ نے کہا۔ اے جہنم کے
 تارے کے بیٹے! انھیں! عبداللہ اٹھے تو ان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ وہ
 اٹھتے ہی اپنے والد عمرؓ کے پاس گئے اور کہا کچھ سنا ہے۔ عبداللہ بن سلامؓ
 نے کیا کہا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ یہ کہا
 ہے۔ عمر فاروقؓ نبوے۔ جب تو عمرؓ کے لیے ہلاکت ہے۔ اس نے چالیس
 سال عبادت کی اور نبی علیہ السلام کا سر بنا پھر مسلمانوں میں حق و صداقت

آئے اور ہم ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آنے کے بجائے پیچھے بیٹھنا پسند کیا۔ چنانچہ آپ تمام کے پیچھے بیٹھ گئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک یہ عمرؓ تمہارے درمیان موجود ہے۔ تمہیں کوئی فتنہ نہیں پہنچے گا۔ (فقہوں کے دروازے پر تالہ لگا رہے گا۔)

اسے مخلص ذہبی اور رازی نے اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

فتنہ کا تالہ کون تھا؟

حدیث

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ فتنے کے بارہ میں کسی کو نبی علیہ السلام کی حدیث یاد ہے؟ میں نے کہا۔ میں یاد رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو سنائیں آپ کا یہی منصب ہے۔ میں نے کہا۔ نبی علیہ السلام سے میں نے یہ سنا ہے کہ انسان کا فتنہ اس کے اہل خانہ مال۔ جان۔ اولاد اور پڑوسیوں کے بارہ میں ہوتا ہے۔ بھروسہ۔ نماز۔ صدقہ اور نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے کی وجہ سے مٹ جاتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے کہا۔ یہ نہیں میں اس فتنہ کی بات کرتا ہوں جو سمندر کی طرح موج مارے گا۔ میں نے کہا امیر المومنین! آپ کا اس سے کیا واسطہ۔ ابھی تو اس کا دروازہ بند ہے۔ آپ نے کہا وہ دروازہ توڑا جائے گا۔ یا کھولا جائے گا؟ میں

بشارت دی ہے اور آپ مجھے جہنم کے دروازے پر کھڑا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا امیر المؤمنین کیا بات ہے اور میرے بارہ میں آپ کو کیا خبر پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے فلاں شخص نے بتلایا ہے کہ تم نے میرے متعلق یہ کچھ کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! اور آپ کا منصب بھی یہی ہے۔ خدا کی قسم آپ نے جہنم کا دروازہ بند کر رکھا ہے۔ اور کسی کو اندر نہیں جائے دیا یعنی لوگوں کو اسلام کی راہ پر ڈال دیا ہے اور وہ جہنم میں جانے سے بچ گئے ہیں۔ یہ سن کر عمر فاروق کی پریشانی جاتی رہی۔

اسے عبد الرزاق نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۱۸

نبی علیہ السلام اور ابوبکر کے بعد سب سے پہلے اپنے حشر زمین سے باہر آئیں گے

اس بارہ میں احادیث خصائص ابی بکر میں گزر چکی ہیں۔ وہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

کے فیصلے کیے اور جہنم میں چلا گیا؛ چنانچہ آپ نے سبز چادر زیب تن کی فاروقی درہ کندھے پر رکھا۔ اور عبداللہ بن سلام سے جا ملے اور فرمایا اے عبداللہ! آپ نے میرے بیٹے کو یہ کہا ہے۔ اور جہنم کے تارے کچھ بیٹے! انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تمہیں میرے جہنمی بلکہ جہنم کا تارہ ہونے کی خبر کیسے ہوئی؟ انہوں نے کہا۔ امیر المومنین میں نے آپ کو معاذ اللہ جہنمی نہیں کہا۔ جہنم کا تارہ کہا ہے۔ فرمایا کیا مطلب؟ کہا مجھے میرے باپ نے اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہوئے یہ بات بتلائی کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہیرتیل سے سن کر فرمایا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں ایک شخص اُٹے گا جسے لوگ عمر بن خطابؓ کہتے ہوں گے۔ وہ سب سے بہتر دین و یقین والا ہو گا۔ جب تک اہل دنیا میں رہے گا ان کا دین غالب اور یقین محکم رہے گا۔ لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے اور جہنم کو تارہ لگا رہے گا۔ جب وہ چلا جائے گا دین کمزور ہو جائے گا۔ اور لوگ گروہ درگروہ ہو جائیں گے۔ جہنم کے تارے ٹوٹ جائیں گے اور لوگ اس میں داخل ہونا شروع ہو جائیں گے۔

یعنی نے اسے فضائل میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کعب احبارؓ کہہ رہے ہیں کہ عمرؓ جہنم کے دروازوں میں ایک دروازہ پر ہے۔ حضرت عمرؓ کو یہ سن کر خوف طاری ہوا اور بار بار کہنے لگے جو اللہ چاہے گا۔ جو اللہ چاہے گا۔ پھر آپ نے کعبؓ کو بلایا اور کہا کیا کوئی شخص کبھی جنت اور کبھی جہنم میں جا سکتا ہے۔ (یعنی مجھے نبی علیہ السلام نے جنت کی

خصوصیت نمبر ۲

اللہ نے آپ کو مفتاح الاسلام بنایا ہے
 حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک دن عمر کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔ اور فرمایا۔ اے ابن خطاب! کچھ
 معلوم ہے میں کیوں مسکرایا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا
 رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے عرفات کی رات تمہاری
 طرف شفقت و رحمت کے ساتھ دیکھا اور تمہیں مفتاح الاسلام (اسلام کی چابی)
 قرار دیا۔ اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۲۱

روز قیامت اللہ سب سے پہلے آپ کو سلام کہے گا

حدیث روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عطر وہ پہلا شخص ہوگا۔ جسے
 روز قیامت اللہ اسلام کہے گا۔ جب کہ ساری دنیا اپنا اپنا نامہ اعمال پڑھنے
 میں مشغول ہوگی۔ اسے صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے۔
 تشریح:

اس حدیث کا ماقبل والی حدیث سے تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے
 آپ کو نامہ اعمال دیا جائے گا۔ (جس کے بہتر نکلنے پر آپ کو اللہ سلام کہے گا
 اس وقت سب لوگوں کو نامہ دیئے جا چکے ہوں گے۔

خصوصیت نمبر ۱۹

روز قیامت اسلام آپ کا شکریہ ادا کرے گا اور سب سے پہلے آپ کو داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔

اس بارہ میں باب ششمین میں زید بن ثابت کی روایت سے ایک حدیث بھی گزر چکی ہے جو انہوں نے دیباچہ میں روایت کی ہے۔
حدیث۔

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا۔ روز قیامت سب لوگ جمع ہونگے۔ عمر بن خطاب ایک جگہ کھڑے ہوں گے۔ ان کے پاس کوئی چیز آئے گی جو ان کی ہم شکل ہوگی۔ اور کہے گی۔ اے عمر! اللہ آپ کو میری طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ وہ پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں اسلام ہوں۔ اے عمر اللہ آپ کو بہتر جزا دے اس کے بعد پڑائے گی۔ خبردار! عمر بن خطاب سے پہلے کسی کو نامہ اعمال نہ دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو نامہ اعمال دے کر جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان سن کر عمر فاروقؓ مسخت ہوئے۔ اور اپنے سارے غلام جو تلوں تھے آزاد کر دیئے۔
اسے بغوی نے فضائل عمر بن خطاب میں روایت کیا ہے۔

قسم بخدا تم نے ان کا صحیح نام تجویز کیا ہے۔ ہم مومنین ہیں۔ اور وہ ہمارے امیر ہیں۔ عمروؓ خوشی اچھلتے ہوئے اندر گئے۔ اور کہا اسلام علیک یا امیر المومنین! عمروؓ رونے لگے۔ یہ نام تم کہاں سے لے آئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم طائی آئے ہیں۔ انہوں نے اپنی سواریاں باہر بٹھائی ہیں۔ اور مسجد میں آکر کہا ہے۔ امیر المومنین کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی جائے۔ وقتاً انہوں نے آپ کا صحیح نام تجویز کیا ہے۔ آپ امیر ہیں۔ اور ہم مومنین۔ اس دن سے آپ کا یہ لقب جاری ہو گیا۔

یہ دونوں حدیثیں ابو عمر نے روایت کی ہیں۔

خصوصیت نمبر ۲۳

باجاماعت تراویح رمضان کا اہتمام سب سے پہلے
آپ ہی نے کیا

حدیث نمبر

عبدالرحمن بن عبدالقاری کہتے ہیں، میں رمضان میں جناب عمرؓ کے ساتھ مسجد کی طرف آیا۔ لوگ وہاں مختلف ٹولہوں میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی اپنی نماز (تراویح) پڑھ رہا تھا۔ اور کوئی ایک ٹولی کو پڑھا رہا تھا عمروؓ بولے میرا خیال ہے۔ اگر میں ان سب کو ایک امام کے پیچھے جمع کر

خصوصیت نمبر ۲۲

سب سے پہلے آپ ہی نے امیر المومنین کا
لقب پایا

حدیث

حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا۔ ابو بکر صدیقؓ کو تو خلیفہ رسول خدا کہا جاتا تھا۔ جب کہ مجھے یہ نہیں کہا جاسکتا۔ (کیونکہ میں تو ابو بکرؓ کا خلیفہ ہوں) اور یوں بات طویل ہو جائے گی۔ (یعنی خلیفہ خلیفہ رسول خدا) تو متغیر ہوئے۔ آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم مومنین۔ تو آپ ٹھہرے۔ امیر المومنین آپ نے فرمایا یہ صحیح ہے۔

حدیث

شفاء بنحو پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے ہیں۔ روایت کرتی ہیں کہ عمر فاروقؓ نے امیر عراق کو لکھا۔ کہ میرے پاس دو تندرست و دانا عراقی آدمی بھیجو۔ جو مجھے یہاں کے حالات سے آگاہ کریں۔ تو عراق کے گورنر نے لبید بن ربیعہ عامری اور عدی بن حاتم طائی کو بھیجا۔ وہ مدینہ منورہ میں آئے۔ انہوں نے اپنی سواریاں بٹھلائیں اور مسجد میں داخل ہوئے۔ جہاں عمرو بن العاصؓ موجود تھے۔ انہوں نے عمرؓ سے کہا۔ آپ امیر المومنین کے ہاں ہمارے حاضر ہونے کی اجازت طلب کریں۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔

البتہ اگر رات کے پچھلے پہر اٹھ کر یہ نماز پڑھتے تو اس سے بہتر ہوتا اور اس وقت یہ سوئے ہوتے ہیں۔
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عمر فاروقؓ کو ماہ رمضان کی شب زندہ داری (تراویح) پر رغبت دلائی۔ میں نے انہیں بتلایا کہ ساتویں آسمان پر ایک باغ ہے۔ جسے حبیۃ القدس کہا جاتا ہے۔ وہاں کے رہنے والوں کو روح کہتے ہیں۔ لیلة القدر میں وہ روح نامی فرشتے

کہ ہم یہ نماز مل کر باجماعت پڑھا کریں چنانچہ اس کے بعد یہ طریقہ اپنایا گیا کہ چار رکعتیں ایک امام پڑھائے گا پھر دوسری چار رکعت دوسرا امام مکمل کر دے گا گایہ طریقہ امام کی سہولت و راحت کے لیے اختیار کیا گیا بدین سبب آج نماز تراویح کہا گیا غلامہ یہ ہے کہ عمرؓ نے یہ بدعت قائم کی اور کہا یہ کام اگرچہ بدعت ہے دنیا کام ہے، مگر بہت اچھی بدعت ہے۔

اس عجلت سے چند امور حاصل ہوئے رمضان پاک کی راتوں میں پڑھے جانے والے خصوصی نوافل کو تراویح کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مشہور شیعہ محقق شیخ عباس قمی نے الکافی والاعقاب جلد ۳ ص ۴۷۸ ذریعہ الفاظ القاری لکھا ہے۔ صلاة التراويح ہی نافلۃ شهر رمضان جماعۃً فی صلوٰۃ تراویح ماہ رمضان میں باجماعت نوافل کا نام ہے۔

شیعہ فرقہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ ائمہ اہل بیت رمضان میں مغرب اور اشاء کے بعد خصوصی نوافل پڑھتے تھے دیکھیے شیعہ کی معتبر کتب حدیث ۱ الاستبصار جلد ۲ ص ۴۶۳ انی الزیادۃ فی شہر رمضان ۲ من للاحقرہ، الفقیہ جلد ۲ ص ۴۸۱، اسی طرح فروع کافی جلد ۲ ص ۴۷۴

دوں نواچھا ہو۔ چنانچہ آپ نے سب کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے
کھڑا کر دیا۔ پھر ایک رات میں عمر فاروقؓ کے ساتھ مسجد کو نکلا۔ نواب
لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز میں شائع تھے۔ یہ منظر دیکھ کر عمرؓ بولے۔
يَعْمَتِ الْبَيْتَ هَذِهِ۔

یہ بدعت نیا طریقہ اگنا اچھا ہے۔

۱۔ یاد رہے نماز تراویح ان نوافل کا نام ہے جو شروع علیہ السلام نے خصوصاً ماہ رمضان
المبارک کی راتوں میں پڑھنے کو تجویز فرمائے ہیں چونکہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر
صدیقؓ کے دور میں تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھتے رہے حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ان سب کو ایک امام
کے پیچھے جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ تاریخ حالات خلفاء جلد ۲ ص ۶۷ میں لکھا ہے کہ مسئلہ
میں عمر بن الخطابؓ نے تمام اسلامی ممالک میں حکم جاری کیا تھا کہ مساجد میں نماز تراویح کو اجتماعی
شکل میں قائم کیا جائے۔ آگے لکھا ہے۔

وہں چنان بود کہ نماز ہائے نافلہ را کہ در یابی ماہ مبارک دار داشت عهد پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم تا نبوت مردم فرادی میگذاشت، یگشت عمر مسجد آمد و در در انجن یافت، گفت
نیکو تر آنست کہ این نماز ہا را بجماعت بگذاریم، و مقرر داشت کہ ہر چہار رکعت نماز را مردم
بایک پیشانہ بگذارند، آنکہا پیشانہ دیگر بایستد و چہار رکعت بگذارد بدینگونہ نماز ہائے
نافلہ را بایستہ بر بند، و از برائے راحت پیشانہ بدل شود از این ادایں نمازہ را نماز تراویح گفت
ند، بالجملہ عمر این بدعت بگذاشت و گفت نہ ہذا بدعتہ و نہ البیعتہ۔

ترجمہ: اس کا پس منظر یہ ہے کہ رمضان المبارک کی راتوں میں جو نوافل شروع کی طرف سے
دار وہیں دوڑتی تھیں اس کے عہد فاروقی تک لوگ انہیں علیحدہ علیحدہ پڑھتے
آ رہے تھے ایک رات عمر مسجد میں آئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا، بہتر یہ ہے

نورانی قندیں لٹکانی گئی ہیں۔ فرمایا۔ اے اللہ! عمر کی قبر اسے منور کر دے
جیسے انہوں نے ہماری مسجدیں منور کی ہیں۔

ایک روایت میں ہے حضرت علی نے مسجدوں میں قرآن کی آوازیں اور

اور ابھی بدعت کو اپنانا تو میں ثواب ہے۔ قرآن کریم میں اعراب و نقاط کا اندراج بدعت
ہے مگر کون اسے بڑا کہہ سکتا ہے، علم دین حاصل کرنے کے لیے درس نظامی کا نصاب اور اس
کے اختتام پر اسناد کا اجرا یہ سب امور بدعت ہیں مگر ان سے کون انکار کرے گا، اس لیے
اس نماز کی مخالفت کہنا شیعہ حضرات کی سراسر خام خیالی ہے حضرت عمر کی اس بدعت کا عظیم
ترین فائدہ یہ ہوا ہے کہ امت مسلمہ میں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ قرآن پیدا ہوتے ہیں
اور قرآن کریم کی بے مثال حفاظت ہوتی ہے کسی کو کتاب اللہ میں تغیر کا ذرا سا بھی موقع
نہیں مل سکا۔

۱۔ ہم شیعوں کی ایک معتبر کتاب شرح نفع البلاغہ لابن ابی الحدید جلد ۳ ص ۱۸ سے یہی
لوہا توڑ عبادت پیش کرتے ہیں۔

وقد روى الرواة ان علياً عليه السلام عرج ليلاً في شهر رمضان في خلفه عثمان

بن عفان فقرأ المصباح في المساجد والمسلمون يصلون التراويح فقال نور الله قبر عمر

كما نور مساجدنا

ترجمہ۔ راویوں نے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی، حضرت عثمان غنی کے دور میں

رمضان کی ایک رات میں باہر نکلے تو دیکھا مسجد میں قندیلیں روشن ہیں

اور لوگ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں تو آپ نے کہا جس طرح عمر نے ہماری مساجد

روشن کی ہیں اللہ اس کی قبر روشن کر دے۔

دیکھیے! حضرت علی کو تو اس بدعت پر اتنی خوشی ہے اے کاش کہ اللہ حضرت علی کے بعض

محبین کو بھی آپ کے تباہ کن توفیق عطا فرمادے۔

اللہ سے اجازت لے کر دنیا پر اترتے ہیں۔ جس بھی نماز پڑھتے ہوئے یا نماز کی طرف جاتے ہوئے انسان کو مل جائیں (اس کے پاس سے گزر جائیں) وہ برکتوں والا ہو جاتا ہے۔ عمرؓ بولے۔ اے ابوالحسن! تو آپ ان لوگوں کو اس نماز کی رغبت دلائیں۔ تاکہ سب کو برکت ملے۔ تب عمرؓ نے لوگوں کو باجماعت تراویح کا حکم دیا۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ شہر رمضان میں مسجدوں پر سے گزرے دیکھا ان میں

میں حضرت علی کا رمضان میں مغرب اور عشاء کے بعد خصوصی نوافل پڑھنا مذکور ہے۔ بتلایئے اگر اہل سنت نے ان نوافل کا نام تراویح رکھ دیا ہے تو کیا اعتراض ہے اختلاف تو نام کا ہوا۔ مقصد تو ایک ہی ہے۔

دوم۔ مذکورہ عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا نماز تراویح خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جاری تھی اور لوگ اسے عیدہ عیدہ پڑھتے تھے۔ بالکل اسی طرح اکنی والاقاب حوالہ مذکورہ میں ہے دفعہ فصلی نافلۃ شہر رمضان فرادی کہا کانت علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم دشیمیہ رمضان کے نوافل کو عیدہ عیدہ پڑھتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا۔ تو نفس نماز تراویح کو حضرت عمرؓ کی بدعت کہنا آخر کہاں تک دوست ہے؟ کچھ تو انصاف چاہیے۔

سوم۔ حضرت عمرؓ صرف یہ کہا تھا کہ جس نماز کو لوگ عیدہ عیدہ پڑھتے آ رہے تھے نہیں ایک امام کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میرا یہ فعل اگرچہ بدعت ہے۔ مگر بُری نہیں اچھی بدعت ہے۔

مِنْهَا۔

(سورۃ انعام آیت ۱۲۲)

ترجمہ: تو جو شخص میرا ہوا تھا (کافر تھا) ہم نے اسے زندگی دے دی اور اس کے لیے نور بنا دیا (اسلام دیدیا) جس کے ساتھ وہ لوگوں میں جیتا ہے کیا وہ اس آدمی جیسا ہے جو ابھی تک اندھیروں میں ہے اور وہاں سے تمہیں نکلا؟

یہ آیت عظیم بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابو جہل کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ زید بن اسلم کا قول ہے اور ابن عباس کہتے ہیں۔ یہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابو جہل کے متعلق اتری ہے ابن عباس ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عمار یا سر رضی اللہ عنہ اور ابو جہل کے بارہ میں آئی ہے۔ اور مقاتل کی رائے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل کے لیے اسے اتارا گیا ہے رجب کہ حسن کا کہنا ہے۔ یہ سب مومنوں اور کفار کو شامل ہے۔

۴۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(سورۃ انفال آیت ۶۴)

ترجمہ: اے نبی آپ کو اللہ اور آپ کی اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام پر ۳۹ انسان ایمان لایچکے تھے کہ عمر فاروق مسلمان ہوئے اور مسلمانوں کی تعداد چالیس ہو گئی تب یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

۵۔ قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَخْفَوُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ

(سورۃ جاثیہ آیت ۱۷)

ترجمہ: فرمادیں ایمان والوں کو کہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں (یوم عذاب یا یوم قیامت) کی امید نہیں رکھتے۔

نور کی قندیلیں دیکھیں جو مسجدوں کو بقعہ نور بنائے ہوئے تھیں۔ آپ نور بول اٹھے۔ اے اللہ عمر کو روشن کر دے۔

یہ دونوں روایات ابن سمان نے بیان کی ہیں۔ جب کہ دوسری روایت کو ابن عبد کو یہ اور ابو بکر نقاش نے ابن اسحاق سے روایت کی ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت میں آپ کے بتیہ ہونے کی حرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔ اور دوسری میں آپ کا ایمان بیان کیا گیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۲۳

آپ کی شان میں اترنے والی آیات قرآنیہ

اس ضمن میں آپ کی رائے کے موافق نازل کی گئی آیات بھی آجاتی ہیں۔ تاہم وہ پیچھے بیان ہو چکی ہیں اب آپ کی فضیلت سے متعلق آیات گنی جاتی ہیں۔ خصوصیت نمبر ۵ میں۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْخَوَافِ - (سورہ فساء آیت ۸۳)

۲۔ اور آپ کے اسلام لانے کے واقعہ میں۔

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ -

(سورہ انعام آیت ۱۱۵)

اپنی تفسیر سمیت بیان ہو چکی ہیں۔

۳۔ اَوْ مِّنْ كَانَ مَيِّتًا فَاحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي

بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّشَى فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِبَارِجٍ

بیان

نبی علیہ السلام نے آپ کو اہل جنت میں سے قرار دیا
حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر بن خطاب جنت والوں میں سے ہیں۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ جب کہ یہی حدیث حضرت علی سے بھی مروی ہے۔ جسے ابن سہمان نے روایت کیا ہے۔

بیان

آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ہونگے

حدیث

رید بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ جنت میں میرے ساتھ ہونگے۔ تین میں سے تیسرے نمبر پر۔

اسے مخلص دہسہی نے روایت کیا ہے۔ جب کہ بغوی نے فضائل میں روایت کرتے ہوئے ”اس امت میں سے“ کے الفاظ بڑھائے ہیں۔

کبھی کہتے ہیں یہ آیت عمنزل نازل ہوئی
 انہیں بنی غفار کے مشرکین میں سے ایک نے گالی دے دی۔ تو آپ نے
 اسے پکڑنا چاہا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض نے کوئی اور علت نزول کہی ہے
 ان تمام اسباب نزول کو واحدی، ابوالفرح اور صاحب الفضائل
 نے روایت کیا ہے۔

فصل ہفتم

ابو بکر صدیق کے بعد آپ تمام اُمت کے بہتر ہیں

اس فصل کی تمام احادیث باب ابی بکرؓ باب صحابہ ثلاثہ اور باب خلفاء
 بلوغ میں گزر چکی ہیں۔ اور آپ کے خصائص میں بھی آچکی ہیں۔

فصل ششم

زبان نبوت سے آپ کے لیے جنت کی بشارت

شیخینؒ صحابہ ثلاثہؓ و خلفاء اربعہؓ اور حضرات عشرہ مبشرہؓ کے مناقب کے ضمن میں اس
 فصل کی احادیث گزر چکی ہیں۔

سے روایت کر کے لکھا ہے۔ جب کہ نبی علیہ السلام نے جبریل سے سنا اور انہوں نے اللہ سے یہ فرمان حاصل کیا کہ عمر بن خطاب اہل جنت کا آفتاب ہیں۔

حضرت عمرؓ نے یہ تحریر لے کر اپنی اولاد کو دے دی۔ اور کہہ دیا کہ جب میں مر جاؤں۔ اور تم مجھے کفن اور غسل دے چکو تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا میں اسے اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دوں گا۔ چنانچہ آپ کے فوت ہو جانے پر وہ تحریر آپ کے کفن میں ڈال دی گئی۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

جنت میں تو اندھیرا ہو گا ہی نہیں۔ اس لیے حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر فاروق نے لوگوں سے سختی سے اسلام پر حمل کروایا۔ اور انہیں نور بخشا اور اس نور کے ساتھ وہ جنت میں جا پہنچے۔ گویا آپ اہل جنت کے لیے نور بخش آفتاب ہیں۔

بیان

عمر فاروقِ جنت والوں کے لیے روشنی کا سبب ہیں

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -

عمر سراج اہل الجنة

عمر فاروقِ اہل جنت کے لیے آفتاب ہیں -

اسے صاحبِ صفوہ نے اور ملاں نے سیرت میں بیان کیا ہے -

حدیث

حضرت علی فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا - کہ عمر بن خطابؓ اہل جنت کا آفتاب ہیں - یہ بات عمر فاروقؓ کو معلوم ہوتی تو وہ صحابہ کی ایک بھانوت کے ساتھ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمر بن خطابؓ اہل جنت کے آفتاب ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تو آپ اپنے ہاتھ سے یہ لکھ دیں - تو انہوں نے یہ تحریر لکھ دی -

عمر سراج اہل الجنة

یہ وہ تحریر ہے جسے علی بن ابی طالب نے عمر فاروقؓ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں ایک بار خود کو جنت میں دیکھا۔ وہاں ایک محل کی دیوار کے ساتھ ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ وہ کہنے لگی عمر بن خطاب کا ہے۔ تو اسے عمر! مجھے تمہاری غیرت یاد آئی۔ اور میں پچھلے قدم لوٹ آیا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ عمر فاروقؓ رو پڑے۔ ہم بھی مجلس میں بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا مجھے آپ پر غیرت آ سکتی ہے؟

اسے مسلم ترمذی اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ابوحاتم کا کہنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج جنت میں گئے اور وہاں ایک محل دیکھا۔ آپ نے پوچھا کس کا ہے۔ جواب ملا عمر بن خطاب کا ہے۔ یہ بات تو حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث میں ہے جب کہ اس کے بعد آپ نے ایک بار خواب میں جنت کے اندر محل اور محل کے ساتھ عورت کو وضو کرتے دیکھا۔ اور اس سے محل کے مالک کا نام پوچھا تو اس نے بتلایا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے۔ لہذا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ واقعات ٹھہرے اس لیے ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں احادیث کے الفاظ ایک دوسری سے جدا گانہ ہیں۔

بیان

آپ کے لیے جنت میں تیار شدہ محل کا ذکر

حدیث ۱:

حضرت جابرؓ اپنے والد عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا دہلیز میں نے سونے اور جواہرات سے بنا ہوا محل دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ کہا گیا یہ عمر فاروقؓ کا ہے۔ تو میں نے اس میں داخل ہونا چاہا۔ مگر اے عمر! تمہاری غیرت مانع آگئی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ کیا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر سونے اور جواہرات کا لفظ نہیں کہا۔

حدیث ۲:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جنت میں ایک محل دیکھا۔ تو میں نے کہا یہ کس کا ہے۔ بتلایا گیا کہ ایک قریشی نوجوان کا ہے۔ میں سمجھا میرا ہے۔ میں نے پوچھا وہ نوجوان کون ہے کہا گیا عمر بن خطاب ہے۔

اسے احمد اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

فصل نہم

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا مختصر نمونہ

سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہلے
 مہاجرین میں سے ہیں۔ آپ نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی
 ہے۔ بدر، حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شرکت کی ہے۔ نبی علیہ السلام
 کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک ہوئے ہیں۔ آپ کے اسلام لانے سے اللہ
 نے دین کو عزت دی۔ آپ نے علانیہ ہجرت کی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا
 ہے۔ نبی علیہ السلام دنیا سے گئے تو ان سے راضی تھی اور انہیں جنت
 کی بشارت دیتے گئے۔ نبی علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اللہ نے تمہاری
 زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے اور یہ کہ تمہاری رضا اور غصہ انصاف پر مبنی
 ہوتا ہے۔ شیطان تم سے بھاگتا ہے۔ آپ کے اسلام لانے پر دین معزز
 ہوا اور آسمان والوں نے خوشیاں کیں۔ نبی علیہ السلام نے آپ کا نام
 سردارِ محدث اور آفتابِ اہل جنت رکھا۔ اور فرمایا یہ عرب کے شہروں کی

حدیث

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے صبح کے وقت بلالؓ کو بلایا اور فرمایا۔ اے بلال! تم جنت میں مجھ سے پہلے کیسے چلے گئے؟ میں جنت میں جب بھی گیا ہوں۔ تیرے قدموں کی آہٹ میرے آگے ہوتی ہے۔ آج رات میں جنت میں گیا اور تمہارے قدموں کی آواز آگے آگے تھی۔ میں نے وہاں ایک جو طر فربند اور سونے سے بنا ہوا محل دیکھا۔ میں نے کہا یہ کس کا ہے؟ محافظ کہنے لگے عرب کے ایک آدمی کا ہے۔ میں نے کہا میں بھی عربی ہوں۔ مگر یہ کس کا ہے۔ وہ کہنے لگے وہ آدمی قریش سے ہے۔ میں نے کہا میں بھی قریش سے ہوں یہ کس کا ہے وہ کہنے لگے۔ وہ شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے۔ میں نے کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔ یہ کس کا ہے؟ کہنے لگے عمر بن خطابؓ کا ہے۔

حضرت بلالؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ! میں ہمیشہ اذان کے بعد دو رکعت پڑھتا ہوں۔ اور جس وقت بھی وضو ٹوٹے۔ پھر سے وضو کر لیتا ہوں۔ اور میں نے یوں سمجھ لیا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعت پڑھنا میرے لیے اللہ کی طرف سے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو انہی دو رکعتوں کے سبب تمہارا یہ مقام ہے۔

عمر فاروقؓ کا درہ حجاج کی تنوار سے زیادہ خوفناک تھا۔
 فارس اور روم کے شاہنشاہ آپ کا نام سن کر لرزہ بر اندام ہو جاتے
 تھے حالانکہ آپ خلافت حاصل کرنے کے بعد بھی پہلے دسے لباس اور
 حال میں ہی رہے۔ تواضع میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔ آپ گھر اور سفر میں
 یکساں طور پر حفاظت اور حجاب کے بغیر کھلے بندوں چلتے پھرتے تھے۔
 نہ حکومت نے آپ کو بدلا۔ نہ نعمت و مال سے آپ میں تنگیز آیا۔ نہ کسی
 مسلمان پر آپ نے اپنی زبان دراز کی۔ نہ کسی کی قدر و منزلت کو دیکھتے ہوئے
 حق سے ہٹ کر اس کی حمایت کی۔ نہ آپ کے مقام سے کسی عاقبتور کو
 طمع تھا۔ نہ آپ کے عدل سے کسی غریب کو مایوسی آپ اللہ کے دین کے بارہ
 میں کسی علامت گر کی باتوں کی پرواہ نہ رکھتے تھے۔

بیت المال کے بارہ میں آپ کی حیثیت ایک عام مسلمان جیسی تھی۔ اور
 اپنا وظیفہ بھی آپ نے عام مہاجرین صابہ جیسا مقرر کر رکھا تھا۔
 اسے قلعی نے بیان کیا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ مسلمان لوگوں کا مال
 میرے پاس ایسے ہے جیسے کسی وارث کے پاس یتیم کا مال ہوتا ہے میں

سے یہ بات شیعوں نے بھی اپنی کتب میں لکھی ہے کہ آپ کے درہ سے دنیا لرزتی تھی چنانچہ
 ناسخ التواتر مع حالات خلفاء جلد ۱۷ ص ۱۷ پر ہے۔

درہ عمر اخوف من سيف حجاج

یعنی حضرت عمر کا درہ حجاج کی تنوار سے زیادہ خوفناک تھا۔

بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ کے درے کی آواز منکرین کاؤں کو آج بھی سناٹی دیتی ہے۔

چلی ان کے گرد گھومتی ہے۔ وہ زندہ رہیں گے تو عزت سے اور فوت ہوں گے تو شہادت سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو باطل کو پسند نہیں رکھتا اگر میرے بعد نبی ہوتا تو یہ ہوتا۔ عمر فاروق نے ہی سب سے پہلے مسلمانوں کے لیے سن بھری کی بنیاد ڈالی۔ آپ نے ہی قرآن جمع کرنے کا ابو بکر صدیقؓ کو مشورہ دیا۔ لوگوں کو رمضان میں ایک قاری کے پیچھے کھڑا کیا۔ آپ نے سب سے پہلے پاسبانی کا طریقہ شروع کیا۔ درہ اٹھایا اور لوگوں کو اس سے ادب سکھایا۔ خراج جاری کیا۔ شہر آباد کیے۔ قاضی مقرر کیے۔ قوانین مرتب کیے۔ وظیفہ جات کا تعین کیا۔ زندگی کا آخری حج نبی علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ کیا۔ سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب پایا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں پر آپ کے دورِ خلافت میں کئی ممالک فتح کیے۔

روم۔ دمشق۔ قادسیہ۔ حمص۔ جلولاد۔ رقتہ۔ رمل۔ حران۔ ابلین۔ العین۔ خابور۔ نصیبین۔ عسقلان۔ طرابلس اور اس کے ساتھ دوسرے ساحلی علاقے بیت المقدس۔ آپسان۔ یرموک۔ جابیہ۔ اہواز۔ قیساریہ۔ مصر۔ تستر۔ نہاند۔ رے اور اس کا آس پاس اصفہان۔ بلاد فارس۔ اصطخر۔ ہمدان۔ لوزہ۔ بربر۔ برلس (بلخ)۔ ہرات اور کابل وغیرہ کثیر ممالک آپ کے دور میں فتح ہوئے۔

آپ نے پے درپے متواتر دس بار لوگوں کو حج کرایا۔ پھر آخری حج کے جب مدینہ طیبہ آئے تو ابو لؤلؤؓ جو جیسی نے آپ کو شہید کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ یہ سب کچھ ابن قتیبہ۔ ابو عمر اور صاحب صفوہ نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک نے اخبار کا ایک حصہ پیش کیا ہے۔ بعض نے کہا

منادی کہ وادی۔ آؤ سب لوگ مسجد میں نماز پڑھو۔ نماز کے بعد آپ منبر پر چڑھے اور ابو بکر کے قدموں والی جگہ بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کہی۔ نبی علیہ السلام پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سختی سے خوفزدہ ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں پھر ابو بکر کی حکومت میں ہم پر سختی کیا کرتا تھا اور اب تو سارے اختیارات ہی اسے مل گئے ہیں جس شخص نے یہ کہا ہے۔ بیخ کہا ہے۔ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ رہا میں آپ کا عبد اور خادم تھا۔ آپ جیسی نرمی اور رحمت کسی دوسرے انسان میں نہیں آسکتی۔ اللہ نے آپ کا نام ہی رحمت للعالمین رکھا اور اپنی دو صفات رؤف و رحیم آپ کو عطا کیں یہ میں اس وقت ایک سونتی ہوئی تنوار تھا آپ چاہتے تھے روک لیتے اور جب چاہتے پھوڑ دیتے اور میں تنوار کی مانند جل پڑا کرتا۔ تا آنکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو مجھ سے راضی تھے۔ تو اللہ کی حمد ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں پھر مسلمانوں کی حکومت حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئی۔ لوگ آپ کی نرمی اور سخاوت کا انکار نہیں کر سکتے۔ میں ان کا خادم و مددگار رہا۔ میری شدت ان کی

لے یہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمَقْصِدِینِ رُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری ہی سے ہیں تمہارا مشفق میں پڑنا انہیں سخت ناگوار گزارتا ہے تمہاری راحت و منفعت کیلئے بڑے حریص ہیں اور تمہارے بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔

بلا ضرورت اس سے کچھ نہیں لیتا۔ ضرورت ہو تو جائز طریقہ پر کچھ حاصل کر لیتا ہوں۔ آپ سے پوچھا گیا۔ امیر المومنین ! وہ جائز طریقہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عربی جانور چارہ دانتوں سے چبا کر کھاتا ہے۔ پورے کا پورا منہ بھر کر نگل نہیں جاتا۔ یعنی میں قبیل پر اکتفا کر لیتا ہوں زیادہ حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔

حکومت سنبھالنے کے بعد آپ کا فکر انجینئر خطبہ

حدیث

ابن شہاب زہری جیسے اہل علم کہتے ہیں۔ حکومت کا بوجھ اٹھانے کے بعد آپ کا پہلا نیا کام یہ تھا۔ کہ آپ منبر پر وہاں بیٹھے جہاں ابو بکر صدیق کے منبر پر قدم ہوتے تھے۔ یعنی پہلی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ اور قدم زمین پر لٹکا دیئے۔ لوگوں نے کہا آپ ابو بکر صدیق والی جگہ پر کیوں نہیں بیٹھ جاتے؟ آپ نے فرمایا میں ابو بکر کے قدموں والی جگہ پر پہنچ جاؤں بڑی شہمت ہے۔

کہتے ہیں آپ کا دور حکومت آنے پر لوگ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے۔ اور انہوں نے کھلے میدانوں میں مل کر بیٹھنے کا طریقہ ختم کر دیا کہ کہیں یہ عمر کو ناگوار نہ گذرتا ہو۔ لوگ کہنے لگے۔ ابو بکر کا تو یہ حال تھا کہ راستوں میں بچے آپ کے گرد گھیرا ڈال لیا کرتے اور اے باپ ! اے باپ ! کہا کرتے تھے۔ آپ محبت سے ان کے سروں پر دست شفقت دے دیا کرتے۔ اور اب عمر کا رعب ان پر ایسا طاری ہے کہ لوگوں نے مجلس منعقد کرنا چھوڑ دی ہیں۔

کہتے ہیں عمر فاروق کو جب معلوم ہوا کہ لوگ مجھ سے خوفزدہ ہیں تو آپ نے

کے گھردالوں کے لیے ابو العیال (سربراہ خاندان) بن گئے۔ آپ ان کی بیویوں کے دروازوں پر جا کر کہا کرتے تھیں کسی نے تکلیف تو نہیں دی، حاجت ہو تو بازار سے تمہیں کچھ خرید کر لا دوں! کیونکہ مجھے تمہارا خود جا کر خرید و فروخت کرنا اچھا نہیں لگتا۔ تو وہ عورتیں اپنے غلام اور لونڈیاں آپ کے ساتھ بھیج دیتیں۔ پھر جب آپ بازار میں آتے تو لونڈیوں اور غلاموں کی ایک فوج آپ کے پیچھے ہوتی تھی۔ اگر کسی کے ہاں غلام یا لونڈی نہ ہوتی تو آپ خود اس کے گھر سودا سلف پہنچا کر آتے۔ جب مجاہدین کی ڈاک آتی تو آپ عورتوں کے شوہروں کے خطوط لیکر خود ان کے گھروں تک پہنچ جاتے اور فرماتے اے عورتو! تمہارے شوہر راہِ خدا میں ہیں اور تم شہرِ رسولِ خدا میں ہو۔ تمہارے ہاں کو خط پڑھنے والا ہے تو بہتر۔ نہیں تو دروازہ کے قریب آ جاؤ میں باہر سے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ پھر فرماتے کہ فلاں دن ڈاک یہاں سے روانہ ہوگی۔ تم جوابات لکھ کر ہمیں پہنچا دو۔ آپ کا غذات اور رقم و دوات یہ گھر گھر تشریف لے جاتے۔ کسی نے خط لکھ کر رکھا ہوتا تو وہ حاصل کر لیتے نہیں تو فرماتے دروازہ کے پاس آ جاؤ۔ اور اندر ہی سے املا کروادو۔

یونہی اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ سفر پر تشریف لے جاتے تو منزل بہ منزل پڑاؤ کرنے کے بعد فرمانے کو شکر دے! کہتے والا کہتا۔ یہ دیکھو امیر المؤمنین نے کوئچ کا حکم دے دیا ہے، اٹھو تیاری کرو اور نکل کھڑے ہو۔ آپ دوبارہ ندا کرتے تو لوگ کہتے یہ دیکھو امیر المؤمنین دوبارہ صدا لگا رہے ہیں۔ جب لوگ تیار ہو جاتے تو آپ اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے اور چل دیتے آپ کے اونٹ پر دو بوریان ہوتی تھیں۔ ایک

نرمی سے مل گئی تب بھی میں سونتی ہوئی تلوار کی مانند رہا۔ آپ جب چاہتے تھے روک دیتے اور چاہتے پھوڑ دیتے۔ تا آنکہ جب تشریف لے گئے۔ تو مجھ سے راضی تھے۔ تو اس پر بھی اللہ کی حمد ہے۔ اور یہ بڑی سعادت ہے۔

پھر میں خود تمہارا امیر بنا اور میری سختی و وحید ہو گئی۔ مگر وہ سختی ظالموں اور فسادوں پر ہے، امن کی پیش، متبعین شریعت اور اصحاب فضل کے لیے میں اتنا نرم ہوں کہ وہ خود آپس میں اتنے نرم نہ ہونگے۔ میں جس ظالم کو جو رخصتا میں شامل دیکھ لوں۔ اسے پھوڑتا نہیں۔ اس کا ایک رخسار زمین پر رکھ کر دوسرے کو پاؤں تلے دبا دیتا ہوں پھر اس وقت تک نہیں پھوڑتا جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اے لوگو تمہارے فائدہ کے لیے چند امور مجھ پر لازم ہیں۔ جنہیں مجھ سے حاصل کرنا تمہارا حق ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں خراج میں سے کچھ نہ پھپھاؤں اور اسے سرف پر خرچ کروں۔ میں تمہارے وظائف بلا کم و کاست ادا کرتا رہوں گا۔ تمہیں نقصان دہ معاملات میں نہ الجھاؤں گا۔ اور اگر تم جنگوں میں جانا پسند کرو گے تو تمہاری عدم موجودگی تمہارے اہل و عیال کو محسوس نہیں ہونے دوں گا۔ اور تمہارے جیسی محبت انہیں مجھ سے حاصل ہوگی۔ سہی کچھ میں نے کہنا تھا سو کہہ دیا۔ اور میں اللہ سے اپنے اور تمہارے طلب کار استغفار ہوں۔

حدیث

سعید بن سلیبؓ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ کہتے ہیں۔ قسم بخدا حضرت عمرؓ نے اپنے وعدے پورے کر دکھائے۔ آپ نے نرمی برقی تو مناسب جگہ پر اور سختی استعمال کی تو مناسب موقع پر۔ آپ جنگ پر گئے ہوئے مجاہدین

گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ جب گھوڑے نے خراماں خراماں لذت انگیز رفتار سے چلنا شروع کیا تو آپ اس سے انرا آگے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے تو دل میں تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہو گیا تھا۔ یہ تمام مضمون اسحاق بن بشر نے فتوحات الشام میں بیان کیا ہے۔ جبکہ ابن شبران نے صرف آپ کا مذکورہ خطبہ اور منبر پر جلوہ افروزی ہی بیان کی ہے۔

۱۷۰ قربان جائیں ایسے امیر المؤمنین پر جس کے دل میں تکبر کی بونک نہ تھی اور یہ بھی معلوم ہوا آپ نبی علیہ السلام کے سچے جانشین تھے۔ اگر تشیع فرقہ کو ہماری کتاب کی بات ذہن میں نہ آتی ہوتو اپنی معتبر تاریخ ناسخ التواریخ اٹھالیں جس میں یہ واقعہ اس سے کہیں زیادہ زیب و زینت سے مرصع ہے۔ چنانچہ وہاں یہ الفاظ ہیں۔

یعنی بیت المقدس پہنچنے پر لوگوں نے دیکھا آپ کے بدن پر گدڑی تھی جس پر چودہ جگہ پیوند لگے تھے۔

امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ اونٹ کے بجائے گھوڑے پر بیٹھیں اور گدڑی کی بجائے سفید لباس پہن لیں تاکہ آپ کا رعب دشمن پر قائم ہو۔ آپ نے انکے اصرار پر ایسا ہی کیا، جب دو قدم چلے اور آپ کو گھوڑے کی نشاط انگیز رفتار سے لذت حاصل ہوئی تو آپ نیچے انرا آگے اور فرمایا اپنے امیر کو ہلاک کرنا چاہتے ہو یا درکھو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہو وہ جنت میں نہ جائیگا۔ ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۱۷ ص ۱۸۷

میں سنا اور دوسری میں کھجوریں ہوتیں۔ سواری پر آپ کے آگے پانی کا ایک مشکیزہ اور پیچھے ایک بڑا پیالہ دھرا ہوتا۔ آپ جہاں اترنے پیالے میں ستودال کر اس میں پانی ملاتے اور پٹائی بچھا دیتے۔ جو شخص کوٹی بھڑا پانی کی طلب یا کوٹی اور حاجت لے کر آتا۔ آپ اسے سنا اور کھجور کی دعوت دیتے۔ جب لوگ پڑاؤ والی جگہ پھوڑ کر آگے نکلتے تو آپ وہاں آکر دیکھتے اگر کسی شخص کی کوٹی شمی گری ہوتی تو اسے اٹھالیتے۔ کسی کو چلنے میں دقت یا سواری کو تکلیف پہنچی ہوتی تو اسے دوسری حاصل کرنے کے لیے کرایا مہیا کرتے۔ اور لوگوں کے پیچھے سفر کیا کرتے۔ اگر کسی کا سامان گر پڑتا یا چلنے میں دقت آتی تو اس کی دستگیری کرتے۔ تورات بھر چلنے میں جس کسی کا کچھ سامان کم ہو جاتا۔ وہ آپ سے حاصل کر لیتا تھا۔ اس طرح کہ وہ شخص آپ کے پاس آکر اطلاع کرتا۔ آپ نے لکڑ کا ایک سیٹھ بنوایا ہوا تھا۔ آپ اس پر لوگوں کی گری پڑی چیزیں لٹکا دیتے۔ اگر آپ کو سیٹھ پر اس کی چیز مل جاتی تو (اپنے خیمہ کے اندر سے) وہ لے آتے اور فرماتے۔ کیا کسی کا وہ برتن کم ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اس نے پانی پینا اور وضو کرنا ہوتا ہے؟ کیا میں ساری رات تمہاری چیز کی نگرانی کیا کروں اور نیند سے آنکھیں دور رکھا کروں؟ یعنی اسے ڈانٹ پلاتے اور اور مالک کو اس کی چیز حوالے کر دیتے۔

یونہی جب آپ بیت المقدس گئے تو وہاں پہنچے پر اسلامی فوج نے آپ کو ترک گھوڑ پیش کیا تاکہ دشمن آپ کو دیکھ کر مرعوب ہو سکیں۔ اور فوج نے اصرار کیا کہ آپ گڈری اتار دیں اور سفید لباس زیب تن کر لیں۔ آپ نے انکا کیا۔ مگر پھر ان کے اصرار پر آپ اپنی گڈری سمیت ہی ترک

بیان

جبریل نے عمر فاروقؓ کو نبی علیہ السلام کا بھائی کہا

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں مسجد میں بیٹھا جبریل کے ساتھ مصروف گفتگو تھا۔ کہ عمرؓ وہاں آگئے۔ جبریلؓ نے کہا۔ یہ آپ کے بھائی عمر بن خطاب نہیں کہا؟ میں نے کہا ہاں یہ میرا بھائی عمر ہے۔

اسے بخوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔ جبکہ آپ کے نام کی فصل یہ حدیث اپنی ہے اور آگے بھی آئے گی۔

بیان

اسلام کو معزز کرنے کے صلہ میں روز قیامت آپ کی نرالی شان

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روز قیامت ندا آئے گی ”فاروق کہاں ہیں؟“ تو آپ کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا۔ اے ابو شخص! یہ تمہارا اعمال نامہ ہے۔ چاہو تو پڑھو! نہیں تو رہنے دو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اسلام کہے گا یا اللہ! یہ عمرؓ ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں مجھے معزز کیا انہیں آخرت میں معزز کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو ایک نورانی اور نئی

بیان

اللہ کے ہاں آپکی اور آپکے مال کی قدر و قیمت اور آپ کی
رحلت پر اسلام کی گریہ زاری

حدیث :-

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
میرے پاس جبریل آئے۔ میں نے انہیں کہا۔ عمر فاروقؓ کی فضیلت اور
اللہ کے ہاں ان کی قدر و قیمت بیان کریں۔ وہ کہنے لگے اگر میں نوح علیہ
السلام کی عمر بقینا وقت آپ کے پاس بیٹھوں تو بھی عمر کی ذات اور اس کے
مال کی فضیلت بیان نہیں کر سکتا۔ پھر جبریل نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپکی رحلت
کے بعد عمرؓ کی رحلت پر اسلام رونے لگا۔

اسے ابوسعبد نے شرف النبوة میں اور فوائد میں تفصیلاً روایت

کیا ہے۔

تشریح :

یہ حدیث قبل ازیں باب الشیخین میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے
گزر چکی ہے۔ وہاں اسلام کے رونے کا ذکر نہیں تھا۔ البتہ یہ الفاظ زائد
تھے۔ کہ جبریل نے انہیں کہا۔ عمر فاروقؓ۔ ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک

بیان

نبی علیہ السلام کا سسر ہونے میں آپ کی فضیلت

عشرہ مبشرہ میں سے بعض صحابہ کے مناقب کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کا سسرالی رشتہ مسلمان کے لیے جنت کو واجب اور دوزخ کو حرام قرار دیتا ہے۔

حدیث:-

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ ہر نسبی اور سسرالی رشتہ روز قیامت ختم ہو جائے گا۔ مگر میرے یہ دونوں رشتے باقی رہیں گے (لوگوں کو فائدہ دیں گے) اسے تمام نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس بارہ میں فضائل ابی بکر میں بیان گزر چکا ہے۔ اور مناقب اہل بیت المؤمنین میں ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ سے آپ کے نکاح کی کیفیت کے ضمن میں بھی یہ مضمون آئے گا۔

بیان

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کر نیک مقام

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے عمر سے محبت کی اس کا دل ایمان سے معمور کر دیا جائیگا۔

پر بٹھا دیا جائے گا۔ اور دو جے پہنا دیئے جائیں گے۔ اگر ان میں سے ایک بھی دنیا میں کھول دیا جائے تو اس کی ہنک سے سارا جہان معطر ہو جائے گا۔ آپ کی سواری کے آگے ستر ہزار بھنڈے لہرانے ہوئے چلے جا رہے ہوں گے۔ پھر آواز آئے گی یہ عمرض میں قیامت والو! انہیں جان جاؤ! اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔

بیان

پہلی آسمانی کتب میں آپ کی تعریف

حدیث

کعب الاحبار کہتے ہیں۔ شام میں عمر فاروقؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا۔ ان آسمانی کتب میں لکھا ہے۔ کہ ان شہروں جن میں بنی اسرائیل کا بسیرا ہو گا۔ کی فتح ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو گی جو نیکی کا رستہ مسلمانوں پر رحیم۔ کافروں پر عذاب الیم اور ظاہر و باطن میں ایک جیسا ہو گا۔ اس کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہو گا۔ اپنے اور بیگانے اس کی نظر میں برابر ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ شب زندہ دار صائم النہار اور غم گسار ہوں گے۔

عمر فاروقؓ نے کہا۔ جو آپؐ کہہ رہے ہیں سچ ہے؛ میں نے کہا اس خدا کی قسم جو میری بات سن رہا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اللہ ہی کو حمد ہے۔ جس نے ہمیں عزت فضیلت اور شرافت بخشی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان عظیم فرمایا۔ اللہ کی رحمت ہر شے پر محیط ہے۔

کرے بخشش تو اس شخص نے اگر عمر فاروقؓ کو خبر دی۔ آپ بہت روئے۔ اور فرمایا اے اللہ! میں نے بغیر حالت عجز و تیرے احکام کی بجائے آوری میں کمی نہیں چھوڑی۔ اسے بنوئی نے فضائل میں اور ابو عمر نے روایت کیا۔

بیان

عمر فاروقؓ کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ کے غضب سے بچا کرو۔ اللہ بھی ان کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اسے ملاں نے سیرت میں اور صاحب نزہہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: آپ ہی سے مروی ہے کہ عمرؓ کو ناراض نہ کیا کرو۔ جب یہ ناراض ہو جائیں تو اللہ بھی روٹھ جاتا ہے۔

اسے ابوالحسین بن احمد ابن الفقیہ نے روایت کیا ہے۔

بیان

عمر فاروقؓ کی ناراضگی۔ بڑا المیہ ہے

حدیث: ابن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ عمر فاروقؓ کو اللہ کی طرف سے سلام نہیں اور انہیں بتلائیں کہ تمہاری رضا حکم ہے۔ اور تمہاری ناراضگی ایک بڑا المیہ ہے۔

اسے حافظ ابوسعید نقاش اور ملاں نے روایت کیا ہے اور غلص ذہبی نے

بھی اس کا مضمون بیان کیا ہے۔

اسے بغوی نے فضائل میں ذکر کیا ہے۔

بیان

نبی علیہ السلام نے آپ سے دعا کروائی

حدیث، حضرت عمر فاروقؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے عمرہ پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا۔ اے میرے بھائی! اپنی دعائیں ہمیں نہ بھول جانا۔ یوں بھی آیا ہے کہ اے میرے بھائی! اپنی دعائیں ہمیں بھی شامل رکھنا!۔

عمر فاروقؓ کہتے ہیں جہان کی تمام تر نعمتوں سے بڑھکر میرے لیے یہ بڑی نعمت ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا ”اے میرے بھائی“۔

اسے احمد بن حنبل، حافظ سلفی اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ ابن عرب نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں۔ ”و اپنی نیک دعاؤں میں“

بیان

خواب میرا ایک شخص کو نبی علیہ السلام نے عمر فاروقؓ کے پاس بھیج دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں قحط پڑا تو ایک شخص نبی علیہ السلام کی قبر منور پر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! امت کے لیے بارش مانگیں لوگ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام اسے خواب میں لے اور فرمایا تم عمرؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ لوگوں کے لیے اللہ سے بارش طلب کریں۔ یقیناً بادل برسے گا۔ اور عمرؓ سے یہ بھی کہو۔ لوگوں پر بخشش

عبدالرزاق کہتے ہیں کہ اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کرتے ہوئے ثوری نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کرے گا۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

(حدیث) حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق سے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کی یہ صفات تورۃ میں لکھی ہیں اور وہاں آپ کی شہادت کا ذکر بھی ہم نے پایا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے لیے شہادت کہاں میں تو جزیرہ عرب میں حضور ہوں (جبکہ جنگوں کا سلسلہ جزیرہ سے باہر نکل کر جاری ہے)

(حدیث) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت پڑھی جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُمِيزُ آبُ حَمِيمٍ بَارِدٍ اور انہوں نے فرمایا اے لوگو! معلوم ہے "جنات عدن" کیا ہے؟ یہ جنت کا ایک محل ہے جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں ہر دروازے پر بیس ہزار حور العین کھڑی ہیں۔ اس میں یا نبیاء جاسکتے ہیں اور آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس قبر کے مکین کے لیے مبارک ہے (کیونکہ وہ صرف نبی نہیں امام الانبیاء ہیں) یا صدیق جاسکتے ہیں (اس کے ساتھ آپ نے ابو بکر صدیق کی قبر کی طرف اشارہ کیا)۔ یا شہید جاسکتے ہیں۔ اور میرے لیے شہادت کہاں؟ تاہم جس خدا نے مجھے اپنی والدہ حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ بمشیرۃ الی جہل کے پیٹ سے نکالا ہے وہ اگر چاہے تو مجھے شہادت سے نواز سکتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو اللہ نے اپنی بدترین مخلوق کے ہاتھوں آپ کو شہادت دی۔ یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا جو سنی غلام البونوؓ آپ کا قاتل ٹھہرا۔
تشریح) اس حدیث میں آپ کی والدہ حنتمہ کو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی اور ابو جہل کی بہن کہا گیا ہے۔ یہ شخص کے قول کی تصدیق ہے جس نے حنتمہ کو ہشام کی بیٹی کہا ہے۔ تاہم صحیح یہ ہے کہ یہ ہشام کی نہیں اس کے سگے بھائی تاہم کی بیٹی ہیں تاہم چونکہ چچا بھی باپ کی جگہ ہوتا ہے اور چچا زاد

بیان

نبی علیہ السلام نے آپ کی شہادت کی خبر دی اور آپ
شہادت کی تمنا کرتے رہے

عشرہ مبشرہ میں سے بعض صحابہ کے مجموعی مناقب کے ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اُثْبِتْ حَرَّ (ارے کوہِ حرا! ٹھہر جا!) صحابہ ثلاثہ کے مناقب میں اُثْبِتْ اُحْدُ (ارے احد! ٹھہر ارہ!) اور اُسْكُنْ ثَبِيْرُ (اے ثبیرِ ٹیلے! ٹھہر ارہ!) احادیث میں گزر چکے ہیں (جن کے ساتھ یہ وضاحت تھی کہ پہاڑ پر ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نبی علیہ السلام نے فرمایا اے پہاڑ ٹھہر ارہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص ایسا ہے کہ عرب کے شہروں کی چکی اس کے گرد گھومتی ہے۔ وہ زندہ رہے گا تو عزت سے اور رحلت کرے گا تو شہادت سے۔ عرض کیا گیا وہ کون ہے؟ فرمایا عمر بن خطاب۔ یہ حدیث مناقب صحابہ ثلاثہ میں یحییٰ بن معین سے صوفی کی روایت کے ساتھ گزر چکی ہے۔ اسی طرح ابن بردہ کی حدیث کے الفاظ کہ عمر کو خلیفہ بنایا جائے گا اور شہید کیا جائے گا بھی آپ نے پڑھ لیے ہیں۔

(حدیث) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کا لباس سفید رنگ میں دیکھا تو فرمایا ”نئی قمیص پہنی ہے تم نے یا دھلی ہوئی؟“ انہوں نے عرض کیا جدید ہے۔ آپ نے فرمایا کپڑے پہنو تو جدید لے کر اور زندہ رہو تو حمید بن کرم اور وفات پاؤ تو شہید بن کر۔

حدیث: طارق بن شہابؓ کہتے ہیں ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا تم لوگ اپنے قرآن میں ایک آیت ایسی رکھتے ہو کہ اگر وہ ہمارے دین میں اتنی تو اس کے یومِ نمِ ول کو ہم عید منایا کرتے۔ آپ نے فرمایا کون سی آیت؟ وہ کہنے لگا۔ اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ یہ کب اور کہاں نازل ہوئی تھی ہم عرفات میں پچھلے پہر ٹھہرے ہوئے تھے اور جمعہ کا دن تھا یعنی جمعہ ٹھہری مسلمانوں کی عید ہے اور یومِ عرفہ بھی عظیم دینی تہوار ہے جس کے اگلے روز عید قربان بھی ہوتی ہے اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت طارق بن شہابؓ کہتے ہیں بنی اسد اور بنی غطفان کا وفد ابوبکر صدیق کے پاس صلح کا طلب گار ہو کر آیا۔ آپ نے انہیں فیصلہ کن جنگ اور ذلت آمیز صلح میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کا کہا۔ وہ کہنے لگے فیصلہ کن جنگ کا مطلب تو ہم جانتے ہیں مگر یہ ذلت آمیز صلح کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے حلقہ اور کراغ لے لیے جائیں گے اور مال غنیمت جو ہم لے لیں وہ ہمارا ہوگا اور تم جو کچھ ہم سے حاصل کرو گے وہ واپس کر دو گے۔ علاوہ انہیں تم ہمارے مقتولین کی دیتیں ادا کرو گے مگر تمہارے مقتولین جہنم میں جائیں گے (ان کا خون بہا د انہیں کیا جائے گا) اور تمہیں ایسی اقوام کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے گا جو اونٹوں کی دم پیچھے کھینچ چلی جاتی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین پر کوئی امر ظاہر کرے اور تمہیں معذور قرار دیا جائے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق نے یہ گفتگو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کی۔ عمر فاروقؓ نے کہا یہ آپ کی رائے ہے اب ہماری رائے بھی سنئے! آپ نے فیصلہ کن جنگ اور

بھائی بھی بھائی ہوتا ہے اس لئے حدیث میں حنتمہ کو شہام کی بیٹی اور ابو جہل کی بہن اسی معنی میں کہا گیا ہے۔

بیان عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا علم اور فہم و فراست

آپ کے خصائص میں گزر چکا ہے کہ ابو بکر صدیق کو سب سے پہلے آپ نے جمع قرآن کا مشورہ دیا تھا اور یہ آپ کے علم اور ذکاوتِ حسن کی بے مثال دلیل ہے۔ پھر ابن عمرؓ سے مروی یہ حدیث بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خواب میں دودھ پیا اور اپنا بچا ہوا دودھ عمر فاروق کو دیا اور اس کی تعبیر علم سے کی۔ یونہی ابن مسعود کا قول بھی لکھا جا چکا ہے کہ اگر ساری دنیا کا علم ایک پلہ میں اور عمرؓ کا علم دوسرے پلہ میں رکھ دیا جائے تو آپ کا علم بھاری نکلے گا۔

حدیث:- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن وہب سے کہا یوں قرآن پڑھو جیسے تمہیں عمرؓ نے سکھایا ہے۔ کیونکہ آپ سب سے زیادہ کتاب کے عالم اور دین میں فقاہت رکھنے والے ہیں۔

اسے علی بن حرب طائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:- خلد اسدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمر فاروقؓ کی صحبت حاصل کی ہے اور میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو قرآن کا عالم دین کا فقیہ اور مدرس نہیں دیکھا اور خلد ہی کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ کی رحلت سے علم کے دس حصوں میں سے نوں جاتے رہے۔

حدیث:- انہی سے مروی ہے کہ عمر فاروقؓ ہم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت قرآن کی تلاوت اور خوفِ خدا کے حامل تھے۔ کسی مسلمان گھرانہ میں آپ کی وفات سے بڑا صدمہ داخل نہیں ہوا ہوگا۔

یہ تمام روایات بغوی نے فضائل میں درج کی ہیں۔

کیا وہ شخص بہتر ہے جس میں گناہ کی چابک ہی نہ ہو اور نہ ہی گناہ کرے۔ یا وہ بہتر ہے جس میں گناہ کی شہوت ہو مگر اسے عمل میں نہ لانے؟ آپ نے فرمایا جن میں گناہ کی شہوت ہے مگر اس سے بچتے ہیں۔ انہی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اُولَئِكَ الَّذِيْنَ اٰمَنَ اللّٰهُ قُلُوْهُمُ لِلّٰهِ تَقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ انہی کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ اسے حافظ ابن ناصر سلانی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی

احکام شرعیہ کے استنباط کا ملکہ۔

اس بارہ میں موافقات عمر کے ضمن میں تفصیل آچکی ہے۔

حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے غصہ آیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب چہرہ نبی پر آثار جلال دیکھے تو آپ کو (خوش کرنے کے لیے) گویا ہوئے رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِهِ، ہم اس پر راضی ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے، اسلام ہمارا دین ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں ہم اللہ اور اس کے نبی کے جلال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۱۔ حضرت عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غضب میں دیکھ کر فوراً یہ الفاظ کہنے لگتے تھے تاکہ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ قربان جانیں آپ کس قدر مزاج شناس رسول تھے آپ کے ان الفاظ کی شہادت علامہ مجلسی کی بحار الانوار جلد نمبر ۲۲ ص ۸۴ اور جلد ۱۸ ص ۹۶ کے صفحات سے مل رہا ہے۔ جو دیکھنا چاہیے دیکھ سکتا ہے۔

ذلت آمیز صلح کی بات بہت اچھی لگی ہے۔ یونہی "ہم ان سے جو لے لیں وہ ہمارا اور وہ جو کچھ لے لیں وہ بھی ہمارا، بڑی اچھی بات ہے۔ باقی آپ نے جو کہا ہے کہ ہمارے مقتولین کی دیتیں ادا کی جائیں گی اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں تو یقیناً ہمارے شہداء اللہ کی راہ میں قربان ہوئے ہیں ہمیں ان کی دیتیں لینے کی ضرورت نہیں عمر فاروقؓ کی اس بات پر قوم نے بیعت کر لی (اور یہ معاملہ حضرت عمر فاروقؓ کی معاملہ فہمی کے سبب بخوبی حل ہو گیا)۔

ان الفاظ کے ساتھ اسے حمیدی نے برقانی سے بخاری کی شرائط پر روایت کیا ہے اور بخاری میں بھی مختصر یہ واقعہ موجود ہے۔

حدیث: ابو العالیہ کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ کہا کرتے تھے قرآن کریم کی پانچ پانچ آیات حفظ کیا کرو کیونکہ جبریلؑ پانچ پانچ آیات لے کر ہی نبی علیہ السلام کے پاس آتے تھے۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عاصم بن عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا جو شخص حکومت حاصل کرنے کی زیادہ حرص رکھتا ہے وہ درست حکومت نہیں چلا سکتا۔ اسے ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت علامہ محمد بن جریر طبری سے سوال کیا گیا کہ حضرت عباسؓ جو جلیل القدر صحابی اور عم رسول تھے کہو عمر فاروقؓ نے چھ رکعتی شوریٰ کیٹی میں شامل کیوں نہ کیا؟ انہوں نے فرمایا اس لیے کہ آپؐ نے وہ کیٹی سابق الاسلام اور بدری صحابہ پر مشتمل بنائی تھی اور عباسؓ نے سابق الاسلام تھے نہ مہاجر اور نہ ہی بدری تھے۔ اور عمر فاروقؓ کو آپؐ کے کام میں کوئی عیب کا نہیں سکتا تھا۔

حدیث: مجاہد سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے تھے، اللہ ہی کی دین ہے عمر فاروقؓ کا علم یہ بات دیکھنے میں بڑی کم ہی آئی ہے کہ آپ نے کسی بات کے لیے لب ہلائے ہوں اور وہ آپ کے فرمان کے مطابق نہ ہوئی ہو۔
اسے جوہری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کو جب بھی یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ میں اس کام کو یوں سمجھتا ہوں تو بالآخر وہ کام اُسی طرح ہو کر رہا جس طرح عمر فاروقؓ نے سوچا ہوتا تھا۔
چنانچہ ایک بار عمر فاروقؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک خوب رو و نو جوان گذرا

۱۔ جیسا کہ رجال کشی ص ۳۲ پر حضرت بریدہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے۔ اتنے میں ابو بکر آگئے، لوگوں نے ان سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں وہ تین آدمی کون ہیں کیوں کہ آپ صدیق اور ثانی اثین ہیں مگر انہوں نے معذرت کر دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے لوگوں نے ان سے کہا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کیونکہ آپ فاروق ہیں اور آپ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے مگر انہوں نے بھی معذرت کر دی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے لوگوں کے کہنے پر سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! ایک تو ان میں سے تم ہو دوسرا سلمان فارسی ہے اور تیسرا عمار یا سر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ عمر فاروقؓ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس امر کی شہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کی بنیاد پر ہی ہو سکتی ہے۔

عمر فاروق یہ الفاظ بار بار دہرانے لگے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال دور ہو گیا اس کے بعد جناب عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص کے بارہ میں کیا ارشاد ہے جو ساری عمر بلا نذر روزہ رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھا نہ چھوڑا (چھوڑا تو اس نے واقعی نہیں مگر اسے کسی روزہ کا ثواب بھی نہیں ملا اس لیے روزہ رکھا بھی نہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو شخص ہمیشہ دو دن روزہ رکھتا اور ایک دن چھوڑتا ہے وہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا ایسی طاقت کس میں ہے۔ انہوں نے عرض کیا ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن چھوڑنے والا کیا حالت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تو داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن چھوڑے وہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھ میں ایسی طاقت آجائے اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماہ میں تین دن اور رمضان میں پورا ماہ روزہ رکھنا تمام عمر روزہ رکھنے کی فضیلت رکھتا ہے۔ اور عرفات کے دن روزہ رکھنے میں اللہ کی رحمت سے مجھے امید ہے کہ پہلے ایک سال اور پچھلے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دسویں خرم کے روزہ میں رحمت ربی سے مجھے امید ہے کہ پہلے ایک سال کے گناہ دھل جاتے ہیں۔

اسے مسلم ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی

آپ کی مومنانہ فراست و بصیرت

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اپنے دور میں کہتے تھے کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔ اسے حاشیہ آگے صفحہ پر دیکھیں

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد کی شکل میں حاضر ہوئے۔ میں آپ کے قریب تہہ کر بیٹھا۔ آپ نے اشتر کو بنظر غائر دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارے وفد میں شامل ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اللہ اسے ہلاک کرے اور امت مسلمہ کو اس کی شر سے بچائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کو ایک دن اس سے بڑا صدمہ پہنچے گا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس سال بعد واقعہ ظاہر ہوا۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: عبداللہ بن مسلمہ کے علاوہ کسی اور راوی کا کہنا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے۔ ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ ایک آدمی وہاں سے گذرے لوگوں نے عرض کیا آپ اسے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص کو اللہ نے نبی علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق غیب سے اطلاع دی تھی جس کا نام سواد بن قارب ہے۔ میں نے اسے دیکھا تو نہیں۔ لیکن اگر وہ زندہ ہے تو وہ یہی شخص ہے۔ اور اُسے اپنی قوم میں ایک مقام حاصل ہے۔ تو آپ نے اُسے بلایا اور فرمایا "تم ہی سواد بن قارب ہو جسے اللہ نے غیب سے ظہور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دی تھی؟ اور اپنی قوم میں تمہیں ایک مقام حاصل ہے کیا؟ وہ کہنے لگا امیر المؤمنین ہاں ایسے ہی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم ابھی تک اپنے علم نجوم پر عمل پیرا ہو؟ اس پر وہ آدمی غصہ میں آگیا اور وہ کہنے لگا۔ قسم بخدا جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپ جیسا کوئی شخص تمہیں ملا۔ آپ کہنے لگے سبحان اللہ! اس وقت ہم شرک کی برداری پر تھے جو تیرے علم نجوم سے زیادہ بُری بات تھی۔

اب مجھے بتلاؤ! تمہیں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی اطلاع

آپ نے فرمایا خدا نہ بھلائے مجھے لگتا ہے کہ یہ شخص جاہلیت میں اپنی قوم کا بخوجی تھا۔ اُسے
 بولا لاؤ لوگ! اُسے لے آئے آپ نے اُسے فرمایا۔ میرا گمان غلط بھی ہو سکتا ہے مگر لگتا
 ہے کہ جاہلیت میں تم بخوجی تھے؟ وہ کہنے لگا اس سے قبل کسی مسلمان شخص سے میری ایسی
 ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔ جناب عمرؓ نے فرمایا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ میری بات کا جواب
 دو۔ وہ کہنے لگا واقعتاً میں کفار کا بخوجی تھا۔ آپ نے فرمایا تمہارے جن نے تمہیں سب سے
 عجیب خبر کو سنی دی تھی؟ وہ کہنے لگا ایک دن میں بازار میں تھا میرا جن میرے پاس
 ڈرا ہوا آیا اور کہنے لگا۔

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جن کتنی عجیب چیز ہے اپنے قیام سے اب تک ان کی قوتیں
 کیسی ہیں اور یہ کہاں سے کہاں تک جا پہنچتے ہیں (یعنی وہ جن مجھے بتلا رہا تھا کہ ہماری
 جن قوم ہر مقام کی خبر حاصل کر لیتی ہے۔ اور اب انہیں نبی علیہ السلام کی نبوت کا علم ہو گیا
 ہے اور جن آپ پر ایمان لارہے ہیں۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے) عمر فاروقؓ نے کہا اس
 جن نے سچ کہا تھا میں بھی دور جاہلیت میں کفار کے خداؤں کے پاس ایک بار سویا ہوا
 تھا۔ ایک شخص نے ان کے چہرہوں میں ایک بچھڑا لاکر فروج کیا جس پر کوئی چیخنے والا
 چیخا اور ایسی خوفناک آواز اس سے قبل میں نے نہ سنی تھی وہ کہہ رہا تھا۔ اے
 وہ شخص! جس کے سر کے بال تھوڑے ہیں۔ بڑا صبر آزماء مرحلہ آگیا ہے ایک فصیح شخص
 کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ یہ سن کر لوگ اچھل پڑے۔ تو میں نے دل میں فیصلہ
 کیا کہ جب تک اس آواز کی حقیقت معلوم نہ ہو مجھے یہاں سے جانا نہیں چاہیے
 چنانچہ پھر آواز آئی ”اے وہ شخص! جس کے لیے بال تھوڑے ہیں (یعنی اے
 دانا شخص!) بڑا صبر آزماء کام ہے۔ ایک فصیح اللسان شخص (نبی علیہ السلام) کا
 کہنا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ تو تب میں اٹھ کھڑا ہوا۔ ہم نے سوچا کہیں یہ آواز نہ
 آجائے کہ یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں۔

آپ نے فرمایا مجھے اپنا قصہ سناؤ۔ میں نے سارا واقعہ سنایا اور ساتھ ہی میں نے کلمہ پڑھ لیا۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام بہت ہی مسرور ہوئے اور ان کے چہرے خوشی سے دکنے لگے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر اُٹھے اور اس شخص سے بغل گیر ہو گئے اور فرمایا میری تمنا تھی کہ میں یہ واقعہ تمہاری زبان سے سنوں۔ اب بتلاؤ کیا اب بھی تم پر وہ جن آتا ہے؟ وہ کہنے لگا جب سے میں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی ہے اب وہ نہیں آتا اور قرآن بہت ہی بہتر نعم البدل ہے۔ اسے بغوی نے فضائل عمر میں روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی

آپ کی کرامات اور مکاشفات

آپ نے منبر مدینہ سے آواز دی یا ساریۃ الجبل

حدیث: عمر بن حارث سے روایت ہے کہ ایک بار عمر فاروق رضی خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ چھوڑ کر تین بار یہ صدا لگائی (یا ساریۃ الجبل) اوساریہ! پہاڑ کے پیچھے ہو جا! یہ کہہ کر آپ نے پھر خطبہ شروع کر دیا۔ نبی علیہ السلام کے صحابہ میں سے بعض نے کہا حضرت عمرؓ پر جنون ہو گیا ہے۔ انہوں نے دوران خطبہ یہ کیا کہہ دیا ہے؟ چنانچہ حضرت عبدالرحمن رضی جو حضرت عمرؓ سے کھل کہ بات کر لیا کہہ تے تھے آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ امیر المؤمنین! لوگوں کو بات کرنے کا موقع کیوں دیتے ہیں آپ۔ آج دوران خطبہ یا ساریۃ الجبل کہنے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے جواب دیا میں نے دیکھا کہ عراق کے شہر نہاوند میں ساریہ اور اس کے ساتھی

کیسے دی تھی؟ وہ بولا۔ ہاں میں بتلاتا ہوں۔

ایک رات میں بیداری اور خواب کی ملی جلی کیفیت میں تھا۔ ایک جن آیا اس نے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور کہنے لگا سواد بن قارب! اٹھو۔ اور اگر سمجھ دار ہو تو سمجھ لو اگر نہیں عقل ہے تو یہ بات اپنی عقل میں بٹھالو۔ کہ لوی بن غالب کی اولاد میں اللہ نے ایک رسول بھیج دیا ہے جو اللہ اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے اس کے بعد اس نے یہ شعر کہنا شروع کیے۔

عَجِبْتُ لِلْجَنِّ وَتَجَسَّسَهَا وَشَدَّهَا الْعَيْسَ بِأَحْلَاسَهَا
تَهْوَى إِلَى مَلَكَةِ تَبْعِي الرُّهْدَى مَا خَيْرُ الْجَنِّ كَانَجَاسَهَا
فَارْحَلْ إِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَأَسْمُ بَغِيَّتِكَ إِلَى رَاسَهَا

ترجمہ (۱) مجھے جنوں اور ان کی سراغ رسانیوں پر تعجب ہے۔ وہ کہاں کہاں تک سفر کر کے جا پہنچتے ہیں۔

(۲) یہ جن مکہ میں آپہنچے ہیں، ہدایت کی تلاش میں۔ اور اچھے جن گندے جنوں کی طرح نہیں ہیں۔

(۳) تو تم چلو بنو ہاشم کے برگزیدہ انسان (نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچو اور اپنی جستجو کی ان تک انتہا کر دو۔

اس کے بعد دو تین راتیں وہ جن اسی طرح آتا رہا اور مجھے اشعار سناتا رہا تب میرے دل میں اسلام کی محبت بھر گئی۔ چنانچہ اگلی صبح کو میں نے رخت سفر باندھا اور مکہ میں جا وارد ہوا وہاں مجھے پتہ چلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے ہیں تو میں مدینہ منورہ آگیا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں ہیں چنانچہ میں نے اپنی اونٹنی باندھی اور مسجد میں آیا۔ آپ نے مجھے اپنے قریب بلالیا۔ اور آپ مجھے اپنے نزدیک تر کرتے رہے تا آنکہ میں بالکل آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا

آپ کی چھٹی پاک دریاے نیل روانی پر آگ

حدیث: اور موسیٰ ہے کہ مصر فتح ہونے پر وہاں کے گورنر حضرت عمرو بن العاص کے پاس لوگ آئے اور کہنے لگے کہ دریاے نیل ہر سال ایک نہایت خوب روٹھ کی کوہڑپ

لیدور خلف ساریتہ..... فقلت یا ساریتہ الجبل لیتنتی عنہم..... دکان

بین المدینۃ ونہاوند مسیوۃ اکثر من خمسین یوماً

ترجمہ: ”اے لوگو جان لو میں خطبہ دے رہا تھا میں نے اس سمت کو دیکھا بعد صبح تیار کھائی

کفار کے ساتھ جہا کرتے علاقہ نہادند میں گئے ہوئے ہیں ان کے سالار علی السعد

بن ابی وقاص میں نواسہ نے میری آنکھوں سے تمام پردے اور جباب اٹھا

دیے میری نگاہ کو اس قدر قوت عطا فرمائی کہ میں نے یہاں سے انہیں دیکھ

لیا، کہ بعض کفار ساریہ امیر شکر پر پہاڑ سے پیچھے سے، گھوم کر حملہ کرنا چاہتے

ہیں تو میں نے یا ساریتہ الجبل کہا نا کہ وہ پہاڑ سے دور ہٹ جاؤ اور محفوظ

ہو جائے، جبکہ مدینہ اور نہادند کے درمیان پچاس دن سے زیادہ فاصلہ تھا

اس کے بعد امام باقر فرماتے ہیں فاذا کان مثل هذا العرف کیف لایکون مثل هذا

علی بن ابی طالب علیہ السلام، ولکھم قوم لا ینصفون، یعنی جب ایسی کرامت عظمیٰ کے یہ ہو سکتی

ہے تو علی بن ابی طالب علیہ السلام کے لیے کیوں نہیں ہو سکتی۔

اب ہم کہتے ہیں کہ اے شیعہ حضرات! ہم اہل سنت حضرت علی کے کلمات اور کرامات

کو بصدق دل تسلیم کرتے ہیں آپ نے قوت روحانی سے درخبر توڑا، آپ نے کربلا سے گزرتے

ہوئے اپنی آل کے قتل گاہوں پر نشانات لگائے، آپ نے عبد الرحمن بن ملجم سے کہا تھا

کہ تم میرے قاتل ہو عید الذلک مگر اے شیعہ حضرات! اے کاش کہ تم بھی حضرت امام باقر کی

پیسروی میں حضرت عمر فاروق کی کرامات کا اقرار کر لو،

پہاڑ کے دامن میں لشکر کفار میں ہر طرف سے گھر گئے ہیں۔ تو میں ضبط نہ کر سکا اور کہہ دیا
اے ساریہ پہاڑ کے پیچھے چلے جاؤ۔

چنانچہ چند دن گزرے تھے کہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا ایلچی آیا اور یہ رقعہ
پہنچایا کہ جمعہ کے دن ہم نے فلاں جگہ صبح سے جمعہ کے وقت کفار سے گھمسان کی جنگ
کی تا آنکہ سورج کی کرنیں ماند پڑنے لگیں۔ کہ اچانک ایک آواز آنے لگی یا ساریہ الجبل
تو ہم فوراً پہاڑ کے پیچھے ہو گئے اور فتح یاب ہو گئے اور دشمن کو اللہ نے ذلیل کر دیا۔

سے حضرت عمر فاروق کی اس کرامت کو حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے بھی شرح و بسط
کے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ اہل تشیع کا سب سے بڑا مجتہد علامہ مجلسی بحار الانوار
جلد ۲۱ ص ۲۴ میں لکھتا ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت علی کے کمالات و مشاہدات کا انکار کیا تو
امام باقر نے حضرت عمر کی یہ کرامت انہیں سنائی کہ

انه كان على المنبر بالمدينة فخطب اذ نادى في خلال خطبته يا مسارية الجبل
وجبت الصحابة فقالوا ما هذا الكلام الذي في هذه الخطبة.

ترجمہ: حضرت عمر مدینہ منورہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ نے دوران

خطبہ کہا

ہوا اور انہوں نے کہا دوران خطبہ یہ کیا بات کہی گئی ہے؟

چنانچہ خطبہ کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آج آپ نے خطبے میں یہ کیا کہا تھا

آپ نے فرمایا۔

اعلوا اني كنت اخطب، رميت ببصري نحو الناحية التي خرج اليها اغوانكم

الى غزو الكافرين، نبهاوند، وعليهم معد بن ابى وقاص، فقتلهم الله الى الامم

والحب، وقوي بصرى حتى ما ايتهم..... وقد جاء بعض الكفار

اے ابو حفص عمر بن خطاب! بادل تمہارے پاس آپہنچا۔ اے ابو حفص! بادل آپہنچا۔

آپ کی نسل میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کیسے پیدا ہوئے

حدیث: مروی ہے کہ ایک رات آپ حسب معمول مدینہ منورہ کی پاسبانی کر رہے تھے۔ آپ نے سنا کہ ایک گھر میں سے آواز آئی گوئی عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اماں ایسا نہ کرو! امیر المؤمنین نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ ماں کہنے لگی۔ امیر المؤمنین کو ہمارا کیا پتہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ بیٹی نے کہا اگر امیر المؤمنین نہیں جانتا تو رب العالمین جو دیکھ رہا ہے۔

چنانچہ صبح عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عاصم سے کہا کہ تم نلال گھر جاؤ وہاں ایک بچی ہے۔ اگر کہیں اس کی شادی کی بات نہیں ہوئی تو تم اس سے نکاح کر لو۔ شاید اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک اولاد دے۔ چنانچہ عاصم سے اس بچی کی شادی ہو گئی اور عاصم کے گھر میں سے ایک بچی ام عاصم پیدا ہوئی جس سے عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا اور اس سے اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔

حدیث: ابو مسلم خولانی یمن کے ایک شہر میں داخل ہوئے وہاں جھوٹے مدعی نبوت اسود بن قیس نے ان پر اپنی رسالت پیش کی انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا میں تو یہی گواہی دوں گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہنے لگا اچھا! اور ساتھ ہی اُس نے ایک بڑی آگ جلائی جس میں ابو مسلم کو ڈال دیا گیا۔ مگر ابو مسلم کو ذرہ بھی نقصان نہ ہوا جس پر اسود نے حکم دیا کہ انہیں یمن سے نکال دو۔ تو وہ مدینہ منورہ آ گئے۔ جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تمہارا وہ ساتھی ہے جسے اسود کذاب نے جلانا چاہا مگر اللہ نے اسے محفوظ کر لیا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور آگے بڑھ کر ابو مسلم کو گلے لگا لیا اور فرمایا اللہ کے لیے تعریف ہے جس نے مجھے اس وقت تک

کیے بغیر روانی پر نہیں آتا اور ہم ایک لڑکی کو بنا سنوار کر اُس میں ہر سال دھکیل دیتے ہیں تب وہ بہتا ہے ورنہ خشک ہو جاتا ہے اور قحط پڑ جاتا ہے۔ عمر بن العاص نے یہ صورت حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ارسال کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسلام پہلی تمام کفری رسومات مٹا دیتا ہے۔ تم میرا یہ خط دریا میں ڈال دو۔ خط میں لکھا ہوا تھا

بسم الله الرحمن الرحيم۔ یہ خط اللہ کے ایک بندے عمر بن خطاب

کی طرف سے دریا نے نیل کی طرف ہے۔ اے دریا! اگر تو اپنی

مرضی سے چلتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور اگر اللہ کے حکم سے چلتا

ہے تو میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ ابھی چل پڑے اللہ کے نام سے۔

جب یہ خط دریا میں پھینکا گیا تو اسی رات سورہ گز اوچا پانی دریا میں چڑھ آیا جبکہ ہر سال

چھ گز پانی اس میں آتا تھا۔ ایک روایت ہے کہ جب سے عمر فاروق کا خط نیل میں ڈالا

گیا ہے آج تک وہ دوبارہ رکنا نہیں مسلسل چل رہا ہے۔

بادلوں نے آپ کی اطاعت کی

حدیث: خواہن جبر سے روایت ہے کہ عہد فاروقی میں لوگوں پر سخت قحط پڑا

جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لوگ میدان میں نکل آئیں وہاں آپ نے لوگوں کو درگت

نماز استسقاء پڑھانی پھر چادر کو بدل کر دایاں پلو بائیں کندھے پر اور بایاں دائیں پر کر لیا

اور ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کی

اے اللہ! ہم تجھ سے بخشش چاہتے ہوئے تیری طرف رجوع لائے ہیں۔ ابھی

دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بارش شروع ہو گئی۔ چند دن کے بعد دیہات کے لوگ آگئے۔

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے امیر المؤمنین! ہم فلاں دن اپنے گاؤں کے باہر بیٹھے ہوئے

تھے کہ یکایک بادل بن آئے اور ہم نے بادلوں میں سے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا۔

ترجمہ: اے جانے والے! کبھی واپس نہیں آئے گا تجھے موت نے پچپن میں ہی جلدی میں آلیا۔

(۲) اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! رات لمبی ہوتی یا چھوٹی۔ تو اس میں میرا انس ہوا کرتا تھا۔

(۳) محلے میں جب میں چلتا ہوں تو مجھے ہر جگہ تیرے قدموں کے ہی نشانات نظر آتے ہیں۔

(۴) مجھے غم کا پیالہ پینا پڑا ہے۔ اور وہ بھی اس بڑھاپے میں۔

(۵) یہ جام ہر کسی کو پینا پڑے گا کوئی شہری ہو یا دیہاتی۔

(۶) تو اللہ ہی کی سب تعریفیں ہیں جس کی قدرت کامل و مکمل ہے اور وہ لاشریک ہے۔

(۷) وہی بندوں پر موت ڈالتا ہے۔ اس لیے کوئی اپنی عمر بڑھا نہیں سکتا۔

یہ مرثیہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ روئے کہ آپ کی داڑھی تر بتر ہو گئی اور آپ نے فرمایا اے دیہاتی تو نے سچ کہا ہے۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن عمر فاروقؓ نے گہرا ٹھنڈا سانس لیا یوں معلوم ہوا جیسے آپ کی جان جا رہی ہے میں نے کہا قسم بخدا۔ یوں لگتا ہے جیسے آپ نے بڑی درد بھری آہ لی ہے آپ نے فرمایا ہاں واقعی یہ بہت بڑا درد عالم ہے۔ کیونکہ میں پریشان ہوں کہ اپنے بعد خلافت و حکومت کے سونپوں ابن عباس کہتے ہیں میں نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نام پیش کیے۔ آپ نے ہر ایک کے بارہ میں کوئی نہ کوئی مشکل ظاہر کی جن میں سے عثمان غنی کے متعلق یہ مشکل ظاہر کی کہ اگر انہیں حکومت مل جائے تو وہ تمام بنو امیہ کو گور نہریاں اور وزارتیں دے دیں گے اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے۔ قسم بخدا وہ ایسا کر دیں گے اور مجھے خدا کی قسم ہے کہ اگر ایسا ہو گا تو عرب لوگ عثمان پر چڑھا دیں گے اور انہیں قتل کر کے

موت نہ دی جب تک مجھے وہ شخص نہ دکھا دیا جو امت محمدیہ میں ابراہیم علیہ السلام
والی کیفیت رکھتا ہے۔

اے عمر آپ کو میرے مرثیے کا پتہ کیسے چلا؛ ایک دیہاتی کی حیرانی

حدیث: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عمر فاروق نے
پہاڑ سے ایک دیہاتی کو اترتے دیکھا تو فرمایا اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے جس پر اس نے
اپنے بیٹے کا پُردہ مرثیہ کہا ہے۔ اگر اس نے چاہا تو وہ مرثیہ تمہیں سنائے گا۔ چنانچہ
جب وہ نیچے آگیا تو آپ نے اُسے فرمایا اے اعرابی! تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے
کہا پہاڑ کے اوپر سے۔ آپ نے پوچھا تم وہاں کیا کر رہے تھے؟ کہائیں نے وہاں اپنی
امانت سپردِ خاک کی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ امانت کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میرا بیٹا تھا جو
فوت ہو گیا ہے۔ میں اُسے دفن کر اتر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کا مرثیہ سناؤ! وہ کہنے
لگا امیر المؤمنین! آپ کیسے جان گئے ہیں کہ میں نے اس کا مرثیہ بھی کہا ہے۔ میں نے تو
وہ ابھی کسی کو نہیں سنایا۔ ابھی تو وہ میرے دل میں آ رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے
یہ اشعار کہنے شروع کئے۔

- | | |
|---|--|
| (۱) يَا غَالِبًا مَا يَكُونُ مِنْ سَفَرِهِ | عَاجِلُهُ مُؤْتَدٌ عَلَى ضَعْفِهِ |
| (۲) يَا قُدْرَةَ الْعَيْنِ كُنْتُ لِأُنْسَا | فِي صَوْلٍ لِي لِي نَعْمَ وَفِي قَصْرِهِ |
| (۳) مَا لَقَعْتُ الْعَيْنَ حِينَ مَا وَقَعْتُ | فِي الْحُجِيِّ مَبْنَى إِلَّا عَلَى أَشْرِهِ |
| (۴) شَرِبْتُ كَأْسَ الْبَوْلِ شَارِبُهُ | لَا بُدَّ مِنْهُ لَهُ عَلَى كِبَرِهِ |
| (۵) لَيْشْرَبَهَا إِلَّا نَامَ كُلُّهُمْ مَنْ كَا | نَ فِي بَدْوِهِ وَفِي حَضْرِهِ |
| (۶) فَأَحْمَدُ لِلَّهِ لَا شَرِيكَ لَهُ | فِي حُكْمِهِ كَانَ ذَاوِي قَدَرِهِ |
| (۷) قَدَّرَ مَوْتَائِي عَلَى الْعِبَادِ فَمَا | يَقْدِرُ خَلْقٌ يَزِيدُ فِي عَمْرِهِ |

راوی کہتا ہے کہ اچانک پہاڑ کی چوٹی چلتی کے منہ کی طرح پھٹ گئی اور اس میں سے ایک شخص باہر نکل آیا۔ اس کا سر اور داڑھی سفید تر ہو گئی تھی۔ اور اس نے صوف کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ وہ کہنے لگا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! لوگوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کون ہیں اللہ آپ پر رحم کرے! وہ کہنے لگا زریٹ بن برشلہ ہوں۔ اللہ کے پاکیزہ بندے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں بٹھرایا تھا اور آسمانوں سے اپنی نزولی تک میرے زندہ رہنے کی دعا کی تھی تو آپ لوگ جب عمر فاروق رض کے پاس جائیں تو انہیں میرا سلام کہیں اور یہ بھی کہیں کہ اے عمر رض! حکومت کو سیدھا رکھیں۔ اور لوگوں سے قرب رکھیں! قیامت قریب آگئی ہے اور آپ لوگ انہیں یہ باتیں بھی میری طرف سے گوش گزار کر دیں! کہ

۱۔ اے عمر فاروق! جب یہ باتیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہو جائیں تو پھر دنیا سے فرار چاہیے فرار۔ (۱) جب مرد اپنی شہوت مردوں سے پوری کر لیں اور عورتیں عورتوں سے (۲) جب لوگ اپنی نسب بدلنے لگیں۔ اور غلام لوگ خود کو دوسرے آقاؤں کی ملکیت بتلائیں (۳) چھوٹوں پر بڑے شفقت نہ کریں (۴) نیکی کا حکم نہ دیا جائے۔ بُرائی سے روکنا ترک ہو جائے (۵) مال و دنیا کمانے کی خاطر علم حاصل کیا جانے لگے (۶) بارشیں بکثرت ہوں (۷) اولاد و بال جان بن جائے (۸) لوگ اونچے مینار بنانے لگیں (۹) قرآن کریم کے نسخوں پر سونا چڑھانے لگیں (۱۰) اور مسجدوں کو زیب و زینت کرنے لگیں (مگر مسجدیں نمازیوں سے خالی ہوں) (۱۱) رشوت عام ہو جائے (۱۲) اونچی اونچی عمارتیں بننے لگیں (۱۳) خواہش کی پیروی ہونے لگے (۱۴) دنیا کے عوض دین فروخت ہونے لگے (۱۵) رشتہ داروں سے قطع تعلقی عام ہونے لگے (۱۶) حکمتیں فروخت ہو کریں (۱۷) سود پھیل جائے۔

چھوڑیں گے۔ اسے بغوی نے فضائل عمرؓ میں بیان کیا ہے۔

جب عہد فاروقی میں دو عیسوی کا ایک شخص نمودار ہوا

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر کو فہ سعد بن ابی وقاص کو فرمان بھیجا کہ فضلہ بن معاویہ کی کمان میں حلوان (عراق) پر چڑھانی کے لیے لشکر روانہ کیا جائے۔ سعدؓ نے فضلہ کو تین سو سوار دے کر روانہ کیا۔ وہ حلوان پہنچے حملہ کیا۔ اور بے شمار مال اور قیدی ہاتھ کیے۔ جنہیں وہ واپس لا رہے تھے کہ ایک جگہ راستے میں نماز عصر کا اخیر وقت ہو گیا سورج غروب ہونے لگا۔ فضلہ نے قیدیوں اور مال غنیمت کو دامن کوہ میں چھپایا اور کھڑے ہو کر اذان دی اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو اچانک پہاڑ میں سے آواز آئی۔ اے فضلہ تو نے اللہ کی عظمت خوب کہی۔ فضلہ نے پھر کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تُوْا اَزْآئِیْ ہِی کَلِمَۃُ اِخْلَاصِ ہے اے فضلہ! جب فضلہ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو جواب آیا یہ وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام دے گئے ہیں اور انہی کی امت پر قیامت قائم ہوگی۔ یعنی یہ آخری رسول ہیں، پھر فضلہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ تو جواب آیا مبارک ہو اسے جو نماز کی طرف چل کر گیا اور اس پر پابندی کی۔ پھر انہوں نے کہا حی علی الفلاح تو جواب آیا۔ جس نے اسے مان لیا وہ واقعاً کامیاب ہے اور جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو جواب آیا۔ اے فضلہ! تم نے اخلاص کے تمام منازل طے کر لیے اور اللہ نے تم پر نارِ جہنم حرام کر دی۔

جب اذان ختم ہوئی تو فضلہ اور اس کے ساتھیوں نے پکارا۔ تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحم کرے! جن ہو یا فرشتہ؟ یا پھر کوئی اللہ کا سرگرم بندہ تمہارا آواز تو ہم نے سنی ہے اب اپنا چہرہ بھی تو دکھاؤ! ہم لوگ نبی علیہ السلام کا اور عمر بن خطابؓ کا لشکر ہیں۔

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے پایہ تخت مدائن کی فتح کے لیے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں ایک لشکر بھیجا اور قیادت خالد بن ولید کے سپرد کی۔ جب یہ لشکر دریا ئے دجلہ کے کنارے پہنچا درجلہ کے دوسرے کنارے پر شہر مدائن کھڑا نظر آ رہا تھا اور کوئی کشتی نہ تھی سعد اور خالد رضی اللہ عنہما نے کہا۔ اے دریا۔ تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو تجھے حرمت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عدل فاروق رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے کہ ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ یہ کہہ کر اسلامی لشکر نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے اور لشکر دریا کو یوں عبور کر گیا کہ کسی جاندار کا پاؤں تک نہ بھیکا۔

عمر فاروق نے غیب کی بات بتلا دی

حدیث: مروی ہے کہ ایک دن آپ نیند سے بیدار ہوئے اور اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا عمر کی اولاد میں سے عمر کی سیرت والے شخص کو کون دیکھے گا۔ یہ کلمہ آپ نے بار بار کہا اور مراد آپ کی عمر بن عبد العزیز تھے جو آپ کے بیٹے عاصم کے نواسے تھے۔

امیر المؤمنین حقاً دان محمد آلہ صلوات اللہ علیہم خیر البریۃ
ولکن لیس ذالک فی اصل الاذان۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو وہ مقوقہ، ایک شیعہ فرقہ، پر لعنت کرے جنہوں نے اذان میں محدود آل محمد خیر البریۃ اور ائمہ اثنی عشر علیہم السلام کے الفاظ زائد کیے اور کوئی شک نہیں کہ علی اللہ کے ولی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل سب مخلوق سے بہتر ہیں مگر یہ الفاظ اذان میں شامل نہیں ہیں،

کا تھال لیے مسجد میں آگئی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اس میں سے ایک کھجور لی اور کہا اے علی کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی پھر دوسری کپڑی اور پہلا کلمہ دھرایا۔ میں نے پھر کہا ہاں۔ آپ نے دوسری بھی مجھے دے دی۔ اور باقی کھجوریں صحابہ میں دائیں بائیں بانٹ دیں۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ چند کھجوریں مجھے اور مل جائیں (کیونکہ ان سے بڑا لطف آ رہا تھا) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میری طرف منہ پھیرا اور کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کو دو سے زائد نہیں دیں تو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ میں نے تعجب سے پوچھا۔ آپ کو کیسے پتہ چل گیا میری خواب کا؟ آپ نے فرمایا (الْمُؤْمِنُ يُنْظَرُ بِنُورِ اللَّهِ) مومن اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ میں نے کہا امیر المؤمنین! آپ نے سچ کہا۔ میں نے خواب بھی ایسا ہی دیکھا ہے۔ اور آپ کے ہاتھوں کی کھجوروں کی لذت بھی رات والی کھجوروں والی ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اذان کے متعلق آپ کا خواب

حدیث: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے سب صحابہ کرام نے یہ خیال کیا کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلانے کے لیے ناقوس بجایا جائے۔ مگر نبی علیہ السلام عیسائیوں والا طریقہ نہیں اپنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ میں نے عبداللہ بن زبیر رات کو داسی فکر میں سوایا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دو سبز کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں ایک ناقوس لے کر میرے پاس آیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس بچو گے؟ کہنے لگا تمہارے کس کام؟ میں نے کہا میں اس کے ساتھ لوگوں کو نماز کی طرف بلاؤں گا۔ وہ کہنے لگا۔ میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ نہ بتلاؤں نماز کیلئے بلانیکا؟

آپ کی بددعا کا اثر

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک عربی سے کہا۔ تمہارا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا۔ انگارا۔ آپ نے فرمایا باپ کا نام؟ اس نے کہا شعلوں کا بیٹا۔ آپ نے فرمایا تمہارا خاندان کیا ہے؟ کہنے لگا۔ "جبن" آپ نے پوچھا تمہارا بسیرا کہاں ہے۔ کہا تپش میں۔ آپ نے فرمایا تم کس قبیلے کی شاخ ہو؟ اس نے کہا "شعلہ کی" آپ نے فرمایا تو پھر جلدی گھر پہنچو تمہارے گھر والے جل چکے ہیں تو وہ بہت تیزی سے واپس ہوا مگر اس کے پہنچنے تک وہ جل چکے تھے۔

خلافت فاروقی نگاہ علی میں۔ اور علی کی خواب نگاہ فاروق میں

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں دیکھتا ہوں کہ آپ نماز پڑھا کر حراب کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک لڑکی تر کھجوروں کا تھال لے آئی اور نبی علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے ایک کھجور اٹھائی اور مجھے فرمایا اے علی! تم بھی لو گے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! تو آپ نے ہاتھ بڑھایا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجور میرے منہ میں رکھ دی اور پھر آپ نے دوسری کھجور لی اور وہی کلمہ دہرایا۔ میں نے پھر "ہاں" میں جواب دیا آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں ڈال دی جب میں بیدار ہوا تو کھجوروں کی مٹھاس میرے منہ میں تھی اور دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے معمور تھا۔ میں نے وضو کیا اور (خلیفۃ المؤمنین) حضرت عمر کے پیچھے جا کر نماز (فجر) پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ رات کی خواب عمر فاروق سے کہوں۔ مگر میرے بولنے سے قبل ہی ایک لڑکی تر کھجوروں

ہم ایک جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ بھوک نے آیا۔ لوگوں نے آپ سے اجازت چاہی کہ بعض سواریاں ذبح کر لی جائیں تاکہ پیٹ تو بھرا جاسکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اجازت دینا ناگوار گذرا۔ یہ دیکھ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم سواریاں کھالیں تو دشمن سے مقابلہ پہنچ کر ہم بھوکے اور پاپیادہ ہوں گے (ربڑی کس مہر سی کا عالم ہوگا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر کیا ہونا چاہیے اے عمر! انہوں نے عرض کیا جس کسی کے پاس بچا کھچا کھانا ہو وہ آپ کے پاس حاضر کر دے۔ پھر آپ اس کھانے کے ڈھیر پر برکت کی دعا کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے وہ کھانا ہم سب کے لیے کافی کر دیا یہ سن کر گویا ایسا لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی۔ فوراً آپ نے ایک چٹائی منگو کر بچھوائی۔ پھر حکم دیا کہ جس کسی کے پاس تھوڑا بہت بچا کھچا کھانا پانی ہے وہ یہاں لا کر ڈھیر کر دے۔ لوگ اپنا اپنا دان پانی لے آئے۔ کوئی بچا کھچا کھانا پانی تھا تو کوئی پیالہ بھر۔ اور کوئی صرف اٹا یا اسی قدر کوئی چیز لا رہا تھا۔ حال بھر کر کھانا لا رہا تھا تو کوئی پیالہ بھر۔ اور کوئی صرف اٹا یا اسی قدر کوئی چیز لا رہا تھا۔ جب ایک جگہ ڈھیر لگ گیا تو آپ نے اس کے پاس بیٹھ کر برکت کی دعا کی۔ اور اللہ سے جو چاہا کلام کیا اس کے بعد سارے لشکر کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ سب مل کر کھاؤ تو سب لوگ کھا کھا کر سیر ہو گئے اور پیٹ بھر لینے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے اپنے اپنے نوشتہ دان بھی بھر لیے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈونگہ منگوایا۔ اور حکم دیا کہ اس میں پانی ڈالا جائے پانی ڈالا گیا تو آپ نے اس میں کھلی کی اور جتنا اللہ نے چاہا اس پر دعا کی پھر آپ نے اس میں دونوں ہاتھ ڈال دیے۔ راوی کہتا ہے مجھے اللہ کی قسم ہے میں نے خود دیکھا کہ آپ کی انگلیوں میں سے چشموں کی مانند پانی ابل رہا تھا پھر آپ نے حکم دیا تو سب لوگوں نے سیر ہو کر اس سے پانی پیا۔ اور مشکیزے اور برتن بھی بھر لیے۔ کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے جس سے آپ کی داڑھیں بھی ظاہر ہو گئیں اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے لا شریک ہے اور میں گواہی دیتا

میں نے کہا ضرور بتلائیے! وہ کہنے لگا۔ تم یہ کہا کرو اللہ اکبر! اللہ اکبر! اور پھر ساری اذان کہہ کر سنائی۔ جس میں تشہد کے ساتھ ترجیع نہیں تھی۔ پھر اس نے کہا جب تم نماز کھڑی کرنے لگو۔ تو پھر کہو اللہ اکبر! اللہ اکبر! اور ساری اقامت کہہ سنائی۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور خواب بیان کی۔ آپ نے فرمایا یہ سچی خواب ہے انشاء اللہ! تو تم بلالؓ کے ساتھ اٹھو۔ اور جو کچھ تم نے خواب میں سنا ہے وہ بلال پر ڈالتے جاؤ (وہ ساتھ ساتھ زور سے کہتا جائے گا) کیونکہ اس کی آواز تم سے بلند ہے۔ تو میں نے بلال کو ساتھ کھڑا کر لیا اور نبی علیہ السلام کا فرمان پورا کر دیا۔ عمر فاروقؓ نے اپنے گھر میں یہ آواز سُنی تو پکٹتے ہوئے مسجد کو دوڑے ان کی چادر زمین پر گھسٹتی آ رہی تھی۔ اور وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ میں نے آج خواب میں ہی الفاظ سُننے میں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ۔

اسے احمد بن حنبل اور ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی اس حدیث کو حدیث حسن صحیح قرار دیا۔ اور ابن اسحاق نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کی نگاہ بصیرت اور اصابتِ رائے

آپ کی رائے پر قرآن کے نزول کی تفصیل آپ نے پیچھے ملا حفظ فرمائی جو آپ کی نگاہ بصیرت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ یونہی آپ کے علم کی بحث میں بھی آپ کی اصابتِ رائے اور تجربہ علم کی کیفیت بیان ہو چکی ہے اس لیے اس مضمون کا حصہ وہ مذکورہ احادیث بن سکتی ہیں۔ (مزید کچھ احادیث درج ذیل ہیں)

حدیث: عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بتلایا کہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی مخالفت اچھی نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اس کی تقدیر ہی کی طرف لوٹیں گے۔ ذرا بتلاؤ کہ اگر تم اونٹ پر سوار ہو اور سفر میں ہو اور تمہیں ایک ایسی وادی میں اتنا پڑے جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا قحط زدہ۔ تو وہاں اگر تم اپنا اونٹ چرنے کے لیے سرسبز کنارے پر چھوڑو تو بھی اللہ کی تقدیر سے ایسا کرو گے۔ اور قحط زدہ علاقہ میں چھوڑو گے تو بھی اللہ کی تقدیر سے۔ بتلاؤ یہ کیا اسی طرح ہے یا نہیں؟ مگر دانش مندی ہی ہو گی کہ سرسبز کنارے کی طرف اونٹوں کو چھوڑا جائے اور جان بوجھ کر خشک کنارہ پسند کرنا دانش مندی نہیں اسی طرح جان بوجھ کر علاقہ طاعون میں نہیں جانا چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اتنے میں عبدالرحمان بن عوف آگئے جو کسی حاجت کے لیے غیر حاضر تھے۔ وہ کہنے لگے اس بارہ میں میرے پاس علم ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب تمہیں معلوم ہو کہ کہیں طاعون پڑا ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کہیں پڑ جائے اور تم وہاں ہو۔ تو وہاں سے مت بھاگو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حمد ہے۔ یہ کہہ کر آپ لوٹ پڑے۔ دوسری روایت میں ہے آپ جب لوٹ کر مدینہ طیبہ میں آئے تو فرمایا۔ یہی ہماری منزل اور یہی ہمارا پڑاؤ ہے انشاء اللہ (گویا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے عین مطابق واقع ہوئی) اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ سن لو جو موجود نہیں اسے سنا دو۔ کہ جس نے سچے دل سے گواہی دے دی کہ لا الہ الا اللہ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ہم یہ سن کر آپ کے ہاں سے نکلے۔ اور لوگوں کو بشارت دینے لگے اتنے میں ہمارا سامنا عمر فاروق

ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ کلمہ کہنے والا ضرور جنت میں جائے گا۔

یہ صحیح حدیث ہے۔ اور ان الفاظ سے محدث تمام نے اپنے فوائد میں روایت کی ہے۔

طاعون کے بارے میں آپ کی رائے حدیث رسول کے موافق ٹھہری

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب آپ (تبوک کے قریب ایک بستی) سرخ میں پہنچے تو ابو عبیدہ بن جراح اور دیگر امراء لشکر آپ کو آگے سے آئے۔ اور بتلایا کہ شام میں طاعون پڑ گیا ہے آگے جانا پرخطر ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ باقی ہجرت مہاجرین صحابہ کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بلالایا۔ آپ نے انہیں صورت حال بتلائی اور مشورہ لیا۔ تو وہ آپس میں الجھ گئے۔ بعض کہنے لگے کہ اے امیر المؤمنین! آپ ایک کام کو نکلے ہیں۔ جسے مکمل کیے بغیر آپ کا لوٹ جانا ہمیں ناپسند ہے۔ دوسروں نے کہا دیکھ مسلمان تو طاعون سے فوت ہو گئے، باقی ماندہ کو لے کر واپس جا داخل ہونا ہمیں ناپسند ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ اٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے مجھے (ابن عباس کو) کہا انصار کو بلا لاؤ۔ میں بلالایا۔ آپ نے ان سے مشورہ لیا۔ وہ بھی مہاجرین کی طرح الجھ پڑے آپ نے انہیں بھی اٹھا دیا۔ پھر کہا۔ فتح مکہ کے قریب ہجرت کرنے والے قریش جو ملیں انہیں لے آؤ۔ میں لے آیا۔ ان میں دو آدمی بھی نہ جھگڑے۔ سب نے یہی کہا کہ لوگوں کو لے کر آپ لوٹ چلیں اور واپس داخل نہ ہوں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ صبح ہم واپسی کریں گے۔ لوگ صبح آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے ابو عبیدہؓ نے کہا کیا ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر واپس ہوں گے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبیدہؓ! اگر یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی تو بہتر ہوتا کیونکہ

رگادی اور میں پیٹھ کے بل گر پڑا اور وہ کہنے لگے کہ چلو واپس۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ابوہریرہؓ کو اپنی تعلیم دے کر بھیجا ہے کہ جو شخص دلی یقین سے لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسے جنت کی بشارت دے دو؟ آپ نے فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خوف ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔ آپ انہیں عمل کرنے دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے انہیں عمل کرنے دو۔

اسے احمد بن حنبل اور مسلم نے روایت کیا ہے۔
 کشش یح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات کو قائم رکھنا یہاں کی اصابت رائے کی دلیل ہے۔

حدیث: ابی رزمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ کے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جو تکبیر اولیٰ میں شریک ہوا تھا۔ آپ نے نماز ختم کی تو وہ شخص وہیں کھڑا ہو کر سنتیں پڑھنے لگا۔ عمر فاروق فوراً اٹھے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ اہل کتاب اسی لیے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنی نماز میں امتیاز نہیں کرتے تھے (فرض اور نفل ساتھ ساتھ ہی پڑھتے جاتے تھے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے عمر! اللہ تجھے ہمیشہ مصیب الراءے رکھے۔

اسے ابو داؤد نے اس باب میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص کافر فرض والی جگہ پر نفل پڑھنا کیسا ہے۔

سے ہو گیا۔ آپ ہماری بات سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس طرح لوگ اسی بات پر تو کھل کر لیں گے (اور عمل ترک ہو جائے گا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ نے مجھے اپنی نعلین (جوتی مبارک) عطا کی اور فرمایا میری نعلین لے جاؤ اور اس دیوار کے پیچھے جو شخص ملے اور وہ دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسے جنت کی بشارت دے دو میں باہر نکلا تو سب سے پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا کہ نعلین کدھر لیے جا رہے ہو؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین ہیں جو آپ نے مجھے دے کر بھیجی ہیں اور فرمایا ہے کہ تم جسے بھی دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسے جنت کی بشارت دے دو۔ یہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میرے سینے میں مکہ مارا تو میں بیٹھ کے بل گر پڑا۔ آپ کہنے لگے چلو واپس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں واپس ہو لیا جب کہ میں زور زور سے رو رہا تھا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو عمر فاروق میرے پیچھے آ رہے تھے۔ چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں عمر رضی اللہ عنہ سے لا اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ انہیں بتلایا تو انہوں نے میرے سینے میں ضرب

لا۔ اس بات میں بڑا راز ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص دل سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو اسے جنت کی بشارت دیدو۔ اب جو شخص بد عمل ہے نماز روزہ اور دیگر عبادتوں سے گریزاں ہے وہ صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ دل سے نہیں۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے اس ارشاد کا راز کون جانے گا۔ لوگ تو صرف ظاہری الفاظ لے کر تکبر کرتے ہیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی بددلی کا خیال آیا تو خاموش ہو گئے گویا دل سے اس بد عملی پر بیچ محسوس کر رہے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم بمرادہ۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کی قرآن فہمی آثار نبوت کی تلاش اور اتباع سنت کی کثرت

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبر بن قیس بن حصن نے اپنے چچا عیینہ بن حصن کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دیدی۔ وہ اندر آیا اور کہنے لگا اے خطاب کے بیٹے! قسم بخدا تم نہ ہمیں صلہ دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان عادلانہ فیصلہ کرتے ہو۔ عمر فاروقؓ کو اس بات سے غضب آگیا۔ قریب تھا کہ آپ اسے پکڑ لیتے حبر بن قیس کہنے لگا یا امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے
 خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ سورہ
 ترجمہ: درگزر کی عادت بنائیں۔ نیکی کا حکم دیں، اور جاہلوں سے اعراض کریں۔
 اے امیر المؤمنین۔ بے شک یہ جاہل ہے۔ حرم کا یہ کہنا تھا کہ عمر فاروقؓ رضو میں
 رک گئے۔ آپ اللہ کی کتاب کی بات سن کر یقیناً ٹھہر جاتے تھے۔
 اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ایک بار میں اپنے باپ کی قسم اٹھا رہا تھا (یعنی کہہ رہا تھا کہ مجھے میرے باپ کی قسم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن لیا اور فرمایا اللہ تمہیں آباؤ کی قسم اٹھانے سے روکتا ہے۔ عمر کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے قصداً یا بھول کر کسی بھی صورت میں ایسی قسم کبھی بھی نہیں اٹھائی۔
 اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

دور رسالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم محکمہ قضا کیوں نہیں سنبھالتے۔ جبکہ تمہارے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فیصلے کیا کرتے تھے۔ میں نے کہانہ میں اپنے باپ کی طرح ہوں اور نہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہیں میرے والد پر جب کوئی مشکل فیصلہ ہو جاتا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اشکال آتا تو وہ بواسطہ جبریل اللہ سے پوچھ لیتے تھے۔ اور مجھے قضا کی تمنا بھی نہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص جہالت یا تکلف کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ روز قیامت وہ اللہ کے ہاں کافروں میں سے اٹھے گا اور جو شخص فیصلہ کرے اور جان بوجھ کر لوگوں سے ڈرے اور غلط فیصلے کرے اللہ کے ہاں کافراٹھے گا۔ اور جس نے صدق نیت اور قضاہت اور اجتہاد کے ساتھ فیصلہ کیا یہ چیز تہ اسے نقصان دہ ہے نہ فائدہ مند۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہنے لگے یہ حدیث ہمارے قاضیوں کو نہ سنانا۔ نہیں تو وہ قضا چھوڑ دیں گے اور ہمارے کام کے نہ رہیں گے۔

اسے البوکہ ہاشمی نے روایت کیا ہے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشسیح: نسائی میں ہے کہ آپ نے حجر اسود کو تین بار بوسہ دیا اور بخاری کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ آپ نے فرمایا تو ایک پتھر ہے جو فائدہ دیتا ہے نہ نقصان اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے نہ چومتا۔ یہ کہہ کر آپ نے حجر اسود کو چوم لیا۔ پھر کہا: ہمیں رمل سے کیا تعلق ہے تو ہم مشرکین کو دکھلایا کرتے تھے جنہیں اللہ نے ہلاک کر دیا۔ پھر کہا: یہ عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جسے ہم چھوڑنا نہیں چاہتے۔

جبکہ ابن عفلہ کی روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقبیل حجر کے بعد فرمایا اے پتھر! میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری قدر کرتے دیکھا ہے۔

حدیث: یعلیٰ ابن امیہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کے ساتھ طواف کیا آپ نے کعبۃ اللہ کے تمام کونوں کو بوسہ دیا اور آپ نے فرمایا: اے لوگو کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کرتے نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا تم نے آپ کو

اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے اور سلام کہتے نہ دیکھا

ہوتا تو میں تجھے چومتا نہ سلام کرتا۔

اگے لکھا ہے کہ حضرت علی نے یہ سن کر فرمایا یہ پتھر فائدہ بھی دیتا ہے نقصان بھی۔

حدیث میں ہے روز قیامت اس پتھر کی زبان ہوگی دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہوں گے جس آدمی نے اسے دنیا میں جو ما تھا روز قیامت یہ اس کی شفاعت کرے گا یہ سن کر عمر فاروق نے کہا اللہ مجھے ایس جگہ زندہ نہ رکھے جہاں اسے علی آپ نہ ہوں۔

نہ یاد رہے رمل نام ہے کعبہ شریف کے طواف کے پہلے تین چکروں میں کندھے ہلا کر اور ٹہل ٹہل کر چلنا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ عمرۃ القضا پر آئے تو کفار نے کہا شرب (مدینہ) کے بخاری نے انہیں کمزور کر دیا ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر فرمایا تم ٹہل ٹہل کر چلو تاکہ انہیں تمہاری قوت معلوم ہو۔

جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنا جانشین مقرر کیا

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جب قاتلانہ حملہ ہو گیا تو آپ سے کہا گیا۔ آپ اپنی جگہ کسی شخص کو جانشین کیوں نہیں بنادیتے؟ آپ نے فرمایا۔ اگر میں جانشین مقرر کرتا ہوں تو (بھی صحیح ہے کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے بھی ایسا کیا تھا یعنی ابوبکر صدیق نے۔ اگر تمہیں یوں ہی چھوڑ دوں تو (بھی صحیح ہے کیونکہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہتر تھے انہوں نے جانشین نہیں بنایا۔ ابن عمر کہتے ہیں جب آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ہرگز جانشین نہیں بنائیں گے (کیونکہ آپ نے ہر صورت میں نبی علیہ السلام کی اتباع کرنی ہے)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور ابو معاویہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حجر اسود سے جناب فاروق اعظم کا خطاب

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے میں نے دیکھا نہ ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔

۱۔ جبکہ ناسخ التواریخ حالات علقا جلد ۳ ص ۳۷ میں آپ کے یہ الفاظ حضرت ابو

سعید خدری سے یوں مروی ہیں

اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَنْتَ لَا تَفْسُدُ وَلَا تَنْفَعُ وَلَا تُؤَلِّفُ اِنِّیْ رَأِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلَكَ وَاسْتَمَلَكَ

لَمَّا قَبْلَكَ وَلَا اسْتَمَلْتُكَ .

ترجمہ: میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ کچھ فائدہ دے سکتا ہے نہ نقصان

والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! آپ ان کپڑوں سے نرم تر کپڑے
اور اس کھانے سے نرم تر کھانا کیوں پسند نہیں کرتے جبکہ اللہ نے ہمیں رزق میں وسعت
دے رکھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں تیرا جھگڑا تیرے دل سے کروں گا تاہم میں یاد نہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر مشقت آمیز زندگی بسر کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
دکھ بھری زندگی کے احوال عمر فاروق نے اتنے سنائے کہ بیٹی کو رلا دیا پھر کہا خدا کی قسم!
میں بھی نبی کریم اور ابوبکر صدیق والی سخت کوشش زندگی گزاروں گا۔ تاکہ ان جیسا آرام
وہ انجام حاصل کر سکوں۔

اسے صاحب صفوہ نے بیان کیا ہے۔

حدیث: ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ صاحب تاریخ التواریخ نے ابن ابی الحدید اور اس کے استاد ابو جعفر نقیب کا باہمی مکالمہ
تحریر کیا ہے اس مکالمہ میں ابو جعفر نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی سیرت کی صحیح
عکاسی کرتے ہوئے کہا ہے۔

یوں ابوبکر و عمر کا ربوہ و زہادت کہ دند و جامہ ہلنے کہ باسین پوشیدہ و از چیز ہائے خوش
نورش کہ دند و اموال عنائتم بر مردم بخش نمودند و خود طبع و طلب در مال دنیا در نیستند مردم
را اگر شہتہ در خاطر بود سر قع گشت۔

ترجمہ: جب ابوبکر و عمر نے پرہیزگاری اور ترک دنیا سے کام لیا تاہم کہ باس پہنا
و رکھی سو کھی عنائی مال عنیت کو لوگوں میں انصاف سے تقسیم کیا اور مال
دنیا میں دل نہ لگایا تو لوگوں کے دلوں میں اگر کوئی شبہ ان کی حکومت
کے متعلق تھا بھی تودہ جاتا رہا۔

مگر اس کے بعد ابو جعفر نے بے مقصد تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”در اصل اصحاب

حجر اسود کا بوسہ لیتے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو کیا آپ کی زندگی میں
تہمدے لیے کوئی اسوہ حیات نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔
اسے حسین بن قطان نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
علیہ وسلم کے الفاظ میں دوران حج تلبیہ کہتے تھے یعنی یوں کہتے تھے۔
لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ
وَلَمُلكَ لَا شَرِيكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ
وَالرُّغْبَىٰ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ -

ترجمہ: میں حاضر ہوا اے اللہ میں حاضر ہوا۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوا سب
تعریفیں نعمتیں اور حکومتیں تیرے لیے ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوا اور میں نے
سعادت پائی۔ تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ رغبت اور عمل تیرے لیے ہے۔
اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: شرجیل بن سمط کہتے ہیں میں نے عمر فاروق کو ذوالحلیفہ (مکہ اور مدینہ
منورہ کے درمیان ایک بستی) میں دو رکعتیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا
یہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں ویسے ہی کرتا ہوں جیسا میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرتے
دیکھا ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں عمر فاروق کی سادہ و سخت کوشش زندگی

حدیث: مصعب بن سعید سے روایت ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے

کیے گئے تھے۔ جب جنات عمر رضی اللہ عنہ اُس پر نالے کے بالکل نیچے پہنچے تو خون ملا ہوا پانی آپ پر گرا۔ عمر فاروق نے اسی وقت پر نالہ اکھیر دینے کا حکم دے دیا پھر واپس آنے پڑے تبدیل کیے۔ اور جا کر جمعہ پڑھایا۔ حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور کہا۔ خدا کی قسم۔ یہ پر نالہ اس جگہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔

عمر فاروق نے ان سے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہوں۔ کہ چلیں آپ میری پیٹھ پر کھڑے ہوں۔ اور جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پر نالہ رکھا تھا وہیں رکھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسے کر دیا۔

اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث: مسلم کہتے ہیں میں نے عمر فاروق سے کہا۔ مال غنیمت کے ذخیرہ میں ایک اندھی اونٹنی بھی ہے آپ نے فرمایا اُسے کسی ایسے گھرانہ کے سپرد کر دو جو اس سے بہتر استفادہ کر سکیں (یعنی غریب ہوں) میں نے کہا۔ وہ اندھی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے وہ اپنے اونٹوں کی قطار میں لگالیں گے۔ میں نے کہا وہ زمین سے چرے گی کیسے؟ آپ نے فرمایا وہ جزیہ کے غلہ میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں میں سے؟ میں نے کہا جزیہ میں سے۔ فرمایا قسم بخدا تم اسے کھانا ہی چاہتے ہو۔ چنانچہ آپ نے اسے ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔

آپ کے ہاں سات بڑے بھال پڑے رہتے تھے۔ اگر کہیں سے پھل یا کوئی نئی

شیعہ حضرات عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اعتراضات میں سے ایک یہ بھی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت عباس کا جو پر نالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نصب کیا تھا وہ حضرت عمر نے اکھڑا دیا جبکہ اس روایت کو پڑھ کر ان کے اعتراض کا جہاں جواب سامنے آگیا ہے وہاں ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر فاروق کی بے پناہ محبت بھی نکھر کر سامنے آگئی ہے فالحمد للہ

کی حیاتِ طیبہ کیسی تھی۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم۔ ایک ایک ماہ گھر میں دیا جلتا اور نہ مہنڈ یا پکتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجبہ ہوتا تھا۔ جسے آپ اوڑھنا اور بچھونا بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ بتلاؤ انہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر صدیق کی زندگی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا وہ بھی ایسی ہی تھی۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے۔ اُن تین دوستوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جن میں سے دو دنیا سے چلے گئے ہوں اور تیسرا ان کی مخالفت میں چلے گیا وہ ان سے جا ملے گا؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تیسرا سا بھی میں ہوں۔ میں ان کی سنت پر ہی چلتا ہوں ان کے ہاں جا پہنچوں گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا پر نالہ جو آپ نے دوبارہ لگوایا تھا

حدیث: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس کے مکان کا ایک پر نالہ تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے راستے میں پڑتا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن اُجلے کپڑے پہنے (اور مسجد کو چلے) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں دو بیگندے درج

ہمت عالیہ کو صرف حکومت و سلطنت کے اہتمام و انفرام کی ضرورت و خواہش ہوتی ہے وہ طعام و لباس کی طرف چنداں توجہ نہیں دیتے اس لیے ابو بکر و عمر کی سخت کوشی اور ترک دنیا کو ان کی خلافت کی حقانیت پر دلیل نہیں بنایا جاسکتا،

لاحول ولاقوة الا کوئی ابو جعفر سے پوچھے اسے اللہ کے بندے، حکومت نبھانے کا شہد اسلام میں صرف یہ ہے کہ اللہ اور اس کے احکامات کو جاری کیا جائے اور زمین پر عدل کی بالادستی قائم ہو تو جو شخص تمام مسلمانوں کی اجتماعی رائے سے متفقہ خلیفہ بنے پھر اسلام کی بالادستی قائم کرنے میں اعلیٰ مثال قائم کر دے، جو خود بھوکا رہ کر لوگوں کو کھلائے اور اپنے آرام و سکون کو بالائے طاق رکھ کر لوگوں کے لیے امن و سکون مہیا کرنے میں اپنا سب کچھ قربان کر دے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح جانشین نہ سمجھنا کس قدر ظلم کی بات ہے۔ اللہ ہدایت دے

اسے ہلال نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔
 حدیث: ابو وائل شقیق بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں ایک کرسی پر نشیبہ کے ساتھ کعبہ شریف میں بیٹھا ہوا تھا تو نشیبہ کہنے لگے اسی جگہ ایک بار عمر فاروق بیٹھے ہوئے تھے۔ تو فرمانے لگے۔ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ جو کچھ کعبہ شریف میں مال سے زبردستی یا سفید سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دوں۔ میں نے کہا آپ کے دونوں ساتھی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق) تو ایسے نہیں کرتے تھے آپ نے فرمایا۔ وہ تو دونوں شخصیتیں ہی ایسی ہیں جن کی اتباع کرنا چاہیے (لہذا میں یہ مال تقسیم نہیں کروں گا)۔
 بعض الفاظ میں ایسے بھی مروی ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا میں ارادہ کر رہا ہوں کہ کعبہ میں جو کچھ بھی زرد و سفید اموال ہیں میں انہیں ابھی اسی جگہ کھڑے کھڑے تقسیم کر دوں میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ میں نے کہا۔ آپ کے دونوں ساتھیوں نے تو ایسا نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا پھر وہ دونوں شخصیتیں تو ہیں ہی قابل اتباع۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔
 حدیث: ابن ماجہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ عمر فاروق نے فرمایا۔ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا۔ جب تک غریب مسلمانوں میں کعبہ کا سارا مال تقسیم نہ کر دوں۔ میں نے کہا آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ فرمایا کیوں؟ میں نے کہا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب نے دیکھ لیا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل بھی کسی سے مخفی نہیں وہ مال کی حبت بھی رکھتے تھے اور یہ مال انہوں نے تقسیم نہیں کیا۔ یہ س کہ عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور حرم شریف سے باہر نکل گئے۔

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق ایک بار جمعہ کے

چیز آتی تو ان میں ڈالی جاتی اور انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے گھروں کو روانہ کر دیا جاتا۔ اور سب سے آخر میں ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا حصہ بھیجا جاتا تا کہ اگر کسی آئے تو جناب حفصہ کے حصہ ہی میں آئے اور کسی دوسری زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شکایت کا موقع نہ ملے۔

چنانچہ اس اونٹنی کا کچھ گوشت ان بھائیوں میں ڈالا گیا اور خانہ ہائے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا گیا اور باقی ماندہ کو پکڑ کر حجازین و انصار صحابہ کرام کی دعوت کی گئی۔ حضرت عباسؓ بولے۔ اے امیر المؤمنین اگر آپ ہر روز ایسی ہی دعوت کیا کریں تو کتنا اچھا ہو کئی مرتبہ آپ نے پہلو تہی کرتے ہوئے دعوت نہ کی اور نہ آپ کے ساتھی (ابوبکر صدیقؓ) نے یہ سن کر عمر فاروق نے فرمایا آئندہ میں ایسی دعوت کبھی نہیں کروں گا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے جس راہ کو پسند کیا اور اس پر چلے۔ اگر میں وہ چھوڑ دوں تو ان کے راستے سے ہٹ کر کسی اور راہ میں جا پڑوں گا۔ اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

آپؐ نے بڑھی ہوئی آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا۔ سادگی کی انتہاء

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے نئی قمیص پہنی۔ تو چھری منگوائی۔ اور فرمایا اے بیٹے! اس کی (لمبی) آستینوں کو (سرے سے) پکڑ کر کھینچو۔ اور جہاں میری انگلیاں ہیں ماں کے آگے سے کپڑا کاٹ دو۔ جب میں نے اسے کاٹا تو (وہ سیدھا نہیں بلکہ) اوپر نیچے سے کٹا۔ میں نے عرض کیا۔ ابا جہان! اگر اسے قینچی سے کاٹا جاتا تو بہتر رہتا؟ آپؐ نے فرمایا اے بیٹے چھوڑو! میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کاٹتے دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے چھری سے آستینیں کاٹ دیں اور حال یہ تھا کہ ان سے دھاگے نکل نکل کر آپ کے قدموں تک لٹکتے رہتے تھے۔

دی۔ لوگوں نے عبداللہ کے کان بھرنے شروع کیے تا آنکہ انہوں نے اس بارہ میں باپ سے بات کی اور کہا جو شخص مجھ سے بہتر نہیں اسے مجھ پر برتری کیوں دی جا رہی ہے؟ اس کا وظیفہ دو ہزار مقرر ہے اور میرا پندرہ سو۔ عمر فاروق نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ اسامہ کا باپ زیادہ تیرے باپ عمر بنی سے زیادہ محبوب رسول خدا تھا۔ اور اسامہ مجھ سے زیادہ قرب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھتا تھا۔
اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے حسنین کریمینؓ کو اپنے بیٹے سے زیادہ مال غنیمت دیا

حدیث: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب خلافت فاروقی میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ہاتھ پر مدائن دکنی کا پایہ تخت، فتح کیا اور مال غنیمت مدینہ منورہ میں آیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں چٹائیاں بچھوائیں اور سارا مال غنیمت ان پر ڈھیر کر دیا۔ صحابہ مال لینے جمع ہو گئے سب سے پہلے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین! میرا حصہ دیا جائے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا بڑی پذیرائی اور کرامت سے۔ اور آپ نے ایک ہزار درہم انہیں دیدیے وہ چلے گئے تو امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کھٹے ہو کر اپنا حصہ مانگا۔ آپ نے کہا بڑی پذیرائی اور عزت کے ساتھ وصول فرمائیں۔ اور انہیں بھی ایک ہزار درہم دے دیے۔ اس کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ بن عمر اٹھے

روز خطبہ دے رہے تھے کہ سابق الحجرت مہاجرین صحابہ میں سے ایک شخص مسجد میں (دیر سے) آیا عمر فاروق نے فرمایا یہ تمہارے آنے کا کیا وقت ہے؟ وہ بولا۔ میں آج مشغول تھا۔ میں گھرا بھی لوٹا ہی تھا کہ اذان کی آواز آگئی تو میں نے صرف وضو کیا اور چلا آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا، وضو بھی کر آئے جب کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو روز جمعہ غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: مسائب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن سعدی سے کہا۔ تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ اُس نے کہا دو گھوڑے۔ دو غلام اور دو بچے ہیں ان سے میں جہاد کرتا ہوں اور ایک کھیت ہے جس سے کھاتا ہوں۔ عمر فاروق نے اسے ایک ہزار دینار عطا کیے۔ اور فرمایا۔ یہ لے لو اور اپنے خرچ میں لے آؤ۔ ابن سعدی نے کہا۔ مجھے اس کی حاجت نہیں۔ امیر المؤمنین! شاید آپ کو مجھ سے زیادہ حاجت مند آدمی مل جائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں۔ یہ تم لے لو کیونکہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی ہی دولت دی اور میں نے تم جیسا جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا اے عمر! جو مال تمہیں اللہ تعالیٰ بغیر چاہت اور بغیر سوال کے عطا فرمائے وہ ضرور لے لو۔ اگر خود اپنے لیے ضرورت نہیں تو صدقہ کر دو۔ اور جو چیز تہ ملے اس کی چاہت نہ رکھو۔

اسے ابن سباق حافظ سلفی نے روایت کیا ہے۔ یہ روایت معنوی طور پر بخاری میں بھی موجود ہے۔

حدیث: اسلم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ترجیح اور فضیلت

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی ایک عقیدت اور ان کے حقوق کی نگہداری حدیث: زہری سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی عراق سے جزیہ یا خمس غنیمت آتا۔ آپ بنی ہاشم کے ہر غیر شادی شدہ شخص کی شادی کرتے اور خادم سے محروم شخص کو خادم سے نواز دیتے تھے۔ اسے ابن الجبیری رزانہ نے روایت کیا ہے۔

جب تک حسنین نے خلعتیں پہن نہیں لیں مجھے کسی اور کے پہننے کی خوشی نہیں ہوئی

حدیث: محمد بن علی سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس میں سے جُتے آئے آپ نے ہاجرین و انصار میں تقسیم کیے جن میں سے کوئی بھی امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے ناپ کا نہ نکلا تو عمر فاروق نے فوراً حاکم بن کو خط لکھا کہ ان کے ناپ کے دو جُتے سلوا کر جو اسی طرح کے ہوں۔ بھیج دیں۔ انہوں نے بھیج دیئے۔ آپ نے حسنین کو پہنائے اور فرمایا جب تک ان دونوں نے کپڑا نہیں پہنا تھا مجھے دوسروں کے پہننے کی کوئی خوشی نہ تھی۔

حدیث: امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق منبر پر بیٹھے تھے میں (ایک بار بچپن میں) آیا اور منبر پر چڑھ گیا اور آپ سے کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ! اپنے باپ کے منبر پر جا کر بیٹھو! عمر فاروق نے کہا میرے باپ کا تو کوئی منبر

اور حصہ مانگا۔ آپ نے فرمایا بڑی قدر و منزلت سے لو۔ اور پانچ سو درہم حوالے
 کر دیے وہ بولے۔ امیر المؤمنین! میں نے اس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت میں تلوار اٹھا کر شدید جہاد کیا ہے جب حسن و حسین کو چہ ہائے مدینہ
 میں زمین پر گھسٹ کر چلتے تھے (یعنی شیر خوار بچے تھے) اس کے باوجود انہیں ہزار
 ہزار درہم اور نچے پانچ سو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ جاؤ! پہلے تم حسنین کے باپ
 جیسا اپنا باپ لاؤ۔ یا کسی کا ایسا باپ لاؤ۔ ان کی والدہ جیسی والدہ لاؤ۔ ان کے
 نانا جیسا نانا لاؤ۔ ان کی نانی جیسی نانی لاؤ۔ ان کے چچا جیسا چچا لاؤ۔ ان کے ماموں
 جیسا ماموں اور ممانیاں جیسی ممانیاں لاؤ۔ سلو! حسنین کا والد علی مرتضیٰ رضی اللہ
 عنہ۔ والدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نانی خدیجہ الکبریٰ
 چچا جعفر بن ابی طالب۔ ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ممانیاں
 بنات نبی رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے اور اس جیسی دیگر احادیث
 بھی روایت کی ہیں۔

۱۔ شیخ کتب میں یہ واقعہ من و عن بالکل اسی طرح موجود ہے چنانچہ دیکھیے ذیل عظیم ص ۵ تا ۵۵
 مصنف سید اولاد حیدر فوق بلگرامی، مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشری، لاہور۔

حدیث: امام جعفر اپنے والد امام محمد باقر سے راوی ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ وظائف مقرر کیے اور مردم شماری ہوئی۔ تو مشورہ لیا کہ سب سے پہلے کس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ آغاز کس سے کیا جائے؟ صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا امیر المؤمنین اسے پہلے آپ اپنا وظیفہ مقرر کریں مگر آپ نے بنو ہاشم رسادات سے آغاز کیا۔ امام حسن اور امام حسین کے لیے پانچ پانچ سو دما مانہ وظیفہ مقرر کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا آپ اپنی ذات سے آغاز کریں کیونکہ آپ امام ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام ہیں۔ اس لیے ان کے خاندان سے آغاز کیا جاتا ہے۔ پھر جو درجہ بدرجہ رشتہ دار ہوں گے ایک اور روایت میں ہے کہ عمر فاروق نے مردم شماری کا کام حضرت ابی زید بن ثابت کے حوالے کیا۔ انہوں نے کہا آغاز کس سے کیا جائے؟ آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے پھر جو درجہ بدرجہ رشتہ دار ہوں گے وہ آئیں گے۔ حدیث: عبید بن حسنین سے روایت ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ اس سے قبل عبد اللہ بن عمر آچکے تھے مگر انہیں اجازت نہ ملی تھی۔ یہ دیکھ کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھائی حسین رضی اللہ عنہ سے کہا جب عبد اللہ کو اجازت نہیں ملی تو ہمیں کیسے ملے گی۔ یہ بات عمر فاروق کو معلوم ہوئی

میرا باپ قتل ہوئے پڑے ہیں تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے کو محض یونہی چھوڑ دیا جائے؟ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! اگر فرمائی سر اور ابہ گرم کہ منافق گشتہ است، اگر حکم ہو تو میں اس کا سر اڑا دوں کہ یہ منافق ہو گیا ہے۔

آپ نے یہ الفاظ اگر حضرت عباس کی محبت میں کہے تھے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کہے ہیں تو بھی ہمارا مقصد حل ہے۔

نہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے اپنی جھولی میں بٹھالیا۔ میرے ہاتھ میں کنکر تھے جن سے میں کھیلتا رہا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور کہا بتلاؤ! تمہیں یہ بات کس نے سکھلائی؟ میں نے کہا کسی نے نہیں سکھلائی۔ آپ نے کہا اے بیٹے! اگر کسی دن تم ہمیں ڈھانپ لو، فرصت کے وقت میں آؤ اور ہمیں سارے کاموں سے بے نیاز کر کے ہم سے گفتگو کرو، تو بہتر ہو۔ چنانچہ میں ایک دن آپ کے گھر گیا۔ مگر آپ امیر معاویہ کے ساتھ علی گئی میں مصروف گفتگو تھے۔ آپ کے بیٹے دروازے پر کھڑے تھے (یعنی انہیں بھی اندر جانے کی اجازت نہ تھی) جب ابن عمر دروازہ سے واپس لوٹ آئے تو اس کے بعد پھر آپ بیٹے کو فرمایا اے میرے بیٹے! آپ ہمارے پاس نہیں آئے؟ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! میں تو گیا تھا مگر آپ امیر معاویہ سے مصروف گفتگو تھے۔ دروازے پر آپ کے بیٹے تھے جو واپس لوٹ آئے میں نے سوچا جب بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں تو مجھے کب ہوگی تو میں پلٹ گیا آپ نے فرمایا اے حسین! آپ کو میری اپنی اولاد سے بھی زیادہ اندر آنے کی اجازت ہے۔ ہمارے سروں میں اللہ کے بعد تم لوگ ہی بے ہوئے۔ اسے ابن سمان اور جوہری نے روایت کیا ہے۔

۱۔ شیعوں کی معتبر کتاب ذریعہ عظیم ص ۵۷ میں واقعہ بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ مکمل طور پر موجود ہے۔ جس سے پتہ چلا حضرت عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کو اپنی اولاد سے بھی عزیز تر سمجھتے تھے۔

اسی طرح آپ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس سے پیار بھی کچھ ڈھکا چھپا نہیں چنانچہ تاریخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲۲۵ میں ہے کہ اسیران بدر میں بعض ایسے بھی تھے جنہیں کفار باکرہ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ ان میں حضرت عباس بھی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں قتل کرنے میں جلدی نہ کی جائے ایک صحابی ابو حذیفہ کہنے لگے یہ دیکھو میرے بھائی اور

حدیث: منذر بن سعد سے روایت ہے کہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت طلب کی۔ آپ نے انکار کیا۔ ازواج نے اصرار کیا تو آپ نے کہا آئندہ سال آپ کو اجازت ہوگی۔ اور یہ میری ذاتی رائے نہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا! آپ نے حضرت زینب کے سوا دیگر تمام ازواج کو حج پر بھیج دیا۔ اور ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور یہ حکم دیا کہ تم میں سے ایک شخص آگے آگے چلے اور دوسرا پیچھے۔ ساتھ چلنے کی کوشش نہ کرے۔ پھر جب طواف کا موقع آیا تو آپ نے دونوں کو حکم دیا کہ مردوں سے حرم خالی کروادو اور صرف عورتیں ہی ازواج رسول کے ساتھ طواف کریں۔

مگر عمر فاروق کے وصال کے بعد ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی امراء پر غالب آگئی۔

اسے سعید نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

تشریح: یہ بھی مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ (اپنے عہد میں) ہر سال لوگوں کے ساتھ خود حج کرتے تھے۔ اس لیے ممکن ہے کہ آپ نے عثمان غنی اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کو محض محافظت ازواج پر اس لیے مامور کیا تھا کہ دیگر مصروفیات کے باعث آپ ازواج کی خود نگہداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر بخاری کی یہ روایت بھی دلیل بنتی ہے کہ ابراہیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروق نے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دور کے آخری حج میں شرکت کی اجازت دی۔ اور ان کے ساتھ عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔

برقانی نے کہا ہے کہ اس راوی ابراہیم سے مراد عبد الرحمن بن عوف کے بیٹے

تو آپ نے امام حسن کو بلا بھیجا اور کہا اے بھتیجے۔ کیا بات تھی۔ کہنے لگے میں نے سمجھا تھا کہ جب عبداللہ بن عمر کو اجازت نہیں ملی تو ہمیں کیسے ملے گی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے بھتیجے! میرے سر پر تمہی نے تو بال اگائے ہیں (مجھے عزت بخشی ہے) اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

آپ نے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی کس طرح پاسبانی کی۔

مواقعات ہیں پچھے اس مضمون کا کچھ حصہ بیان ہو چکا ہے۔ ۱۔ حدیث: ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے بعد میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ سچا اور نیکو کار ہو گا۔ چنانچہ عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں لوگوں سے کہا اموات المؤمنین کے ساتھ کون حج کرے؟ (یعنی انہیں بحفاظت حج پر لے جائے اور واپس لائے گا) عبدالرحمن بن عوفؓ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں حج کر وایا۔ اور راستے میں انہیں ایسی گہری گھاٹیوں میں ٹھہرایا جہاں لوگوں کا آنا جانا نہ تھا۔ اور ان کے بچاؤوں پر سبز چادریں ڈلوائیں۔

حدیث: ابو وائل سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حق لینا تھا۔ اس نے اُکر آپ سے جھگڑا کیا اور بار بار آنا شروع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے تیس کوڑے لگوائے۔ اسے سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے۔

۲۔ یعنی یہ کہ آپ کو ازواج رسول کا بلا حجاب آنا پند تھا تو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اور آیت مجاب نافلا ہوئی

وہ تم سے زیادہ حسین اور نبی علیہ السلام کی محبوبہ ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ چند دن بعد مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا حفصہ برباد اور نامراد ہو گئی۔ مجھے یہی کچھ ہو جانے کا خدشہ تھا۔ چنانچہ میں حفصہ کے پاس آیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی۔ کہنے لگی مجھے معلوم نہیں مگر آپ اپنے مہمان خانہ میں ہم سے جلد ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ تو میں اسود غلام کے پاس آیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے اند آنے کی اجازت مانگو۔ وہ واپس آیا تو کہنے لگا۔ میں نے آپ کا ذکر نبی علیہ السلام سے کر دیا ہے (مگر آپ نے جواب نہیں دیا) میں اٹھ کر مسجد میں آیا۔ کچھ صحابہ کرام وہاں منبر کے قریب (افسرہ) بیٹھے تھے۔ میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا پھر وہی کیفیت غالب آگئی اور میں نے غلام کے پاس آکر کہا۔ اندر جاؤ اور میرے لیے اجازت مانگو۔ وہ گیا اور آکر کہنے لگا میں نے آپ کا ذکر کر دیا ہے۔ تو میں کچھ کہے بغیر خاموشی سے واپس پلٹ پڑا تو پیچھے سے غلام نے مجھے آواز دی۔ کہ آؤ اندر چلے جاؤ۔ اجازت مل گئی ہے۔ چنانچہ میں اندر گیا۔ آپ کو سلام کیا۔ آپ ایک چٹائی پر تکیہ کناس تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر عیاں نظر آ رہے تھے میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا انہیں میں نے کہا اللہ اکبر آپ تو جانتے ہیں کہ ہم قریش اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ جب مدینہ طیبہ میں آئے تو وہ قوم دیکھی جن پر عورتیں غالب ہیں جن سے ہماری عورتوں نے جھگڑنا سیکھ لیا ہے۔ ایک دن میں اپنی بیوی سے ناراض ہوا تو اس نے بحث شروع کر دی۔ میں نے اس سے منع کیا تو وہ بولی۔ آپ مجھے منع کرتے ہیں۔ جبکہ نبی علیہ السلام کی ازواج آپ سے جھگڑ لیتی ہیں اور سارا دن کلام تک نہیں کرتیں۔ میں نے کہا جس نے ایسا کیا وہ ہلاک ہو گئی کیا انہیں اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ آپ کی ناراضگی سے

ابراہیم ہیں۔ مگر حمیدی کہتے ہیں۔ اس بات میں نظر ہے۔ کیونکہ ابن مسعود نے اطراف میں ایسے نہیں کہا۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نبی علیہ السلام کے غضب سے آپ کا غضب ان کے غم سے آپ کا غم اور
خوشی سے خوشی

پچھے خصائص عمر میں پانچویں موافقت میں اور دیگر مواقع پر یہ مضمون بیان
ہو چکا ہے (چند احادیث مزید پیش کی جاتی ہیں)

حدیث: حضرت عمر فاروقؓ کہتے ہیں۔ ہم قریش۔ جب مکہ میں تھے تو اپنی
عورتوں پر غالب تھے۔ یہاں مدینہ (طیبہ) میں آکر ایسی قوم سے واسطہ پڑا ہے جن پر
عورتیں غالب ہیں۔ جن سے ہماری عورتوں نے بھی خود سری سیکھ لی ہے۔ میں ایک دن
اپنی بیوی پر غضب میں آیا تو وہ آگے سے تکرار کرنے لگی۔ میں نے کہا یہ عادت تمہیں کیوں
پڑ رہی ہے؟ وہ کہنے لگی۔ میری تکرار آپ کو بُری لگتی ہے۔ خدا کی قسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج آپ سے تکرار کر لیتی ہیں۔ اور پورا ایک دن آپ سے کلام بھی نہیں کرتیں۔
یہ سن کر میں حفصہؓ کے پاس آیا اور اسے کہا کیا یہ سچ ہے کہ تم ازواج میں سے اگر کوئی
نبی علیہ السلام سے تکرار کر لیتی ہے تو دن بھر آپ سے کلام نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا ہاں۔
میں نے کہا جو ایسا کرے گی ہلاک ہو جائے گی۔ کیا تمہیں اس بات کا کوئی فکر نہیں کہ رسول
کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور پھر صرف ہلاکت ہی ہوگی۔ اے بیٹی! تم کبھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار نہ کرنا۔ آپ سے کوئی چیز مت مانگا کرو! جو حاجت
ہو مجھے بتلایا کرو! اور اپنی ساتھ والی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) پر کبھی رشک نہ کرنا۔

دانت مبارک سب سے حسین ہوتے تھے۔ اے

حدیث: ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے عمدہ کجوریں ادھار پر لیں۔ وہ شخص آپ سے تقاضا کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ آج ہمارے پاس تمہارا حق نہیں رکھ دینا خیر کہ دو تو ہمارے پاس تمہارے حق کے ایفا کو کچھ آئے گا۔ وہ کہنے لگا ہائے دھوکہ! عمر فاروق اس سے لڑائی پر کمر بستہ ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عمر چھوڑ دے۔ حقدار کو کہنے کی اجازت ہوتی ہے۔
اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

دل فاروق میں احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

باب شیخین میں اس کا کچھ حصہ گزر چکا ہے۔ مزید احادیث درج ذیل ہیں۔
حدیث: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اے اس واقعہ سے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں اور ثابت ہوتا ہے کہ عمر فاروق کے دل میں ہر چیز سے بلکہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت ذات رسول سے تھی۔ یہ واقعہ شیعہ حضرات کی متعدد کتب میں موجود ہے۔ چنانچہ تاریخ التواریخ حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بھی گزر چکا ہے۔ بلکہ جب ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے زیورات وغیرہ مانگے تو اس وقت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو انتہائی مدد پہنچا اور تاریخ التواریخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں۔ ابوبکر میرے خاں و گروہ عاشرہ باسیلی بزد و عمر گردن حصہ رکبوت۔ یعنی ابوبکر صدیق نے حضرت عائشہ کی گردن پر زور دے تھپڑ مارا اور حضرت عمر نے حضرت حصہ کی گردن کو ٹال گویا شیخین رضی اللہ عنہما نے ہتھے

اللہ بھی ناراض ہو سکتا ہے اور اس طرح وہ عورت ہلاک ہو جائے گی جس کا آپ سے جھگڑا ہو گا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس کے بعد میں حصہ نہ کے پاس گیا اور اسے کہا اپنی ساتھی پر رشک نہ کرو۔ وہ تم سے زیادہ حسین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مسکرا دیے۔ میں نے عرض کیا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! تو میں بیٹھ گیا۔ میں نے کمرے میں نگاہ دوڑا کر دیکھا تو ایسی کوئی چیز نہ تھی جو نگاہ کو اپنی طرف پلٹاتی رسوائے تین چمڑوں کے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر کشادگی کرے۔ فارس اور روم پر اللہ نے وسعت فرمائی ہے بلکہ وہ لوگ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ یہ سن کر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کیا تم مجھ سے شک رکھتے ہو اے ابن خطاب! یہ وہ قومیں ہیں جنہیں دنیا ہی میں نعمتیں دے دی گئی ہیں (آخرت میں ان کا حصہ نہیں) اے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ایک اور روایت میں ہے کہ عمر فاروق نے غلام سے جو چند مرتبہ اجازت چاہی تھی۔ ان میں ایک باریوں بھی کہا تھا کہ اے رباح (غلام کا نام ہے) میرے لیے اجازت مانگو۔ مجھے گمان ہے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھے ہیں کہ میں حصہ کے لیے آیا ہوں۔ قسم بخدا۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں حصہ کی گردن مار دوں۔ عمر فاروق کہتے ہیں یہ کہہ کر میں نے نگاہ اٹھائی تو اس نے مجھے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ عمر فاروق نے اندر جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض دیکھا تو آپ کو باتیں سننا شروع کیں۔ تاآنکہ آپ کے چہرہ سے آثار غضب غائب ہو گئے اور آپ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ایسے میں آپ کے

جب تک اپنی جان سے بھی مجھے محبوب نہ سمجھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ! خدا کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی پیارے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عمر! اب (بات بنی ہے)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

وفات سے قبل اور بعد میں آپ کی قوت ایمانی

وفات کے بعد قبر میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فرشتوں سے گفتگو۔ حدیث: عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کے عذاب اور احوال بیان کیے۔ تو عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قبر میں ہماری عقل لوٹ آئے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں! جیسے آج کی کیفیت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ تو پھر قبر کے منہ میں پتھر دینے میں وہ کیا نقصان دے گی جب ہمارا ایمان درست ہوگا؟

حدیث: مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہاں دو فرشتے منکر و نکیر آجاتے ہیں۔ جو تند خواہ و سخت دل ہیں جن کے چہرے نیلے اور سیاہ ہیں جیسے تاریکی مچھوٹی ہے۔ ان کی آوازیں گرجتی بجلی کی مانند آنکھیں گرنے والے ستاروں کی طرح اور دانت نیروں جیسے ہوتے ہیں وہ اپنے بالوں میں زمین پر تیرتے آتے ہیں یعنی سارا وجود بالوں سے چھپا ہوتا ہے گویا بالوں کا مجموعہ زمین پر تیرتا آ رہا ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں اتنا وزن ہے جتنا وہاں تمام جن وانس مل کر اسے اٹھا نہیں سکتے۔ وہ دونوں قبر والے سے سوال کرتے ہیں کہ

کے ساتھ عمر فاروق کی اونٹنی پر ایک بار شریک سفر تھا۔ بسا اوقات میں نبی علیہ السلام سے آگے ہو جاتا تھا۔ تو والدِ مکرم نے کہا اے عبداللہ! کسی شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہیں ہونا چاہیے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ تو کوئی آپ کے ساتھ نہ جا رہا تھا۔ عمر فاروق نے دوڑ لگائی اور لوٹا کہ آپ کو جا ملے تو آپ (لوٹا لے کر) ایک کھال (باغ کے آس پاس بنائی گئی پانی کی گزرگاہ) میں داخل ہو گئے۔ عمر فاروق پیچھے ہو کر ایک طرف ہٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنا کہ سب سے پہلے آیا تو فرمایا۔ اے عمر تم نے بہت اچھا کیا۔ مجھ کو جھکا دیکھ کر تم ایک طرف ہو گئے! ابھی جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ جو شخص آپ کی امت میں سے آپ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس بار بھروسہ کرتا ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث: عبداللہ بن ہاشم سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ نے عمر فاروق کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ عمر فاروق نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے آپ مجھے محبوب ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے (کوئی مومن نہیں)

رقبر میں اٹھائے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ انشاء اللہ۔ تو انہوں نے عرض کیا پھر تو میں انہیں کافی ہوں گا۔

فضیلتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عمر فاروق کی قوتِ ایمانی پر صحابہ کرام کا اتفاق

حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دجال کے متعلق بتلایا کرتے تھے کہ اسے ایک آدمی پر مسلط کیا جائیگا اور اسے اختیار دیا جائے گا کہ اسے مار دے یا زندہ رکھے تو دجال اسے کہے گا کہ میں تیرا رب نہیں ہوں؟ وہ شخص جواب دے گا۔ اے دجال! میں تجھ سے جھوٹ نہیں کہہ سکتا (میرا رب اللہ ہے) ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سب صحابہ کا یہی گمان تھا کہ وہ شخص عمر بن خطابؓ ہی ہو سکتے ہیں۔ ناآنکہ آپ شہید کر دیے گئے۔
اسے ابو حفص عمرؓ نے رسالیاں میں روایت کیا ہے۔

فضیلتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

دینی معاملہ میں آپ کی سختی اور خدا کے نافرمانوں پر آپ کی پکڑ

پچھے عمر فاروق کے واقعہ اسلام اور خصائص میں اس کا کچھ حصہ گزر چکا ہے۔
حدیث: عمر فاروق کہتے ہیں میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو دو دن نبوی میں سورہ فرقان کی تلاوت کرتے سنا وہ کچھ ایسے طریقوں (قرأت) پر پڑھ رہے تھے جو مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سکھائے تھے تو قریب تھا کہ میں نماز ہی میں اس سے الجھ

تیرا رب کون ہے نبی کون ہے اور دین کیا ہے؟ عمر فاروق نے عرض کیا۔ جب وہ میرے پاس آئیں گے تو میں صحیح سالم رہوں گا جیسے اب ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہا پھر تو میں انہیں آپ کی طرف سے خوب جواب دوں گا یا رسول اللہ! نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا مجھے جبریل نے بتلایا ہے کہ وہ دونوں فرشتے قبر میں تمہارے پاس آئیں گے اور تم یوں جواب دو گے کہ میرا رب اللہ ہے مگر تمہارا رب کون ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ تمہارا دین کیا ہے۔ میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر تمہارا نبی کون ہے؟ وہ کہیں گے ہائے تعجب ہمیں معلوم نہیں ہو رہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں یا تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو۔ یعنی ہم نے تمہارا امتحان لینا ہے یا تم نے ہمارا؟

اسے عبدالواحد بن محمد بن علی مقدسی نے اپنی کتاب التبصیر میں روایت کیا ہے۔
حدیث: حافظ ابو عبد اللہ قاسم ثقفی نے یہ حدیث شروع سے عمر فاروق کے سوال تک ذکر کی ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ہے کہ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمارا حال کیا ہو گا؟ فرمایا جیسا اب ہے۔ کہا پھر تو میں انہیں کافی ہوں گا۔ اس کے مابعد والا کلام اس حدیث میں نہیں۔

حدیث: سعید بن منصور نے بھی اس حدیث کا مضمون روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے اور اسے محمد بن علوان بن علقمہ نے وہ کہتے ہیں مجھے میرے اصحاب نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے کہا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تمہارے پاس منکر و نکیر آئیں گے؟ ان کی آواز کڑکتی بجلی جیسی ہوگی اور آنکھیں ایسے ہوں گی جیسے چمک لینے والی برقی وہاں بچے بالوں میں لپیٹے اور دانتوں سے زمین کو دیتے چلے آئیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس حالت پر ہم مرتے ہیں اسی پر ہم

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دو رفاروقی میں ایک لڑکا دھوکہ دہی سے قتل کیا گیا (پراسرار طور پر قتل کر دیا گیا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کے قتل میں یمن والوں کا بھی ہاتھ ہو تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ یونہی منیر بن حکیم سے روایت ہے کہ چار آدمیوں نے ایک بچہ قتل کر دیا۔ عمر فاروق نے اس وقت بھی ایسے ہی کہا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

جب آپ نے ابوسفیان کے قتل کی اجازت چاہی

حدیث: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا موقع آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم (شکر کے ساتھ) مکہ سے باہر رات کے وقت، ”مر الظلم“ پڑاتے عباس کہتے ہیں میں نے دل میں کہا مائے قریش کی صبح (کہ وہ کتنی بھیانک آنے والی ہے، قسم بخدا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بزور شمشیر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور قریش نے بڑھ کر امن کی درخواست نہ کی تو وہ قیامت تک کے لیے تباہ ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر بیٹھ کر باہر نکلا اور پیلو کے درخت تک پہنچا تو آگے سے حضرت علی ملے میں نے کہا اے علی! مکہ مکرمہ سے آنے والا کوئی لکڑہارا۔ شیر فروش یا کوئی اور غرض والا مل جائے تو اسے نبی علیہ السلام کی آمد کی اطلاع دے دی جائے تاکہ وہ مکہ والوں کو جا کر کہے کہ آپ کے بزور شمشیر داخل مکہ ہونے سے قبل ہی قریش کو چاہیے کہ وہ اگر امن کے خواستگار ہو جائیں۔ کہتے ہیں میں اسی تلاش میں تھا کہ مجھے ابوسفیان کی آواز آئی جو بدیل بن ورقاء سے جو گفتگو تھا۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا اس رات جتنی آگ نظر آئی ہے اور آگ والا شکر نظر آ رہا ہے پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا کیونکہ نبی علیہ السلام نے اپنی کثرت ظاہر کرنے کے لیے قطار میں خیمے لگوائے اور ان میں آتش دان روشن کروائے تھے،

پڑتا۔ مگر میں نے خود کو روک رکھا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کی چادر اس کے گلے میں ڈال لی۔ اور کہا جیسے میں نے سنا ہے یوں تجھے کس نے قرآن پڑھایا ہے؟ وہ کہنے لگا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے" میں نے کہا جھوٹ کہتے ہو۔ مجھے تو آپ نے اور طرح پڑھایا ہے۔ چنانچہ میں اسے کہینچا ہوا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے یوں قرآن کریم پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں سکھلایا آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے فرمایا اے ہشام تم پڑھو۔ اس نے آپ کو ویسے ہی پڑھ کر سنا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایسے ہی نازل ہوا ہے۔ پھر فرمایا اے عمر! تم پڑھو۔ میں نے ویسے سنایا جیسے میں نے آپ سے پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایسے ہی اترتا ہے۔ یہ قرآن سات طریقوں پر اترتا ہے جو تمہیں آسان لگے ویسے ہی پڑھ لو۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۔ یاد رہے نزول قرآن کے وقت اکناف عرب میں عربی زبان کے سات مختلف لب و لہجہ جاری تھے اہل نجد کا اپنا لہجہ تھا، بنو اسد کا اپنا طرز تلفظ تھا، اہل حجاز عربی الفاظ کو اپنے طریقے سے ادا کرتے تھے ایسے میں اگر قرآن کریم کسی خاص لغت پر تار دیا جاتا کہ اسی لغت اور لہجے پر پڑھا جاسکتا ہے دوسرے میں نہیں تو یہ امر امت کے لیے باعث اشکال بننا، اس لیے قرآن کریم انہی سات معروف لغات پر پڑھنے کی اجازت دے دی گئی۔ جنہیں اب قراءات سبعہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر قرآن کریم کے کسی خاص لفظ میں ایک سے زائد قراءات بطریق توازن ثابت ہو جائیں تو ان سب کو قرآن سمجھنا فرض ہوگا اور ان میں سے ایک انکار کر دیا ہوگا۔ اور ایسا سات مشہور قراءات سب سے مستثنیٰ ہے کی قراءات میں واقع ہوا ہے جن کے اصحاب گنتی یہ ہیں۔ امام نافع مدنی، امام ابن کثیر کی امام ابو عمرو، لہری، امام ابن عمر شامی، امام عاصم کوئی، امام حمزہ کوئی، اور امام کسا کی کوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی طرح قراءات سبعہ کے حفظ کی سعادت بھی اہل سنت ہی کو عطا فرمائی ہے راقم الحروف نے قراءات سبعہ کی سب سے مشہور کتاب الشاطبیہ کی اردو شرح شروع کی ہوئی ہے دعا ہے اللہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے اور باعث افادۂ انام بنائے آمین۔

اور معاہدہ کے بغیر تجھے میرے سامنے کر دیا۔ ساتھ ہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے میں نے بھی پتھر کو بھگایا اور عمر فاروق کے آنے سے قبل ابوسفیان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دیا۔ ساتھ ہی عمر فاروق بھی آگئے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! ابوسفیان کسی صلح اور معاہدہ کے بغیر ہمارے قبضہ میں آ گیا ہے۔ اب آپ اجازت دیں کہ میں اس کی گہرے دن اتاروں۔ عباس کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے امان دے دی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے آپ کا سر انور پکڑ لیا اور کہا آج کی رات میرے سوا کوئی شخص نبی علیہ السلام سے سرگوشی نہیں کرے گا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے بارہ میں زیادہ کلام کی۔ تو میں نے کہا اے عمر! بس کرو خدا کی قسم۔ اگر عدی بن کعب کے قبیلہ سے کوئی شخص ہوتا یعنی تمہارے قبیلہ سے ہوتا تو تم نے یہ باتیں نہیں کہنی تھیں۔ یہ اس لیے کہہ رہے ہو کہ یہ بنی عبد المناف سے ہے۔ عمر فاروق نے کہا اے عباس! بس کریں! خدا کی قسم۔ جس روز آپ اسلام لائے وہ دن میرے لیے انتہائی مسرت آمیز تھا اگر میرا باپ خطاب اسلام لاتا تو بھی مجھے اتنی مسرت نہ ہوتی۔ یہ فیصلہ میرا نہیں۔ کیونکہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خطاب کے اسلام سے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی آپ کے اسلام لانے سے ہوئی تھی۔

۱۔ حضرت عباس کا ابوسفیان کو پتھر پہنچانے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لانا راستے میں عمر فاروق کا ابوسفیان پر حملہ اور ہونا۔ پھر اس کے قتل کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہنا پھر حضرت عباس کا عمر فاروق کو سرزنش کرنا اور آپ کا کہنا کہ اے عباس تیرے اسلام سے جو خوشی مجھے حاصل ہوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے پر بھی حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ یہ سب کچھ بحار انوار جلد نمبر ۲۱ ص ۲۷ پر بالتفصیل موجود ہے۔ آخری الفاظ یہ ہیں، واللہ لا سلامک یوم اسلمت کان احب الی من اسلام الخطاب لواء مسلم یعنی، اے عباس! قسم بخدا

بدیل نے جواب دیا۔ خدا کی قسم یہ بنو خزاعہ ہیں جنہیں ارادہ جنگ یہاں لے آیا ہے
 ابوسفیان نے اسے ٹوکا کہ خزاعہ کا اتنا لشکر اور اتنی آگ نہیں ہو سکتی۔ عباس کہتے ہیں
 میں نے باؤز بلند کہا۔ ابو حنظلہ ابوسفیان میری آواز پہچان کر بولا۔ ابو الفضل تم؟
 میں نے کہا ہاں میں ہوں۔ کتنے لگا کیا بات ہے تمہیں۔ تم پر ماں باپ قربان میں نے کہا
 ابوسفیان تم پر افسوس ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم لشکر لے کر آئے ہیں۔
 قسم بخدا۔ آنے والی صبح قریش کے لیے بڑی بھیانک ہے۔ وہ کتنے لگا تم پر ماں باپ قربان۔
 اب کیا تدبیر ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم اگر تم ان کے قابو میں آگئے تو ضرور تمہاری گردن
 اڑ جائے گی میرے پیچھے اس خنجر پر بیٹھ جاؤ! میں تمہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے
 چلتا ہوں اور تمہارے لیے امن کا طلب گار ہوتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے
 ہیں کہ ابوسفیان تو وہ میرے پیچھے سوار ہو گیا اس کا ساتھی بھی سوار ہو گیا۔ میں ابوسفیان کو
 لے کر چلا۔ میں جس بھی خیمہ کے آگے سے گذرتا۔ مسلمان کہتے یہ کون ہے؟ مگر جب وہ
 نبی علیہ السلام کا خنجر اور اس پر مجھے بیٹھا دیکھتے تو مطمئن ہو جاتے تھے کہ نبی علیہ السلام کے
 خنجر پر آپ کا چچا جا رہا ہے کوئی اعتراض نہیں جب ہم عمر فاروق کے خیمہ پر سے گذرے
 تو آپ نے اٹھ کر کہا یہ کون ہے؟ اور جب انہوں نے سواری کے پیچھے ابوسفیان کو دیکھ
 لیا۔ تو انہوں نے نعرہ لگایا۔ اودشن خدا ابوسفیان! اللہ کی حمد ہے کہ اس نے کسی صلح

۱۔ بنو خزاعہ ایک عرب قبیلہ ہے جنہوں نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی اولاد سے مکہ کی سرداری چھین لی
 تھی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ اجد حضرت ہاشم نے تمام قریش کو اکٹھا کیا اور بنو خزاعہ سے جنگ کر کے انہیں مکہ سے
 مار بھگا یا اور آج فتح مکہ کی رات چوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاہنا کہ لشکر لے کر آئے تھے
 اور اصل مکہ کو اس کی کوئی پیشگی اطلاع نہ تھی اس لیے وہ یہ سمجھے یہ شاید بنو خزاعہ پھر
 مکہ پر قبضہ کرنے آگئے ہیں۔

جب عمیر ارادہ قتل نبی لے کر مدینہ آیا اور حضرت عمرؓ کے ہتھے چڑھ گیا

حدیث: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب (دو کافروں) نے جنگ بدر میں ہونے والے نقصان کا تذکرہ کیا۔ عمیر کہنے لگا خدا کی قسم تم نے سچ کہا۔ قسم بخدا ان کے (ابو جہل وغیرہ کے) چلے جانے کے بعد جینا بے کار ہے اگر میرے اوپر قرضہ نہ ہوتا اور بیوی بچوں کے ضائع ہونیکا خدشہ دامن گیر نہ ہوتا تو میں خود جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے آتا۔ میرے پاس تو انہیں قتل کرنے کی ایک وجہ جواز بھی ہے کیونکہ میرا بیٹا ان کے ہاتھوں میں قید ہے۔ صفوان نے موقع غنیمت جانا اور کہا تیرا قرضہ میرے ذمے رہا تیرے بال بچے میرے بچوں کے ساتھ رہیں گے مجھے انہیں پالنے میں کوئی دقت نہیں۔ عمیر نے کہا تو پھر میری اپنی یہ گفتگو کسی اور سے مت کہنا۔ وہ کہنے لگا۔ میں نہیں کہوں گا۔ اس کے بعد صفوان نے عمیر کو اپنی تلوار تیز کر کے اور زہر آلود کر کے دی۔ اور وہ اُسے لے کر مدینہ (طیبہ) جا پہنچا اس وقت عمر فاروق مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبوی کے دروازہ پر بیٹھے روز بدر کے واقعات دہرا رہے تھے اور اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ اچانک عمر فاروق کی نظر عمیر پر پڑ گئی جس نے مسجد کے دروازہ کے سامنے آکر اونٹ بٹھلایا تھا اور گلے میں تلوار لٹکا رکھی تھی۔ آپ نے کہا یہ کُتا خدا کا دشمن عمیر بن وہب ہے۔ جو بڑا فتنہ لے کر آیا ہے۔ اسی نے روز بدر ہمارے اور کفار میں جنگ بھڑکائی تھی۔ یہ کہہ کر عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا ابوسفیان کو اپنے کچا دے میں لے جاؤ! صبح اسے میرے پاس لانا۔ تو میں اسے اپنے پاس لے گیا۔ رات اس نے وہیں گزاری۔ صبح میں اسے لے کر حاضر خدمت ہوا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوسفیان پر اسلام پیش کیا۔ وہ اٹکنے لگا۔ میں نے کہا اگر دن کٹوانے سے پہلے اسلام لے آؤ! چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام لے آیا۔ اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

جب آپ نے عبداللہ بن ابی منافق کو قتل کرنا چاہا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے۔ ایک مہاجر صحابی نے کسی انصاری کو لات مار دی انصاری نے پکارا۔ او انصار! (میری مدد کو آئے) تو مہاجر نے بھی پکارا او مہاجرین! نبی علیہ السلام

آپ کا اسلام لانا جس دن آپ مسلمان ہوئے تھے میرے لیے باپ خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ باعث مسرت تھا اگر وہ اسلام لاتا۔

اس عبارت سے چند امور ثابت ہوئے۔

۱ ہر دشمن خدا کے لیے عارف و حق کی ذات تنگی تلوار تھی آپ کا سینہ غیرت اسلامی کا خیمہ تھا۔

۲ حضرت عمر کا اپنے باپ کے اسلام سے حضرت عباس کے اسلام کو محبوب تر سمجھنا صرف اسی بنیاد پر ہے کہ آپ کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے زیادہ محترم تھے۔ اس لیے غضب فدک جیسے غلط الزامات سے آپ کی سیرت کو داغدار کر ہر لحاظ سے مذموم حرکت ہے۔

پاس حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا اعمیر بن وہب شمشیر بدست آیا ہے۔ فرمایا اے میرے پاس آؤ! عمر فاروق آئے اور تلوار کی ڈوری دجو گلے میں ڈالی جاتی ہے، سے پکڑ کر اس کے گلے میں پھنسا ڈال دیا۔ اور صحابہ سے کہا آپ لوگ نبی علیہ السلام کے پاس پہنچیں۔ اور وہاں بیٹھیں۔ کیونکہ اس خبیث سے امن نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی اسے کھینچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا پھینکا۔ آپ نے فرمایا عمر! اسے چھوڑ دو۔ اے عمیر قریب آجا۔ وہ قریب ہو گیا۔ اور بولا (اَنْتُمْ اَصْبَحْتُمْ) یعنی میں صبح کرتے رہو۔ یہ دور جاہلیت کا سلام تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمیر! اللہ نے ہمیں اس سے بہتر سلام کا سلیقہ عطا کیا ہے جو جنت والوں کا سلام ہے۔ کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اس سے قبل اس کا پتہ نہیں تھا آپ نے فرمایا۔ تو تم کیسے آئے ہو؟ بولا۔ اس قیدی کے لیے آیا ہوں جو تمہارے پاس ہے۔ اس کے ساتھ اچھے برتناؤ کا ممتنی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو تم نے گلے میں تلوار کس لیے لٹکا رکھی ہے پھر؟ کہنے لگا اللہ اس تلوار کا بڑا کرے۔ اس نے ہمیں کیا فائدہ دیا ہے آخر؟ آپ نے فرمایا۔ سچ کہو کس ارادہ پر آئے ہو؟ کہنے لگا صرف اسی لیے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں تم اور صفوان بن امیہ نے حجر میں بدر کے کنوئیں میں ڈالے جانے والے قریشی سرداروں کی بابت غور و فکر کیا تھا۔ تم نے کہا اگر مجھ پر قرضہ اور فکر عیال نہ ہو تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے چھوڑوں۔ اس پر صفوان نے فوراً تمہارا قرضہ اور خیمہ عیال اپنے ذمے لے لیا۔ اور میرے قتل کا تم سے عہد لیا۔ خدا کی قسم تمہارے اور میرے قتل کے درمیان اللہ تعالیٰ خود حائل ہے۔ عمیر بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کی آسمانی خبروں کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ وہ بات ہے جو صرف میرے اور صفوان کے درمیان تھی۔ خدا کی قسم ہے کہ آپ کو اس کی خبر صرف اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ تو اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے اسلام

نہ یہ سنا تو فرمایا یہ جاہلیت کی دوپکاریں کیا ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات مار دی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسی پکاریں چھوڑو یہ بد بودار ہیں۔ عبداللہ بن ابی منافق نے سنا تو بولایہ کام تو انہوں نے کر لیا ہے (یعنی آپس میں پھٹ گئے ہیں) اب خدا کی قسم! جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عورت والے (ہم منافقین) ذلیل لوگوں (مسلمانوں) کو مدینہ سے نکال دیں گے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب عبداللہ کی یہ بات پہنچی تو انہوں نے اجازت طلب کی یا رسول اللہ! میں اس منافق کی گردن اڑاتا ہوں آپ نے فرمایا اسے چھوڑو، یہ تو لوگوں سے یہ بھی کتنا ہمتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ساتھیوں کو مروایا ہے کہ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۔ عبداللہ بن ابی منافق کو آپ کا قتل کرنے کی کوشش کرنا نسخہ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۶۸ میں بالتفصیل موجود ہے وہاں آپ کے الفاظ ہیں: یا رسول اللہ اجازت فرماتا سر این منافق را بے گیرم۔

اسی طرح کئی ایک مواقع ہیں جب کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی یا کوئی منافقہ نہ بات کہی یا کسی کا علی ظاہر خلاف دین ثابت ہوا تو آپ کو جلال آگیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ صحابی نے خط لکھ کر کفار مکہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ فحش مکہ سے باخبر کیا اور وہ خط پڑھ کر عمر فاروق نے تڑپ کر کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ دیکھیے بجا انوار جلد ۲ ص ۹۵، اور نسخہ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۳ ص ۱۱۱ اسی طرح پیچھے گزر چکا ہے کہ ابو حذیفہ صحابی نے امیر بدر حضرت عباس کو قتل کرنے کی خواہش کی تو حضرت عمر نے اسے مار دینے کی اجازت چاہی دیکھیے نسخہ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۱ ص ۲۲۵ اور بھی ایسے مواقع ہیں جہاں حضرت عمر کی غیرت ایمانی جوش میں آئی مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جذبات کو ٹھنڈا کیا۔

جس کا ہمیں اندیشہ ہے تو پھر تم اسے مار دے سکو گے۔
اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے جس کے کچھ الفاظ زائد ہیں۔
چنانچہ اس میں ہے کہ ابن مسعود نے کہا۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے چند بچوں
پر سے ہمارا گذر ہوا جن میں ابن صیاد بھی تھا۔ بچے بھاگ گئے اور وہ بیٹھ گیا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اس کا یہ عمل (گستاخانہ) گویا پسند نہ آیا۔ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھ خاک آلود
ہوں۔ کیا تو میری رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ آپ میری رسالت کی
گواہی دیتے ہیں۔ عمر فاروق بولے۔ یا رسول اللہ چھوڑیں میں اسے قتل کرتا ہوں۔ آپ نے
فرمایا اگر یہ وہی ہے جس کا خدشہ ہے تو تم اسے قتل نہ کر سکو گے۔

حضرت حاطب کا خط اور عمر فاروق کا غیض و غضب

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی
(صحابی) نے اہل مکہ کو خط لکھا۔ جس میں اس نے نبی علیہ السلام کے فتح مکہ کے ارادہ کی اطلاع
دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے علی مرتضیٰ اور حضرت
زبیر رضی اللہ عنہما کو پچھا کرنے کے لیے بھیجا جنہوں نے اونٹ پر سوار ایک عورت کو جالیا۔
اور اس کے سر کے بالوں میں سے وہ خط نکال لیا۔ اور لا کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے
پیش کر دیا۔ آپ نے حاطب کو بلایا۔ اور فرمایا یہ خط تم نے لکھا ہے؟ اس نے عرض کیا
ہاں۔ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیوں لکھا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم
بجدا میں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کی تبلیغ کرنے والا ہوں۔ مگر میں مکہ میں
رہ کر غریب تھا۔ (میں ہجرت کر کے یہاں آ گیا اور) میرے بیوی بچے کافروں کے پاس
ہیں۔ مجھے کافروں کی طرف سے انہیں گزند پہنچنے کا خدشہ رہتا ہے۔ چنانچہ میں نے

کی ہدایت دے دی۔ اور یہاں تک لے آیا۔ اس کے بعد اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اس بھائی کو دین کے مسائل سمجھاؤ قرآن
 سکھلاؤ! اور اس کا قیدی بھی چھوڑ دو۔ عمیر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں تو خدا
 بجھا دینے کے درپے رہتا تھا۔ اہل اسلام کو ستانے میں شدت کرتا تھا اب میں
 چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں تو جا کر مکہ والوں کو دعوت اسلام دوں شاید
 اللہ انہیں ہدایت دیدے ورنہ انہیں ویسے ہی ایذا دوں گا جیسے مسلمانوں کو
 دیا کرتا تھا۔ آپ نے اسے اجازت دے دی۔ جبکہ صفوان مدینہ سے آنے والے
 لوگوں سے عمیر کا حال پوچھتا رہتا تھا جب اسے عمیر کا اسلام معلوم ہوا تو اس نے قسم
 اٹھائی کہ کبھی عمیر سے کلام نہیں کروں گا۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ عمیر مکہ مکرمہ میں اسلام
 کی دعوت دیا کرتا اور مخالفین اسلام کو شدید نقصان پہنچایا کرتا۔ اس کے ہاتھ
 پر لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسلام لائی۔

جب آپ نے ابن صیاد (متوقع دجال) کو قتل کرنا چاہا

حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک بار نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ چند کھیلنے والے بچوں پر ہمارا گذر ہوا جن میں ابن
 صیاد بھی تھا جس کے دجال ہونے کا گمان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔
 تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ وہ کہنے لگا۔
 کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں (ابن صیاد) اللہ کا رسول ہوں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
 عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں کہ یہ دجال ہی
 لگتا ہے۔ اس کا قصہ تمام کر دینا چاہیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہی ہے

خارجی گروہ) تم اپنی نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے بالمقابل حقیر جانو گے۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیرنکار سے نکل جاتا ہے اُن میں ایک سیاہ آدمی بھی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان جیسا ہوگا یا جیسے گوشت کا لوتھڑا حرکت کر رہا ہو تا ہے۔ یہ لوگ انسانوں کے بہترین گروہ (صحابہ کرام) پر خروج کریں گے (ان سے لڑیں گے) ابو سعید کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ خود سنا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے انہیں (خارجیوں کو) قتل کرتے پایا۔ میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو تلاش کرو جس کی حبی علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ چنانچہ وہ مل گیا۔ دیکھا تو اس کی شکل نبی علیہ السلام کے ارشاد کے بالکل مطابق تھی ﷺ
اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۔ ذوالخویرہ کی گستاخی اور حضرت عمر فاروقؓ کا جلال بجا اور انوار جلد نبرہ ۲۱ ص ۷۳ میں مذکور ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔ فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ! اشدن لی اضر بعتقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان له اصحاباً یحقرون احدکم صلوتہ مع صلوتہ و سیامہ مع میامہ یقرعون القرآن لا یجاذون تراقیہم ترجمہ: حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کے کچھ ایسے ساتھی پیدا ہوں گے جن کی ناز کے آگے تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو حقیر تر جانوں گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔

یہ خط لکھ دیا اور مجھے یقین ہے کہ اس سے اللہ اور اس کے رسول کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ ممکن ہے کہ یہ میرے بچوں کے لیے نفع مند ہو سکے۔ عمر فاروق کہتے ہیں میں نے تلوار باہر نکال لی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اسے میرے حوالے کر دیں۔ اس نے کفر کیا ہے میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! تجھے کیا پتہ اللہ نے بدر میں شرکت کرنے والے مسلمانوں پر نظر کرم فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ بدریو! تم جو چاہو عمل کرو! میں نے تمہیں بخش دیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تبشیریح: بعض روایات میں ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دین سے پھر کر اور کفر اختیار کر کے ایسا نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب نے تم سے سچی بات کہی ہے۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس کی گردن اتارنے دیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ۔
ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔

اسے بخاری و مسلم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ حدیث: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ذوالنخصرہ دھوٹے پہلوؤں والا منافق آگیا۔ یہ بنو تمیم میں سے تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! عدل کریں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے اگر میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا؟ اور عدل نہ کر کے تو میں ناکام و نامراد ہو جاؤں گا۔ جبکہ میں کامیاب و کامران ہوں! عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اتار دوں۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے ساتھی بھی ہوں گے! یعنی

میری کنیت سے پکارا تھا، کیا رسول خدا کے چچا کا چہرہ تلوار سے مارا جائے گا؟ عمر فاروق نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں تلوار سے ابو حذیفہ کا سر اتار دوں۔ خدا کی قسم! اس نے منافقت کی ہے یہ سلسلہ

ابو حذیفہ کہتے تھے اس دن جو میں نے یہ لفظ کہہ دیا تھا۔ تب سے مجھے چین نہیں رہا (ضمیمہ ملامت کہہ تا رہتا ہے) اور ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہوں۔ البتہ میرا کلمہ شہادت اس خطا کو مٹائے گا اس کے بعد ابو حذیفہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اسے ابو اسحاق نے روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بختری کے قتل سے اس لیے لوگوں کو روکا تھا کہ اس نے مکہ میں کفار کو جنگ بدر پر جانے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے کبھی آپ کو تکلیف نہ دی تھی اور نہ اس کی کوئی ناپسندیدہ بات کبھی آپ تک پہنچی تھی۔

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن بن شرب کی حد جاری کی

حدیث: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دگورنہ مصر ہونے کے زمانہ میں میں ایک بار اپنے گھر میں تھا کہ مجھے بتلایا گیا۔ عبدالرحمان بن عمر بن خطاب اور ابو مسرعہ اندر آنا چاہتے ہیں میں نے کہا آنے دیں۔ وہ آئے اور بڑے انکسار کے ساتھ کہنے لگے۔ ہم پر اللہ کی طرف سے مقرر شدہ حد (سزا) جاری کہیں ہم نے آج رات شراب پی ہے اور مدہوش ہوئے ہیں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے انہیں ڈانٹا اور دھتکارا۔ عبدالرحمان

رحمہ ابو حذیفہ کی غلطی پر حضرت عمر فاروق کا انہیں قتل کرنے کی اجازت چاہنا چھ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲۵ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز شیبہ بن عثمان کو بھیجا کہ اپنی والدہ کے پاس سے کعبہ کی چابیاں لاؤ تو اس کی والدہ نے انکار کر دیا آپ نے اسے پھر بھیجا تو اس نے پھر انکار کیا آپ نے تیسری بار پیغام بھیجا تو اس نے انکار بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ تم نے ہمارے مردوں کو قتل کر دیا ہے اب ہماری عزت بھی ہم سے چھین رہے ہو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اجازت دیں میں اس کی گردن اتاروں آپ نے فرمایا نہیں۔ تو یہ ماجرہ دیکھ کر وہ لڑکا یعنی شیبہ اپنی والدہ کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ عمر نے مجھے مارنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ سن کر اس نے چابیاں دے دیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد چابیاں بچے کی طرف اچھال دیں اور فرمایا کہ بے جاؤ انہیں اپنی مال کے پاس۔ اسے ابن مخنف نے روایت کیا ہے۔

الوحذیفہ صحابی کی غلطی اور حضرت عمر کا جلال فاروقی

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں اپنے صحابہ سے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ بنو ہاشم اور دیگر قبائل کے چند مردوں کو کفار جنگ میں مجبور کر کے لائے ہیں۔ انہیں ہمارے ساتھ لڑنے کی کوئی چاہت نہ تھی۔ اس لیے اگر کوئی ہاشمی سامنے آئے تو اسے قتل نہ کرنا۔ ابو البختری بن ہشام کو نہ مارنا۔ اور میرے چچا عباس کو بھی پاؤں نہ مارو۔ کیونکہ اسے جبراً لایا گیا ہے۔ الوحذیفہ کہنے لگے۔ آپ ہمارے باپ بیٹوں بھائیوں اور رشتہ داروں کو تو قتل کر رہے ہیں تو ہم کیا عباس کو چھوڑ دیں گے؟ خدا کی قسم! اگر مجھے وہ مل گیا تو اسے تلوار کی لگام دوں گا (تلوار سے اس کا منہ زخمی کر دوں گا) کہتے ہیں الوحذیفہ کی یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جا پہنچی۔ آپ نے فرمایا اے ابو حفص! (یعنی اے عمر) عمر فاروق کہتے ہیں اس موقع پر پہلی بار آپ نے مجھے

عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بھیجا گیا۔ جب عبدالرحمان کو اپنے والد عمر فاروق کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ چوغے میں بند تھا اور اتنا طویل سفر تکلیف دہ سواری پر طے کرنے کی وجہ سے اس سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا۔ اے عبدالرحمان! تم نے فلاں جرم کیا ہے اور فلاں جرم کیا ہے۔ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے شفا ریش کی کہ امیر المؤمنین! اس پر حد جاری ہو چکی ہے مگر آپ نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ عبدالرحمان چنیتا رہا کہ میں مریض ہوں۔ مر جاؤں گا۔ مگر آپ نے اس پر دوبارہ حد جاری کر دی اور پھر جیل میں ڈال دیا جس سے وہ مر گیا۔ ۱۷

آپ نے اپنے بیٹے ابو شحمہ کو زنا کی حد میں مروادیا ایک دردناک واقعہ

حدیث: مجاہد سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بعض لوگوں (یعنی صحابہ) کا ذکر کیا۔ ابو بکر صدیق کی فضیلت پر بات ہوئی۔ پھر روئے سخن عمر فاروق کی فضیلت کی طرف ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کا تذکرہ سنا تو تو پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے تا آنکہ بے ہوش ہو گئے اس کے بعد فرمایا اللہ عمر فاروق پر

۱۸ اسی واقعہ کی طرف مرزا محمد تقی نے تاریخ حالات خلفاء جلد ۲ ص ۶۷ پر ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔ دہم دیں سال چہار دہم عزم الخطاب پسر خوش را کہ شراب خورم دہم بد در انجمن حاضر کہ دوا در ابقانون شرعی حد بند۔

ترجمہ: اسی سلسلہ میں عزم الخطاب نے اپنے بیٹے کو جس نے شراب پی تھی لوگوں کے سامنے حاضر کیا اور قانون شرعی کے مطابق اس پر حد جاری کی

پتہ چلا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں قانون شرعی کا اطلاق اپنے بیٹے کے سب پر یکساں تھا اپنے سگے بیٹے کی بھی اس میں کچھ تفریق نہ تھی۔

بولاً۔ اگر آپ سزا نہیں دیں گے تو میں (مدینہ طیبہ) جا کر اپنے والد عمر فاروق کو اطلاع کروں گا۔ عمرو بن العاص کہتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ اگر میں ان پر اب حد جاری نہیں کرتا تو عمر فاروق مجھ پر غضب ناک ہو جائیں گے اور معزول کر دیں گے۔ چنانچہ میں انہیں اپنے گھر کے صحن میں لے آیا اور انہیں (انٹی کوڑے) سزا دی۔ عبدالرحمان میرے گھر کے ایک کونہ میں داخل ہوئے اور وہاں سرمونڈا یا کیونکہ اس دور میں حد جاری کرنے سے قبل سرمونڈا جاتا تھا۔ قسم بخدا میں نے اس واقعہ کا ایک حرف بھی عمر فاروق کو نہ لکھا۔

مگر ایک دن اچانک عمر فاروق کی طرف سے مجھے رقعہ آگیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے بندے عمر کی طرف سے "عاصی

بن عاصی" کی طرف سے ابن العاص! مجھے تعجب ہے کہ تم نے یہ جرات

کیوں کی میری مخالفت کس لیے کی جبکہ تجھے معلوم ہے کہ یہ عمل میرے حکم کے

خلاف ہے۔ عبدالرحمان تیری رعیت میں سے ہے تمہیں اس کے ساتھ وہی

سلوک روا رکھنا چاہیے جو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے

مگر تم نے سمجھا کہ یہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے۔ اس لیے تم نے اُسے (شارس عکاظ پر

نہیں بلکہ) اپنے گھر میں سزا دی ہے اور گھر ہی میں اس کا سرمونڈا ہے جبکہ

تم جانتے ہو کہ خواہ کوئی ہو۔ دین کے معاملہ میں میں نے کبھی کسی سے رعایت

اور نرمی نہیں ہوتی۔

جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو عبدالرحمان کو ایک چوغے میں بند

کر کے لکڑی کے کچاوے میں بٹھلا کر میرے پاس بھیج دو!

چنانچہ میں نے عبدالرحمان کو اسی طرح بھیج دیا اور عمر فاروق کی طرف ایک مکتوب

نامہ بھی لکھا کہ اس خدا کی قسم! جس سے بڑی کوئی ہستی قسم کے لائق نہیں۔ میں اپنے گھر

ہی میں سب جرموں پر حدود جاری کرتا ہوں۔ مسلم ہو یا ذمی۔ یہ رقعہ حضرت عبداللہ بن

میں آگئے۔ عمر فاروق نے فرمایا لوگو یہیں ٹھہرے رہو میرے آنے کا انتظار کرو۔ آپ باہر نکلے اور ابن عباس سے کہا میرے ساتھ ساتھ جلدی جلدی آؤ۔ آپ چلتے چلتے اپنے گھر آپہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ ابو شحمہ یہاں ہے؟ کہا گیا کہ کھانا کھا رہا ہے۔ آپ اندر آئے تو وہ کھانا کھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا خوب کھا لو شاید یہ تمہارا آخری کھانا ہو۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نوجوان کا ایک رنگ جبار ہا اور ایک آ رہا تھا۔ اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ لقمہ ہاتھ سے نیچے جا گرا۔ عمر فاروق نے فرمایا بیٹے! میں کون ہوں؟ کہا آپ میرے باپ ہیں اور امیر المؤمنین۔ آپ نے فرمایا تم میری اطاعت لازم ہے یا نہیں؟ اس نے کہا۔ آپ کے لیے دو طرح سے اطاعت لازم ہے۔ آپ میرے والد بھی ہیں اور امیر المؤمنین بھی۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ اے بیٹے! تجھے تیرے نبی اور تیرے والد کے حق کی قسم۔ ابتلا کیا تو نہیکہ یہودی کے ہاں حمان بنا تھا۔ جس سے تو نے شراب پی۔ اور مدہوش ہوا؟ اُس نے کہا "ہاں ایسے ہوا تھا" جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ مومن کا اصل سرمایہ توبہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بیٹے! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو بنو نجار کے باغ میں گیا تھا۔ جہاں تو نے ایک لڑکی دیکھی اور اس سے زنا کیا؟ لڑکا یہ سن کر چپ رہا اور رو پڑا۔ آپ نے فرمایا اے بیٹے! سچ کہو۔ اللہ سچوں کو پسند رکھتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں ایسا ہوا تھا اور میں توبہ کرتا ہوں شرمندہ ہوں۔ آپ نے جب یہ سنا تو اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور اُسے گریبان سے پکڑ کر مسجد کی طرف لے چلے۔ لڑکا کہنے لگا۔ ابا جان مجھے رسوا نہ کریں۔ تلوار پکڑ کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں دو لوگوں کے سامنے نہ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا تو نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔

وَلَيْسَ هَذَا عَذَابًا لِّكَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ۔ سورہ نور آیت ۷

رحمت نازل کرے آپ نے قرآن پڑھا اس پر عمل کیا اور حکم خداوندی کے مطابق مدد قائم کیں۔ آپ ذہنی معاملہ میں کسی شخص کی ملامت کا کوئی اثر نہ لیتے تھے میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنے بیٹے پر حد جاری کی اور اسے مار ڈالا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے ابن عباس! ہمیں وہ حدیث سنائیں کہ عمر فاروق نے اپنے بیٹے پر کیسے حد جاری کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ ایک دن میں مسجد میں تھا عمر فاروق بھی مسجد میں تھے لوگ اس پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک لڑکی آگئی وہ کہنے لگی السلام علیک یا امیر المؤمنین! عمر فاروق نے جواب دیا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کیا کوئی کام ہے تجھے؟ کہنے لگی ہاں۔ یہ آپکا بیٹا ہے اسے وصول کر لیں آپ! عمر فاروق نے فرمایا میں تو تجھے پہچانتا بھی نہیں۔ تو وہ رو پڑی کہنے لگی۔ امیر المؤمنین اگر یہ آپکا بیٹا نہیں تو آپ کے بیٹے کا بیٹا تو ہے۔ آپ نے فرمایا میرے کس بیٹے کا؟ وہ بولی ابو شحمہ کا۔ آپ نے فرمایا حلال کا ہے یا حرام کا؟ کہنے لگی میری طرف سے تو حلال کا، ابو شحمہ کی طرف سے حرام کا۔ آپ نے پوچھا وہ کیسے؟ اللہ سے ڈر اور سچی بات کہہ وہ کہنے لگی امیر المؤمنین! ایک دن میں بنو نجار کے باغ کے قریب سے گزر رہی تھی کہ آپ کا بیٹا ابو شحمہ نشے میں دھت (میرے قریب) آیا۔ جبکہ اس نے نسیکہ یہودی کے ہاں سے شراب پی تھی۔ اس نے مجھ سے بڑا تقاضا کیا۔ اور مجھے کھینچ کر باغ میں لے گیا اور مجھ سے وہ فائدہ حاصل کر لیا جو ایک مرد کسی عورت سے حاصل کر سکتا ہے۔ میں نے یہ گناہ اپنے گھر والوں اور خلع داروں سے چھپائے رکھا۔ تا آنکہ مجھے بچے کی ولادت کا احساس ہونے لگا۔ تو میں فلاں جگہ چلی گئی وہاں یہ بچہ پیدا ہوا۔ میں نے اسے قتل کرنا چاہا مگر پھر ندامت آگئی۔ اب آپ میرے اور ابو شحمہ کے مابین فیصلہ فرمائیں۔

عمر فاروق نے مدینہ طیبہ میں منادی کو وادی۔ اور لوگ جوق در جوق مسجد

جا کر لڑکے کی والدہ کو اطلاع کی وہ روتی اور آہ و بکا کرتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی اے عمر! میں ہر کوڑے کے بدلے پیدل چل کر ایک ایک حج کروں گی اور اتنا صدقہ کروں گی آپ نے فرمایا حج اور صدقہ شمرعی حد کی جگہ نہیں لے سکتے۔ اے غلام کوڑے مکمل کرو۔ غلام نے جب آخری سوواں کوڑا لگایا تو لڑکے کے جسم سے جان نکل گئی اور وہ مر کر دھڑم سے گر گیا۔ عمر فاروق نے پکار کر کہا اے بیٹا! اللہ نے تجھے گناہ سے پاک کر دیا۔ اور لڑکے کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور روتے ہوئے بولے "اے میرے وہ بیٹے! جسے حق نے مارا۔ اے میرے وہ بیٹے! جس کی جان راہ خدا میں خرچ ہوئی۔ اے میرے وہ بیٹے! جس پر اس کے باپ اور رشتہ داروں کو رحم نہ آیا۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی لڑکا فوت ہو چکا تھا رو رو کر لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں اور ایسا دردناک دن کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

اس کے چالیس دن بعد حضرت حذیفہ بن یان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد آئے اور بولے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ کے ساتھ دو سبز لباس پہنے ابو شحمہ بیٹھا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے (حذیفہ کو) فرمایا عمر کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ نے ایسے ہی قرآن پڑھنے اور حدود قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ابو شحمہ نے کہا اے حذیفہ! میرے والد کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ آپ کو پاک کرے جیسے آپ نے مجھے پاک کر دیا۔ والسلام۔ اسے شیریہ دیلی نے اپنی کتاب المنتقی میں روایت کیا ہے۔

حدیث: دیلی کے علاوہ دوسروں نے بھی ذرا مختلف الفاظ میں اختصار کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ جس میں ہے کہ عمر فاروق کا ایک لڑکا ابو شحمہ نبی اللہ عزہ نام کا تھا ایک دن وہ والد کے پاس آکر کہنے لگا میں نے زنا کیا ہے مجھ پر مد قائم کریں! عمر فاروق نے پوچھا تو نے زنا کیا ہے؟ کہنے لگا ہاں۔ آپ نے اس سے یونہی

ترجمہ: اور چاہیے کہ زانی اور زانیہ کی سزا کو مومنوں کا ایک گروہ دیکھے۔

چنانچہ آپ ابو شحمہ کو صحابہ کرام کے سامنے مسجد میں لے آئے۔ فرمایا: "اے لڑکی! تو نے سچ کہا۔ ابو شحمہ نے قیصری بات کا اقرار کر لیا ہے۔" آپ کا ایک غلام تھا جس کا فلع نام تھا۔ آپ نے اسے فرمایا اسے پکڑ لو اور سو کوڑے لگاؤ۔ کسی ہرگز نہ کہ نا وہ کہنے لگا نہیں کروں گا اور ساتھ ہی رو پڑا۔ فرمایا اسے غلام! میری اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہے جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ وہ کہ گذرو! چنانچہ ابو شحمہ کے کپڑے اتار لیے گئے لوگوں میں آہ و بکا شروع ہو گئی۔ لڑکا رحم طلب کر رہا تھا اور آپ کہہ رہے تھے اللہ ہی تجھ پر رحم کرے گا۔ میں اسی لیے مدجاری کر رہا ہوں کہ اللہ تم پر رحم کر دے۔ آپ نے پھر کہا۔ فلع! اسے مار! لڑکا مدد مانگتا رہا اور آپ غلام کو مارے چلے جانے کا حکم کرتے رہے۔ تا آنکہ ستر کوڑے لگ گئے لڑکا بولا۔ ابا جان! مجھے پانی پلا دو! آپ نے فرمایا اے بیٹے! جب تجھے تیرا بیباک کر دے گا (تجھ پہ مد لگ جائے گی) تو جنت میں تجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (حوض کوثر سے) وہ پانی پلائیں گے جسے پی کر تجھے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اے غلام اسے مار! غلام اسٹی کوڑوں تک پہنچ گیا۔ لڑکا کہنے لگا ابا جان اب الوداعی سلام قبول کر لیجیے۔ فرمایا وعلیکم السلام بیٹا! جب تمہیں جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو تو آپ کو میری طرف سے سلام عرض کرنا۔ اور عرض کرنا۔ یا رسول اللہ! عمر نے آپ کی جانشینی کا حق ادا کیا ہے۔ وہ قرآن پڑھ کر حدودِ خداوندی قائم کرتا ہے اے غلام اسے مار! جب غلام نے ابو شحمہ کو دس کوڑے مزید لگا دیے تو اس کی زبان سے طاقت گویائی جاتی رہی اور قویٰ جواب دے گئے۔ صحابہ کرام نے کہا اے عمر! دیکھیے جتنے کوڑے باقی ہیں انہیں کسی اور وقت لگا دینا آپ نے فرمایا نہیں! جیسے اس نے گناہ میں تاخیر نہیں کی۔ سزا میں بھی تاخیر نہیں ہوگی۔ ایک شخص نے

شہادت میں ملکیت سے کام لیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے قدامہ کو بحرین سے مدینہ (طیبہ) بلوایا۔ قدامہ یہاں پہنچا تو جبار و دبھی یہیں تھا۔ جو حضرت عمر کے پاس آکر کہنے لگا کہ قدامہ پر شرعی سزا نافذ کریں! عمر فاروق نے اسے کہا۔ تم گواہ ہو یا مدعی؟ اس نے کہا گواہ ہوں آپ نے فرمایا۔ تم تو گواہی دے چکے (یعنی منہاری گواہی کا حال پہلے واضح ہو چکا) جبار و چند لمحے تو خاموش رہا پھر بولا۔ آپ جانتے ہیں میں نے اپنی بات پر قسم اٹھائی ہے۔ فرمایا تم خاموش رہتے ہو یا میں تمہیں سزا دوں۔ وہ کہنے لگا یہ تو ٹھیک نہیں۔ کہ آپ کا چچا زاد بھائی شراب پیے اور سزا مجھے دی جائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے خاموش کر دیا۔

حضرت ابو ہریرہ بھی اس وقت موجود تھے۔ وہ بولے امیر المؤمنین! اگر آپ کو ہماری بات پر شک ہے تو اسی قدامہ کی بیوی بنت ولید سے پوچھ لیں۔ آپ نے اس کی بیوی کو پیغام بھجوایا اور اللہ کی قسم دلائی تو اس نے اپنے شوہر پر شراب پینے کی گواہی دے دی۔ عمر فاروق نے قدامہ سے کہا۔ اب تمہیں سزا دے کے چھوڑیں گے۔ قدامہ بولا۔ امیر المؤمنین! اگر میں نے ان کے بقول شراب پی ہے تو بھی آپ مجھے سزا نہیں دے سکتے۔ فرمایا وہ کیوں؟ کہنے لگا ارشاد ربی ہے۔

كَيْسَى عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَاذْكُرُوا الصَّالِحَاتِ تَضَعُوا ثِقَتَكُمْ وَأَحْسَبُوا وَاللَّهُ يَجِبُ الْمُحْسِنِينَ!

سورة مائدہ آیت ۵۳

ترجمہ۔ ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں پر کسی کھانے میں کوئی گناہ نہیں جب وہ تقویٰ کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں پھر تقویٰ کریں اور ایمان رکھیں اور اللہ نیک عمل کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔

(یعنی جب کوئی شخص ایمان اور تقویٰ کا حامل ہو تو پھر وہ جو مرضی کھائے پیے

چار دفعہ کہلوا یا۔ پھر کہا تمہیں معلوم نہ تھا کہ زنا حرام ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں پتہ تھا۔ آپ نے فرمایا اے مسلمانو! اسے پکڑ لو۔ ابو سحیر نے کہا لوگو! جس بھی شخص نے دور جاہلیت یا اسلام میں زنا کیا ہے وہ تجھے حد نہ لگائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس کا دایاں ہاتھ انہیں پکڑوایا۔ بایاں امام حسین کو پکڑوایا۔ خود کوڑے لگائے۔ ابھی سولہ کوڑے ہی لگے تھے کہ اسے غشی آگئی۔ ہوش آنے پر حضرت علی نے اسے کہا جب تم اپنے رب کے پاس جاؤ تو کہنا۔ اے اللہ! مجھے اس شخص نے کوڑے لگائے تھے جس کی پیشانی پر پیر کا کوئی دھبہ نہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر کھڑے ہوئے اور سو کوڑوں کی تعداد مکمل کی۔ جس سے وہ مر گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ آخرت کے عذاب سے دنیا کا عذاب بہتر ہے۔ بعد ازاں عمر فاروق سے پوچھا گیا کہ امیر المؤمنین! شہیدوں کی طرح کیا ہم اسے بھی بلا غسل و کفن دفن کر دیں؟ فرمایا نہیں غسل و کفن کے بعد تدفین ہوگی مسلمانوں کے گورستان میں۔ کیونکہ یہ راہ خدا میں شہید نہیں خود مرا ہے۔

حدیث: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے جو بنی عدی کے سربراہ و لوگائے میں سے تھے۔ ان کا باپ غزوہ بدر میں شریک جہاد تھا۔ کہتے ہیں عمر فاروق نے قدامہ بن مظعون کو اہل بحرین مقرر کیا جو غزوہ بدر میں شریک تھا اور یہ عبداللہ بن عامر ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ماموں بھی تھا۔ ایک شخص بحرین سے آیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین قدامہ بن مظعون نے نشہ آور بنینہ پیا ہے اور جب کوئی حد و اللہ سے کھیلے تو ہمارا حق بنتا ہے کہ آپ کو اطلاع کریں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بات پر ہمارا کوئی گواہ؟ کہنے لگا۔ ابو ہریرہ۔ آپ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا اے ابو ہریرہ! آپ کس امر کی گواہی دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے اسے شراب پینے تو نہیں نشہ میں شراب کی کٹے کمرے دیکھا ہے آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! آپ نے

تو آپ نے اس سے گفتگو کی اس سے معافی مانگی اور دونوں کی صلح ہو گئی۔

بخاری میں اس حدیث کے ابتدائی کلمات مروی ہیں۔ اور مکمل طور پر حمید دی نے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمرو بن ابی سلمیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص آسمان کی طرف یوں اشارہ کرے جیسے کسی کو امان دے رہا ہے اور اس کے اشارے پر کوئی کافر (قلعے سے) نیچے اتر آئے اور وہ اشارہ کرنے والا اسے قتل کر دے تو میں اس کو اس کے بدلے میں قتل کر دوں گا (کیونکہ اُس نے دھوکہ کیا ہے)

اسے مخلص نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء بڑی دیر سے پڑھی (گھر سے تشریف نہ لے گئے) تو عمر فاروق نے آواز دی۔ یا رسول اللہ! بچے اور عورتیں سو گئی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اس وقت تمہارے سوا جہان میں کوئی شخص نماز باجماعت کا انتظار نہیں کر رہا۔ کیونکہ اس وقت مدینہ طیبہ کے سوا کہیں جماعت نہیں ہوتی تھی۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک عورت نے زنا کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رحم کا حکم دیا بعد ازاں اس کی نماز جنازہ کا بھی آپ نے حکم ارشاد فرمایا عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے جبکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس عورت نے وہ توبہ کی ہے۔ جو اگر مدینہ طیبہ کے ستر گناہ گار مردوں پر بانٹی جاتی تو سب کی بخشش ہو جاتی۔ آخر اُس سے بڑھ کر افضل شخص کون ہو سکتا ہے جس نے اپنی جان کو اللہ کی راہ

کوئی حرج نہیں اور چونکہ میں مومن بھی ہوں اور متقی بھی اس لیے میرے شراب پینے میں کوئی حرج نہیں)

عمر فاروق نے ارشاد فرمایا۔ قدامہ! تو نے اُیت کا مفہوم غلط بیان کیا ہے۔ جب تم تقویٰ کرو گے تو شراب کے قریب نہ جاؤ گے اور نہ کسی دیگر حرام شئی کے پاس۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کی طرف توجہ کی اور پوچھا کہ قدامہ کو کوڑے لگانے کے بارہ میں آپ لوگوں کا خیال ہے؟ وہ کہنے لگے۔ قدامہ مریض ہے۔ اس لیے فی الحال نہ لگائے جائیں۔ عمر فاروق چند روز تو خاموش رہے اس کے بعد ایک دن نماز صبح کے بعد لوگوں سے کہا۔ اب قدامہ کی سزا کے بارہ میں کیا خیال ہے وہ کہنے لگے جب تک وہ مریض ہے کوڑے نہ لگائیں! آپ نے فرمایا۔ اگر وہ کوڑوں سے مر بھی جائے تو بھی یہ میرے نزدیک بہتر ہے اور اگر اس سے قبل مرض میں میر گیا تو یہ سزا میری گردن میں پڑی رہے گی۔ قسم بخدا! اب میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد آپ نے ڈنڈا منگو لیا۔ آپ کا غلام اسلم باریک اور چھوٹا سا ڈنڈا یعنی پھڑی سی لے آیا۔ عمر فاروق نے اس پر ہاتھ پھیر کر اسلم سے کہا۔ میں نے تیرے گھر والوں کی مخالفت کے باوجود چاہت سے تمہیں حاصل کیا تھا اب تم میری مرضی پہ کیوں نہیں اترتے؟ کوئی اور ڈنڈا لاؤ! اب کی بار وہ اچھا سا ڈنڈا لایا۔ چنانچہ آپ نے اس پر سزا جاری کر دی۔ قدامہ آپ سے روٹھ گیا اس کے بعد ایک بار آپ اور وہ دونوں حج پر گئے۔ وہ تاہنوز آپ سے روٹھا ہوا تھا حج سے واپسی پر مقام سقیّا پر عمر فاروق نے پٹاؤ کیا اور وہاں سو گئے۔ پھر جب بیدار ہوئے تو فرمایا قدامہ کو فوراً میرے پاس لاؤ قسم بخدا! خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ قدامہ سے صلح کر لو وہ تمہارا بھائی ہے لوگ قدامہ کو لے آئے مگر اس نے صلح سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اسے میرے قریب لاؤ۔ جب وہ آگیا

کوئی شخص کسی دروازہ پر تین بار اذن چاہے اور اسے نہ ملے تو وہ لوٹ جائے (یعنی تین بار دروازہ کٹکٹکھٹانے پر جواب نہ آئے تو وہ پلٹ جائے) عمر فاروق نے فرمایا۔ قسم بخدا۔ اس بات پر گواہی قائم کرو۔ اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے نبی علیہ السلام سے یہ حدیث سنی ہے حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے ابو موسیٰ! آج قوم میں سب سے چھوٹا شخص تمہاری گواہی دے گا جبکہ میں (ابوسعید خدریؓ) سب سے چھوٹا تھا چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی فرمایا ہے۔

حدیث: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ سے کہا اگر یہ بات واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تو بجا ہے ورنہ تمہیں عبرتناک سزا دوں گا۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابو موسیٰ گواہی لینے کے لیے جب انصار کے پاس آئے تو وہ ہنسنے لگے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارا ایک پریشان حال بھائی تمہارے پاس آیا ہے اور تم ہنس رہے ہو؟ ابوسعید نے کہا چلو میں تمہاری سزا میں برابر کا شریک ہوں۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو کسی عورت کے پیٹ پر ضرب لگا کر اس کا حمل گرا دے۔ کیا کسی نے اس بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے۔ میں نے (مغیرہ نے) کہا میں نے سنی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں ایک غلام یا لونڈی کی آزادی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب تک تم اپنی بات کی گواہی نہ لاؤ گے تمہیں چھوڑا نہیں جائے گا۔ کہتے ہیں میں باہر نکل کر محمد بن مسلمہ کے پاس آیا۔ انہوں نے گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت پر فرمایا تھا کہ اس میں ایک غلام یا لونڈی کی پیشانی (یعنی آزادی) ہے۔

میں پیش کر دیا۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں میں مسجد میں سویا ہوا تھا۔ مجھے ایک شخص نے لنگہ مارا میں نے (اٹھ کر) دیکھا تو وہ عمر بن خطاب تھے وہ کہنے لگے جاؤ ان دو مردوں کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا آپ نے ان سے فرمایا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ بولے ہم طائف سے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہاں کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو؟ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابو النضر سے روایت ہے کہ عمر فاروق منبر پر وعظ کر رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا اے امیر المؤمنین! آپ کے عامل نے مجھے مارا اور مجھ پر زیادتی کی ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بدلہ دلاؤں گا۔ عمرو بن العاص کہنے لگے کیا عامل (گورنر) سے بدلہ لیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ خدا کی قسم میں اس سے بدلہ لوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو بدلہ کے لیے پیش کیا تھا۔ ابو بکر صدیق نے کیا تھا تو کیا میں گورنر سے بدلہ نہیں دلاؤں اسکا؟ عمرو بن العاص بولے۔ کیا کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی؟ فرمایا وہ کیا؟ بولے گورنر اسے راضی کر لیتا ہے (تاکہ وہ بدلہ نہ لے اور معاف کر دے) فرمایا ہاں راضی کر لے (تو ٹھیک ہے) اسے حافظ ثقفی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں انصار کی کسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں وہاں ابو موسیٰ (اشعری رضی اللہ عنہ) آئے اور وہ پریشان تھے کہنے لگے۔ میں نے عمر فاروق کے دروازہ پر تین بار اندر جانے کی اجازت طلب کی مگر نہ ملی تو میں لوٹ آیا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب تم میں سے

فاروق رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ کو بہت ڈانٹا اور فرمایا تم لوگ انہیں اپنے قریب نہ آتے ہو جبکہ اللہ نے انہیں دور کیا ہے۔ تم انہیں عزت دیتے ہو اللہ نے ذلت دی ہے اور تم انہیں امن دے رہے ہو جبکہ اللہ نے ان پر خوف ڈالا ہے۔ میں نے تمہیں اہل کتاب (غیر مسلموں کو) عہدے دینے سے روکا ہے۔ کیونکہ وہ رشوت لینا جائز سمجھتے ہیں۔

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کوئی حساب کا ماہر آدمی لائیں جو ہماری مدد کیا کرے۔ وہ ایک عیسائی کو لے آئے۔ آپ نے فرمایا اگر تم خود دونوں مل کر حساب کر لیا کریں تو وہ بہتر ہو گا۔ میں نے آپ سے وہ شخص مانگا ہے جو ہماری امانت (حساب) میں شریک ہو آپ وہ آدمی لے آئے ہیں جو میرے دین کا مخالف ہے۔

حدیث: سالم بن عبد اللہ بن عمر فاروق سے روایت ہے کہ عمر فاروق جب مدینہ طیبہ والے لوگوں کو کسی امر سے روکنا چاہتے تو انہیں بلالیا کرتے۔ اس کے بعد فرماتے۔ میں نے اپنی ساری رعیت کو فلاں فلاں کام سے منع کر رکھا ہے جبکہ (مدینہ طیبہ سے باہر والے) لوگ تمہاری طرف یوں دیکھ رہے ہیں جیسا پرندہ گوشت پر نظریں جمالیتا ہے۔ اگر تم کسی بات میں مبتلا ہو جاؤ گے تو وہ بھی ہو جائیں گے۔ اور تم باز رہو گے تو وہ بھی اس کام سے پرہیز رکھیں گے۔ قسم بخدا جس کام سے میں نے دوسرے سب لوگوں کو روک رکھا ہے اگر تم اس کے مرتکب ہوئے تو میں تمہیں دوسری سزاؤں کا اس لیے کہ میرے قرب کی وجہ سے تمہارا مقام بھی اونچا ہے۔ اسے عقیل بن خالد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ثعلبہ بن ابی مالک القرظی سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے مدینہ طیبہ کی عورتوں میں ریشمی چادریں تقسیم کیں۔ جن میں سے ایک عمدہ چادر بچ گئی

ان الفاظ سے اسے ابو معایہ نے روایت کیا ہے۔ جبکہ بخاری و مسلم میں اس کا مفہوم موجود ہے۔

حدیث: صہیب سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے مجھے کہا۔ اے مرد! اگر تین باتیں تجھ میں نہ ہوتیں تو یہ بہتر ہوتا میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا۔ تم نے اپنی کنیت بنائی ہے جبکہ تمہاری اولاد نہیں۔ تم خود کو عربی کہتے ہو حالانکہ ہو رومی اور کھانے میں فضول خرچہ کرتے ہو۔ میں نے (صہیب نے) کہا۔ آپ کا پہلا سوال ہے کہ میں نے کنیت بنائی ہے جبکہ اولاد ہے نہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود میری کنیت ابو یحییٰ رکھی ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ رومی ہو کہ خود کو عربی کہتا ہوں تو اس لیے کہ میں نمر بن قاسط کی اولاد میں سے ہوں۔ رومیوں نے موصل شہر سے مجھے گرفتار کر لیا۔ جبکہ میں اس وقت معروف النسب لڑکا تھا۔ رہا یہ سوال کہ میں کھانے میں شاہ خرچ ہوں تو اس لیے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا (خِيارُكُمْ مَنْ اطْعَمَ الطَّعَامَ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

اسے ابو عبد اللہ بن ماجہ قزوینی نے روایت کیا ہے۔ یہ مفہوم نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جبکہ اربعین بلدانیہ میں حافظ ثقفی نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ عمر فاروق کے پاس آئے جبکہ آپ کے ساتھ عیسائی کا تَب (منشی) تھا اس نے اپنی تحریر عمر فاروق کو پیش کی جو آپ کو بڑی پسند آئی۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عیسائی ہے۔ آپ نے ابو موسیٰ سے کہا۔ آپ کا کاتب کہاں گیا۔ اسے لائیں تاکہ وہ مسجد میں لوگوں کے سامنے یہ تحریر پڑھے۔ ابو موسیٰ کہنے لگے اے امیر المؤمنین! وہ مسجد میں نہیں آسکتا۔ فرمایا کیوں وہ جہنی ہے؟ کہا نہیں۔ وہ عیسائی ہے۔ عمر

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

آپ کے عبادت و ریاضت کا حال

حدیث:

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر فاروق رات کے درمیان حصہ میں نماز (تہجد) بڑی رغبت سے پڑھا کرتے تھے۔
اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے جب کہ اس سے قبل باب شہین میں آپ کے دو تربیان ہو چکے ہیں۔

حدیث:

عبداللہ بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کے پیچھے نماز فجر پڑھی آپ نے سورہ حج (آدھا پارہ پر شتمل) اور سورہ یوسف (دو پارہ پر شتمل) کی نماز میں تلاوت کی۔

اسے ابو معاذیہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

عمر بن مہجون سے روایت ہے کہ نماز فجر میں پہلی رکعت کے اندر عمر فاروق بسا اوقات سورہ یوسف یا سورہ سجدہ یا اسی کسی طویل سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے تاکہ لوگ زیادہ اکٹھے ہو جائیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے

حدیث:

بعض لوگوں نے کہا امیر المؤمنین! یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی یعنی اپنی بیوی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیں آپ نے فرمایا ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے اور وہ جنگ احد میں ہمارے لیے مشکیزے اٹھا کر لایا کرتی تھی۔
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ (سابق یہودی مرنے والے) کے پاس آدمی بھجوا کر پوچھا کہ اے کعب! آسمانی کتابوں میں کیا میری تعریف بھی آپ نے پائی ہے۔ اگر پائی ہے تو کیسی؟ انہوں نے کہا۔ آپ کی تعریف میں لکھا ہے کہ وہ ہے کاسینک۔ یعنی دین قائم کرنے میں کسی شخص کی ملامت آپ پر ہرگز اثر انداز نہیں ہوتی۔
اسے ضحاک نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ آپ (عمر رضی اللہ عنہ) کہا کرتے تھے۔ اے اللہ! جب دو شخص جھگڑا لے کر میرے سامنے بیٹھتے ہیں۔ اس وقت اگر میں حق سے عدول کرنے والے کی کچھ پروا کرتا ہوں خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ۔ تو پھر مجھے آنکھ بھپکنے کی دیر بھی دنیا میں نہ رکھ۔
اسے ابن خیرون نے روایت کیا ہے۔

لیے واجب ہو گئی، یعنی جنت۔

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس سے قبل خصائص ابی بکر صدیق میں بھی ایسی ہی روایت گزر چکی ہے جو مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی تھی اس لیے اگر یہ مذکورہ روایت صحیح ہے تو ممکن ہے کہ دونوں واقعات الگ الگ دنوں میں ظاہر ہوئے اس لیے دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

حدیث

حضرت جعفر صادق کہتے ہیں کہ عمر فاروق کی زبان پر اکثر یہ کلمہ رہتا

تھا اللہ اکبر

اسے بخندی نے روایت کیا ہے

حدیث

بعض روایت میں ہے کہ آپ نے پہلے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور پھر اپنے خاندان کے بڑے لوگوں کو اس امر کی وصیت کی اور بعض روایت میں ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خیر میں جو مجھے قطعہ ملا ہے وہ مجھے سارے مال سے زیادہ پسند ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا اصل زمین پاس رکھو اور پھل تقسیم کر دو۔

حدیث

بعض روایات میں ہے آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شمع دمدنیہ طیبہ کے قریب ایک جگہ میں میرا مال ہے میں میرا چاہتا کہ اسے میرے بعد فروخت کیا جائے آپ نے فرمایا اسے پاس رکھو اور اس کا پھل تقسیم کر دو۔
تشریح: ان طرق کے علاوہ باب شحین میں عمر فاروق کا آدھا اور ابو بکر صدیق کا

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے وفات سے قبل مسلسل روزہ رکھنا شروع کر دیا۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے
یہ حدیث اس شخص کے لیے دلیل بن سکتی ہے جس کے نزدیک ایک
ایک دن نافعہ کر کے روزہ رکھنے کی بجائے مسلسل روزہ رکھنا
افضل ہے۔

حدیث

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں
نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تو اپنی نذر پوری کر لو!

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے بخاری نے اتنے الفاظ زائد کیے ہیں کہ پھر
عمر فاروق ایک رات اعتکاف بیٹھے۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے دلیل ہے جو اعتکاف بلا روزہ بھی
درست قرار دیتے ہیں اور یہ کہ کافر کو بھی اپنی نذر پوری کرنا پڑتی
ہے جب وہ اسلام لے آئے۔

حدیث

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے
فرمایا کون روزہ رکھ کر آیا ہے عمر فاروق نے کہا میں روزہ رکھ کر آیا ہوں آپ نے
فرمایا آج صدقہ کس نے کیا ہے عمر فاروق نے کہا میں نے آپ نے فرمایا آج
مرضی کی عبادت کس نے کی ہے عمر فاروق نے کہا میں نے فرمایا آج جنازہ میں
کون شریک ہوا ہے۔ عمر فاروق بولے میں شریک ہوا ہوں آپ نے فرمایا تیرے

کوئی دے دیتا تو دو نہیں کرتے تھے۔
اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمرؓ کا اپنے دور خلافت میں روکھا سوکھا کھانا

حدیث:

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق کے سامنے طعام رکھا تھا تنے میں
لو کرنے آکر کہا باہر عقبہ بن فرقہ کھڑا اجازت کا طالب ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے
آگیا تاہم اسے بلا لاؤ چنانچہ وہ آگیا۔ اس نے دیکھا عمر فاروق کے سامنے روٹی پڑی
ہے اور زیتون۔ آپ نے اسے فرمایا عقبہ قریب آجا اور رکھا جب وہ کھانے لگا تو
کھانا بڑا سخت ثابت ہوا (یعنی خشک روٹی اور پُرانا زیتون) تو وہ نہ کھا سکا کہنے لگا
امیر المؤمنین! کیا آپ کے پاس حواری وہ کھانا نہیں ہے جو اری کہتے ہیں؟ دعریٰ میں میرے
کو بھی حواری کہا جاتا ہے، آپ نے فرمایا انوس ہے تم پر کیا وہ سب مسلمانوں کو میسر
ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا اے عقبہ! کیا تم چاہتے ہو کہ میں اپنی نعمتیں دنیا
میں ہی حاصل کر لوں (اور آخرت میں میرے لیے کچھ نہ رہے)
اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابن ابی ملیکہ ہی سے روایت ہے کہ میں عمر فاروق کے پاس آیا جبکہ آپ شامی کیک
میٹھے دودھ کے ساتھ تناول فرما رہے تھے میں نے کہا امیر المؤمنین! اگر آپ کہیں تو
میں آپ کے لیے اس سے نرم کھانا لے آؤں؟ آپ نے فرمایا اے ابن فرقہ! کیا تم
عرب میں کسی کو مجھ سے زیادہ صاحب دولت دیکھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں فرمایا تم

اپنا سارا مال خرچ کرنا بھی گزر چکا ہے شیعہ مدینہ کے قریب ایک مصروف جگہ ہے عمر فاروق کا یہ مال خیر و اے مال کے علاوہ ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور لا تعلقی آپ کے خصال میں اس کا کچھ ہدیہ بیان ہو چکا ہے اور اپنی کتاب النشر کی پہلی فصل میں بھی ہم نے اس کا کچھ بیان درج کیا ہے مزید کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث

حضرت طلحہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق نہ تو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ ہم سے پہلے ہجرت کی مگر آپ ہم سے بڑھ کر دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے شائق تھے۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (بسا اوقات) نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کو کچھ عطا کرتے تو وہ عرض کرتے۔ یا رسول اللہ! آپ یہ چیز کسی اور کو دیدیں جو مجھ سے زیادہ اس چیز کی حاجت رکھتا ہو جو اب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے عمر! اسے لے لو آگے تمہاری مرضی ہے رکھو یا صدقہ کرو تمہارے پاس مال آئے جو نہ تم نے مانگا ہو نہ اس کی چاہت کی ہو تو اسے رکھ لیا کرو اور جو نہ ملے اس کے پیچھے جان مت مارو (عبد اللہ بن عمر کے بیٹے) سالم کہتے ہیں اسی لیے عمر فاروق کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور اگر

نے دیکھ لیا آپ نے فرمایا تم نے ایک بے زبان جانور کو غدا ب دیا ہے عمر کو خوش کرنے کے لیے خدا کی قسم! اے عمر تو اسے چکھے گا بھی نہیں۔

حدیث۔

مردی ہے کہ آپ ہمیشہ کھجور کھایا کرتے گوشت نہیں اور فرماتے کہ گوشت سے بچو۔ کیونکہ شراب کی طرح گوشت کا بھی ایک نشہ (عادت) ہے جو جاتا نہیں۔

دستر خوان پر دو طرح کا سالن آپ کو ناپسند تھا

حدیث۔

جعفر بن ابی العاص سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کے ساتھ کھانے کھائے ہیں جو کبھی روٹی کے ساتھ زیتون کبھی دودھ کبھی سرکہ کبھی سوکھایا ہوا گوشت ہوتا تھا۔ تازہ گوشت کھانے میں بہت کم استعمال کرتے تھے۔ اور آپ کا ارشاد تھا۔ آنا چن کر نہ لیا کرو یعنی روٹی کا بعض حصہ کاٹ کر پھینک نہ دیا کرو، اس لیے کہ روٹی ساری کی ساری کھانے کے لائق ہوتی ہے۔ ایک دن آپ کے پاس خشک روٹی لالہ لگی آپ سے کھانے لگے اور ہمیں بھی کھانے کے لیے کہا۔ ہم نے معذرت کی فرمایا کیا بات ہے کھاتے نہیں ہو؟ ہم نے کہا قسم بخدا ہم اسے نہیں کھا سکتے امیر المؤمنین۔ ہم گھر جا کہ اس سے نرم کھانا کھائیں گے۔

حدیث۔

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک بار عمر فاروق میرے ہاں آئے میں نے ٹھنڈا شوربات زیتون کے ساتھ ملا کر پیش کیا آپ نے فرمایا ایک برتن میں دو سالن؟ قسم بخدا میں اسے ٹھہی نہیں چھوؤں گا۔

قرآن سنا ہے؟ جہاں اللہ نے بعض اقوام کو عار دلانے ہوئے فرمایا ہے۔

اذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَنْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

عَذَابَ الْيُسُوفِ الْخ

ترجمہ: تم نے اپنی پاکیزہ نعمتیں دنیاوی زندگی ہی میں ختم کر ڈالیں اور ان سے نفع

اٹھالیا۔ تو اب تمہیں ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو تو بھنا گوشت گھی میں تلی گندم
ترک کر لگی سبزیوں کا ٹھوس دودھ اور طرح طرح کے لذیذ کھانے اپنے دسترخوان پر سجایا
کروں مگر نہ کبھی میں نے ایسے جمع کیے ہیں۔ اور نہ انکی چاہست کی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ میں
عیش پرستوں میں نہ لکھ دیا جاؤں۔

حدیث:

عمر فاروق فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم! ہم چاہیں تو پھوٹی بکریاں بھون کر کھانے
میں لائیں۔ بہترین گندم سے روٹیاں پکوائیں۔ پھوڑوں سے شربت بنائیں۔ یہ کچھ
کھائیں اور یہ کچھ پیئیں مگر ہم اپنی پاکیزہ نعمتیں آخرت کے لیے اٹھا رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے بعض اقوام کا ذکر یوں کیا ہے۔

اذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَنْتَعْتُمْ بِهَا

حدیث:

ابن ابی بلکہ سے روایت ہے کہ مجھے تازہ پھل کی خواہش محسوس ہوتی تو میں نے
سوار ہو کر دو راہیں جلتے اور دو آنے میں لگائیں اور مجھیلیوں کا ٹوکرا لے آیا اس
کے بعد سواری دے جانور کو نہلانے لگا تا کہ وہ تازہ دم ہو جائے عمر فاروق

آپ کا ”شاہی لباس“ پھٹا پرانا جبہ

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں نے عمر فاروق کے دونوں کندھوں کے درمیان قمیض پر چارہ پیوند دیکھے۔
اے فضائل نے روایت کیا ہے جبکہ صاحب صفوہ نے تین پیوند کہے ہیں

حدیث

حن سے روایت ہے کہ ایک بار آپ نے اپنے دور خلافت میں دوران خطبہ پہنڈ باندھا ہوا تھا جس میں بارہ جگہ پیوند تھے۔
اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عاصم بن زہیرہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق حج کے لئے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے جب آپ واپس لوٹے تو جہاں کہیں آپ نے پڑاؤ کیا۔ نہ وہاں خیمہ لگایا نہ قناعت۔ صرف یہ کہ کسی درخت پر چادر یا چٹائی ڈالی اور اس کے سائے میں بیٹھ گئے۔

ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۱ ص ۱۰۰ پر ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو آپ کے لباس پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ امیر لشکر کے بے حد اصرار پر آپ نے قص دین و ملت کی عزت کے لیے سادہ کپڑے زیب تن فرمائے۔

۷۲
اسے صاحب فضائل عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم دسترخوان پر تھے میں نے مجلس کے درمیان سے آپ کے لیے جگہ بنا دی۔ آپ نے بسم اللہ تشریف پڑھی اور ایک لقمہ لیا پھر دوسرا لیا اور ساتھ ہی فرمایا۔ کھانے میں گوشت کی چکناہٹ کے علاوہ بھی کوئی اور چکناہٹ اسمیں معلوم ہوتی ہے۔ عبد اللہ کہتے لگے اے امیر المومنین! میں آج بازار کو نکلا۔ گئی والی روٹی خریدنا تھی۔ جو ہنگلی تھی میں نے ایک درہم کی روٹی لی اور ان پر ایک درہم کا گھی لگوایا عمر فاروق نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہم جب بھی کھانے پر اکٹھے ہوتے تو ایک چیز کھانی جاتی اور دوسری صدقہ کر دی جاتی عبد اللہ لو لے اے امیر المومنین! میرے پاس بھی یہ دونوں چیزیں کبھی اکٹھی استعمال نہیں ہوئیں آج ہی ایسا ہوا ہے

تلیفہ وقت کندھے پر کپڑے اٹھائے لوگوں کے گھر وں
میں پہنچا رہا ہے۔

حدیث :-

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق امیر المومنین ہوتے ہوئے بھی صوف کا ایک جبہ پہنا کرتے جس میں جا بجا پیوند لگا ہوتا تھا کہیں کہیں اس میں چمڑا بھی لگا تھا۔ آپ کندھے پر درہم کے باندھنے میں پکڑ لگاتے جو لوگوں کو سیدھا رکھنے کے لیے تھا۔ اور آپ اُدن اور کپڑے وغیرہ اٹھا کر لوگوں کے گھر وں تک پہنچایا کرتے۔

حدیث:

مردی ہے کہ جب عراق فتح ہوا اور شاہ کسرا کے خزانہ مدینہ طیبہ میں لائے گئے تو بیت المال کے خزانچی نے آپ سے کہا کیا یہ خزانے ہم بیت المال میں نہ داخل کر دیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اس چھت کے نیچے جو کچھ ہے تقسیم کر دیا جائے چنانچہ مسجد میں چٹائیاں بچھائی گئیں۔ اور ان پر مال رکھا گیا جو اوپر سے ڈھانپ دیا گیا، جب لوگوں کے سامنے اس پر سے پردہ اٹھایا گیا تو سوتے اور جوہر کی چمک سے ایک عجیب منظر بن گیا۔ آپ نے فرمایا جو لوگ یہ خزانہ یہاں تک لے آئے ہیں بڑے امانت دار ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ آپ اللہ کے امین ہیں اور لوگ آپ کے امین۔ جب تک آپ خدا کی امانت ادا کرتے رہیں گے لوگ آپ کی امانت ادا کرتے رہیں گے۔ اور جب آپ کا دل بدل گیا تو لوگ بھی خائن ہو جائیں گے چنانچہ آپ نے سارا مال تقسیم کر دیا اور اپنے لیے اس میں سے کچھ نہ رکھا۔

اسے صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے۔

جب آپ کو عمدہ کھانے اور پہننے کا مشورہ دیا گیا

حدیث:

مردی ہے کہ پچاس کے قریب مہاجرین صحابہ مسجد نبوی میں جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے ان صاحب (عمر فاروق) کے بارہ میں کیا خیال ہے ان کا حلیہ کیا ہے جب کہ اللہ نے ان کے ہاتھ پر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں فتح کر دی ہیں مشرق و مغرب کھول دیا ہے۔ اور عرب و عجم کے دفودان کے پاس آتے ہیں۔ اور انہیں یہ دیپٹا پرانا، جبہ پہنے دیکھتے ہیں۔ جس میں بارہ جگہ

حدیث

عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے، قسم بخدا ہمیں دنیا کی لذتوں کی پروا نہ تھی ہم اپنی پاکیزہ نعمتیں آخرت کے لیے بچا رہے ہیں۔ عمر فاروقؓ جو کہ روٹی زیتون کے ساتھ کھاتے۔ پیوند لگے کپڑے پہنتے اور اپنی خدمت خود آپ کیا کرتے۔
اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

اخلف بن قیس سے روایت ہے کہ ہمیں حضرت عمر فاروقؓ نے ایک جنگ پر عراق بھیجا۔ اللہ نے ہمارے ہاتھ پر عراق اور علاقہ فارس فتح کیا فارس اور خراسان کا سفید کپڑا اکثریت سے ہمیں حاصل ہوا۔ جو ہم نے کچھ بہن لیا اور باقی ساتھ اٹھایا جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو عمر فاروقؓ نے ہم سے منہ پھیر لیا اور کلام تک نہ کی۔ یہ بات ہم پر بڑی مشکل بن گئی ہم نے اس کا شکوہ عبداللہ بن عمرؓ سے کیا۔ انہوں نے کہا عمر فاروقؓ دنیا سے بے رغبت ہیں۔ انہوں نے آپ لوگوں پر وہ لباس دیکھا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا نہ آپ کے خلیفہ دابو بکرؓ نے، چنانچہ ہم اپنے گھروں میں آئے کپڑے اتارے اور پرانے کپڑے جو پہلے پہنتے تھے، پہن کر واپس آئے تو عمر فاروقؓ نے ہم میں سے ہر ایک سے علیحدہ سلام کہا اور ہر ایک کو گلے لگایا گویا اس سے قبل آپ کی ہم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ مال غنیمت میں حلوے کی قسم سے زرد اور سرخ رنگ کی کوئی چیز آپ کے سامنے آئی آپ نے اسے چکھا تو اسے خوش ذائقہ خوشبودار پایا۔ تو آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر گویا ہوئے اے مہاجرین و انصاریہ اتنی لذت ہے کہ اسے پانے کے لیے باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو قتل کر سکتا ہے اس کے بعد آپ نے نبی علیہ اسلام کے دور میں شہید ہونے والے مہاجرین و انصاریہ کی اولاد میں اسے تقسیم کر دیا بعد ازاں عمر فاروقؓ گھر چلے گئے اور اپنے لیے اسمیں سے کچھ نہ رکھا۔

اللہ نے آپ کے ہاتھ پر قیصر و کسرا کی حکومتیں اور خزانے کھول دیے ہیں۔ ان کے اموال آپ کے ہاں مشرق مغرب سے پہنچا دے ہیں۔ اور ہم اللہ سے فرید فتوحات کے امیدوار ہیں۔ اور اب پیغام بُرا ان عجم و روم و عرب کا آپ کے پاس ہر وقت آنا جانا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ آپ کے بدن پر بارہ جگہ بیوند لگا جہ ہوتا ہے اگر آپ اس کی جگہ کوئی اور کپڑا پہنا کریں جس سے آپ کا دقار بٹھے اور صبح و شام کھانے کے طباق آیا کریں جس سے حاضر خدمت مہاجرین و انصار صحابہ تناول کیا کریں تو یہ بہتر ہوگا، تیہ سن کر عمر فاروق زار زار رو پڑے پھر گویا ہوئے: اے ام المؤمنین کیا آپ جانتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند رہ یا پانچ یا تین دن مسلسل سیر ہو کر کھانا کھایا۔ یا کسی دن گھر میں صبح و شام دو وقت کا کھانا جمع کیا ہو؟ تو بولیں نہیں تو آپ نے فرمایا میں آپ کو قسم دیتا ہوں آپ بتلائیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی زمین سے بالشت پھر اونچا کھانے کا میز لگوا یا ہو؟ آپ تو زمین پر کھانے کا برتن رکھوا لیتے اور دسترخوان بھی اٹھوا دیا کرتے تھے سیدہ عائشہؓ بولیں ہاں ایسا ہی تھا۔ اس کے بعد عمر فاروقؓ نے دونوں امہات المؤمنین سے کہا۔ آپ دونوں امہات المؤمنین اور ان دو ارج رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عام لوگوں پر آپ کا حق کم اور مجھ پر زیادہ ہے۔ مگر آپ دونوں مجھے دنیا کی رغبت دلانے آئی ہیں جب کہ میرے علم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ صوف کا جبہ پہنا جس کی سختی سے آپ کا جسم بسا اوقات زخم دار ہو گیا۔ کیا آپ دونوں کے علم بھی یہ بات ہے؟ بولیں ہاں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کیا آپ جانتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چوٹے کو (دو ہرا نہیں) اکہرا بچھا کر اس پر سو جاتے تھے؟ اے عائشہؓ! آپ کے گھر میں جو دن کو ایک چٹائی اور رات کو بستر بچھا یا جاتا تھا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے وہ اتنا کھردرا ہوتا تھا کہ آپ کے جسم پر

پیوند لگے ہیں۔ اے صحابہ رسول! عمر فاروق سے کہو کہ اس وجہ کی جگہ کوئی اور کپڑا پہنیں جس سے آپ کی ہیبت میں اضافہ ہو اور صبح و شام آپ کے پاس عمدہ کھانے کا کھال لایا جائے۔ جس سے حاضر خدمت مہاجرین و انصار صحابہ کھایا کریں۔ سارے لوگ بولے یہ بات آپ سے صرف علی مرتضیٰ ہی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ آپ کے سسر ہیں۔ لوگوں نے ان سے بات کی انہوں نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا آپ لوگ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں۔ کیونکہ وہ امہات المؤمنین ہیں۔ اور آپ سے بات کرنے کی جرأت رکھتی ہیں۔

انخف بن قیس کہتے ہیں کہ لوگ ام المؤمنین سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے (اور اپنی بات کہی) اور حال یہ تھا کہ ان دونوں کی رائے ایک ہوتی تھی۔ سیدہ عائشہ نے وعدہ کیا کہ میں عمر فاروق سے کہوں گی سیدہ حفصہ بولیں میرا خیال ہے آپ بات نہیں مانیں گے اور تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر فاروق کے پاس آئیں آپ نے دونوں کو قریب بٹھلایا سیدہ عائشہ گویا ہوئیں ”کیا آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں گے؟“ فرمایا اے بیویوں کی ماں آپ کہیں تو سیدہ نے کہا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی جنت و رضوان کی طرف اس حال میں تشریف لے گئے کہ نہ آپ نے دنیا کی خواہش کی نہ دنیا نے آپ کی۔ اور اسی طریقہ پر ابو بکر صدیق نے زندگی گزاری۔ اب

۱۔ علامہ اقبالؒ نے اسی مقام فقر کی یوں تشریح کی ہے۔

دارا و سکندر سے وہ مر فقیر ادلیٰ ہو جس کی فقری میں ضرب اسد لٹی

اور علامہ ہی فرماتے ہیں۔

نہ پوچھ ان فقرہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیو کیو بدھیا لے بیٹھے ہیں اپنی استیناز میں

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خوف خدا

حدیث

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند آئے مگر جب وہ سوالات بار بار کیے گئے تو آپ غضب ناک ہو گئے۔ اور آپ نے لوگوں سے فرمایا سلونی ما شئتم ”جو چاہتے ہو پوچھو“، تو ایک شخص بولایا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا

امیر المؤمنین حضرت عمر کو خط لکھا، ادھر حضرت عمر کو بھی اس بارہ میں بہت زیادہ فکر و امن گیر تھی، آپ روزانہ عراق کی طرف جانے والے راستے پر ایکے چل نکلتے اور دو تین میل تک چلتے جاتے ادھر سے آنے والے ہر شخص سے جنگ کی تازہ ترین صورت حال جاننے کی کوشش کرتے ایک روز آپ حسب معمول اس طرف کو نکلتے ہوئے تھے کہ حضرت سعد کا فرستادہ پہنچا۔ اسے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا مال العبد کیا خبر ہے؟ اس نے کہا فتح اللہ علی الملہین اللہ نے اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی ہے یہ کہہ کر اس نے اونٹنی چلا دی۔

فجعل عمر یبعد ومعه ویسئله ویستخبرہ والرسول لایعرفہ حتی
 رحن المدیة کذا الک فاستقبل الناس عمر رضی اللہ عنہ یسلمون علیہ
 بالخلافة وامیر المؤمنین، فقال الرسول وقد تحیر، سبحان اللہ یا امیر المؤمنین
 الاعلنتی فقال عمر لا علیک ثم اخذ الکتاب وقراءة علی الناس۔

ترجمہ: حضرت عمر اس کی اونٹنی کے ساتھ ساتھ پیدل ڈور نہ لگے اور اس سے

اس کے نشانات بن جاتے تھے۔ اے حفصہؓ تم ہی نے مجھے یہ بتلایا تھا کہ ایک بار میں نے آپ کا بستر دوہرا بچھا دیا جو آپ کو بڑا نرم محسوس ہوا اور جب آپ اس پر سوئے تو بلال کی اذان ہی سے بیدار ہوئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اے حفصہؓ! یہ تم نے کیا کیا؟ دو دھرا بستر اچھا دیا؟ جس کے سبب مجھے صبح تک نیند نہ لے لکھا میرا دنیا سے اور دنیا کا مجھ سے کیا تعلق؟ تم مجھے نرم بستر میں مشغول رکھنا چاہتی ہو؟ (اس کے بعد عمر فاروقؓ نے فرمایا) اے حفصہؓ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر لگائے گئے اگلے پچھلے الزامات (گناہ) مٹا دیے تھے (گناہوں کے الزام سے بھی بری کر دیا تھا) اس کے باوجود آپ نے زندگی گذاری تو شب زندہ داری میں رکوع و سجود میں اور دن رات خشوع و خضوع کے ساتھ گریہ زاری میں تا آنکہ اللہ نے آپ کو اپنی رحمت و رضوان کی طرف بلایا، پھر حضرت عمرؓ نے کہا ”عمرؓ نے بھی نہ کبھی عمدہ کھانا کھایا ہے اور نہ نرم کپڑا پہنا ہے۔ اور اپنے دونوں ساتھیوں کے طریقہ حیات پر چلتے ہوئے نہ کبھی دو طرح کا سالن ایک ساتھ کھایا ہے صرف پانی اور زیتون ایک ساتھ رکھے ہیں اور ایک ماہ میں ایک بار سے بڑھ کر کبھی گوشت نہ کھایا ہے“ (عمر فاروقؓ کی کلام ختم ہوئی)

راوی کہتا ہے تو ہم لوگ آپ کے ہاں سے باہر آئے اور صحابہ کرام کو آپ کی کلام سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد بھی عمر فاروقؓ کا نام اخصر ہی حال رہا۔

۱۔ آپ کی سادگی ترک دنیا اور نفس کشی کی لازوال مثال ہم آپ کے سامنے شیعوں کے ایک مقبرہ مورخ احمد بن داؤد دینوری کی مشہور کتاب الانخبار الطوال ص ۱۲۳ سے پیش کرتے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایرانی حکومت کے پایہ تخت مدائن کی فتح کے بعد

عمر فاروقؓ فوراً بول اٹھے۔ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ یا رسول اللہ ہمارے سر بستہ راز نہ کھولیں جس سے ہم خوار ہو جائیں۔ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ آپ رحم فرمائے گا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ جاتا رہا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوار کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا آج کے دن سے بڑھ کر میں نے کبھی خیر و شر نہیں دیکھی اس دیوار کے پیچھے مجھے جنت اور دوزخ نظر آ رہی ہیں۔

ان تمام الفاظ کے ساتھ یہ حدیث حافظ دمشق نے ”موافقات میں زوائد کی ہے بخاری و مسلم کی متعلق علیہ حدیث میں بھی اس کا کچھ حصہ موجود ہے اور قصہ راجح میں اس ماجہ نے یہ حدیث آخر تک روایت کی ہے۔

حدیث

ابو قتادہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزہ کی کیفیت پوچھی گئی (کہ آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں)، نبی صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت ہو گئے عمر فاروقؓ نے یہ دیکھ کر عرض کیا۔ ہم اللہ جیسے رب، اسلام جیسے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی پر راضی ہیں۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے

اسے ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروقؓ نے یہ دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیسے روزہ رکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آپ نے روزہ کے متعلق ارشادات فرمائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاں میں دیکھ کر حضرت عمر کا دل کانپ جاتا تھا اور یہی آپ کے خوف و خشیت کی دلیل ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ آپ فراعہ شاہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیرا باب خدا فہ ہے۔ دوسرا آدمی بولا میرا باپ کون ہے۔ فرمایا
 مولیٰ شیبہ۔ عمر فاروق نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر آثار غضب دیکھے
 تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔
 اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہمارے پاس
 تشریف لائے تو غضب ناک حالت میں تھے ہمیں یوں لگا جیسے جبریل آپ کے
 ساتھ ہے۔ آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اس دن سے زیادہ میں نے آپ کو کبھی
 بددستے ہوئے نہ دیکھا آپ نے فرمایا سَلُّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا تَشْغُلُوْا عَنْ شَيْءٍ اِلَّا
 اَنْبَا تَشْكُرُوْا پوچھو مجھ سے۔ خدا کی قسم جو کچھ تم پوچھو گے میں تمہیں بتلا کے
 پھوڑوں گا! ایک شخص بولا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا خدا فہ دوسرا
 بولا یا رسول اللہ! میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ فرمایا فی النار جہنم میں
 ایک اور بولا یا رسول اللہ! کیا ہم پر ہر سال حج فرض ہے؟ آپ نے فرمایا وَحَلَّتْ
 نَعْمَ لَوْ جِبَادٌ لَّوَجِبَ لَمْ تَقْرَءُوْا اِيْهَا وَلَوْ اَنْتُمْ مَوْبِهَا اَلَا اَنْتُمْ لَمْ تَقْرَءُوْا اِيْهَا وَلَوْ اَنْتُمْ مَوْبِهَا اَلَا اَنْتُمْ لَمْ تَقْرَءُوْا اِيْهَا
 ہر سال حج واجب ہو جاتا جیسے تم پورا نہ کر سکتے اور نہ کرتے تو تم پر عذاب آتا تو

فتح کے متعلق سوالات کرتے رہے۔ تا آنکہ دونوں اسی حال پر مدینہ شہر میں داخل
 ہوئے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پر تپاک استقبال کیا اور انہیں غلیفہ
 اور امیر المومنین کہہ کر پکارا اپنی کچھ سیج و تاب کھا کر کہنے لگا امیر المومنین آپ
 نے مجھے بتلا کیوں نہ دیا آپ نے فرمایا تم پر کوئی اعتراض نہیں۔

فرمایئے اس واقعہ سے حضرت عمر کی بے نفسی عاجزی و تفرع کس قدر عیاں ہے۔

حدیث

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حدیبیہ کے دن جب صلح سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو کے مابین گفتگو طویل پکڑ گئی اس وقت عمر فاروق غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو بکر سے کہنے لگے کیا یہ اللہ کے رسول نہیں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں حضرت عمر نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں؟ فرمایا کیونکہ ہمیں کہا گیا وہ لوگ مشرکین نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عمر فاروق نے کہا پھر ہم اپنے دین میں اتنی کمی کیوں قبول کریں؟ ابو بکر صدیق بولے اے عمر رسول اللہ کی فرمانبرداری کرو۔ میں گو یہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں (اور آپ نے جو بظاہر غیر مناسب شرائط قبول کی ہیں وہ درحقیقت حکم خدا سے ہیں) عمر فاروق اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے رسول نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ عرض کیا کیا ہم مسلمان نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں فرمایا وہ لوگ شرکین نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا پھر ہم اپنے دین میں اتنی کمزوری کیسے برداشت کریں؟ آپ نے فرمایا اے عمر! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس کے حکم کی مخالفت نہیں کرتا اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ عمر فاروق کہتے ہیں اس دن جو میں نے یہ الفاظ کہ دیے تھے ان کے بدلہ میں میں تمام عمر صدقے دیتا رہا نماز پڑھتا رہا روزے رکھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا تاں کچھ مجھے یقین ہو گیا کہ اب

اے پتہ چلا ابو بکر صدیق کی زبان ترجمانِ زبانِ رسالت ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے قبل بھی آپ کی زبان سے پشلاءِ رسالت کے مطابق بات نکلتی ہے۔ یہ واقعہ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے چنانچہ دیکھیے تاریخ حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۲۱۷۔

حدیث:

حضرت موسیٰ اشعریؑ کے بیٹے بردہ عامر کہتے ہیں۔ محمد عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا تمہیں کچھ پتہ ہے میرے والد صاحب نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگے میرے والد صاحب نے آپ کے والد حضرت ابو موسیٰ سے کہا تھا کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور صحبت میں ہمارا اسلام ہجرت، شہادت اور دیگر علم سب کچھ اللہ کے ہاں مقبول ہو چکا مگر آپ کے بعد وائے ہمارے اعمال میں اگر ہمارا حساب مشکل برابر ہو جائے تو بڑی بات ہے؟ تو آپ کے والد نے جواب دیا، بخدا تمہیں۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی جہاد نماز روزہ اور دیگر کثیر اعمال خیر کیے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے انسان ایمان بھی لائے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمیں ضرور ملے گا مگر میرے والد حضرت عمرؓ نے پھر کہا، ”مگر اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں عمرضیٰ جان ہے۔ اگر ہمارا حساب برابر بھی ہو جائے تو بڑی بات ہے۔“

حدیث:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیباچ سے بنا ہوا قباہ چوہہ پیش کیا گیا۔ آپ نے پہنا اور اتار کہ عمر فاروقؓ کو بھیج دیا اور فرمایا کہ مجھے جبریل نے اس کے پینے سے منع کر دیا ہے عمر فاروقؓ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! جو چیز آپ نے ناپسند فرمائی ہے وہ مجھے دے دی ہے میرا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں پینے کے لیے نہیں بھیجے کے لیے دی ہے۔ چنانچہ عمر فاروقؓ نے ایک ہزار درہم کے ساتھ بیچ دی۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اگر فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھوک سے مر جائے تو
مجھ سے سوال ہوگا۔ قول عمر فاروق رضی

حدیث

عمر فاروق سے روایت ہے کہ عمر فاروق فرمایا کرتے تھے۔

هَمَاتَ حَيْدَى بَطْنِ الْفَرَاتِ لَخَشِيْتُ أَنْ يَطَالِبَ بِهِ اللَّهُ عَمْرًا
اگر دریائے فرات کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھوک سے مر جائے
تو اللہ عمر سے اس کا حساب لے گا۔

حدیث

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ عمر فاروق کے رخساروں پر درد رکھ دو سیاہ
لکیریں بن گئی تھیں۔
یہ احادیث صاحب صفوہ نے روایت کی ہیں۔

حدیث

حسن (تابعی) سے روایت ہے کہ عمر فاروق اپنا وظیفہ پڑھنے کے دوران
بسا اوقات روتے ہوئے غش کھا کر گر جایا کرتے۔ اور کئی دن کے لیے بیمار پڑھ
جایا کرتے۔ اور لوگ آپ کی تیمارداری کے لیے آتے۔
اسے ملاں نے روایت کیا ہے۔

میرا انجام بہتر ہے۔

حدیث

یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا۔ اگر آسمان سے آواز آجائے کہ اے لوگو! دوزخ میں صرف ایک شخص جائے گا تو مجھے ڈر لاحق ہو جائے گا کہ وہ شخص میں تو نہیں۔

اسے ملاں نے روایت کیا ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر آسمان سے آواز آجائے کہ اے لوگو! ایک شخص کے سوا تم سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے اُمید ہوگی کہ وہ میں ہوں گا۔

حدیث

عبداللہ بن عامر کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ عمر فاروقؓ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا اے کاش میں یہ تنکا ہوتا۔ اے کاش مجھے نہ بنایا جاتا۔ اے کاش مجھے میری والدہ نہ جنتی۔ اے کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ اور اے کاش میں ایک بھولی بھیری شئی ہوتا۔

لے اس معمولی سی غلطی پر آپؐ کا اس قدر مبتلائے خوف ہونا آپؐ کی پرہیزگاری کی اعلیٰ مثال ہے، اس کی تائید شیعوں کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۲۲۲ کے ان الفاظ سے ملتی ہے، مگر گویہ کہ بکفارت این جرات و جسارت نماز روزہ و تصدق فراوان گذشتہ، ترجمہ: حدیث کی اس جرات و جسارت کے کفارے میں نے کثیر نمازیں اور روزے اور صدقات اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے۔

حدیث

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس عبدالرحمن بن عوفؓ آئے اور کہنے لگے۔ اے اماں! مجھے ڈر ہے کہ مال کی کثرت مجھے تباہ کر دیگی۔
 سائے قریش سے زیادہ مال میرے پاس ہے۔ میں نے کہا اے بیٹے!
 صدقہ کیا کرو۔ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ میرے صحابہ
 میں سے وہ بھی ہیں۔ جو میرے جانے کے بعد مجھے کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ عبدالرحمن
 کہتے ہیں میں وہاں سے نکلا تو مجھے عمر فاروقؓ نے میں نے انہیں واقعہ سنایا۔
 تو وہ سنیہ کے پاس آئے اور کہا خدا کی قسم بتلائیں کیا میں ایسے لوگوں میں ہوں
 (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکیں گے) فرمایا نہیں۔ تاہم اس کے بعد میں کسی کو
 یہ بات نہیں بتلاؤں گی۔

حدیث

ایک روایت میں ہے کہ یہ بات جب عمر فاروقؓ کو معلوم ہوئی تو وہ ام سلمہ
 رضی اللہ عنہا کے پاس بڑی تیزی سے دوڑتے آئے اور کہا میں آپ کو قسم دلاتا
 ہوں بتلائیں کیا میں ان میں سے ہوں؟ انہوں نے فرمایا نہیں! مگر آپ کے بعد
 میں کسی کو اس گروہ سےیری نہیں قرار دے سکتی ہے

۱۷۱ یہ حدیث شیعہ کتب میں بھی ملتی ہے بندہ گناہگار مترجم محمد طیب غفرلہ کہتا ہے کہ جس رات میں نے
 ریاض النضرہ کی یہ حدیث پڑھی اسی صبح اچانک میرے پاس نئی آمدہ شیعہ کتاب امالی شیخ مفید کے اور اق
 پر میری نظر پڑی تو یہ حدیث جلا کم و کاست وہاں موجود پائی البتہ اس میں ایک جگہ شیعہ محدث نے ڈنڈی ماری
 ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔ وَلٰكِنْ اَبْرِيَّ بَعْدَكَ اَحَدًا
 یعنی اگر آپ ان میں شامل ہیں تو پھر میں اس سے کسی کو خارج نہیں قرار دے سکتی۔

لا ترفعوا أصواتكم کے نزول کے بعد دربار نبوی میں آپ کا حال

حدیث :

عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الْخ

(سورہ حجرات آیت نمبر ۲)

ترجمہ : اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آوازوں سے اونچی
مت کرو۔

اس آیت کے نازل ہونے پر عمر فاروق جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کلام کرتے تو آپ کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اور پوچھنا پڑھتا تھا کہ کیا کہہ رہے
ہیں۔ تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغْضُّونَ أَصْوَاتًا لَّيْسُوا بِمُؤْمِنِينَ أَلَا تَتَذَكَّرُونَ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لَّا تَفْقَهُوا كَلِمَاتِهِمْ خُفُوا

وَأَجْرُ عَظِيمٍ

ترجمہ : جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔

اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں۔ ان کے لیے بخشش

اور اجر عظیم ہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ یہ حدیث باب شیخین میں گزر

چکی ہے۔

آگے چل دیئے۔ آگے عبدالرحمن بن عوف سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ان سے قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا امیر المؤمنین! آپ کا مقصد تو ادب سکھانا تھا۔ (کہ راستے میں کھڑے ہو کر مرد اور عورت کو گفتگو نہیں کرنا چاہیے) آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ روز قیامت ایک آئے گی کہ اے لوگو!

الَا لَا يَعْرِفَنَّ أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ كِتَابَ قَبْلِ ابْنِ بَكْرٍ وَعَمَرَ
(ابو بکر و عمرؓ سے پہلے کوئی شخص اپنا نامہ اعمال نہ اٹھائے)
اسے ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

یہ لوڈرہ اور مجھ سے بدلہ لے لو، خلیفہ وقت کی التجا

حدیث

ملاں نے اسے یوں روایت کیا ہے کہ وہ شخص بولا۔ امیر المؤمنین یہ میری بیوی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بیوی کے ساتھ راستے میں کھڑے ہو کر علیحدگی میں کی جانے والی باتیں نہ کیا کرو۔ وہ بولا۔ امیر المؤمنین! ہم ابھی مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے ہیں اور مشورہ کر رہے تھے کہ کہاں چھڑیں۔ عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ اس بندہ خدا مجھ سے بدلہ لے لو اور ساتھ ہی اس کی طرف اپنا درہ بڑھا دیا۔ کہنے لگا امیر المؤمنین! یہ درہ آپ ہی کے لائق ہے۔ آپ نے پھر فرمایا۔ اسے پکڑو اور بدلہ لو۔ تین بار آپ نے اسے یہی کہا۔ آخر اس نے کہا میں فیہ بات اللہ کے لیے چھوڑ دی۔ آپ نے کہا اب اللہ اس پر گواہ ہے۔

اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو جعفر سے روایت ہے کہ عمر فاروق مدینہ منورہ کے ایک بازار میں پہلے جا رہے تھے کہ اگے سے علی مرتضیٰ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم آگئے علی مرتضیٰ نے آپ کو سلام کہا اور ہاتھ پکڑ لیا۔ جبکہ حسین کہیں نے دونوں کو گھیرے میں لے لیا۔ عمر فاروق پر حسب معمول گریہ زاری طاری ہو گئی۔ علی بوئے۔ اے امیر المؤمنین کیوں روتے ہو۔ کہا۔ اے علی مجھ سے زیادہ کون رونے کے لائق ہے؟ اس امت کی حکومت میرے ہاتھ میں ہے۔ ہر وقت فیصلے کرتا ہوں مگر جانے خدا صیح فیصلے کرتا ہوں یا غلط۔ علی مرتضیٰ نے کہا قسم بخدا۔ آپ یوں عدل کرتے ہیں۔ یوں الفان کرتے ہیں۔ مگر اس سے عمر فاروق کو قرار نہ آیا۔ اور روتے رہے۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا امام حسن گویا رہے اور عمر فاروق کی بہترین حکومت اور ضرب المثل عدل کا تذکرہ کیا مگر عمر فاروق کی بے چینی ختم نہ ہوئی۔ تو امام حسین نے گفتگو شروع کی اور امام حسن جیسا کلام کیا۔ تب آپ خاموش ہوئے اور کہا۔ میرے بھتیجے! تم اس کی گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے اپنے والد کی طرف دیکھا۔ علی مرتضیٰ بوئے۔ بیٹو! گواہی دونا؟ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عبیدہ بن عمیر سے روایت ہے کہ عمر فاروق بازار میں پہلے جا رہے تھے۔ کہ آپ نے شخص ایک کو ایک عورت سے مخو گفتگو پایا۔ آپ نے اپنا درہ اٹھا لیا۔ جسے دیکھ وہ شخص پکارا۔ امیر المؤمنین! یہ میری بیوی ہے۔ عمر فاروق رک گئے اور

ایک لگنے والی گارہی تھی۔ عمر فاروق اس کے سر پر جا کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ آج جیسی قبیح منظر رات میں نے نہیں دیکھی۔ موت کے قریب پہنچا ہوا ایک بوڑھا (اور یہ حال؟) بوڑھے نے سر اٹھایا اور کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین! تم نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ اس سے بھی برا ہے۔ تم نے تجسس کیا ہے۔ جبکہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے۔

لَا تَجَسَّوْا - (سورہ حجرات آیت نمبر ۲)

(کسی کے عیب پر ٹوہ نہ لگاؤ)

پھر تم بغیر اجازت یہاں آ گئے ہو۔ جبکہ اللہ نے اس سے بھی روکا ہے۔

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ غَيْرِ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا فَاِنْ سَلِمْتُمْ

عَلٰی اَهْلِهَا - (سورہ نور آیت نمبر ۲۷)

(دوسرے لوگوں کے گھروں میں انس حاصل کیے اور اسلام کہے بغیر

نہ داخل ہو۔)

عمر فاروق نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ فوراً باہر نکل گئے۔ اور قرآن نے لگے۔ عمر کو اس کی ماں روئے اگر اس کی بخشش نہ ہوئی تو۔ چنانچہ وہ بوڑھا ایک دن آپ کے پاس شرمندہ سا آیا۔ آپ نے اسے قریب بلا لیا۔ اور فرمایا میں نے تمہارا وہ حال آج تک کسی کو نہیں بتلایا۔ بلکہ اس روز جو میرا ساتھی (ابن مسعود) تھا۔ اسے بھی اس کی خبر نہیں۔ بوڑھا کہنے لگا۔ اس خدا کی قسم جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دیکر بھیجا آج کی اس مجلس تک میں نے بھی پھر وہ کام نہیں کیا۔

اے گویا عمر فاروقؓ کا ہر عمل نتیجہ خیز تھا آپ کا گرفت بھی مفید تھی۔ اور آپ کا معاف کر دینا بھی

حدیث

مروی ہے کہ عثمان غنی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے کہنے پر عبد الرحمن بن عوف نے عمر فاروق سے سفارت کی کہ ذرا سختی کم کریں۔ بسا اوقات کوئی حاجت مند آپ کی ہیبت سے اپنی حاجت نہیں کہہ سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ قسم بخدا جب میں لوگوں کے لیے نرم ہوا تو مجھے اس نرمی سے خوف خدا آنے لگا۔ تو سختی کرنے سے بھی خوف خدا دامن گیر ہو گیا۔ تو پھر چھٹکارا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کہ آپ روتے ہوئے چل کھڑے ہوئے، جب کہ آپ کی چادر زمین پر گھسٹی جا رہی تھی۔

اسے صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ نے ایک بار یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِذَا السَّمَاسُ كُودَتْ

اجب سورج بے نور ہو جائے گا۔

وَإِذَا الصُّحُورُ نُشِرَتْ

اور جب اہمال نامے کھولے جائیں گے۔

پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے اور کئی دن تک کے لیے بیمار پڑھ گئے۔ لوگ

تیمارداری کے لیے آتے رہے۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ ایک بار (رات میں) عبد الرحمن بن مسعود کے ساتھ باہر نکلے۔ ایک جگہ آپ کو آگ کی روشنی نظر آئی آپ اس گھر میں جا داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا۔ سامنے شراب پڑھی تھی۔ اور

اسے واحدی نے مسند روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ اپنے نفس کا محاسبہ کیسے کرتے تھے

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر فاروق کے ساتھ ایک بار باہر نکلا۔ آپ ایک باغ میں چلے گئے۔ میرے اور آپ کے درمیان باغ کی دیوار حائل ہو گئی۔ آواز آئی آپ فرما رہے تھے۔ کیا ابن خطاب امیر المؤمنین ہے؟ واہ بھائی واہ۔ خدا کی قسم اے خطاب کے بچے! نعم اللہ سے ڈرتے رہو۔ نہیں تو وہ تمہیں عذاب میں مبتلا کریگا۔

اسے ابن ابی الدنیاء نے محاسبہ نفس میں روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ اپنے نفس سے فرمایا کرتے تھے۔ آج تم نے کیا کیا ہے۔ یہ کیا ہے۔ وہ کیا ہے؟ اور پھر بہنی پشت پر خود ہی درہ رسید کرتے تھے۔ اسے صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے

یہ دونوں احادیث صاحب فضائل عمرؓ نے روایت کی ہیں۔

حدیث ۱۱۱

مروی ہے کہ عمر فاروقؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے چار سو درہم قرض مانگا۔ انہوں نے کہا آپ کے پاس تو بیت المال ہے۔ اس سے قرض لے لو۔ پھر لوٹا دینا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے ڈر ہے کہ قرض لے کر میں مر جاؤں۔ آپ اور آپ کے ساتھی کہیں گے۔ امیر المؤمنینؓ سے قرض واپس نہ لو۔ اور اس طرح وہ میرے میزان میں رکھ دیا جائے گا۔ آپ سے اس لیے مانگ رہا ہوں کہ آپ کی کنجوسی مجھے معلوم ہے۔ اگر میں مرنے لگا تو آپ میری میراث سے وہ وصول کر لیں گے۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۱۲

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے میرے سامنے گوشت پڑا دیکھا تو فرمایا جابر! یہ کیا ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے گوشت کی خواہش ہوئی تو میں نے خرید لیا۔ آپ نے فرمایا جب بھی طلب ہو خریدتے چلے جاتے ہو؟ (یعنی فضول خرچی کیوں کرتے ہو) اسے جابر اس آیت سے نہیں ڈر نہیں آتا۔

اَزْهَبَتْكُمْ طَبِيبًا تَكُونُ فِي حَيَاتِكُمُ الْمَدْنِيَّةُ

سودمند رہا۔ یہ واقعہ شیعوں کی کتاب ناسخ التواتر میں حالات غلقاد جلد ۱ ص ۱۱۱

صاحب ناسخ نے اس واقعہ حضرت عمرؓ کی احکام قرآنی سے ناواقف پر محمول کیا ہے مگر اسے یہ یاد نہیں کہ آپ کا تجسس اور بلا اجازت کسی گھر میں جانا رعایا کی خبر گیری اور قیام مدل کے لیے تھا جس پر کوئی اعتراض نہیں۔

دوسرے مہاجر کے لیے چار ہزار وظیفہ مگر خلیفہ کے بیٹے کے لیے صرف سات سو

حدیث

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آغاز ہجرت کے مہاجرین کے لیے چار چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا۔ جب کہ آپ نے اپنے بیٹے کے لیے صرف سات سو مقرر کیا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کا بیٹا بھی مہاجرین میں سے ہے اسے بھی چار ہزار سے کم نہیں ملنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا وہ خود نو ہجرت کر کے نہیں آیا اسے تو اس کا باپ ہجرت پر ساتھ لے آیا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک اونٹ خریدا۔ اسے ایک چراگاہ میں بھیج دیا۔ جب وہ موٹا ہو گیا تو اسے (بیچنے کے لیے) لے آیا۔ عمر فاروق بازار میں گئے۔ تو بڑا موٹا تازہ اونٹ دیکھا۔ فرمایا یہ کس کا ہے۔ کہا گیا۔ آپ کے بیٹے عبداللہ کا ہے۔ آپ نے فرمایا واہ بھائی واہ عبداللہ! امیر المؤمنین کا بیٹا۔ میں یہ سن کر آپ کے پاس دوڑا آیا اور کہا۔ امیر المؤمنین کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا۔ یہ اونٹ کیسا ہے؟ میں نے کہا یہ کمزور سا اونٹ تھا۔ جو میں نے خرید کر چراگاہ میں بھیج دیا۔ اور وہی کچھ مقصد تھا۔ جو دوسرے مسلمانوں کا ہوتا ہے (یعنی تجارت) آپ نے فرمایا لوگ کہیں گے۔ امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹ کو پلاؤ اسے کھلاؤ۔ اس لیے اسے بیٹے اسے بیچ دو۔ جتنا تمہارا پیسہ تھا وہ رکھ لو دوسرا بیت المال میں دے دو۔ اسے فضائل نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حقوق العباد کے معاملہ میں کمال احتیاط

حدیث

مسود بن غزئمہ کہتے ہیں ہم عمر فاروق کے پاس رہ کر آپ سے احتیاط کا عمل سیکھا کرتے تھے۔

حدیث

سلمہ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر فاروق کے پاس مال غنیمت آیا عبدالرحمن بن حوٹ نے کہنے لگے۔ اے امیر المؤمنین! اگر آپ یہ مال بیت المال میں داخل کر دیں (اور تقسیم نہ کریں) تا کہ مشکل وقت میں کام آئے (تو یہ بہتر ہوگا) آپ نے فرمایا۔ جس بات سے بھی شیطان کو راہی کیا گیا ہو اللہ نے مجھے اس سے محفوظ رکھا ہے۔ کل کے خوف سے آج میں اللہ کی نافرمانی کر لوں گا میں تو اللہ کے خوف سے ہمیشہ عدل کرتا رہوں گا۔ کیونکہ ارشاد خدا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ

لَا يَحْتَسِبُ - (سورہ طلاق آیت ۳)

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے فراخی کرنا اور اسے وہاں

سے رزق دیتا ہے۔ جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

جبکہ میرے بعد والے حکمرانوں پر بڑی آزمائشیں ہونگی۔

اسے فضائل نے روایت کیا ہے۔

اسے بھی فضائل نے روایت کیا ہے۔ قلعی نے بھی روایت کیا ہے مگر ساتھ یہ الفاظ بڑھائے ہیں کہ اپنے فرمایا میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ جو ان کا حق ہے وہی میرا ہے۔

حدیث ۱۸۸

براہ بن مصور سے روایت ہے کہ عمر فاروق ایک روز منبر پر تشریف لائے اور آپ کچھ بیمار تھے۔ میں نے کہا آپ شہداء استعمال کریں۔ جبکہ بیت المال میں گھٹی کا ایک ڈبہ بھی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے مسلمانوں! اگر تم اجازت دو تو میں اسے لے لوں۔ ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی۔

اسے رازی اور فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۸۹

عاصم بن عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا۔ مجھے بیت المال سے اتنا کچھ کھانا ہی حلال ہے کہ جیسا میں ذاتی مال سے کھا سکتا ہوں۔ یعنی روٹی کے ساتھ صرف زیتون یا گھی۔

آپ کے پاس (کسی کے گھر سے) بسا اوقات کھانے کا تھا لاجائنا۔ جو زیتون اور گھی دونوں سے بنا ہوتا تھا۔ آپ لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے کہہ دیتے کہ لوگو! میں عربی آدمی ہوں۔ اس زیتون کا (جو گھی سے ملا ہوا ہے) شائق نہیں۔

حدیث ۱۹۰

عمر فاروق کے بیٹے عاصم کہتے ہیں۔ جب آپ نے میری شادی کی۔ تو ایک ماہ تک اللہ کے دیئے ہوئے اپنے مال سے مجھ پر خرچ کرتے ہوئے

ملکہ روم نے آپ کی بیوی کو جواہرات بھیجے جو آپ نے بیت المال کو دیدیئے

حدیث

قتادہ کہتے ہیں شاہ روم کا کارندہ عمر فاروق کے پاس آیا۔ عمر فاروق کی بیوی نے ایک دینار قرض لیا۔ اس سے خطر خرید ا اور چند شیشیوں میں بھر کر شاہ روم کی بیوی کو تحفہ بچ دیا۔ ملکہ روم نے جواب میں انہیں شیشیوں کو خالی کر کے ان میں جواہرات بھر کر بھیج دیا۔ بوڈاک والادینہ طبرستان میں لے آیا۔ آپ کی بیوی نے جواہرات چٹائی پر بکھیرے ہی تھے کہ اوپر سے آپ آ گئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا؟ بیوی نے سارا واقعہ سنایا۔ عمر فاروق نے وہ جواہرات اٹھا کر بچ دیئے جتنا بیوی کو دے دیا۔ اور باقی بیت المال میں جمع کر دیا۔

حدیث

اضنف بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے سنا ایک بار عمر فاروق کہہ رہے تھے۔ مسلمانوں کے مال سے عمر کے لیے صرف یہی کچھ حلال ہے کہ ایک سردیوں کا لباس لے لے اور ایک گرمیوں کا۔ باقی میں حج اور عمرہ اپنی اولاد کی کمائی سے کرتا ہوں۔ میری حالت ایک عام قریشی مرد کی سی ہے جو نہ سب سے مالدار ہے اور نہ سب سے فقیر۔ آخر میں بھی اہل اسلام میں سے ایک فرد ہوں۔

۱۔ آپ ہی جس بیوی نے خطر کا تحفہ روم بھیجا تھا وہ ام کلثوم ہیں جو امام حسن رضی اللہ عنہما کی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سگی بہن ہیں۔ اور یہ واقعہ شیعہ کتب میں بھی ہے۔ بلکہ یوں لکھا ہے کہ حضرت علی نے بیٹی اور داماد میں یہ فیصلہ کیا کہ دینار بیٹی کو دلوادیا۔ اور باقی بیت المال کو۔ دیکھیے شرح تہذیب البلدان (ابن ابی الحدید)

فرمایا یہ کیا ہے؟ کہتے تھے مسلمانوں کے مال کا خطر ہیں نے فروخت کیا اور اپنے ہاتھ سے وزن کیا ہے۔ چونکہ ہاتھ کو خطر لگ گیا تھا۔ اسے میں نے دوپٹے سے پونچھ لیا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنا دوپٹہ مجھے دے دو۔ آپ نے اسے پانی میں ڈالا مٹی میں ملا۔ پھر اس پر پانی ڈالا۔ تاکہ اس سے بوجھ جاتی رہی۔
اسے ملاں نے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے۔

حدیث ۲۰۰

حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجاہد کو راہ خدا میں گھوڑا دیا۔ مگر اس نے اسے ضائع کر دیا۔ میں نے چاہا کہ اسے معمولی قیمت پر اس سے خرید لوں۔ اس بارہ میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے نہ خریدو اور نہ اپنا صدقہ واپس لو چاہے وہ تمہیں ایک درہم پر واپس کرے کیونکہ اپنا صدقہ واپس لینا ایسے ہے جیسے قے کر کے اسے پھر نکل جاتا ہے۔
اسے بخلدی و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یہ حکم احتیاط اور تقویٰ کا ہے ورنہ اس سوال کا اصل جواب تو سب پر واضح اور مسلم ہے۔

حدیث ۲۰۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق نے یہ آیت پڑھی۔

وَ فَاحِشَةً وَ آيَةً - دسورہ حبس آیت نمبر ۳۱
(ہم نے زمین میں سے پھل اور چراگاہ کو پیدا کیا)

پھر فرمایا۔ اب اسے چھوڑو! پھر مجھے بلا کر فرمایا۔ اے بیٹے! میں علاقہ عالیہ میں اپنے مال کا حصہ تجھے دیتا ہوں۔ وہاں جا کر اسے علیحدہ کر لو اور بیچ کر اپنے اور گھر والوں کے لیے خرچ کیا کرو۔
اسے ابو معاویہ ضریر نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۵۰

ابی سنان دؤلی سے روایت ہے کہ میں عمر فاروق کے پاس آیا آپ کے پاس آغاز ہجرت کے مہاجرین کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ آپ نے عراق کے ایک مقتومہ قلعہ سے آیا ہوں (کھجوروں وغیرہ کا) ٹوکرا منگوایا۔ وہ لایا گیا۔ جس میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔ جو آپ کے کسی بیٹے (یا پوتے) نے اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ عمر فاروق نے وہ اس کے منہ سے نکال لی۔ اور روپے ساتھ والوں نے پوچھا آپ روتے کیوں ہیں؟ جبکہ اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی (قلعہ فتح کیا) اور دشمن پر آپ کو غلبہ دیا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جن لوگوں پر اللہ نے دنیا فتح فرمائی ان میں اللہ تعالیٰ قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دیتا ہے۔ اور مجھے اس سے بہت زیادہ خوف رہتا ہے۔
اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۵۱

مروی ہے کہ عمر فاروق کے پاس عطر لایا گیا۔ آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور اپنی ناک بند کر لی۔ لوگوں نے کہا جناب یہ کیا؟ آپ نے کہا عطر سے خوشبو ہی تو لی جاتی ہے۔ (جبکہ میں نے یہ عطر خود رکھنا ہے) اس طرح ایک دن تو آپ گھر آئے تو بیوی کے پاس سے عطر کی خوشبو پائی۔

اسے ”صاحب فضائل عمرؓ“ نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کا تواضع و انکسار اور نفس کشی۔

کتاب النثر میں ہم نے اس مضمون کا اہم حصہ بیان کر دیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ جب عمر فاروق سے کہا جاتا تھا: ”اللہ سے ڈرو!“ تو آپ بے حد خوش ہوتے اور کہنے والے کا شکریہ ادا کرتے اور فرمایا کرتے: اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو ہمیں ہمارے عیب بتلاتا ہے۔

اسے صاحب فضائل نے روایت کیا ہے یعنی امام بغوی نے۔

جب آپ فقیری لباس میں بیت المقدس تشریف لے گئے

حدیث

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ عمر فاروق (بیت المقدس فتح ہونے پر وہاں کی چابیاں حاصل کرنے کے لیے) اشام گئے اسلامی لشکر آگے سے آکر ملا۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ نے ایک چادر - دو موزے اور ایک عمامہ زیب تن کر رکھا تھا۔ اور اپنی سواری کا سر پکڑ کر اسے ایک جگہ سے پانی پلا رہے تھے۔ اور جوتیاں اتار کر نعل میں دبا رکھی تھیں۔ لشکر نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کے سامنے یہودی لشکر اور شامی حکمران آنے والے ہیں۔ اور آپ کا یہ حال ہے۔ آپ نے فرمایا: ہم وہ قوم ہیں۔ جنہیں اللہ نے اسلام

اس کے ساتھ ہی آپ بوئے در آیا کیا ہے ؟ پھر فوراً کہنے لگے ہمیں یہ سوچنے کا حکم تو نہیں دیا گیا۔
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۸۷

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ہم عمر فاروق کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پر قمیص تھی جس میں چار جگہ پیوند نظر آ رہا تھا۔ ایک شخص نے یہی آیت (وَاخْلَعُوا أَثْبَاتًا) کے بارہ میں سوال کیا ”وَأَثْبَاتًا“ کیا ہے ؟ فرمایا بس کرو ! ہمیں اس تکلف سے روکا گیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے نفس سے کہا اے عمر ! یہ سوچنا تکلف سے ہے اور اگر تم نہ بھی جان سکو کہ وَأَثْبَاتًا کیا ہے۔ تو تم پر کوئی اعتراض نہیں۔

اسے بغوی اور مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۸۸

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر پوچھی گئی۔ وَالْمَذَارِیَّاتِ ذُرًّا وَّآ۔ آپ نے فرمایا یہ ہوائیں ہیں۔ اور اگر تفسیر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو کبھی اپنی طرف سے اچھ نہ کہتا۔ پھر پوچھا گیا۔ قَالَ الْحَامِلَاتِ وَحَافًا۔ کیا ہے ؟ فرمایا بادل ہیں۔ اور اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا تو یہ بات نہ کہتا۔ پھر سوال ہوا۔ قَالَ الْجَارِیَاتِ یَسْرًا۔ کیا ہے۔ فرمایا کشتیاں۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ نہ سنا ہوتا تو بیان نہ کرتا۔ پھر کہا گیا کہ قَالَمْ قَطَّیْنَاتٍ آمَسًا۔ کیا ہے ؟ فرمایا فرشتے ہیں۔ اور یہ بات بھی نبی علیہ السلام سے اگر نہ سنی ہوتی تو لب پہ نہ لاتا۔

اپنے اپنے نفس امارہ کو ذلیل کرنے کا الوکھا طریقہ اپنایا

حدیث

محمد بن عمر الخنوزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار عمر فاروق نے ندا کروائی کہ آؤ نماز کی طرف۔ لوگ کثرت سے جمع ہو گئے عمر فاروق منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کہنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! میں بنی مخزوم سے تعلق رکھنے والی اپنی بعض خالاؤں کا خیال رکھتا ہوں۔ تو مجھے وہاں سے کھجوریں اور متقے ملتے ہیں۔ یوں میرا دن گزر جاتا ہے۔ اور یہ کونسا دن ہے؟

یعنی عمر فاروق نے بڑی بے تکلیسی بات منبر کھدی اور ساتھ ہی منبر سے اتر کھائے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا۔ امیر المومنین! اس تقریر سے آپ نے خود کو عیب دار کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس تم پر اے عبدالرحمن! دراصل میں آج عیسٰی گامیں بیٹھا تھا۔ مجھے میرے نفس نے کہا۔ تم امیر المومنین ہو۔ تم سے بڑا کون ہے؟ تو میں نے نفس کو بندنا چاہا ہے کہ تمہاری کیا حقیقت ہے۔

اسے بھی فضائل نے روایت کیا ہے۔

یہاں میرا باپ مجھے اونٹ چرانے میں کوتاہی پرار کرتا تھا

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق جب اپنی زندگی کے آخری حج سے لوٹ رہے تھے۔ تو راستے میں وادی ضمیمان آئی۔ آپ نے وہاں فرمایا۔ اللہ

کے ساتھ عزت دی ہے کسی اور طریقہ سے ہمیں عزت بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اسے ملاں اور صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے ایک بار کندھے پر مشکیزہ رکھ لیا۔ ساتھیوں نے کہا۔ امیر المؤمنین ! یہ کیا ! آپ نے فرمایا۔ میرے نفس نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ میں اسے ذلیل کرنا چاہتا ہوں۔ اسے بھی صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروقؓ کو سترہ پیوند لگی گدڑی پہنے دیکھا میں یہ دیکھ کر روتا ہوا گھر لوٹا۔ پھر میں بازار میں آیا تو آپ کو کندھے پر پانی کا مشکیزہ اٹھائے دیکھا۔ اور آپ اسی طرح لوگوں میں پھرتے تھے۔ میں نے کہا۔ امیر المؤمنین ! آپ نے فرمایا۔ چپ رہو۔ میں تمہیں ابھی بتاتا ہوں۔ تو میں آپ کے ساتھ ہولیا۔ آپ نے وہ مشکیزہ ایک بوڑھی عورت کے گھر میں جا رکھا اور اپنے گھر لوٹ آئے میں بھی ساتھ تھا میں نے پھر آپ کی اس حالت کے بارہ میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے جانے کے بعد میرے پاس روم اور فارس کے نمائندے آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے عمر ! تمہاری عظمت اللہ کی دین ہے۔ لوگ آپ کے علم و فضل اور عدل کے سبب آپ کے گرد ویدہ ہیں جب وہ چلے گئے تو میرے دل میں ایک سرور (نکبت) سا پیدا ہو گیا۔ اس لیے میں نے اپنے نفس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تاکہ نکبت جاتا رہے۔

تو میں ابو بکر صدیق سے ملا اور انہیں یہی پیش کش کی۔ مگر وہ بھی خاموش رہے۔ اس کے بعد عمر فاروق نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیدہ کے نکاح کا تذکرہ کیا۔

حدیث

عمر بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے ایک بوڑھے شخص نے جس کے حلق کی ہڈیاں باہم مل چکی تھیں۔ یہ بتلایا کہ عمر فاروق سے ایک بار کوئی مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ساتھ چلو اور یوں آپ لوگوں کو ساتھ لے کر حضرت علی بن ابی طالب کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا۔ مرحبا امیر المؤمنین آگئے۔ عمر فاروق نے مسئلہ پیش کیا۔ وہ بولے مجھے بلایا ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا چل کر آنا ہی حق بنتا تھا۔

اسے ابو الخیر نے علی مرتضیٰ کے فضائل میں ایک طویل حدیث کے ضمن روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق کے پاس ایک مینی پچا در آئی۔ جو آپ کے دور میں سائے آمدہ مال سے عمدہ تھی۔ آپ فیصلہ نہ کر پائے کہ یہ کسے دیں۔ اگر ایک کو دیتا ہوں تو دوسرے رنجیدہ ہوں گے۔ اور کہیں گے کہ فلاں کو ہم سے بہتر سمجھا گیا ہے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اے صحابہ! بتلاؤ میں وہ کونسا نو جوان ہے جس کی

لے تواضع کے باب میں اسی لیے یہ واقعہ درج کیا گیا ہے کہ کسی شخص کا اپنے ہم عمر ساتھیوں کو اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کرنا انتہائی تواضع نہیں تو کیا ہے۔

کی حمد ہے وہی معبود ہے۔ جسے جو چاہے دیتا ہے۔ میں اس وادی میں اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ باپ سخت دل اور تندہ خوتھا میں کام کرتا تو وہ مجھے ہلکان کر دیتا اور نہ کرتا تو سزا دیتا۔ اب صبح آتی ہے شام آتی ہے مگر مجھے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں۔

حدیث

مروی ہے کہ ایک بار آپ نے سر منبر پر فرمایا۔ اے مسلمانو! اگر میں یوں دنیا کی طرف مائل ہو جاؤں۔ اور ساتھ ہی آپ نے اپنا سر ایک طرف کو جھکایا۔ تو تمہارا رد میں کیا ہو گا۔ ایک شخص تنوار لہراتا ہوا اٹھا اور بولا۔ ہم تمہارا فیصلہ تنوار سے کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے کہہ رہے ہو۔ بولا ہاں نہیں کہہ رہا ہوں۔ عمر فاروق نے اسے تین بار بھڑکا۔ مگر وہ جواب میں آپ کو دھمکانا رہا۔ اس پر عمر فاروق نے فرمایا۔ اے شخص اللہ تجھ پر رحم کرے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِيْ نَبِيِّنِيْ مَنْ اِذَا اَلْعَوْبَةُ قَفَوْنِيْ

ترجمہ: اللہ کی حمد ہے کہ اس نے میری رعیت میں وہ لوگ رکھے ہیں۔ جو میرے ٹکھڑے پر بٹھے سیدھا کر سکتے ہیں۔

اسے ملا نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب بن حذیفہ سہمی کے مرنے سے میری بیٹی حفصہ بیوہ ہو گئی تو میں نے عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ آپ چاہیں تو حفصہ کا آپ سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے کہا میں دیکھوں گا۔ پھر وہ مجھے ملے تو کہا۔ میں نے فیصلہ یہی کیا ہے کہ نکاح نہ کروں گا۔

مرفاروق نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔
 یہاں سے پاس قبیلہ مراد کے خاندان قرن سے یمن کے لوگوں کے ساتھ اولیس
 ن عامر آئے گا۔ جسے برص ہوگی۔ مگر وہ ختم ہو کر اس کا ایک درہم کے برابر
 نشان باقی رہ گیا ہوگا۔ اس کی والدہ بھی ہوگی۔ جس کا وہ خدمت گزار ہوگا۔
 اے عمر! اگر تم اس نے بخشش کی دعا کرو اسکو تو کروانا۔ چنانچہ اولیس نے
 آپ کے لیے دعا و استغفار کی۔ بعد ازاں آپ نے پوچھا۔ اولیس! آپ
 کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کوفہ کا۔ آپ نے فرمایا۔ میں وہاں کے
 عامل کو تنہا بارہ میں (تنگداشت کے متعلق) لکھ دوں؟ انہوں نے کہا۔
 میں تو عام لوگوں ہی میں رہنا پسند لکھتا ہوں۔

اس سے اگلے سال کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص حج پر آیا۔ جس کی
 ملاقات عمر فاروق سے ہو گئی۔ آپ نے اولیس کا حال پوچھا۔ اس نے بتلایا
 کہ جب میں نے اسے دیکھا تھا تو ان کا بوسیدہ مکان تھا اور بہت تھوڑا
 سامان۔ عمر فاروق نے اسے بھی اولیس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ارشاد سنایا۔ بعد ازاں آپ نے اسے فرمایا۔ اگر تم اولیس سے ملاقات کرو
 تو اپنے لیے بخشش کی دعا کروانا۔ وہ شخص واپسی پر حضرت اولیس سے
 ملا۔ اور عرض کیا میرے لیے استغفار کریں۔ انہوں نے فرمایا۔ تم بڑے
 اچھے سفر رائج اسے ابھی لوٹے ہو۔ تم میرے لیے استغفار کرو۔ اس نے کہا
 نہیں آپ کریں۔ حضرت اولیس نے فرمایا۔ تم عمر فاروق سے ملے ہو گے؟ اس
 نے کہا ہاں۔ تو حضرت اولیس نے خواب عمر فاروق کے لیے استغفار کی۔
 اس کے بعد لوگوں کو حضرت اولیس کی حقیقت معلوم ہونے لگی۔ تو وہ کہیں دو
 پوش ہو گئے۔

تربیت عمدہ کی گئی ہو؟ انہوں نے مسوڑ بن عمرؓ کا نام لیا۔ آپ نے وہ چادر انہیں دے دی۔ اتنے میں حضرت سعدؓ آگئے اور وہ بوسے۔ یہ چادر قمیسی ہے۔ مسوڑ نے کہا۔ مجھے امیر المؤمنین نے دی ہے۔ حضرت سعدؓ حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا مجھے آپ نے یہ گھٹیا چادر دی ہے اور میرے بھتیجے کو اس سے عمدہ؟ آپ نے فرمایا۔ اے ابواسحاق! میں اگر کسی بڑے شخص کو یہ دیدیا تو دوسرے صحابی رنجیدہ ہوتے۔ اس لیے میں نے ایک اچھے تربیت یافتہ نوجوان کو دیدی۔ اور تم یہ مت سمجھو کہ میں نے اسے آپ جیسے صحابہ پر فضیلت دے دی ہے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا۔ میں نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ اپنی چادر سے جو آپ نے مجھے دی ہے۔ آپ کے سر پر مزیں لگاؤں۔ عمر فاروقؓ نے اپنا سر جھکا دیا۔ اور فرمایا۔ ابواسحاق! بوڑھے کو بوڑھے پر نرمی کرنا چاہیے (یعنی اہستہ مارنا یہ ایک مزاح تھا۔

جب حضرت عمر فاروقؓ کی حشر اویس قرنی سے ملاقات ہوئی

حدیث ابوسعید بن جابر سے روایت ہے کہ جب بھی عمر فاروقؓ کے پاس میں کے لوگ آتے تو آپ ان سے پوچھتے کہ تم میں اویس بن عامر (حضرت اویس قرنیؓ) ہے؟ تا آنکہ ایک دن آپ کو اویس (قرنیؓ) مل گئے۔ آپ نے پوچھا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ آپ نے پوچھا قبیلہ مراد سے؟ کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا خاندان قرن سے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ آپ کب برص کی بیماری تھی۔ جو جاتی رہی اور اب ایک درہم کے برابر اس کا ایک داغ باقی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ابنا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کی والدہ زندہ ہے، انہوں نے کہا ہاں۔ تو

یعنی میں نے تو یہی سنا ہے کہ آپ بدری صحابیوں کو پانچ پانچ لاکھ درہم دے رہے ہیں۔ (یعنی کسی نے ابو ہریرہ کو پانچ ہزار کی جگہ پانچ لاکھ بتا دیا تھا۔) تب عمر فاروق نے ریڑھ بنوائے۔ اور ان میں تمام ہاجرین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور چار چار ہزار اور اہانت المؤمنین کے لیے بارہ بارہ ہزار درہم وظائف لکھ دیئے۔

حدیث

عدی بن حاتم مشہور سنی حاتم طائی کا بیٹا اسے روایت ہے کہ میں اپنی قوم (بنی طے) کے چند افراد کے ساتھ عمر فاروق کے پاس آیا۔ آپ بنی طے کے ایک ایک شخص کے لیے دو دو ہزار وظیفہ مقرر کرتے گئے۔ اور مجھ سے صرف نظر کر دیا۔ میں آپ کے سامنے آیا تو آپ نے چہرہ ادھر کر لیا۔ میں ادھر جا بیٹھا آپ نے چہرہ ادھر پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا۔ خدا کی قسم! میں تمہیں جانتا ہوں۔ تم اس وقت ایمان لائے جب دوسروں نے کفر کیا۔ تم اس وقت متوجہ ہوئے جب انہوں نے منہ پھیر لیا تھا۔ تم نے تب وفا کی جب دوسرے دھوکے کئے تھے۔ وہ پہلا صدقہ (مال زکوٰۃ) جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے چہرے دھکا دیئے تھے۔ بنی طے کا صدقہ تھا جو تم نے کرائے تھے۔ اس کے بعد عمر فاروق نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔ میں یہ وظائف ان لوگوں کے لیے مقرر کر رہا ہوں جنہیں فاقہ نے تباہ کر دیا ہے۔ جبکہ وہ اپنے قبائل کے سرداران تھے۔ عدی بن حاتم نے کہا۔ اب مجھے کوئی لگہ نہیں۔

اسے بخاری نے مکمل طور پر اور مسلم نے مختصر روایت کیا ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ عوام پر آپ کی شفقت ان کی خیر گیری اور ان سے انصاف

حدیث

قیس بن ابی حازمہ سے روایت ہے کہ آپ بدری صحابہ کو پانچ پانچ ہزار درہم دیا کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں بدریوں کو دوسرے صحابہ پر افضلیت دیتا ہوں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بحرن سے لوٹا۔ عمر فاروق نے مجھ سے وہاں کے لوگوں کے بارہ میں سوال کیا۔ میں نے سارا حال بتلایا۔ آپ نے پوچھا۔ ابو ہریرہ! اب کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا۔ پانچ لاکھ درہم لینے۔ آپ نے فرمایا افسوس۔ جلتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا۔ ایک لاکھ۔ ایک لاکھ ایک لاکھ ایک لاکھ اور ایک لاکھ (یعنی پانچ لاکھ درہم اپنا وظیفہ لینے آیا ہوں) فرمایا۔ تم اونگھ رہے ہو۔ جاؤ جا کر سو جاؤ۔ چنانچہ صبح آپ نے مجھے بلوایا۔ میں حاضر ہوا۔ فرمایا۔ اب بتاؤ بحرن سے، کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم لینے آپ نے فرمایا۔ افسوس ہے تم پر جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں پانچ لاکھ کہہ رہا ہوں۔ فرمایا صحیح؟ میں نے کہا۔ پھر مجھے تو اس سے زیادہ کوئی علم نہیں۔

مدینہ طیبہ کی گلیوں میں آپ کا گشت اور غریبوں کی فریادرسی

حدیث

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں (اسلم) عمر فاروق کے ساتھ بازار میں گیا۔ وہاں آپ کے سامنے ایک نوجوان عورت آئی۔ کہنے لگی۔ اے امیر المؤمنین! میرا شوہر مر گیا اور پھوٹے ٹپھوٹے بچے پھوڑ گیا ہے۔ قسم بخدا وہ جانوروں کے پائے بھی ہنڈیا پر نہیں چڑھا سکتے۔ نہ بکری ہے نہ فصل۔ مجھے خوف ہے کہ وہ بھوکے ختم ہو جائیں گے۔ میں حفاف بن امین غفاری کی بیٹی ہوں۔ جو حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک سفر تھا۔ عمر فاروق یہ سن کر وہیں کھڑے رہ گئے فرمایا۔ مرجبا۔ یہ تو قریب کا رشتہ نکل آیا۔ اس کے بعد آپ اپنے گھر آئے۔ جہاں ایک قوی اونٹ بندھا تھا۔ آپ نے اس پر غلے کی بھری دو بوریاں رکھیں۔ ساتھ کچھ خرچہ اور کپڑے بھی لیے۔ اور جاکر اونٹ کی لگام اس عورت کو تھما دی۔ فرمایا۔ اسے بے چلو۔ اس غلے کے ختم ہونے سے قبل اللہ کوئی بہتر صورت پیدا کر دے گا۔ ایک شخص نے کہا امیر المؤمنین! آپ نے اسے بہت مال دے دیا ہے۔ فرمایا۔ تجھے تیری ماں روٹے۔ خدا کی قسم۔ میں اس کے باپ اور بھائی دونوں کو بانٹا ہوں۔ جنہوں نے بڑے عرصہ تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور اسے فتح کیا تھا۔ تب سے ہم ان کا حصہ دنا کر رہے ہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو طفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ نافع بن عبد الحریث کی حضرت عمر فاروقؓ سے وادائی عھدان میں ملاقات ہوئی۔ جسے آپ نے گورنر مکہ مقرر کیا ہوا تھا۔ نافع نے پوچھا آپ نے اس وادی کا عامل کو کسے مقرر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہاں کا عامل آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک ہے۔ اس نے پوچھا وہ کون؟ آپ نے فرمایا۔ ابن ابزی۔ نافع نے حیرت سے کہا کیا آپ نے ایک آزاد کردہ غلام کو عامل مقرر کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ وہ قرآن کا قاری اور حقوق العباد سے شناسا ہے۔ اور فرمایا۔ کیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن سے بعض لوگوں کو عظمت دیتا اور دوسروں کو ذلیل کر دیتا ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

لیث بن ابی سلیمان سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عمر فاروقؓ دن میں لوگوں کے معاملات میں حد سے زیادہ کوشاں رہتے تھے اور رات کو آخرت کے معاملات میں۔ ایک بار آپ نے فرمایا۔ اگر میں دن کو سو جاؤں تو رعیت ضائع ہو جائے گی اور رات کو سو جاؤں تو خود ضائع ہو جاؤں گا۔ تو پھر میں کیسے سو سکتا ہوں۔

اسے نظام الملک طوسی نے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

اسے فضائی نے روایت کیا ہے۔

آپ کے دور خلافت میں پیدا ہونے والے قحط میں آپ کے شب و روز

حدیث

اسلم سے ہی مروی ہے کہ عمر فاروق ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ قحط کا زمانہ
تھا۔ اٹھارے وقت زیتون میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھگوٹی ہوئی روٹی (یعنی تریبہ)
آپ کے پاس لائی جاتی تھی۔ تا آنکہ ایک دن آپ نے اونٹ ذبح کر کے لوگوں
کو کھلائے۔ لوگ آپ کے پاس ان میں سے اچھا سا پکا ہوا گوشت لے آئے۔ آپ
نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے ہی تو اونٹ ذبح کروائے ہیں۔ انہی
کا یہ گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ واہ واہ۔ میں بھی برا حکمران ہوا۔ اچھا گوشت خود
کھا جاؤں اور ہڈیاں لوگوں کو دے دوں؟ بے جاؤ یہ پیالہ! اور کوئی دوسرا
کھانا لاؤ۔ تو وہی زیتون اور روٹی لائی گئی۔ آپ نے روٹی کے ٹکڑے کر کے
انہیں زیتون میں بھگو یا۔ اور فرمایا۔ اسے یر فا (ایک غلام) یہ پیالہ فلاں گھر والوں
کو دے آؤ۔ کیونکہ میرا خیال ہے وہ نین دن سے کھانے کے محتاج ہیں۔ اسے
لے جا کر ان کے سامنے رکھ دو۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

اے پیٹ تو آواز نکال یا خاموش رہ لوگوں کو کھانا دیئے بغیر تجھے کھانا
نہیں ملے گا

حدیث

مروی ہے کہ قحط کے سال میں لوگوں کی بھوک شدت اختیار کر گئی۔ ان
سب پر رحم کا واقعہ ہے۔ اسے حاتمہ الرماذی کہتے ہیں۔ کیونکہ خشک سالی کی وجہ سے ہر سب کو دھول

آپ ایک غریب عورت کے گھر غلہ سرپاٹھا کر لے گئے۔ اور خود کھانا پکا کر دیا

حدیث

اسلم ہی سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے ایک رات (مدینہ طیبہ) کا گشت کرتے ہوئے دیکھا کہ ایک گھر کے صحن میں ایک عورت بیٹھی ہے۔ اس کے آس پاس بچے رو رہے ہیں۔ اور آگ پر ایک ہنڈیا پانی سے بھری رکھی ہے۔ عمر فاروق نے دروازے کے قریب آئے۔ اور فرمایا: اے اللہ کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ کہتے لگی: بھوک سے۔ فرمایا: یہ آگ پر ہنڈیا کیسی ہے؟ اس نے کہا: اس میں پانی ڈالا ہوا ہے۔ بچوں کو بہلا رہی ہوں تاکہ سو جائیں اور انہیں باور کرا رہی ہوں کہ کھانا پک رہا ہے۔ عمر فاروق بیٹھ کر روئے گئے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر آپ دارالصدقہ میں آئے۔ ایک بوری لی جس میں آٹا، گھی، چربی، کھجوریں، کپڑے اور درہم ڈال کر اسے بھر دیا۔ اور کہا: اسلم! اسے میرے سر پر رکھو! میں نے کہا: امیر المؤمنین! میں اٹھانا ہوں۔ فرمایا: اسلم تمہاری کوئی ماں نہیں (ناراضگی کا لفظ ہے) اسے میں ہی اٹھاؤں گا۔ کیونکہ روز قیامت سوال بھی مجھ ہی سے ہوتا ہے۔ اسلم کہتا ہے۔ پھر آپ نے وہ بوری اٹھائی اور اس عورت کے گھر میں جا کر رکھی۔ پھر آپ نے ہنڈیا لی۔ اس میں آٹا ڈالا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں۔ اور خود ہنڈیا میں حرکت دینے اور آگ کو پھونکوں سے روشن کرنے لگے۔ چونکہ آپ کی داڑھی بڑی تھی۔ اس لیے دھواں داڑھی کے اندر سے نکلنے لگا۔ چنانچہ آپ نے اس دور کا وہ کھانا سا پکا یا اور خود برتنوں میں ڈال ڈال کر سب کو دیا۔ تاکہ وہ سیر ہو گئے اور آپ پٹ آئے۔

پیس کر انہیں پھانک دیتے تھے۔ (یعنی گندم وغیرہ منے کی وجہ سے۔ کیونکہ مردار کی خشک کی ہوئی کھال اور خشک ہڈیاں پاک ہوتی ہیں) ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ نے اپنی چادر ایک طرف پھینک دی اور (اپنے ساتھ لے جانے ہوئے اٹا سے روٹیاں پکا پکا کر انہیں کھلائیں۔ اور انہیں سیر کر دیا۔ پھر اسلم کو مدینہ طیبہ بھیجا۔ جو وہاں سے بہت سے اونٹ لے آیا۔ جو آپ نے انہیں دے دیئے۔ پھر انہیں کپڑے بھی دیئے۔ اور بعد ازاں ان کے پاس اور کبھی دوسرے غریب لوگوں کے پاس پہنچتے رہے تا آنکہ اللہ نے قحط اٹھایا۔

ایک قریب المرگ فقیر شخص پر آپ کا فقید المثال احسان

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق اپنے ساتھیوں سمیت حج کے لیے نکلے۔ جب مقام ابواپر پہنچے تو راستے کی ایک طرف اونچے کنارے پر ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ اے قافلہ والو ٹھہرو! وہ ٹھہر گئے۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ باباجی! کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛ آپ نے فرمایا۔ نہیں وہ وصال فرما گئے ہیں۔ کہنے لگا وصال فرما گئے ہیں؛ فرمایا ہاں۔ تو وہ اس قدر رویا کہ ہمیں یوں لگا جیسے وہ مر جائے گا۔ پھر وہ بولا۔ آپ کے بعد امت کا والی کون بنا ہے؟ آپ نے فرمایا ”ابو بکر“ وہ بولا یعنی بنی تمیم کا برگزیدہ شخص۔ تو کیا وہ تم لوگوں میں ہے؛ فرمایا نہیں وہ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ پھر رو پڑا اور ہم اس کے رونے کی آواز سنتے رہے۔ بوڑھا کہنے لگا۔ ابو بکرؓ کے بعد کون حکمران بنا؟

دنوں جو زیتون اور کھجوریں تیاہاب ہو گئیں۔ (کیونکہ لوگ گنگا کی مکہ کھجوریں اور زیتون استعمال کرنے لگے تھے) اور کھلمے کے وقت عمر فاروق کو صرف گھی ہی دستیاب ہوتا تھا۔ آپ نے اس وقت قسم اٹھائی کہ جب تک سب مسلمانوں پر کشتہ دگی نہیں ہو جاتی میں گھی استعمال نہیں کروں گا۔ چنانچہ جب کبھی آپ سالن کے بغیر جو کی روٹی کھاتے تو پیٹ میں ہوا بھر جاتی اور اس میں سے آواز آنے لگی۔ آپ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر فرماتے۔ آواز نکال یا غاموش رہ جب تک مسلمانوں کو قحط سے نجات نہیں مل جاتی مجھے سالن نہیں مل سکے گا۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ کی بیوی نے آپ کے لیے گھی خریدا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کیا اس نے کہا۔ یہ آپ کے خرچہ سے نہیں میں نے اپنے ذاتی مال سے خریدا ہے آپ نے فرمایا۔ جب تک یہ چیز سب مسلمانوں کو نہیں مل جاتی میں اسے نہیں کھاؤں گا۔

یہ دونوں احادیث صاحب فضائل عمری سے روایت کی ہیں۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق قحط کے دنوں باہر گئے۔ تو وہاں کھجوروں کی شکل میں بیس خیمے دیکھے۔ آپ نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا ایسا کیوں کیا گیا ہے؟ کہنے لگے۔ غربت کی وجہ سے۔ اور ساتھ ہی وہ سردار کی کھال نکال لائے۔ جسے وہ لوگ بھون کر کھاتے تھے۔ اور سردار کی ہڈیاں

اڑنے لگی تھیں۔ پچھ ماہ یہ کیفیت رہی یہ قحط صرف علاقہ حجاز میں تھا باہر نہیں آپ نے ان دنوں غمر پوری کرنے والے پر حد جاری کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔

چنانچہ جب ہم وہاں سے کوئٹہ کرتے گئے۔ تو عمر فاروقؓ نے پانی والے شخص (جس سے وہ بوڑھا پانی لایا تھا) کو بلا کر اس سے بوڑھے کا تعارف کروایا۔ اور حکم دیا کہ جب بھی یہ بوڑھا تمہارے پاس آئے اسے اپنا اوز پکوں کا خرچہ دیتے رہنا۔ میں (بج سے) واپسی پر تمہارے پاس آؤں گا۔ (اور خرچہ ادا کروں گا)۔ چنانچہ ہم نے رخ کیا۔ اور واپس ہوئے۔ جب ہم اس منزل پر پہنچے۔ تو عمر فاروقؓ نے پانی والے کو بلا کر پوچھا کہ تم بوڑھے کے ساتھ بھلائی کرتے رہے ہو۔ یا نہیں؟ کہنے لگا ہاں امیر المؤمنین! وہ آپ کے وعدہ کے مطابق میرے پاس آیا۔ تین دن یہاں بیمار رہا۔ اور پھر مر گیا۔ تو میں نے اسے دفن کیا اور یہ اس کی قبر ہے عمر فاروقؓ نے قبر پر جا کر نماز پڑھی۔ پھر قبر کو بازوؤں میں لے کر روتے رہے۔ اور فرمایا۔ اللہ نے دنیا کی امداد تمہارے لیے اچھی نہ سمجھی اور اپنی اخروی نعمتوں سے نواز دیا۔ بعد ازاں عمر فاروقؓ بوڑھے کی اہل و عیال کو مدینہ منورہ لے آئے اور تادم آخر ان پر مال خرچ کرتے رہے۔

حدیث

مروی ہے کہ جب کبھی آپ کے پاس اطراف مملکت اسلامیہ سے وفد آتے آپ ان سے وہاں کے باشندوں کے حالات دریافت کیا کرتے وفد کے لوگ آپ کو بتلاتے تھے کہ فلاں شہر کے باشندے امیر المؤمنین اور سطوتِ شاہی سے خائف رہتے ہیں۔ فلاں علاقہ کے لوگ کشتیوں کی برداشت سے زیادہ مال کشتیوں میں بھر کر مدینہ طیبہ میں آرہے ہیں۔ اور فلاں علاقہ کی مسجد میں ہم نے ایک شخص کو سجدہ میں پڑھ کر یہ دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اے اللہ! امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کی غفرائیں معاف فرما۔ اور ان کے درجات بلند فرما۔ یہ سن کر عمر فاروقؓ جواب دیتے۔ جو لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ اگر وہ عمر

لوگوں نے کہا۔ عمر بن خطاب کہنے لگا۔ بنو امیہ کے سفید آدمی (یعنی عثمان بن عفان) کو کیوں نہ عمران بنایا گیا۔ وہ تو بڑا شریف تھا۔ تاہم اگر عمر میں ابو بکر کی سی صداقت ہے تو پھر خیر ہے۔ تو کیا عمر تم میں ہے؛ لوگوں نے کہا وہی تو ابھی تم سے بات کر رہے تھے۔ کہنے لگا۔ اے عمر! میری مدد کرو میرا کوئی مددگار نہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ تم کون ہو؛ غوث (مددگار) تو قریب کھڑا ہے۔ بوڑھا کہنے لگا۔ میں نبی میک کا ایک فرد ابو عقیل ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔ انہوں نے مجھے دعوت اسلام دی تو میں آپ پر ایمان لایا۔ اور آپ کے پاس آمدہ وحی کی تصدیق کی۔ اس موقع پر آپ نے سنتوں کو فرمائے اور اپنا پس خورہ مجھے دے دیا۔ اب جب مجھے بھوک لگتی ہے تو سنتوں کے اس شربت کی سیری محسوس کرتا ہوں۔ پیاس لگتی ہے تو اس کی سیرابی اور گرمی آ لیتی ہے تو اس کی ٹھنڈک سینے میں محسوس کرنے لگتا ہوں۔ پھر میں سفید پہاڑی چوٹی پر اپنی بکریاں لے گیا۔ میں دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا۔ اور دس ذی الحجہ کو ایک بکری قربانی کے لیے ذبح کرتا ہوں۔ ننانوے سال آیا تو ہمارے پاس صرف ایک بکری رہ گئی جس کا دودھ پی کر ہم زندگی کے سانس لیتے رہے۔ گزشتہ رات اسے بھیڑیے نے اچک لیا۔ تاہم بھاگ کر ہم نے اسے (زخمی حالت میں حاصل کر کے) ذبح کر لیا اور کھا لیا۔ اب ہم آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ ہماری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ مددگار! پہنچا۔ مددگار! پہنچا۔ تم ہمیں پانی لا دو۔ راوی کہتا ہے۔ ہم ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اور کھانا کھانے لگے۔ وہ نظر مجھے اب بھی نظر آتا ہے۔ کہ عمر فاروق راستے کی ایک اونچی جگہ قناعت کناس بیٹھ گئے۔ بوڑھے (کے پانی لانے) کا انتظار کرنے لگے۔

دی گئی بعد ازاں آپ اس کے پاس پہنچے (جہاں وہ بندھا ہوا تھا) آپ نے فرمایا: ”حرمہ“ چلو۔ (یعنی زکوٰۃ کے جانوروں کا بارہ جہاں اونٹ اور بکریاں بندھی ہوتی ہیں) جب وہ وہاں پہنچا تو فرمایا: کپڑے اتار کر یہ چادر (ٹکٹ) پہن لو۔ اور یہ لو ڈول اس سے اونٹوں کو پانی پلایا کرو۔ تو وہ پانی پلا پلا کر عاجز آ گیا۔ ایک دن آپ نے اسے فرمایا: اے ابن قرظ! تم نے کتنے دن گورنری کی؟ اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین! ”در تھوڑا عرصہ“ آپ نے فرمایا: تو اس لیے تم نے محل بنا ڈالا اور سب مسلمانوں اور یتیموں اور غرباء پر اپنی بڑھائی دکھانا چاہی؟ اب جاؤ گورنری کرو اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔

حدیث

ابراہیم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اگر معلوم ہو جاتا کہ فلاں گورنر مرعض کی عیادت نہیں کرتا اور نہ کوئی کمزور شخص اس تک پہنچ سکتا ہے تو آپ اسے معزول کر دیا کرتے تھے۔

اے یاد رہے کہ یہ گورنر ابن قرظ۔ جسے عمر فاروق نے محل بنانے پر سزا دی تھی خط پاتے ہی فوراً اٹھوڑے پر اس لیے سوچا کہ اسے خط میں یہی حکم تھا کہ فوراً دربار خلافت میں پیش ہو جاؤ۔ یہ واقعہ شیعہ مؤرخ بھی ذکر کرتے ہیں۔ مگر نہ جانے عمر فاروق کی عدالت کا اعتراف کیوں نہیں کرتے۔ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۱ ص ۱۸ تا ۱۹ ہم ناسخ التواریخ میں یہ واقعہ گورنر کو فہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارہ میں ہے مگر حضرت سعد کی سیرت کردار اور پرہیزگاری کے پیش نظر اسے آپ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ یقیناً اس سے مراد کوئی دوسرا گورنر ہے جس کا نام ابن قرظ اور گورنر چکا ہے۔

کے لیے بھلائی چاہتے ہیں (اس کی بات مانتے ہیں) تو انہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اموال تو بیت المال کا حصہ ہیں۔ نہ وہ عمر کے ہیں نہ عمر کی اولاد کے رہی وہ دعا جو تم لوگ سنا کر آئے ہو۔ تو مجھے یہ امید نہیں کہ اللہ صالحین کی دعائیں رو کر دے گا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے بخش دیگا۔

جب آپ نے ایک گورنر کو تین دن تک دھوپ میں کھڑا کیے کھا

حدیث

مروہ بن رویم سے روایت ہے کہ عمر فاروق لوگوں سے پوچھ گچھ کرتے رہتے اور مختلف علاقوں سے آنے والے وفود سے وہاں کے افسران حکومت کا کردار معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دن اہل حمص سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ فرمایا: تمہارا حال کیا ہے اور تمہارے امیر کا طریقہ کار کیا ہے؟ وہ کہنے لگے: اے امیر المؤمنین وہ بہترین گورنر ہے۔ تاہم اس نے اپنی بلند عمارت بنوائی ہے جس میں وہ بیٹھتا اور (فیصلے کرتا) ہے۔ تو آپ نے ایک شخص کو خط دے کر بھیجا اور ساتھ حکم دیا کہ جاؤ اس کے محل کے دروازہ پر بکڑیں جمع کر کے اس کا دروازہ جلا کر راکھ کر دو۔ تو وہ شخص حمص پہنچا اور حسب حکم امیر المؤمنین محل کا دروازہ خاکستر کر دیا۔ لوگ محل میں گئے اور گورنر کو بتلایا کہ ایک شخص نے تمہارے دروازہ کو آگ لگا دی ہے۔ اس نے کہا اسے اندر سے آؤ۔ یقیناً وہ عمر فاروق کا بھیجا ہوا ہوگا۔ تو وہ شخص اندر گیا اور عمر فاروق کا خط پیش کر دیا۔ گورنر نے خط پڑھا اور اسے زمین پر رکھتے بغیر وہیں سے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور مدینہ (طیبہ) پہنچا۔ عمر فاروق نے اسے دیکھتے ہی حکم دیا کہ اسے پکڑ کر لاؤ۔ اور تین دن دھوپ میں کھڑا رکھو۔ چنانچہ تین روز سے یہ سزا

چنانچہ صبح آپ نے نماز پڑھوائی مگر لوگوں کو کچھ پتہ نہ چلا۔ کیونکہ آپ پر گریہ طاری تھا۔ اور سلام کہتے ہی آپ نے فرمایا۔ عمر کی بد بختی ہے۔ مسلمانوں کے کتنے ہی بچے ضائع ہو گئے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اعلان فرمایا۔ کہ بچوں کا دودھ جلد چھڑوانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ آج سے ہم مملکت میں پیدا ہونے والے ہر بچہ کا (ولادت کے ساتھ ہی) وظیفہ مقرر کر رہے ہیں اور یہ حکم آپ نے تمام اطراف حکومت میں بھیجا دیا۔

جب ایک شخص نے بھرے مجمع میں آپ کے لباس پر اعتراض کیا

حدیث

مروی ہے کہ آپ کے پاس یمن کی چادریں آئیں جو آپ نے تقسیم کر دیں بعد ازاں آپ منبر پر تشریف لائے اور آپ نے چادروں سے سلاہوا جبکہ ریب بن کر رکھا تھا۔ ابھی آپ نے اتنا ہی فرمایا تھا۔ اے لوگو سنو! اللہ تم پر رحم کرے کہ ایک شخص لوگوں میں سے کھڑا ہو گیا۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم! ہم نہیں سنیں گے۔ آپ نے فرمایا کیوں اے اللہ کے بندے؟ اس نے کہا۔ اے عمر! اس لیے کہ آپ دنیا داری میں ہم سے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں آپ نے ایک چادر دی ہے اور خود چادروں سے شبہ بہن کر آئے ہیں؛ آپ نے فرمایا۔ میرا بیٹا عبد اللہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا۔ امیر المؤمنین! میں حاضر ہوں۔ آپ نے پوچھا اس جتہ میں کتنی چادریں ہیں۔ اور کس کس کی ہیں۔ انہوں نے کہا ایک تو میری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے شخص! تم نے اعتراض کرنے میں جلدی کی ہے۔ میری پہلی چادر پرانی ہو گئی تھی میں نے اس کے ساتھ عبد اللہ کی نئی چادر ملائی (اور شبہ نبوالیا) اس

یہ دونوں احادیث سعید بن مسعود نے اپنی سنن میں روایت کی ہیں۔

جب آپ نے ایک گورز کو تین دن تک دھوپ میں کھڑا کیے رکھا

حدیث

سعید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کچھ تابعہ مدینہ شریف سے باہر عید گاہ کے قریب آکر فروکش ہوئے۔ عمر فاروق نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ آپ انہیں پوری وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لیے رات کو ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ (انہوں نے حامی بھری) چنانچہ دونوں (عمر فاروقؓ اور عبدالرحمنؓ) نے چند راتیں ان کی نگہداری کی۔ اور اللہ کا فرض کردہ کام بجا لائے۔ ایک رات عمر فاروق نے (وہاں سے) ایک بچے کے رونے کی آواز سنی۔ آپ ادھر متوجہ ہوئے اور اس کی ماں سے کہا اللہ سے ڈر اور بچے کی حفاظت کیا کر۔ یہ کہہ کر آپ اپنے ٹھکانے پر آ گئے۔ مگر دوبارہ پھر وہی آواز آئی۔ آپ نے پھر کراس کی ماں سے وہی کچھ کہا اور لوٹ آئے مگر ابھی آکر بیٹھے تھے کہ پھر بچہ رونے لگا۔ آپ گئے اور کہا۔ تم بڑی بڑی ماں ہو۔ کیا بات ہے ساری رات یہ بچہ کیوں نہیں سو سکا۔ وہ کہنے لگی۔ آج شب اللہ کے عہد (دودھ پلانے) نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ میں اس کا دودھ پھڑوا رہی ہوں مگر یہ مانتا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں پھڑوا رہی ہو؟ وہ بولی کیوں کہ عمر فاروقؓ نے دودھ پھڑوائے ہوئے بچوں کے وظائف مقرر کر رکھے ہیں۔ (اور میں بھی چاہتی ہوں کہ قبل از وقت اس کا دودھ پھڑوا دوں تاکہ وظیفہ مل سکے) آپ نے فرمایا۔ اس کی عمر؟ اس نے کہا اتنے ماہ۔ آپ نے فرمایا۔ ابھی اس کا دودھ مت پھڑواؤ۔

دردزہ میں مبتلا ایک نادار عورت پر آپ کا عظیم احسان

حدیث

مردی ہے کہ عمر فاروق شام سے مدینہ طیبہ کو لوٹتے ہوئے اپنے قافلہ سے ہٹ کر محو سفر ہوئے۔ تاکہ راستے میں آنے والے شہروں کے حالات خود معلوم کر سکیں۔ ایک جگہ آپ نے خیمہ میں بوڑھی عورت دیکھی۔ آپ اس کے قریب گئے اور فرمایا۔ اماں! آج کل عمر کیا کر رہا ہے؟ وہ بولی۔ سنا ہے شام سے واپس آ رہا ہے۔ اللہ اسے میری طرف سے اچھی بزانہ دے۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس۔ وہ کیوں؟ وہ بولی۔ اس لیے کہ آج تک مجھے اس کی طرف سے کچھ نہیں ملا۔ درہم نہ دینا۔ آپ نے فرمایا۔ تم پر افسوس عمر کو تمہارے حال کا کیا پتہ ہے؟ تم تو ایسی دور افتادہ جگہ پر مچی ہو۔ اماں نے کہا۔ سبحان اللہ! کیا خیال ہے۔ ایک شخص حکومت کرتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ میری حکومت کے دونوں اطراف کے درمیان کیا ہو رہا ہے۔ یہ سن کر عمر فاروق رو پڑے اور اٹھتے ہوئے بولے۔ ہائے عمر۔ ہائے لوگوں کے سوالات۔ اے عمر! تم سے تو ہر کوئی شخص زیادہ سمجھدار ہے۔ پھر آپ نے اماں سے کہا۔ تم پر عمر کی طرف سے جو زیادتی ہوئی ہے۔ میں عمر کی طرف سے اس کا معاوضہ دینے کو تیار ہوں۔ فرمائیں۔ وہ کتنا بنتا ہے؟ کیونکہ میں اسے آگ سے بچانا چاہتا ہوں۔ اماں بولی۔ مجھ سے مزاج نہ کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے عمر بولے۔ یہ مزاج نہیں۔ چنانچہ آپ اس سے تنکار کرتے رہے۔ تا آنکہ آپ نے اس پر کی گئی زیادتی پچیس دینار سے خرید لی۔ ابھی دونوں کی یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود وہاں آ پہنچے۔ اور آواز دی۔ اے امیر المؤمنین السلام علیکم۔ اماں (افسوس سے) سر پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ ہائے بربادی

شخص نے کہا۔ اب ہم آپ کی بات سنیں گے بھی اور مانیں گے بھی۔
 اسے ملائے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے۔
 ملک شام کے راستے میں ایک خیمے والی بوڑھی عورت اور
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دلچسپ گفتگو

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات عمر
 فاروق معروف گشت تھے۔ آپ نے دیکھا (مدینہ سے باہر) ایک خیمہ کے باہر
 صحن میں کوئی دیہاتی سا انسان بیٹھا تھا۔ آپ اس کے قریب جا کر بیٹھ گئے
 اور گفتگو شروع کر دی۔ فرمایا۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ ابھی اتنا ہی کہہ پائے
 تھے کہ خیمہ میں سے کسی کے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ روتا کون
 ہے؟ دیہاتی نے کہا۔ اسے شخص! یہ تمہارے بتانے کی بات نہیں۔ اندر میری
 عورت دروازہ میں مبتلا ہے (بچہ پیدا ہونے والا ہے) عمر فاروق فوراً اٹھ
 کر اپنے گھر آئے اور آتے ہی اپنی بیوی (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی) سے فرمایا۔
 ام کلثوم! کپڑے بدلو اور میرے ساتھ چلو۔ پتا نہ آئے کہ آپ دوبارہ وہیں پہنچے اور
 اسے کہا۔ اس عورت کو اندر جانے کی اجازت ہے؟ اس نے اجازت دی۔
 سیدہ ام کلثوم اندر گئیں۔ اور چند ہی ساعات بعد باہر آ کر فرمانے لگیں امیر المومنین
 اپنے ساتھی کو لڑکے کی پیدائش کی مبارک دیدیں۔ عمر فاروق نے فوراً اسے بشارت
 دی اور قدرت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے شخص تم پر کوئی پابندی نہیں مرتبہ کہ صبح ہمارے
 پاس ضرور آنا۔ وہ صبح آپ کے پاس آیا آپ نے اس کے بیٹے کیلئے وظیفہ مقرر کر دیا۔

دوران خلافت آپ کی سادگی دیکھ کر شاہ کسری کا تماندہ اسلام آیا

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق لوگوں کے احوال دریافت کرنے مدینہ طیبہ سے باہر چلے جاتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک درخت کے سائے میں نماز ظہر پڑھی۔ جو مدینہ طیبہ سے بہت دور تھا۔ پھر وہیں سر رکھ کر تھوڑی دیر کے پے سو گئے وہاں سے ایک کافر شخص (شاہ کسری کا نمائندہ) گزرا۔ وہ آپ کے سر ہانے کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ ”عمر! تم نے عدل کیا اور مرے سے سوئے۔“ جب آپ بیدار ہوئے اس نے آپ کے قدم چومے اور اسلام لے آیا۔ عمر فاروق روپڑے فرمایا۔ عمر ہلاک ہو جائے گا اگر اللہ نے اس پر رحم نہ کیا۔

حدیث

حدیث
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر فاروق نے ایک شخص کو حرم
مکہ سے گھاس کاٹتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا تم جانتے نہیں کہ ایسا کرنے سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؛ وہ کہنے لگا نہیں۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنی حاجت پیش
کی آپ کو اس پر رحم آگیا۔ اور اسے کچھ دیدیا۔
اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے برتن میں پانی منگوایا۔ اور ایک بیمار (ایٹری میں درود کی بیماری والے)
کو دیا۔ اس شخص میں یہ مرض بڑی تیزی سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس نے وہ پانی

میں امیر المؤمنین کے سامنے ان کی توہین کرتی رہی۔ عمر بنوے۔ اماں آپ پر کچھ افسوس نہیں اللہ آپ پر رحم کرے۔ عمر فاروق نے پھڑے کا ایک ٹکڑا منگوانا چاہا۔ تاکہ اس پر کچھ لکھیں مگر وہ نہ ملا۔ آپ نے اپنے زریب تن تھیلے کا کچھ حصہ پھاڑا اور اس پر لکھا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ یہ تحریر نامہ ہے اس امر کا کہ عمر نے اپنے دور حکومت میں فلاں غارت پر کی ہوئی زیادتی اس سے پچیس دینار پر خرید لی۔ اس لیے وہ روز عشر اللہ کے حضور عمر پر کوئی دعویٰ نہیں کر سکتی۔ علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اس پر گواہ ہیں۔ آپ نے یہ تحریر علی مرتضیٰ کو دیتے ہوئے فرمایا۔ اگر میں آپ سے پہلے فوت ہو جاؤں تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا۔

ایا ہج بڑھیا کو روزانہ کون روٹی پکا دیا کرتا تھا؟

حدیث:

اوزاعی سے مروی ہے کہ عمر فاروق ایک بار رات کو گشت کے لیے نکلے حضرت طلحہ نے آپ کو دیکھ لیا۔ عمر فاروق پہلے ایک گھر میں داخل ہوئے۔ پھر دوسرے میں صبح حضرت طلحہ اس گھر میں پہنچے تو وہاں ایک اندھی اور ایا ہج بڑھیا بیٹھی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ رات تمہارے پاس جو شخص آیا تھا۔ وہ کیا بات تھی؟ وہ بولی وہ ایک عرصہ سے آتا ہے۔ مزوریات پوری کر جاتا ہے۔ اور تکلیف دور کر جاتا ہے حضرت طلحہ نے (اپنے نفس سے) کہا۔

ثَكَلَتْكَ أَمَّتُكَ أَحْشَاءُ عَمْرٍ تَتَّبِعُ ؟

(تجھے نیری ماں روئے۔ کیا تو عمر کی خطائیں ڈھونڈ رہا ہے؟)

شخص طلاق دے وہ زمانہ غیر حاضری کا خرچہ ادا کرے۔
اسے ابہری نے روایت کیا ہے۔

کوئی مجاہدانہ بیوی سے فوراً محاذ پر چار ماہ سے زائد نہ رہے فاروقی حکم نامہ

حدیث

مروی ہے کہ ایک رات حضرت عمر فاروق مدینہ طیبہ کا گشت کر رہے تھے اپنے
سنا کہ (ایک گھر سے آواز آئی) ایک عورت کہہ رہی تھی۔

الْأَطَالُ هَذَا اللَّيْلُ وَأَذَقَتْ جَانِبُهُ
وَلَيْسَ لِي جَنْبِي خَيْرٌ إِلَّا عِبَةُ
فَوَاللَّهِ لَوْلَا اللَّهُ تَخَشَّيْتُ عَوَاقِبَهُ
لَزَعَزَعْتُ مِنْ هَذَا الشَّرِّ جَوَانِدَهُ
مُعَاقَّةَ رَبِّي وَالْحَيَاءُ يُؤَدُّ فِي
وَأَكْرِمُ بَعْلِي أَنْ تُنَالَ مَوَاقِبَهُ
وَلَكِنِّي أَخْشَى تَرْقِيْبًا مُؤَكَّلًا
بِأَنْفُسٍ لَا يَفْتَرُّ الدَّهْرُ كَاتِبَهُ

ترجمہ: ۱۔ یہ رات لمبی ہو گئی ہے جس کے دونوں کنارے بھیس لگے ہیں اور پہلو
میں کوئی محبوب نہیں جس سے میں دل بہلا سکوں۔

۲۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں برے انجام کا خوف مجھے دامن گیر نہ ہوتا تو اس
چارپائی کے پائے اس وقت ہل رہے ہوتے (یعنی کوئی زنا کر نہ ہوا)
مجھ سے زنا کر رہا ہوتا۔

۳۔ اللہ کا خوف اور حیا مجھے روکتی ہے۔ میں اپنے شوہر کا احترام کرتی ہوں
کہ کہیں انہی سوار یوں پر دوسرے لوگ نہ سوار ہو جائیں۔

۴۔ مگر مجھے اپنے ساتھ لگے ہوئے محافظوں (نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں)

کا خوف ہے۔ ۱۳

پیا۔ عمر فاروق نے اس سے برتن واپس لیا۔ اور جہاں اس بیمار شخص نے منہ رکھ کر پیا تھا۔ وہیں سے آپ بھی پیتے لگے۔ آپ یہ اس لیے کر رہے تھے تاکہ دل میں مرض کے بارہ میں وسوسہ پیدا نہ ہوں۔ آپ نے اس مریض کے لیے جو بھی اچھا طبیب سنا۔ اسے بلوایا (مگر شفا نداد) تا آنکہ دو مہینہ مراد آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے پاس اس بھلے آدمی کا کوئی علاج ہے؟ یہ مرض اس میں بڑی تیزی سے آیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ مرض جانے والی نہیں اور نہ ہمارا اس پر کوئی بس ہے۔ تاہم۔ ہمارے پاس علاج ہے جس سے یہ بیماری رک جائے گی۔ بڑھے گی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو بڑی شفا ہے کہ مرض نہ بڑھے وہ کہنے لگے۔ آپ کے علاقہ میں اندرائن (ایک کانٹے دار اور سخت کڑوی بوٹی) ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ وہ بوے۔ وہ کچھ جمع کروائیں۔ آپ نے حکم دیا کہ اندرائن کے دو بڑے ٹھیلے منگوالیے۔ تو دونوں مہینوں نے اس کی ہر شاخ کو درمیان سے پھاڑ ڈالا اور بیمار کو ٹٹا کر اس کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا۔ اور تلووں میں وہ شنائیں ملنا شروع کر دیں۔ جب ایک ختم ہو جاتی تو دوسری لیتے تھے۔ تا آنکہ اندرائن اس کی تھوک میں آنے لگی۔ سبز سبز تب انہوں نے اسے پھوڑا اور کہا۔ اے عمر! اب اس کی بیماری بڑھے گی نہیں۔ راوی کہتا ہے۔ پھر تا عمر اس کی مرض وہیں تھمی رہی۔ آگے نہ بڑھ سکی۔

اسے ابو مسعود احمد بن فرات حنبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جناب عمر فاروقؓ نے اہل مدینہ سے میں اپنی عورتوں سے دور رہنے والے (مجاہدین) مردوں کو حکم نامہ بھیجوا یا کہ تم با واپس آ جاؤ یا اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور یا انہیں خرچہ بھیجو اور جو

سے ابن ابی الدنیائے روایت کیا ہے۔

حدیث

شعبی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی قریشی مرد کی بہن سے عقد کرنا چاہا اور پیغام بھیجا اور کافی سارا مال پیش کیا۔ مگر وہ قریشی نہ مانا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اسے کہا۔ تم نے کیوں انکار کیا ہے۔ وہ شخص نیک بھی ہے اور مال بھی کافی سارا دیتا ہے۔ قریشی کہنے لگا۔ امیر المؤمنین! ہمارا نسب بہتر ہے اور وہ اس حسب و نسب کا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شخص نہ دنیاوی حسب میں کم رہا ہے نہ آخروی حسب میں۔ دنیاوی تو مال ہے۔ اور آخروی تقویٰ اگر تمہاری بہن راضی ہے تو فوراً اس سے نکاح کر دو۔ اس نے بہن سے پوچھا وہ راضی ہو گئی۔ تو قریشی نے اس سے بہن کا نکاح کر دیا۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
عمر فاروق کس طرح جانفشانی سے مسلمانوں کے مال کی حفاظت
کیا کرتے تھے۔ عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما
کی زبان

کتاب النشر کی پہلی فصل میں ہم نے اس مضمون کا اہم حصہ لکھ دیا ہے علاوہ
انہیں آپ کے ترک دینا، خوب خدا اور ذکر و عبادت کے سنوائیات میں بھی یہی مضمون
بہت سا بیان ہو چکا ہے اور متعدد احادیث ایسے ہی مفہیم پر مشتمل گزر چکی ہیں۔
(مزید کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔)

حدیث

ابو بکر عیسیٰ سے روایت ہے کہ میں عمر فاروقؓ عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم

چنانچہ صبح عمر فاروق نے بعض عورتوں سے پتہ کروایا کہ ایک عورت شوہر کی غیر موجودگی میں کتنا عرصہ صبر کر سکتی ہے؛ عورتوں نے کہا دو ماہ تیس ماہ میں صبر کم اور چوتھے میں ختم ہو جاتا ہے۔ تو آپ نے اطراف مملکت میں لڑنے والے لشکروں کے جرنیلوں کے نام حکم نامہ بھیج دیا کہ کسی مجاہد کو چار ماہ سے زائد اس کی بیوی سے جدا نہ رکھا جائے۔

حدیث

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

دَعْنِي النَّفْسُ بَعْدَ خُرُوجِ عُمُرٍ
إِنَّ الدَّائِثَ تَطْلُعُ إِطْلَاعًا
فَقُلْتُ لَهَا عَجَلَيْتِ ذَلِكُنْ طَهَامِي
وَلَوْ طَالَتْ إِقَامَتُهُ رِبَاعًا
أَحَازِرُ أَنْ أَطِيعَكَ سَبَّ نَفْسِي
وَمَخْزَاةٌ تَجْبِلُنِي قِنَاعًا

ترجمہ: اے عمر! شوہر کے جانے بعد مجھے نفس نے ان لذتوں کی طرف بلا رہا ہے جو دل میں اٹھ رہی تھیں۔

۲۔ میں نے نفس سے کہا۔ تمہاری بات نہیں مانی جائے گی۔ چاہے وہ عمر و بہاروں کے کئی موسم تجھ سے دور ہی کیوں نہ رہے۔
۳۔ اگر میں تیری بات مانتی ہوں تو عزت کی بربادی اور رسوائی کا ڈر ہے جو دو پٹہ بن کر مجھ پر چھا جائے گی۔

تو عمر فاروق نے اس عورت سے کہا۔ درتہیں خواہش کی بیروی سے کس نے روکا ہے؟ وہ کہنے لگی جیا اور شوہر کے احترام نے۔ آپ نے فرمایا بے شک جیا میں کئی فوائد ہیں۔ جیا کرنے والا ایسے گا۔ اور پھینے والا بچے گا۔ اور بچنے والا محفوظ ہو جائے گا۔

دواونٹ ہانکے چلا آ رہا ہے۔ جب کہ گرمی سے گویا زمین پر ایک قرش بچا ہوا ہے۔ عثمان غنی نے کہا یہ کون چلا آتا ہے؟ میں نے کہا دور سے تو لگتا ہے جیسے کوئی شخص سر پر چادر رکھے۔ دواونٹ ہانکے چلا آتا ہے۔ جب وہ شخص قریب آیا تو نپٹہ چلا کہ وہ امیر المؤمنین عمر فاروق ہیں۔ میں نے عثمان غنی کو بتلایا آپ نے (دیوار سے) سر باہر نکالا تو گرم لو کا جھلساؤ آپ کے منہ پر پڑا۔ آپ نے سر اندر کر لیا۔ جب عمر فاروق غور دازے کے سامنے آ گئے۔ تو عثمان غنی نے (باہر نکل کر) کہا اس وقت آپ باہر کیوں نکلے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ حد قہ کے اونٹ پیچھے رہ گئے تھے۔ اور باقی آگے نکل آئے تھے۔ تو میں نے خیال کیا کہ انہیں بارہ تک لے آؤں۔ ورنہ یہ ضائع ہو جائیں گے۔ اور اللہ روز قیامت ان کا سوال کرے گا۔ عثمان غنی بولے۔ امیر المؤمنین! آپ تشریف پھلانی پئیں۔ سائے میں بیٹھیں اور ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ فرمایا آپ جا کر اپنے سائے میں بیٹھیں۔ میں نے (راوی نے) کہا ہمیں خدمت کا موقع دیا جائے۔ فرمایا تم جاؤ نا! اپنے سائے میں بیٹھو عثمان غنی نے کہا۔ جو شخص الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (صاحب قوت و امانت) کو دیکھنا چاہتا ہے۔ انہیں دیکھ لے بلے

اسے امام شافعی نے اپنی سند میں روایت کیا ہے۔

۱۔ یہ تبلیغ ہے آیات قرآنیہ کی طرف

(۱) اِنَّ تَحْيِيْرَ مَنْ اسْتَاْجَزَكَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ۔ سورہ قصص آیت

(۲) اِنَّا عَلَيْنَا الْقَوِيُّ الْأَمِينُ۔ سورہ نمل آیت ۷

گنہم کے ساتھ دار الصدقہ (زکوٰۃ) سے حاصل ہونے والے جانوروں کے بارے میں داخل ہوا۔ وہاں عثمان غنیؓ تو سلے میں بیٹھ کر لکھنے لگے (کہ یہاں کتنے اونٹ ہیں کتنی بکریاں ہیں) جب کہ علی مرتضیٰؓ ان کے سر پر کھڑے ہو کر وہ کچھ لکھواتے جا رہے تھے۔ جو انہیں عمر فاروقؓ (گن گن کر) بتلا رہے تھے عمر فاروقؓ سخت گرمی میں دھوپ میں کھڑے تھے۔ صرف دو چادریں آپؐ کے جسم پر تھیں ایک تہبند، اور دوسری سروالی چادر۔ آپ صدقہ کے اونٹوں کے رنگ اور دانت وغیرہ تحریر میں لانے کا عمل مکمل کر رہے تھے۔ علی مرتضیٰؓ نے عثمان غنیؓ سے کہا: قرآن کریم میں حضرت شعیبؑ کی بیٹی کا قول آپؐ نے پڑھا ہے۔
يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ۔

ترجمہ: اے ابا جان! انہیں (موسیٰ علیہ السلام کو) مزدوری دیدو۔ مزدوری لینے والوں میں سے یہ بڑے قوی اور امانت دار ہیں۔
یہ کہہ کر عثمان غنیؓ نے عمر فاروقؓ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (قوت اور امانت والے)
اسے منحس اور ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

صدقہ کے دواؤں ٹوٹوں کی حفاظت کے لیے اچکی جالسوزی:
حدیث:

محمد بن علی بن حسین (یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ) حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز علاقہ عالیہ میں عثمان غنیؓ کے باغ میں آپؐ خود اور میں (غلام) موجود تھے۔ آپؐ نے دیکھا کہ دور سے ایک شخص

آپ کے دور خلافت میں گورنروں سے لیے جانے والے علف نامہ کی تحریر
حدیث

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق جب کسی علاقہ کا گورنر مقرر کرتے تو ایک تحریر لکھا کرتے اور اس پر مہاجرین و انصار صحابہ کی ایک جماعت کو گواہ بنایا کرتے۔ بعد ازاں اسے یہ نصیحت فرماتے۔ میں نے تمہیں مسلمانوں کے خون عزت اور پردہ داری پر اختیار نہیں دیا۔ (کہ جب چاہو ان کا خون ضائع کر دو یا عزت دری کر دو) میں نے تمہیں یہ عہدہ لوگوں میں نماز قائم کرنے مساوات قائم کرنے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لیے دیا ہے۔ اس کے بعد عمر فاروق اس سے یہ عہد لیا کرتے تھے کہ تم اپنے دور گورنری میں اچھا کھاؤ گے نہ اچھا پہنو گے۔ نہ گھوڑے کی سواری کرو گے اور نہ حاجت مندوں پر دروازہ بند کرو گے۔ اسے فضائی نے روایت کیا ہے۔ جس میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کو لازم و نازک چیزوں کے بجائے (درشت چیزیں استعمال کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

گورنر کے لیے اتنی سی عمارت کافی ہے جو اسے
دھوپ اور بارش سے بچا سکے

حدیث ۱۱

حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ گورنر کو فہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بذریعہ خط اپنی عمارت

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

گورنران مملکت کے نام آپ کے مکتوبات اور ہدایات عدلی انصاف

حدیث

اسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام اسے روایت ہے کہ عمر فاروق نے محمد زکویٰ بنی نام کے ایک شخص کو ناظم اعلیٰ (سیکرٹری) مقرر کیا۔ اور اسے وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے یہی لوگوں سے اپنا ہاتھ روک کر رکھ۔ مظلوم کی بددعا سے ڈر۔ کہ وہ فوراً قبول ہوتی ہے۔ جس شخص کے تھوڑے سے اونٹ یا بکریاں ہوں اسے چراگاہ میں آنے سے نہ روک (تاکہ اس کے تھوڑے سے جانور زندہ رہیں) جب کہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف جیسے مالداروں کے جانور مجھ پر تھوڑے کیونکہ اگر ان کے جانور ہلاک بھی ہو گئے تو وہ اپنے کھیتوں اور باغوں پر گزارہ کر لیں گے۔ لیکن اگر تھوڑے سے اونٹ یا بکریاں رکھنے والے شخص کے جانور ہلاک ہو گئے تو یا امیر المومنین پکا زنا ہوا اپنے بچوں سمیت میرے پاس آجائے گا، پھر کیا میں اسے ناکام لوٹا سکوں گا؟ کچھ تو سوچ، اس لیے ایسے لوگوں کو سونا چاندی (نقدی مدد) دینے کی نسبت ان کے جانوروں کو پانی اور چارادینا آسان ہے۔ قسم بخدا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بعض ہنگامی اور دفاعی ٹیکس لگا کر ان پر زیادتی کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے دور جاہلیت میں اپنی انہی زمینوں اور چشموں پر ہم سے کئی جنگیں لڑی ہیں۔ پھر وہ اسی حالت میں مسلمان ہو گئے تو قسم بخدا، اگر مجھے جہاد کے گھوڑوں کے لیے جس پر جابہین سوار ہوتے ہیں رقم کی ضرورت نہ ہو تو میں لوگوں سے کچھ بھی وصول نہ کروں۔

- ۲۔ کمزور شخص کو اپنے قریب کر دینا کہ اس کی زبان کھلے اور دل کی بات زبان پر آ سکے۔ (یعنی وہ اپنا مقصد کھل کر بیان کرنے کے قابل ہو جائے)
- ۳۔ باہر سے آئے ہوئے مسافر کی (فیصلہ کرنے میں) کیفیت ملحوظ خاطر رکھو کیونکہ اگر اسے زیادہ انتظار کرنا پڑے تو وہ اپنی حاجت چھوڑ کر چلا جائے گا۔
- ۴۔ حق مارنے والا وہی ہوتا ہے۔ جو سہراٹھا کر بات نہیں کرتا۔
- ۵۔ جب فریقین کے درمیان فیصلہ نہ کر پاؤ تو ان میں صلح کروادیا کرو۔ والسلام“ اسے سمرقندی نے روایت کیا ہے۔

(عمر فاروقؓ) اور آپ کے گوزروں کی باہمی ایمان افروز خط و کتابت)

حدیث

زید الایامی سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو خط لکھا۔

”و اما بعد۔ ہم آپ کے پاس ایک زمانہ گزرا چکے ہیں۔ یاد رکھیں۔ آپ کو اپنا خیال رکھنا (یعنی خود کو سنبھال کر رکھنا) اس وقت بہت ضروری ہے آج آپ امت مسلمہ کی ہر سرخ و سیاہ کے نگہدار ہیں۔ آپ کے پاس بھلا شخص بھی آکر بیٹھتا ہے اور برا بھی۔ دوست بھی اور دشمن بھی۔ اور کوئی منشا شنی عدل ہوتا ہے (یعنی آپ نے ہر کسی سے انصاف کرنا ہوتا ہے) تو آپ خیال فرمائیں ایسے میں آپ کی حالت کیا ہونی چاہیے۔ ہم آپ کو اسی بات سے ڈراتے ہیں۔ جس سے پہلی افواہ کو ڈرایا گیا۔ اور ہم آپ کو اس دن کا خوف بھی دلاتے ہیں۔ جب کچھ چہرے ذلیل ہو جائیں گے۔ دل کانپ اٹھیں گے۔ اور بادشاہ قہار کے آگے کسی کی کوئی دلیل

دارالامارت بنانے کی اجازت چاہی۔ اپنے جواب لکھا کہ تم ایسا مکان بنا سکتے ہو جو تمہیں دھوپ اور یاد دل سے بچا سکے۔
اسے بھی فضائل نے روایت کیا ہے

حدیث

عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حکم نامہ بھیجا اور لکھا کہ یہ اہل جاہلیہ کو پڑھ کر سنا دیں۔ حکم نامہ یہ تھا۔

دو لوگوں میں ہر فیصلہ مضبوط شمسٹ اور خندہ پیشانی سے کرو لوگوں کی قابل ستر چیزوں کی جستجو نہ کرو۔ کسی آزاد عورت پر حق کے بارہ میں غضب ناک نہ ہو۔ اور نہ ہی دین قائم کرنے میں کسی کی ملامت کا اثر قبول کرو۔ والسلام۔“

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی لکھا کہ ”کسی کے پڑوسی ہونے کے باعث حق کی بات میں اس کی طرف داری مت کرو۔“

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو یہ حکم نامہ بھی بھیجا۔

اما بعد! میں تمہیں یہ مکتوب بھیج رہا ہوں۔ جس میں میں نے اپنے اور تمہارے لیے کوئی بہتری فرو گذاشت نہیں کی۔ یہ تین عصال خود پر لازم کر لو تو تمہارا دین بھی سالم رہے گا۔ اور دنیا بھی بہتر ہوگی۔

۱۔ جب تمہارے پاس دو فریق تنازعے کر آئیں تو عادلانہ گواہیاں اور مضبوط قسمیں طلب کرو۔

دوست اور بیاطن دشمن ہونگے۔ تو عرض ہے کہ ابھی آپ لوگ ایسے
 نہیں اور نہ ہی وہ زمانہ ابھی آیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب
 جب لوگوں میں رغبت اور خوف کا ظہور ہوگا۔ لوگ اپنی دنیا چھوٹے بننے
 کے لیے ایک دوسرے کی رغبت رکھیں گے۔ آپ نے خط میں اس بات
 سے اللہ کی پناہ مانگی کہ میں آپ کے دلی مقصد کے سوا اس کا کوئی مقصد
 سمجھوں اور یہ کہ خط کا مقصد صرف نصیحت ہے۔ تو میں آپ کے دلی
 مقصد کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی آپ مجھے خط لکھتے رہیں کیونکہ
 ہم آپ سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔“
 اسے کتاب التحفہ میں روایت کیا گیا ہے۔

(حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹے کے نام خط جس کا ہر لفظ حکمت کا خزانہ ہے۔)

حدیث

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر کو

کو یہ مکتوب ارسال کیا۔

”اما بعد۔ جو شخص اللہ سے ڈرا۔ اسے خدا محفوظ رکھے گا۔ جس نے
 اس پر توکل کیا وہ اس کی کفایت کرے گا۔ جس نے اس کی محبت میں
 (کسی غریب کو) قرض دیا وہ اسے اس عمل کی جزا دیگا۔ اور جس نے اللہ
 کا شکر ادا کیا۔ اللہ اس کی نعمتیں بڑھا دے گا۔ چاہیے کہ تقویٰ تمہارے
 عمل کی اساس اور دل کی جلا ہو۔ کیونکہ جس کی نیت درست نہیں
 اس کا کوئی عمل مقبول نہیں۔ جس کے دل میں نرمی (نرحم) نہیں اسے
 مال کا فائدہ نہیں۔ اور جس نے پرانی چیزوں کو نہ اپنایا۔ اسے نئی چیز

نہیں چلے گی۔ سب لوگ اللہ کے آگے عاجز ہوں گے۔ اس کے حکم کے منتظر اور عذاب سے خائف۔ اللہ ہی ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دنیا میں دور آئے گا جب لوگ آپس میں بظاہر دوست اور باطن دشمن ہو جائیں گے۔ اور اس بات سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ کہ جس مقصد سے ہم نے یہ خط لکھا ہے۔ آپ ہمارا مقصد اس کے خلاف سمجھیں۔ ہم نے صرف نصیحت کے لیے لکھا ہے۔ والسلام۔“

مگر فاروق نے اس خط کا جواب یوں لکھا۔

و اما بعد۔ میرے پاس آپ کا خط پہنچا ہے۔ آپ لوگوں نے ایک ساتھ گزرا ہوا زمانہ یاد دلایا۔ اور مجھے اپنا آپ سنبھال کر رکھنے کی نصیحت کی ہے۔ مگر آپ لوگوں کو کیا پتہ۔ کہ میں اپنا محاسبہ کس قدر کرتا ہوں آپ نے لکھا ہے کہ میرے سامنے اچھا شخص بھی بیٹھتا اور برابر بھی دشمن بھی اور دوست بھی۔ میں امت مسلمہ کی ہر سرخ و سیاہ چیز کا نگہدار ہوں اور ہر کسی سے میں نے عدل کرنا ہے۔ تو عرض ہے کہ عمر کے نزدیک سب طاقتور اور سہارے اللہ ہی کے لیے ہیں۔ آپ نے مجھے اس بات کا خوف دلایا ہے جس سے پہلی امتوں کو بھی خوف دلایا گیا تھا۔ تو میں جانتا ہوں کہ وہ روز و شب کا بدلنا اور لوگوں کو اپنی موت کو پہنچنا ہے۔ یہی چیز جدید حالت کی بنیاد رکھتی ہے۔ بعید کو قریب کرتی ہے اور انجام کا وقت لے آتی ہے۔ اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے سبب جنت یا دوزخ میں جا پہنچتے ہیں۔ جہاں انہیں اللہ ان کے اچھے برے اعمال کی جزا دے گا۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ اللہ نے ہمیں وہ زمانہ یاد دلایا ہے۔ جب لوگ آپس میں بظاہر

دو اگر اس جہلت میں وہ گواہی دے آؤ تو فیصلہ اس کے حق میں کرو۔
 اور نہ لاسکے تو اس کے خلاف کرو۔ کیونکہ یہ عمل اندھے پن کی جلا
 اور مضبوط عذر ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں عادل ہے
 البتہ جسے جرم تہمت زنی کے کوٹھ لگے ہوں یا وہ پہلے کبھی بھوٹی
 گواہی دے چکا ہو۔ یا ولاد اور وراثت جیسا کوئی بھی مال حاصل
 کرنے میں متہم ہو۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے
 بھید جانتا ہے (اور بدیہی کی سزا دینے والا) ہے۔ تم پر مرن گواہی
 طلب کرنا ضروری ہے۔ تنگ دلی۔ مردم آزماری اور حق بات میں کسی
 فریق سے نفرت جیسے کاموں سے بچو۔ کیونکہ حق بات سے اللہ اجر اور
 بہتر انجام عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ جب انسان اپنا معاملہ اللہ کے ساتھ
 بہتر کر لیتا ہے خواہ اسے دنیاوی نقصان ہو۔ تو اللہ لوگوں کے ساتھ
 اس کا معاملہ درست کر دیتا ہے۔ جو شخص لوگوں کے آگے بھوٹ بولے
 جب کہ اللہ جانتا ہو کہ حقیقت اس کے برعکس ہے تو اللہ اسے اپنے
 ہاں معیوب لکھ دیتا ہے۔ اور اللہ عز و جل کے ہاں ثواب اور جلد حاصل
 ہونے والے رزق اور رحمت کے خزانوں کا تو کیا کہنا ہے۔ والسلام
 اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یہ
 مکتوب بھی روانہ کیا۔

در اما بعد سب سے بہتر راعی (چرواہا۔ یعنی حاکم) وہ ہے جس
 کے سبب رعیت کو نیک بختی ملے۔ اور بُرا راعی وہ ہے جس سے

(جنت) بھی نہیں ملے گی۔

اسے صولی نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

ابو حنظلہؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری (گورنر کوفہ)

کو یہ مکتوب روانہ کیا۔

و اما بعد۔ عدالت اور لوگوں میں فیصلہ کرنا۔ ایک محکم فریضہ اور قابل
عمل سنت ہے جب تمہارے سامنے دلیں پیش کی جائے تو اپنے فہم
سے بھی کام لو جب حق بات ظاہر ہو جائے تو اسے فوراً نافذ کر دو۔
کیونکہ حق کی بات کہنا کچھ مفید نہیں جب تک اس پر عمل نہ کروایا جائے
اپنی حاضری اور مجلس میں لوگوں کے درمیان صلح کرواؤ نہ کہ کوئی
کمزور تمہارے عدل سے یا یوس نہ رہے۔ اور کسی عزت دار کو تم سے
زیادتی کی امید نہ ہو۔ دعویٰ کرنے والے پر گواہی پیش کرنا۔ اور
مدعی علیہ پر قسم اٹھانا ضروری ہے۔ جو صلح حرام کو حلال اور حلال کو حرام
کر دے۔ اس کے سوا ہر صلح مسلمانوں میں جائز ہے۔ اگر تم کل کوئی
فیصلہ کر چکے اور آج اس کی غلطی ظاہر ہوئی ہے تو فوراً سخی کی طرف لوٹ
آؤ۔ کیونکہ حق ہی قدیم ہے۔ اور باطل پر اڑے رہنے سے سخی کی طرف
لوٹ آنا بہتر ہے۔ جس مسئلہ میں تم قرآن و حدیث سے فیصلہ نہ پاسکو تو
اپنے سینے میں اٹھنے والی بات کو خوب خوب سمجھو۔ زیر بحث مسئلہ جیسی
صورت حال کی مثالیں اقرآن اور سیرت نبوی میں تلاش کرو اور جو
ان میں فیصلہ طلب مسئلہ سے زیادہ ترہیم شکل ہو۔ اس پر اسے قیاس کر
لو وہی اللہ کے ہاں محبوب تر ہوگی۔ مدعی کو گواہی لانے کے لیے جہلت

و حفظ اور ذکرِ انثرت ہو تو رک جانے والوں میں سے بن جا۔“

اسے ابن ابی الدنیانے بابِ محاسبۃ النفس میں روایت کیا ہے۔

حدیث: ابو عثمان عبد الرحمن بن ہندی سے روایت ہے کہ جب ہم عتبہ بن فرقد کی سرپرستی میں آذربے جان کے محاذ پر تھے۔ عمر فاروقؓ کا مکتوب آیا۔ لکھا تھا۔

و اے عتبہ! یہ سپہ سالاری نہ تمہاری ذاتی کوشش ہے۔ نہ تمہارے باپ کی۔ جس کھانے سے تم اپنے کچا دے میں سیر ہوتے ہو۔ مسلمان فوجیوں کو بھی ان کے کچا دوس میں وہی کھانا مہیا کیا کرو۔ ناز و نعم۔ کافروں والے لباس اور ریشم پہننے سے بچو۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم سے منع فرمایا۔ مگر اسقدر اس کے ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دربیانی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلیوں کو ملا دیا۔ (یعنی تھوڑا سا)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں عمر فاروقؓ کی قدر سے زیادہ تھی

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ زمین پر عمر سے زیادہ میرے نزدیک کوئی محبوب نہیں۔ عمر بولے کیا کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ عمر سے زیادہ روئے زمین پر مجھے کوئی انسان محبوب نہیں، عمر فاروقؓ بولے۔ مجھے بھی آپ اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہیں۔

رعیت پر بد بختی آجھائے دل ٹیڑھا مت کرو۔ نہیں تو تمہارے اعمال
بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ ایسے میں اللہ کے ہاں تمہاری مثال
اس جانور کی سی ہوگی۔ جو سر سبز زمین دیکھ کر اس پر چرنے لگتا
ہے۔ تاکہ وہ خوب پیٹ بھرے حالانکہ یہی بات اس کے لیے باعث
ہلاکت ہوتی ہے۔ والسلام۔“

حدیث

کرام بن معاویہ سے روایت ہے کہ ہمیں عمر فاروق نے یہ خط لکھا۔
دو گھوڑوں کو آداب میدانِ حرب سکھاؤ۔ اپنے درمیان صلیب
کو بلند نہ ہونے دو۔ اور نہ ہی خنجر بروں کو اپنے قریب بٹھکنے دو۔ یعنی
اسلامی ملک میں رہنے والے عیسائیوں کو شہروں میں صلیب اٹھانے
اور خنجر بر لائے نہ دو۔

اسے ابن عرفہ عبیدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

جعفر بن رومان سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی
گورنر کو مکتوب لکھا جس کا آخری حصہ یہ تھا۔

دو آسانی کے وقت میں اپنا محاسبہ کر لو۔ اس کے قبل کہ سختی کے وقت
تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ جو آسانی کے وقت اپنا محاسبہ کر لیتا
ہے۔ اس کا انجام قابلِ اشک ہوتا ہے۔ یعنی خوشنودئی باری
تعالیٰ۔ مگر جسے اس کی زندگی اور خواہشات نے تیاہ کر دیا ہو تو
ندامت و حسرت اس کا انجام بن جاتا ہے۔ جب کوئی تجھے وعظ
کرے تو فیصحت پکڑ کہیں تیری عاقبت قابلِ نفرت نہ ہو۔ جب

یعنی سیکھنے (فرشتہ) عمر فاروق کی زبان پر بولتا ہے۔ شیطان آپ کو گناہ کی طرف لے جانے سے ڈرتا ہے۔ اور قرآن کریم میں عمر فاروق کی کلام بھی ہے (یعنی آپ کی رائے پر اتاری ہوئی آیات ہیں)

یہ احادیث آپ کے فضائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے گذر چکی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو القوی الامین کا لقب دیا۔ حضرت علی اور حسین نے عمر فاروق کے عدل و احسان کی گواہی دی۔ اس طرح شیخین کے باب میں احادیث تخمیر گذر چکی ہیں۔ اور یہ حدیث کہ ابو بکر و عمر دونوں جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اور یونہی شیخین کی محبت پر ابھارتے اور انہیں گالی دینے سے ڈرانے والی احادیث بھی گذر چکی ہیں۔

اور آپ کی وفات کی فصل میں حضرت علی کی روایت سے مزید احادیث آ رہی ہیں اور کچھ باب شیخین میں گذر چکی ہیں۔ اسی طرح خلفاء اربعہ کے باب میں ان کے فضائل اور خلافت کے متمن میں اور باب فضائل صحابہ ثلاثہ میں بھی ایسی احادیث بیان ہو چکی ہیں۔

حدیث :

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جب صالحین کا ذکر ہو تو سب سے پہلے اور فوراً عمر فاروق کا ذکر کیا کرو۔

حدیث :

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل بخران سے فرمایا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہترین راہ پر چلنے والی حکومت کر گئے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے مقرر کردہ اصول سے انحراف نہیں کروں گا۔

۱۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ بلاشبہ سیرت حضرت عمر فاروق کو اپنانا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب الاخبار الطوال ص ۵۲ میں ہے کہ ۳۶ھ میں

فصل نہم

فضائل عمر حضرت فاروق میں جناب علی رضی اللہ عنہم

سے روایات

اس فصل کی بیشتر احادیث گزر چکی ہیں۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔

اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب

آپ کا نام فاروق رکھا جانا۔ آپ کو اہل جنت میں سے قرار دیا جانا اور یہ

حدیث کہ عمر سواہل الجنت یہ احادیث سب حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے مروی ہیں اور گزر چکی ہیں۔

پھر آپ کے خصائص میں گزر چکا ہے۔ آپ نے علانیہ ہجرت کی آپ نے یہود

کے ہاں جا کر اسلام کے بارہ میں بحث کی۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ رمضان میں

مسجدوں کے قریب سے گزرے تو عمر فاروق کو دعادی۔ پھر فضائل عمر فاروق

میں گزر چکا ہے کہ :

إِنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ. إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخَافُهُ أَنْ

يَجُوزَهُ إِلَى مَعْصِيَةٍ أَوْ إِنَّ فِي الْقُرْآنِ كَلَامًا مِنْ كَلَامِهِ.

حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت علی کی سیرت عمر فاروق سے بڑی حد تک ملتی ہے۔

حدیث

ابو اسحاق اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے گئے کہ آپ رو پڑے۔ کہا گیا امیر المؤمنین! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا مجھے میرے دوست عمر یاد آئے ہیں۔ یہ چادر انہوں نے ہی مجھے دی تھی۔

لله بلد فلان، فلقد قَوَّمَ الادود وادى العمد و اقام السنة و خلص
الفتنة ذهب ثقی الثوب قليل العيب، اصاب خيرها و سبق شرها،
ادى الى الله طاعة و اتقاه بحقه. نهى البلد عنه خطبة ۳۳۸ منها
ترجمہ: فلان آدمی دھرت عمر کی حکومت اللہ ہی کی عطا تھی، انہوں نے میری ہی راہ سیدھی
کر دی اور بیماری کا علاج کیا (جراثیم کا قلع قمع کر دیا)، سنت رسول قائم کی اور فتنے
دبا دیے۔ وہ دنیا سے پاک دامن اور کم عیب گیا، اس نے خلافت و حکومت حاصل
کی اور اس کی شر سے دامن بچا لیا اس نے اللہ کی اطاعت کا حق ادا کیا اور
نافرمانی سے بچا رہا۔

اس عبارت میں "فلان آدمی" سے مشہور شیعہ شاربہ ابن میثم کے نزدیک ابو بکر صدیق
ہیں مگر وہ کہتا ہے اس سے عمر فاروق بھی مراد ہو سکتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ دونوں اسی قابل ہیں
کہ انہیں یہاں مراد لیا جائے۔

اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمنا تھی کہ اے کاش عمر فاروق جیسا اعمال نامہ خیر میں نہیں حاصل
ہو جائے دیکھیے معانی البخاری شیخ مددوق، ص ۴۱۲

حدیث

شعبی سے ہی روایت ہے کہ جب حضرت علیؑ نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا اور وہاں منتقل ہوئے تو فرمایا۔ میں ایسی کوئی گانٹھ کھولنے کو بھی تیار نہیں ہوں جو حضرت عمرؓ نے لگائی ہے۔

حدیث

امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے حضرت علیؑ کو قہ آئے ہیں۔ میرے علم میں ایسا کوئی واقعہ نہیں کہ آپؑ نے عمر فاروقؓ کی مخالفت کی ہو یا ان کے لیے ہوئے کسی فیصلہ کو یہ لاہو۔

حدیث

جب حضرت علیؑ نے کوفہ میں دار الخلافہ قائم کیا تو آپؑ سے عرض کیا گیا امیر المؤمنین ! آپ قمر خلافت میں نہیں اتریں گے؟

قال لا حاجة لي في نزولي لان عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يبغضه ولنگني نائل الرحبة، ثم اقبل حتى دخل المسجد الا عظم فضلي مراكتين، ثم نزل الرحبة

حضرت علیؑ نے جواب دیا مجھے کسی عمل اترنے کی خواہش نہیں کیونکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ علیؑ نام کی چیز کو بڑا سمجھتے تھے میں تو کسی سمی کی جگہ پر پڑا دو کروں گا یہ کہہ کر چل پڑے، جامع مسجد میں گئے، وہاں دو رکعت پڑھیں، پھر آپؑ نے کھلی جگہ کچھری لگائی۔

ثابت ہوا حضرت علیؑ کے نزدیک سادگی قناعت اور تفرغ و انشراح کے لیے حضرت عمرؓ کی سیرت ایک قابل تقلید نمونہ تھی اور واقعتاً آپؑ کی سیرت ایسی ہی ہے۔

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروقؓ کے قیام عدل۔ نفاذ اسلام اور تہ سیر مملکت کے متعلق جامع الفاظ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

فصل دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور متعلقہ امور

خلفاء اربعہ - صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے ابواب میں اس مضمون کی احادیث کا ایک بہت بڑا حصہ گزر چکا ہے۔

خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ کے بارے اہل کتاب کی پیش گوئی

حدیث

صالح بن کیسان سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہود کا کہنا ہے کہ ہم اپنی کتب میں انبیاء سے مروی احادیث میں یہ روایت پاتے ہیں کہ فلاں صفا کا آدمی یہود کو حجاز سے نکالے گا۔ وہ صفات تمام عمر فاروق میں پائی جاتی ہیں۔ اور حقیقتاً آپ نے یہود کو حجاز سے نکالا بھی ہے۔ اسے زہری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن السفر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اکثر ایک چادر نظر آتی تھی۔ ایک بار پوچھا گیا۔ آپ اسے کثرت کے ساتھ کیوں پہنتے ہیں۔ فرمایا یہ مجھے میرے دوست اور جنگری یا عمر فاروق نے پہنائی تھی۔ یہ احادیث ابن سہمان نے موافقت میں روایت کی ہیں۔

تشریح

یہ آخری حدیث ابوالقاسم حریری نے بھی روایت کی ہے اور ساتھ یہ الفاظ بڑھائے ہیں کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رضا کے لیے نصیحت فرمانے والے تھے۔ اللہ نے انہیں ہمیشہ سیدھی راہ پر رکھا۔ اور ساتھ ہی آپ رو پڑے۔

حدیث

حضرت علی سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص کے بارہ ہیں مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھے عمر فاروق پر فضیلت دیتا ہے میں اسے حد قذف جیسی سزا دوں گا۔

اسے سعدان بن نصر سے روایت کیا ہے۔ یونہی شیخین کے باب میں ایسے مضامین کی احادیث بکثرت گزر چکی ہیں۔

تم میں اس شخص کی صفات دیکھ رہا ہوں۔ جو ہمیں اس عبادت گاہ سے نکال دے گا۔ اور اس ملک پر قابض ہو جائے گا۔ میں نے کہا اے شخص! تم نے مجھ سے جو نیکی کی ہے۔ اسے ضائع نہ کرو۔ وہ کہنے لگا تم مجھے ایک تحریر لکھ دو جس کا تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ اگر تم وہی شخص ہو۔ جس کا ہمیں خون ہے تو ہمارا مقصد صل ہو جائے گا۔ اگر تم کوئی اور ہو تو یہ تحریر تمہارے لیے کچھ نقصان دہ نہیں۔ میں نے کہا لاؤ! تو میں نے تحریر لکھی اور اپنی انگوٹھی سے اس پر مہر لگائی۔ اس نے زاد راہ منگو کر مجھے دیا اور ساتھ کچھ کپڑے اور ایک خنجر بھی دیا۔ اور کہا سن رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں سن رہا ہوں۔ بولا اس پر سوار ہو جاؤ۔ تم جس بھی عبادت گاہ سے گزرو گے وہ لوگ اس خنجر کو چارہ بھی دیں گے اور پانی بھی۔ جب تم اپنی جائے امن پر پہنچ جاؤ تو اس کا چہرہ پھیر دینا۔ یہ سیدھی واپس آئے گی اور راہ میں تمام عبادت گاہوں والے اسے دانہ پانی دیتے رہیں گے۔ چنانچہ میں اس پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے آملا جو راستے میں تھے۔ میں نے خنجر کا چہرہ پیچھے کو موڑ دیا۔ اور ساتھیوں کے ساتھ ہو لیا۔

راوی کہتا ہے جب اپنے دور خلافت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام آئے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا۔ اور آپ کی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروق نے اسے پہچان لیا۔ وہ کہنے لگا۔ اپنا وعدہ پورا کریں۔ عمر فاروق بولے۔ یہ کام میں اکیلا نہیں کر سکتا جب تک سب مسلمان اجازت نہ دیں۔ اس کے بعد عمر فاروق نے لوگوں کو سارا واقعہ سنایا۔ پھر راہب سے کہا۔ اگر تم یہاں مسلمانوں کی میزبانی کرتے رہو۔ ان کے آئے جانے کے راستے کھنڈے رکھو اور ان کے مرعضوں کا خیال رکھو تو تم تمہیں امان دے سکتے ہیں وہ کہنے لگا ہیر المؤمنین! ٹھیک ہے تب آپ نے انہیں امان دیدی ۱۷

۱۷ یہ واقعہ لکھنے سے یہ تینا مقصد ہے کہ حضرت عمر کی خلافت کا تذکرہ یہی آسمانی کتب میں بھی موجود تھا۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں دور جاہلیت میں بغرض تجارت اپنے قریشی ساتھیوں کے ساتھ شام پہنچا۔ جب ہم دمشق سے فارغ ہو کر عازم مکہ ہوئے تو مجھے ایک بھولا ہوا ضروری کام یاد آگیا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا تم چلو میں تم سے آملوں گا۔ چنانچہ میں واپس دمشق گیا۔ وہاں میں ایک بازار میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک یہودی سردار نے پیچھے سے میری گردن دبوچ لی اور وہ مجھے ایک گرجے میں لے گیا۔ جو غبار اور دھول سے اٹا پڑا تھا۔ مجھے اس نے ایک کرسی۔ کھاڑا اور ایک ٹوکری دی کہ یہ مٹی سے یہاں سے وہاں پتیاؤ! میں بیٹھ کر سوچنے لگا۔ کہ کیا کروں۔ پھر وہ دوپہر کے وقت واپس آیا اور بولا۔ تم نے تو ذرا سی بھی مٹی نہیں نکالی۔ ساتھ اس نے میرے سر پر مکہ دے مارا۔ میں نے اپنے دل سے کہا اے عمر! تجھے تیری ماں روئے تیرا وقت آخر آگیا ہے چنانچہ میں نے وہ کسی اٹھائی اور اس کے سر میں دے ماری جس سے اس کا دماغ باہر نکل آیا۔ میں نے اس کی نعش مٹی تنے دبائی اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا دن اور اگلی رات جدھر متہ آیا بھاگتا رہا۔ اور اگلے دن ایک یہودی عبادت گاہ تک جا پہنچا۔ میں اس کے سائے میں بیٹھ گیا۔ اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا۔ اور بولا اے اللہ کے بندے۔ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا اپنے ساتھیوں سے پچھڑ گیا ہوں۔ وہ کہنے لگا تم مسافر تو نہیں بھاگے ہوئے لگتے ہو۔ تمہاری آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں ہیں۔ آؤ کھانا کھاؤ۔ پانی پیو۔ آرام کرو اور سو جاؤ۔ تو میں اندر چلا گیا۔ چنانچہ کھانا پانی لایا گیا۔ اور وہ شخص مجھے بنظر غائر دیکھتا رہا۔ پھر گویا ہوا۔ اے شخص اہل کتاب کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اس وقت تمام روئے زمین پر مجھ سے زیادہ خداوندی کتاب کا عالم کوئی نہیں۔ اور میں

بارہ میں سخت روی کے لیے آپ کو جبریل سے تشبیہ دی۔ اور سخت گیری میں نور علیہ السلام سے۔ تو تم میں سے کوئی شخص عمر فاروق جیسا ہو سکتا ہے۔ ۹

حدیث

مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دنیا میں پیارا انسان بڑی فراست والے لگے ہیں دو عورتیں اور دو مرد پہلی عورت شعیب علیہ السلام کی بیٹی ہے۔ جس نے اپنی فراست سے کہا۔

يَا أَيَّتُهَا الْجُودَةُ رَأَتْ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ

الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (سورۃ قصص آیت ۲۶)

(اے باب! اسے (موسیٰ علیہ السلام کو) مزدوری دیدو! جتنے لوگوں کو آپ نے مزدوری دی ان سب سے یہ بہتر قوت اور امانت

والا ہے۔)

اور پہلا مرد عزیز مصر ہے۔ جس نے اپنی فراست سے پہچانتے ہوئے یوسف علیہ السلام کو خرید لیا۔ جبکہ آپکے بھائی آپ سے لاغرض ہو گئے تھے۔ ایسے میں اس نے اپنی بیوی (زینب) سے کہا۔

أَكْرِفِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَ لَهُ وَلَدًا

دسورہ یوسف آیت ۲۱

ترجمہ: اس کی رہائش اچھی بناؤ۔ شاید یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے

بیٹا بنالیں۔

دوسری عورت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جنہوں نے اپنی فراست سے

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو پہچانتے ہوئے اپنے چچا سے کہا۔ میری روح نے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی خوشبو پائی ہے۔ ان سے میرا

اسے صاحب "فضائل عمر" نے روایت کیا ہے۔
حضرت عمر فاروق کی اہل بیت خلافت پر علی مرتضیٰ کی
مہر صدیق اور ابو بکر صدیق کی طرف سے آپ کی ولی عہدی کی توثیق

حدیث

مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک بار طویل خطبہ ارشاد فرمایا
جس میں یہ بھی تھا کہ :

وہ لوگو! خلافت و حکومت شروع سے آخر تک یکساں ہونی
چاہیے اسے وہی نبھا سکتا ہے جو سب سے زیادہ قدرت ضبط نفس اور
مضبوط ارادہ کا مالک اور نرم رو ہو۔ ہر کام میانہ روی سے کرے نہ
کمی کرے اور نہ زیادتی۔ اور اپنے مقصد کو ہر وقت پیش نظر رکھے جبکہ
یہ تمام صفات عمر فاروق میں پائی جاتی ہیں۔

حدیث

مروی ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک اور طویل خطبہ میں فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حکومت عمر فاروق کو دی۔ کوئی آپ سے راضی تھا۔
اور کوئی ناراض۔ جب کہ میں آپ پر راضی تھا۔ خدا کی قسم! آپ جب دنیا سے
گئے ہیں تو کوئی بھی آپ سے ناراض نہ تھا۔ اللہ نے آپ کے اسلام لانے سے
اسلام کو عزت دی۔ آپ کی ہجرت کو دین کی مضبوطی کی سند بنا دیا۔ اللہ نے آپ
کی زبان پر سختیوں جاری کر دیا کہ ہم سمجھے۔ گویا۔ آپ کی زبان پر فرشتہ بولتا
ہے۔ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈالی۔ اور منافقوں پر آپ کا
خوف مسلط کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی قوت ارادی۔ اور دین کے

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیعت

ابو عمر وغیرہ مؤرخین کے مطابق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات رات گزرنے پر صبح کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔ اور جیسا کہ گزر چکا آپ ﷺ میں خلیفہ بنے۔

خلافت حاصل کرنے کے بعد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا خطبہ

حدیث

شہادین اوس سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے منبر پر پہلا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ میں سخت ہوں مجھے نرم بنادے ضعیف ہوں مجھے قوی کر دے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے۔
اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حسن امابیع سے روایت ہے کہ پہلے خطبہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

”واللہ، میری آزمائش آپ لوگوں سے اور آپ کی جگہ سے لی جا رہی ہے اپنے ساتھی ابو بکر کے بعد تمہارا خلیفہ بنا ہوں جو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں ان کا معاملہ ہم خود نمٹا لیں گے۔ اور جو یہاں سے غائب (دوسرے شہروں میں) ہیں ان پر ہم قوت و امانت دے گورنر قائم کریں گے تو بہتر کردار والا ہم سے بہتر کردار پائے گا۔ اور بد کردار سزا پائے گا۔ اللہ آپ لوگوں کی اور ہمارے بخشش فرمانے۔“

نکاح کردوا اور دوسرا مرد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب انہیں وفات آئی تو انہوں نے فرمایا۔ میری فراست کہتی ہے کہ اپنے بعد عمر فاروق کو حکومت دے جاؤں تو میں نے (علی مرتضیٰ نے) ان سے کہا اے ابو بکر! اگر آپ انہیں خلیفہ بناتے ہیں تو میں راضی ہوں۔ ابو بکر صدیق نے کہا۔ آپ نے مجھے خوش کر دیا۔ قسم بخدا میں تمہیں وہ راز بتا دوں جو مجھے نبی علیہ السلام نے بتلایا تھا۔ میں نے کہا۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے۔ فرمایا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ پل صراط پر ایک گھاٹی ہے۔ جسے کوئی بھی شخص علی بن ابی طالب کی اجازت کے بغیر عبور نہ کرے گا۔ میں نے (علی مرتضیٰ نے) کہا کیا میں بھی آپ کو آپ کے اور عمر فاروق کے بارہ میں وہ راز بتا دوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں کیوں نہیں۔ تو میں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ:

هَذَا اَنْ سَيَذْكُرُ لِي اَهْلَ الْجَنَّةِ.

(ابو بکر و عمر دونوں جنت کے بوڑھے لوگوں کے سردار ہیں)

حدیث

مروی ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ یا وہ کمزور پڑ گئے تو ایک روز اپنے کھڑکی سے سر باہر نکال کر لوگوں سے خطاب فرمایا کہ:

وہ اے لوگو! میں نے ایک عہد کیا ہے۔ کیا تم اس پر راضی ہو گے؟
لوگوں نے کہا۔ اے خلیفہ رسول! ہم راضی ہونگے۔ علی مرتضیٰ بولے
اگر عمر کے سوا کسی کو خلیفہ بنایا تو ہم راضی نہ ہونگے۔ ابو بکر صدیق نے
فرمایا۔ تو میں نے عمر کو ہی خلیفہ بنایا ہے۔

حدیث

ابن الہتتم سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت سنبھالنے پر حضرت عمر فاروق نے بازو چڑھالیے۔ دامن اٹھالیا اور ہر کام کے لیے اس کے مناسب کارندے مقرر کیے اور ہر مشکل معاملہ حل کر دکھایا۔ پھر آپ کو وفات آئی۔ آپ نے بیت المال سے جو کچھ مال لیا وہ آپ کی اولاد میں سے کسی کی ضروریات پر کبھی پورا نہ اتر سکا۔ بلکہ آپ نے آخر وقت میں اپنا ایک باغ بیچ کر بیت المال سے لی ہوئی تنخواہ بھی واپس لوٹا دی۔

حدیث

ابن الہتتم سے روایت ہے کہ عمر فاروق فرمایا کرتے تھے۔ اگر مجھے کوئی اور شخص خود سے زیادہ قوی نظر آجائے تو میں اس پر حکومت کرنے کے بجائے یہ پسند کرتا کہ وہ آگے بڑھ کر میری گردن اڑا دے (اور خود حکومت کرے)۔
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دربان مقرر کیا تھا۔ جسے یہ فرما کہتے تھے عبد اللہ بن ارقم اور زید بن ثابت آپ کے منشی تھے۔
اسے بخندی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی انگوٹھی پر یہ لکھوایا ہوا تھا۔ ”اے عمر! موت سے بڑا کوئی واعظ نہیں“۔

اسے ابو عمر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ آپ کی سرکاری مہر وہی تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اور جو بعد میں ابو بکر صدیق کے ہاتھ میں آئی پھر وہ عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں رہی۔ تا آنکہ کنواں اریس میں عثمان غنی سے گر گئی۔ اس پر تحریر تھا۔

حدیث

شعبی سے روایت ہے کہ عمر فاروق خلافت سنبھالنے کے بعد منبر پر جلوہ آرا ہوئے تو فرمایا -

و اللہ عجیب اس کا اہل قرار نہیں دیتا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بجائے بیٹھوں یہ کہہ کر آپ منبر کی نیچے والی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا - قرآن پڑھو کہ تم اس کے عالم بن جاؤ۔ اور اس طرح اس پر عمل کرو کہ اہل قرآن کہلاؤ۔ تم اپنا وزن کر لو۔ اس سے قبل کہ تمہارا وزن کیا جائے اور بڑی پیشی کے دن زینت تیار کر لو جب تم اللہ کے سامنے حاضر ہو گے۔ وہاں کوئی شخص اپنا بھید چھپانے سے لگا۔ کسی صاحب حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔ خبردار! اللہ کے مال (بیت المال) کے منتقل میری حالت یتیم کے ولی کی سی ہے۔ اگر مجھے ضرورت نہ پڑی تو اس میں سے کچھ تنخواہ نہ لوں گا۔ اور ضرورت پڑی تو معروف طریقہ پر کچھ لوں گا۔“

اسے فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

شترج سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق کی ماہانہ تنخواہ ایک سو درہم تھی کتاب النثر کی پہلی فصل میں قلعی کی روایت کے مطابق اس سے زیادہ تنخواہ بھی مذکور ہے۔ وہاں حصول خلافت کے بعد آپ کی ہیبت سفر و حضر میں لوگوں کے ساتھ آپ کی تواضع و انصاف وغیرہ امور بڑی وضاحت سے بیان کیے گئے ہیں۔ وہاں سے رجوع کیا جائے۔

ہو جائے۔ اے اللہ مجھے اپنی طرف بلائے تو ذوالحجہ ابھی ختم بھی نہ ہوا تھا کہ آپ پر قائلانہ حمد ہو گیا۔

اسے ابن ضحاک اور فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حفص اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام اسم دونوں سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِزْفُخْنِيْ شَهِادَةً فِىْ سَبِيْلِكَ وَاَجْعَلْ مَوْتَانِىْ
بِكَ ذَرَسُوْلِكَ

(اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر (مدینہ طیبہ) میں موت عطا فرما۔)

ایک روایت ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے (کہ مدینہ طیبہ) میں آپ کو شہادت ملے جنگیں تو عراق و شام میں ہو رہی ہیں) آپ نے فرمایا۔ اللہ چاہے تو مجھے یہیں شہادت عطا فرما سکتا ہے۔ اسے بخاری نے اور ابوذر عدی نے کتاب الفس میں روایت کیا ہے۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مفصل واقعہ

حدیث

عمر بن مہیون سے روایت ہے کہ (میں دوسری صف میں کھڑا تھا) میرے اور عمر فاروق کے درمیان مرت حضرت ابن عباس تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز شروع کرنے سے قبل صفوں میں گھومتے اور فرمایا کرتے اِسْتَوْذُوا۔ (سیدھے ہو جاؤ کسی کا قدم آگے پیچھے نہ رہے) چنانچہ جب آپ کو حسب معمول تسبی ہو گئی

مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ.

اس پر خلافتِ صدیقی کے ضمن میں تفصیلی بات ہو چکی ہے۔
دیکھئے۔

فصل یازہم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

شہادت اور دیگر امور متعلقہ

حدیث

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حج کر کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے لوٹے تو اطلح وادی میں اونٹ بٹھلایا۔ اور آرام کرنے کے لیے ایک جگہ زمین کو ہموار کیا۔ پھر اس پر چادر ڈال کر لیٹ گئے۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ میری عمر زیادہ ہو چکی۔ قویٰ کمزور پڑ گئے اور رعیت زیادہ ہو گئی تو اس سے قبل کہ میں اپنا عمل خالص کروں یا کوئی زیادتی

تھی۔ پھر فرمایا۔ الحمد للہ۔ میری موت کسی مسلمان کے ہاتھوں واقع نہیں ہوئی۔ اے ابن عباس! آپ اور آپ کے والد چاہتے تھے۔ کہ مدینہ طیبہ میں یہ عجمی کافر زیادہ آجائیں۔ اور حقیقت ہے کہ حضرت عباس کے ہاں کافر غلام بہت تھے۔ ابن عباس بولے۔ اگر آپ کہیں تو ان سب کو اڑادوں؛ آپ نے فرمایا۔ اب کس لیے۔ اب تو ان میں سے کئی نے تمہاری زبان سے بات کہ دی۔ (یعنی اسلام لے آئے) تمہارے قبیلہ کی طرف نماز پڑھ لی۔ اور تم جیسا سچ کر چکے ہیں۔

چنانچہ آپ کو اٹھا کر گھر پہنچایا گیا۔ ہم صحابہ بھی ساتھ چلے ہمیں یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس سے قبل لوگوں کو کبھی کوئی مصیبت آئی نہیں۔ بعض تو کہتے کہ کچھ ڈر نہیں۔ (آپ پنج جاہلیں گے) اور دوسرے کہتے تھے کہ ہمیں امید نہیں آپ کے پاس شہوت لایا گیا۔ جو آپ نے پیا مگر وہ شہوت پیٹ کے زخم سے باہر نکل گیا۔ پھر دودھ لایا گیا۔ وہ بھی زخم سے خارج ہو گیا۔ تب لوگوں نے کہا کہ آپ بچیں گے نہیں۔ لوگ آپ کے پاس آتے رہے۔ اور آپ کے عدل و انصاف کی تعریف کرتے رہے۔ ایک نوجوان آیا کہنے لگا۔ امیر المؤمنین! آپ کو مبارک ہو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی۔ اور اسلام کی خدمت کی اور حکومت حاصل کی تو عدل کر دکھایا۔ اب آپ دنیا سے شہادت کے ساتھ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو ایک ذمہ تھا۔ جو سر سے اتر گیا۔ اس کا نفع ہوا نہ نقصان۔ جب وہ نوجوان واپس ہوا تو آپ نے دیکھا اس کا تہ بند زمین پر گھسٹ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسے واپس لاؤ۔ آپ نے اسے فرمایا۔ لے جیتے! اپنا کپڑا اپنے ہاتھوں کے ساتھ اوپر باندھ لیا کرو۔ اس میں لباس کی صفائی بھی ہے اور اللہ کا تقویٰ بھی۔ پھر فرمایا۔ اے عبد اللہ بن عمر! حساب کرو مجھ پر کتنا فرض ہے۔ تو معلوم ہوا۔ پھیا سی ہزار درہم قرض تھا۔ آپ نے فرمایا۔

کہ صفیں درست ہو گئی ہیں۔ تو آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہہ دی۔ اور اکثر آپ نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ یوسف (ایک پون پارہ) اور سورہ نحل (ایک پون پارہ) یا اتنی ہی لمبی کوئی اور سورت پڑھتے تھے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ اکٹھے ہو جائیں۔ ابھی آپ نے نماز شروع کی ہی تھی۔ کہ میں نے آپ کی آواز سنی ”اوہ مجھے کسی نے قتل کر دیا ہے یا کتے نے کاٹ لیا ہے۔“ اور ساتھ ہی ایک عجیبی کافر دو طرف والی خنجر لیے صفوں کو پھیرتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ دائیں بائیں خنجر چلانا گیا۔ جس سے تیرہ آدمی زخمی ہو گئے۔ جن میں سے نو نے شہادت پائی پھر باہر سے آنے والے ایک شخص نے جب اس عجیبی کافر (ابو لؤلؤ عوسلی) کو یوں نکلتے دیکھا تو اس پر اپنا کمبل پھینک دیا۔ (اور اسے لپیٹ لیا۔) جب اسے اپنے پکڑے جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے کمبل کے اندر ہی خود کو قتل کر دیا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا۔ لے ہو لوگ عمر فاروق کے پیچھے تھے۔ انہوں نے تو یہ منظر خود دیکھا اور باقی ساری مسجد کو کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ہو گیا ہے۔ صرف انہیں یہ خبر ہوئی کہ عمر فاروق کی آواز بند ہو گئی ہے تو وہ کہتے رہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ عبدالرحمن بن عوف نے مختصر سی نماز پڑھائی۔ جب نماز ختم ہوئی تو عمر فاروق نے فرمایا۔ اے ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے مارا ہے؟ انہوں نے دیکھا تو کہا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا غلام (ابو لؤلؤ) ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کاربگر؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اسے مارے۔ میں نے تو اسے اچھی بات ہی کہی

ان تمام تفصیل کی تا ئید شیعہ کتب سے بھی ملتی ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے حضرت عمر فاروق کی عظمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی۔ کہ ایسے نازک وقت میں بھی نماز کی تکمیل کا خیال ہے۔

اس کے بعد عمر فاروق نے فرمایا۔

”میں اپنے بعد وائے خلیفہ کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اسے چاہیے کہ انصار سے جنہوں نے مسلمانوں کے لیے گھر مہیا کیے اور ایمان اختیار کیا، بھلائی کرتا رہے۔ ان کے محاسن کو سراہتا اور غلطیوں سے چشم پوشی کرتا رہے۔ میں اسے شہری باشندوں کے متعلق خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی اسلام کی زینت و حصول مال کا منبع اور دشمن کے لیے باعث غضب ہیں۔ اس لیے ان سے مزوریات سے زائد مال (زکوٰۃ) خوشدلانہ طور پر وصول کیا جائے۔“

میں اپنے جانشین خلیفہ کو دیہات کے باشندوں کے متعلق بھی بہتری کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہی اہل عرب اور نشان اسلام ہیں۔ ان سے جو زکوٰۃ لی جائے ان کے فقر اور تخرج کر دی جائے۔ میں اسے یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اہل اسلام کی حفاظت کی جائے اور طاقت سے زائد انہیں تکلیف نہ دی جائے۔

کہتے ہیں جب آپ کا وصال ہو گیا۔ تو ہم بنارہے کر چلے عبداللہ بن عمر نے بیڑہ کرام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور عرض کی کہ عمر فاروق کی اجازت چاہتے ہیں سیدہؓ نے فرمایا انہیں بے آؤ چنانچہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اسے بخاری و ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھجوایا کہ مجھے پہلو نبی و صدیق میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے انہوں نے کہا ”ہاں خدا کی قسم“ حالانکہ اس سے قبل کئی صحابہ نے اجازت مانگی تو

یہ قرض عمر کی آل کے مال سے ادا کرو۔ اگر مزید قرض ہو تو بنی عدی سے مانگ لو۔ پھر بھی مزید قرض ہو تو قریش سے رجوع کرو۔ اس سے آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے۔ ”امیر المومنین“ کا لفظ نہ بولنا۔ کیونکہ اب میں امیر المومنین نہیں رہا۔ کہنا عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہو۔ عبداللہ بن عمر وہاں گئے۔ سلام کہا اور اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ سیدہ بیٹھی رو رہی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کے طلب گار ہیں۔ سیدہ نے فرمایا۔ وہ جگہ تو میں نے اپنے لیے رکھی تھی۔ مگر آج میں عمر کو خود پر ترجیح دے رہی ہوں۔ عبداللہ بن عمر واپس لوٹے تو لوگوں نے کہا وہ عبداللہ آگئے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ مجھے بھلاؤ۔ ایک شخص نے پیچھے بیٹھ کر اپنے سہارے سے آپ کو بھلایا۔ آپ نے پوچھا۔ عبداللہ کیا لائے ہو؟ عرض کیا وہی کچھ جو آپ کی منشا ہے۔ اسے امیر المومنین سیدہ نے اجازت دیدی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ۔ ایسی قبر سے بہتر نعمت کونسی ہو سکتی ہے۔ جب میں وصال کر جاؤں تو مجھے اٹھا کر وہاں لے جانا اگر سیدہ اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ بعد ازاں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے بھر مٹ میں پھپی ہوئی آئیں۔ ہم (صحابہ) یہ دیکھ کر باہر نکل گئے۔ آپ اندر کمرہ میں آگئیں۔ اور آپ کے پاس بیٹھ کر روتی رہیں۔ پھر مردوں نے اندر آنا چاہا تو سیدہ واپس زنانہ خانہ میں چلی گئیں۔ اور وہاں سے ان کے رونے کی آواز آتی رہی۔

لے آئے اگر ہاں کہ سیدہ حفصہ کے رونے کی آواز سن کر اپنے انہیں زور سے رونے سے منع کر دیا دیکھیے حدیث

کی ٹھان لی چنانچہ اس نے دو رخا خنجر تیار کیا۔ اس پر زہر چڑھائی۔ پھر اسے ہرمزان کے پاس لے جا کر سوال کیا کہ یہ خنجر کیسا ہے؟ اس نے کہا بس جس پر چلاؤ گے مر ہی جائے گا۔ ابو لؤلؤ نے موقع ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ ایک دن نماز فجر میں آگیا عمر فاروق کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ عمر فاروق نماز کھڑی کرنے سے قبل فرماتے تھے۔ دو صغیریں درست کرو، آپ نے حسب معمول یہی کہا اور تکبیر کہہ دی۔ ابو لؤلؤ نے بڑھو کندھے اور پہلو میں خنجر گھونپ دیا۔ آپ گر گئے۔ اس نے تیرہ اور مردوں کو بھی زخمی کر ڈالا۔ جن میں سے سات وفات پا گئے۔ عمر فاروق کو اٹھا کر گھر لے

سے خطرناک تھا جس کے سبب وہ زمین پر گر پڑے اور آواز دی ”عبدالرحمن کہاں ہے؟“ لوگوں نے کہا حاضر ہے آپ نے فرمایا آگے آئے اور نماز مکمل کروائے عبدالرحمن نے آگے بڑھ کر نماز دفن مکمل کروائی پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون دوسری میں قل هو اللہ احد پڑھ کر نماز ختم کی۔

اسے اہل تشیع ایک اپنے ضمیمہ کو جھنجھوڑیے، حضرت عمر کی قوت ایمانی کا یہ عالم ہے کہ جب آپ کا شکم کھل گیا ہے آئیناں باہر آگئی ہیں ایسے میں آپ فرما رہے ہیں لوگو میرا فکرنہ کرو اپنی نماز کا فکرو، مجھے ترپنے دو مگر کسی مسلمان کی نماز میں فرق نہیں آنا چاہیے۔ ایسے شخص کو برا بھلا کہنا اپنے ایمان کو تباہ کرنے اور اپنی عاقبت خراب کرنے کے مترادف نہیں تو کیسا ہے؟

۱۔ بعض روایات میں ہے کہ اس نے چہرہ پیٹ رکھا تھا تا کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ حالانکہ اس کی تنخواہ روزانہ چار درہم کے حساب ۱۲ درہم ماہوار تھی اور یہ ایک معقول ترین رقم ہے اور اس کے مقابل اس کا کام اتنا نہیں تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اس لیے حضرت عمر نے اسے ڈانٹ دیا۔

آپ کا جواب ہوتا تھا: ”نہیں خدا کی قسم“

حضرت عمر فاروق کی شہادت کا اہل سبب اور بعد واقعات

حدیث

ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لؤلؤ بچیاں بناتا تھا۔ آپ اسے روزانہ چار درہم دیا کرتے وہ ایک روز حضرت عمر فاروقؓ سے ملا اور کہنے لگا امیر المؤمنین! مغیرہ مجھ سے زیادہ خدمت دیتے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ کچھ کم خدمت لیا کریں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا خدا سے ڈرو۔ اور اپنے آقا کی بہن خدمت کرو۔ ابو لؤلؤ غضب ناک ہو گیا۔ کہنے لگا سب لوگوں کیلئے اس کا (عمر کا) عدل ہے میرے لیے نہیں۔ لے تیب سے اس نے آپ کے قتل

۱۔ تاریخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۳ ص ۴۹ نے میں آپ پر حملہ آوری اور آپ کا نماز کی تکمیل کے لیے حضرت عبدالرحمان کو اشارہ کرنا اور خود نماز کی تکمیل تک ترپتے رہنا بالتفصیل مذکور ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

ایں وقت ابو لؤلؤ نصف جہاد شد و بر عمر در آمد و اور از چپ در راست شش ضربت برد بر بازو و شکم و از آن زخم ہا زخمے گراں بر زیر ناف آمد و از پائے در افتاد و بانگ در داد کہ عبدالرحمان کجاست؟ گفتند حاضرست، گفت ان پیش روئے صف شود و نماز مرا بر پائے برد عبدالرحمان پیش شد و در رکعت اول خاتمه و قل یا ایہا الکافرون و در رکعت ثانی قل هو اللہ احد منجوامد،

ترجمہ: اس وقت ابو لؤلؤ نصف جہاد ہو کر حضرت عمر پر حملہ آور ہوا اور دائیں بائیں سے چھ ضربیں لگائیں جو کچھ بازو پر پڑیں اور کچھ شکم پر مگر جو زخم زیر ناف آیا سب

دل مسرور ہوا (مگروا ہی) آپ نے فرمایا۔ ابن عباس یہ باتیں پھر سناؤ ! انہوں نے پھر سنائیں۔ عمر فاروق بولے۔ خدا کی قسم ! یہ باتیں آپ کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں اگلا جہان اتنا خوف ناک ہے کہ اگر ساری زمین سونابن کر میرے قبضہ میں ہو تو اسے لوٹا دوں (تاکہ کچھ بہتر انجام ہو سکے)۔

آپ نے فرمایا۔ میں اپنے پیچھے خلافت کا معاملہ پھر کئی مجلس شوریٰ کے سپرد کر رہا ہوں۔ جس کے ارکان یہ ہیں۔ ۱۔ عثمان غنی۔ ۲۔ علی مرتضیٰ۔ ۳۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ ۴۔ زبیر بن عوام۔ ۵۔ عبدالرحمن بن عوف۔ ۶۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم (یعنی یہ چھ صحابہ باہمی مشورہ سے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنالیں گے) جب کہ عبد اللہ بن عمر کو مشورہ کے لیے مجلس کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔ مگر وہ مجلس میں سے نہیں ہوگا۔ آپ نے اس مجلس کو تین دن کی مہلت دی جبکہ ان تین دنوں میں نماز پڑھانے کے لیے حضرت مہیبؓ کو حکم دیا۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مردی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی بالغ مشرک کو مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ تا آنکہ مغیرہ بن شعبہ گورنر کو فہ نے آپ سے بذریعہ خط ایک کافر غلام کے اپنے پاس رکھنے کی اجازت چاہی۔ مشہور تھا کہ اس کے ہاتھ میں کئی قن ہیں۔ وہ لوہار ہے نقاش اور نرکھان بھی ہے۔ عمر فاروق نے اجازت دے دی تو مغیرہؓ نے اسے مدینہ طیبہ (اپنے گھر) بھیج دیا۔ اور ماہانہ ایک سو درہم وظیفہ مقرر کر دیا۔ وہ عمر فاروق کے پاس آیا۔ اور مغیرہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیا کیا کام کر سکتا ہے ؟ اس نے بتلایا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر تو تمہارا کام اتنا زیادہ نہیں کہ تنخواہ زیادہ کی جائے۔ آگے ساری حدیث مثل سابق ہے

جایا گیا۔ لوگوں نے صفیں توڑ دیں اور سورج نکلنے کو آگیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ پکارے لوگو! نماز نماز۔ لوگ دیوانہ وار نماز پر متوجہ ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھوائی۔ نماز ختم ہوئی تو لوگ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔

عمر فاروقؓ نے شریعت منگوایا: ناک معلوم ہو کہ زخم کتنا ہے تو لایا گیا۔ مگر وہ پیٹ کے زخم سے باہر آگیا۔ جو خون بن کر ہی نکلا۔ آپؓ نے دودھ منگوایا وہ بھی اسی راستے باہر نکل آیا۔ لوگ کہنے لگے امیر المؤمنین کوئی ڈر نہیں (آپؓ) پنجے چائیں گے) آپؓ نے فرمایا جب حملہ ایسا ہوا ہے تو کیسے شخ سکتا ہوں۔ لوگ آپؓ کی تعریف میں یوں کہہ رہے تھے کہ امیر المؤمنین! اللہ آپؓ کو ہماری طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ وغیرہ ایک ٹوڑا اٹھتا تو دوسرا آجاتا۔ اور آپؓ کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتا۔ آپؓ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ یہ تو میں نے حکومت کی ذمہ داری پوری کی ہے۔ جس کا مجھے فائدہ ہے نہ نقصان۔ ہاں البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میرے لیے باعث سلامتی ہے۔ عبد اللہ بن عباسؓ۔ آپؓ کے سر کے قریب بیٹھے تھے۔ وہ آپؓ کے نہ صرف دوست بلکہ آپؓ کے گھر کا ایک فرد بنے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم! مجھ کو حکومت سے عہدہ برآ نہیں ہوئے۔ آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہے۔ اور وہ آپؓ سے راضی گئے۔ اور آپؓ ان کے بہترین ساتھی ثابت ہوئے۔ پھر آپؓ نے ابو بکر صدیقؓ خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی اور ان کے احکامات کے نفاذ کا باعث بنے۔ پھر آپؓ خود خلیفہ بنے۔ اور خلافت کا حق ادا کر دیا۔ جو آپؓ نے کیا۔ وہ آپؓ ہی کر سکتے تھے۔ ابن عباسؓ کی باتیں سن کر عمر فاروقؓ کا

اس نے آپ کو تین بار خنجر گھونپ دیا۔ میں نے عمر فاروق کی آواز سنی۔ اس کٹے کو پکڑ لو۔ اس نے مجھے قتل کر دیا۔ لوگ دوڑ کر آپ کے گرد مہو گئے۔ ابو لؤلؤ نے اسے میں تیرہ مرد زخمی کر ڈالے۔ اسی دوران ایک شخص نے پیچھے سے ابو لؤلؤ (پر کبل ڈال کر اسے) دیونج لیا۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق کو اٹھا کر گھر لیجا گیا۔ لوگ اسی طرح بے ترتیب کھڑے تھے۔ کہ کسی نے کہا نماز پڑھو! سورج نکلا چاہتا ہے تو عبد الرحمن بن عوف آگے بڑھے اور انا جاء فصر الله اور انا اعطيتك
 د۔ محقر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی تب لوگ عمر فاروق کے پاس پہنچے۔

جناب عمر فاروق نے عبد اللہ سے فرمایا۔ پوچھو! کہ یہ کام کسی گمراہ نے کیا ہے؟ عبد اللہ بن عباس نے نکل کر بندہ آواز سے کہا۔ اے لوگو! یہ کام تم میں سے ایک گمراہ کا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ خدا کی پناہ! خدا کی قسم۔ ہمیں تو اس کی خبر بھی نہیں اور نہ ہم اسے (قاتل کو) پہلے جانتے تھے۔ جناب عمر نے طبیب منگوایا۔ طبیب آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ کو نسا شربت پسند کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نہیں تو آپ کو تیند پلایا گیا۔ مگر وہ زخم سے باہر آ گیا۔ لوگوں نے دیکھ کر کہا۔ یہ خون نکلا ہے اور یہ پیپ پھر آپ نے دودھ پیا۔ تو وہ بھی اسی راستے نکل آیا۔ طبیب نے کہا اب آپ صحت یاب نہ ہو سکیں گے۔ اب جو کرنا ہے کر لو۔

اس کے بعد راوی نے شوروی کے فقر مصیبت کو حکم نماز دینے اور شہادت عبد اللہ بن عمر کا مفصل تذکرہ کیا ہے جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ اگر اہل شوروی نے اہل (جس کے سر سے دونوں جانب سے بال گر گئے ہوں) کو خلافت دے دی تو (بڑا اچھا ہو گا کیونکہ) وہ لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے گا۔ اسے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ عبد اللہ بن عمر نے عرض کیا۔ پھر آپ خود ہی حضرت علی کو خلیفہ کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ نے فرمایا۔ زندگی میں تو حکومت کا بوجھ اٹھایا۔ اب

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کے زخمی ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ میں نے کہا۔ امیر المؤمنین! آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت ایمان لائے جب لوگوں نے انہیں بھڑایا آپ نے اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ جب لوگ انہیں رسوا کرنا چاہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے آپ سے راضی تھے۔ آپ کی خلافت کے متعلق دو مردوں نے بھی باہم اختلافات نہیں کیا اور آپ آپ شہادت پا رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ یہ کلمات پھر کہو! میں نے پھر کہے۔ آپ نے فرمایا۔ جسے تم دھوکہ دے دو۔ وہ واقعاً فریب خوردہ ہے۔ اگر ترین کا تمام سفید و زرد مال اسیم و زرا میرے پاس ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اسے راہ خدا میں خرچ کر دو۔ تاکہ عاقبت کچھ بہتر ہو جائے۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

کیا آپ پر قاتلانہ حملہ آغاز نماز سے قبل ہوا تھا۔

عمر بن مینون سے روایت ہے کہ جس روز حضرت عمر فاروق پر حملہ ہوا۔ میں نماز میں موجود تھا۔ عمر فاروق کی ہیبت کے باعث اگلی صف میں کھڑا نہ ہو سکا۔ کیونکہ آپ کا رعب بہت زیادہ تھا۔ اس لیے دوسری صف میں کھڑا ہو گیا۔ عمر فاروق نے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نمازیوں کی طرف منہ کیا تو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلؤ آپ کے سامنے آ گیا۔ اور آپ سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتنے میں ہی اُسے حضرت ابن عباس کے یہ الفاظ شیعوں کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید جلد ۳ ص ۴۶ میں بھی موجود ہیں۔ ابن عباس کو شیعہ اپنا آدمی سمجھتے ہیں تو گھر کی شہادت مل جانے کے بعد انکار کی گنجائش نہیں رہنی چاہیے۔

بازار میں نماز کا اعلان کرتے ہوئے مسجد کو نکلے۔ میں اپنی جائے نماز ہی میں تھا کہ دشمن خدا ابولؤلؤ نے آپ پر حملہ کر دیا۔ تین جگہ خنجر چلایا۔ جن میں سے ایک نائف کے نیچے تھا۔ اور پہی جان لیوا ثابت ہوا۔ عمر فاروق نے چیخ کر فرمایا۔ عبد الرحمن بن عوف کہاں ہے؟ (نماز پڑھائے) عبد الرحمن بن عوف بولے میں یہ ہوں۔ چنانچہ عبد الرحمن نے قلیا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد دو سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔ لوگ عمر فاروق کو اٹھا کر آپ کے گھر لے گئے۔ آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے فرمایا۔ پتہ کر دیجئے کس نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے آکر پوچھا۔ لوگوں نے بتلایا ابولؤلؤ نے۔ انہوں نے جا کر آپ کو اس سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی حمد ہے کہ اس نے میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ میں نہیں رکھا۔ جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو۔ پھر فرمایا۔ عبد الرحمن بن عوف کو بلاؤ۔ اس کے بعد شوریٰ کا ذکر ہے۔

۱۔ یہ ابولؤلؤ جو سی شیعوں کے نزدیک بہت بڑا مجاہد اور ہیرو ہے۔ چنانچہ ناسخ التوائے حالات خلفا جلد ۳ ص ۲۹ میں یہ الفاظ ہیں۔

مردم شیعہ گویند ابولؤلؤ از مردم بم بود و فیروز نام داشت و از شیعیان علی علیہ السلام بود و کشتہ نہ شد چہ مقبرہ و در کاشکان از دامن پیش تا کنوں زیارت گاہ جماعت از شیعیان است۔ ترجمہ: شیعہ لوگ کہتے ہیں ابولؤلؤ بمی آدمی تھا۔ نام اس کا فیروز تھا۔ اور وہ شیعہ علی میں سے تھا، وہ (حضرت عمر کے قتل کے بعد) قتل نہیں کیا گیا تھا۔ ایک جاک کر ایران آگیا تھا، کیونکہ ہمیشہ سے اب تک کاشکان میں اس کا مقبرہ شیعوں کی ایک جماعت کے ہاں زیارت گاہ چلا آرہا ہے۔

نبیائے جس قوم کے ایسے ہیرو ہوں اسکی حالت پر انا اللہ اعلم کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

مگر نہیں اٹھا سکتا۔

اسے تسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اہل شوریٰ کی بڑی خوش بختی ہوگی۔ اگر وہ سر کی دونوں جانب کے بالوں سے بے نیاز آدمی کو خلافت دیدیں۔ وہ انہیں حق پر چلائے گا۔ خواہ اس کی گردن پر توار رکھ دی جائے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں۔ میں نے کہا جب آپ یہ جاتے ہیں۔ پھر بھی اسے (حضرت علی کو) خلیفہ نہیں بنا رہے۔ فرمایا۔ اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو بھی یہ درست ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہتر تھے اور آپ نے اپنا جانشین معین نہ فرمایا۔

اسے قسمی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز میں صبح کے وقت عمر فاروق کے ساتھ بازار کو نکلا۔ آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلؤ سامنے سے ملا اور کہنے لگا۔ امیر المؤمنین! آپ میرے مالک سے بات نہیں کرتے؟ تا کہ مجھے کم وصولی کرے۔ فرمایا۔ وہ روزانہ تم سے کتنا وصول کر رہے ہیں؟ کہا دینار۔ آپ نے فرمایا۔ میں یہ نہ کر سکوں گا۔ کیونکہ تم تو مزدور ہو اور دینار کچھ زیادہ نہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ کیا تم مجھے ایک چکی نہیں بنا دیتے؟ کہنے لگا کیوں نہیں۔ جب آپ اگے نکل گئے۔ تو کہنے لگا میں تمہارے لیے ایسی چکی بناؤں گا۔ جو مشرق و مغرب میں مشہور ہو جائے گی۔ عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں۔ اس کی اس بات سے میرے دل میں خطرہ بیٹھ گیا۔ کہ یہ عمر فاروق کو دھکی دی گئی ہے، اگلے روز نماز فجر کی اذان ہوئی۔ عمر فاروق

سے بچنے کی خاطر اسے تقسیم کر دوں۔

اہل شوریٰ پر اعتراض ہوا تو آپ نے کس طرح اُن کی فضیلت بیان کی؟

حدیث

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ زخمی ہونے کے بعد حب عمر فاروقی نے حکومت قائم کرنے کے لیے مجلس شوریٰ اچھڑکئی مکیٹی اقام کی تو ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے حاضر ہو کہا۔ اے اباجان! لوگ طعنہ زنی کر رہے ہیں۔ کہ یہ بچھ آؤی کچھ بستیدہ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے بھلاؤ! لوگوں نے بھلایا۔ آپ فرماتے لگے۔

”وہی مرتضیٰ پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے علی! روز قیامت تم میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر جنت میں داخل ہو گے۔ نہ ہی عثمان غنی پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جس دن عثمان کا وصال ہو گا۔ آسمان کے فرشتے اس کی نماز پڑھیں گے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ صرف عثمان کے لیے نشارت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ صرف عثمان کے لیے نہ ہی کسی کو طلحہ بن عبید اللہ کو مطعون بنانا مناسب ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کچاوہ سواری سے گر گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو شخص میرا کچاوہ اٹھا کر (دوبارہ سواری پر) باندھ دے اس کے لیے جنت ہے۔ تو طلحہ بن عبید اللہ نے بھاگ کر کچاوہ درست کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ سوار ہو گئے۔ اور فرمایا۔

اسے واقفی اور ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

پچھلے گزرا ہے کہ لوگوں نے عبدالرحمن بن عوف کو مصلیٰ پر کھڑا کیا۔ اور یہاں ہے کہ عمر فاروق نے کیا۔ دونوں میں تعارض نہیں ہے۔ ممکن ہے عمر فاروق سے کہا ہو اور لوگوں نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا ہو۔ اسی طرح اس بات میں بھی دو بات کا اختلاف ہے کہ آیا حمد نماز سے قبل ہو یا نماز کے دوران۔ اس بارہ میں روایات کا تعارض ہے۔ اور انہیں روایات کو ترجیح ہے۔ جو دوران نماز حمد بتلاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

حکمہ کے بعد آپ کو امت محمدیہ کی فکر

حدیث

مسور بن غنمؓ سے روایت ہے کہ حمد کے بعد عمر فاروق در دھیری آہیں لینے لگے۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ امیر المؤمنینؓ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی بڑی حمد کی سے اور وہ آپ سے راضی گئے۔ پھر آپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شگت اختیار کی تو بڑی حمد کی سے۔ وہ بھی آپ سے راضی گئے۔ پھر آپ خود خلیفہ بنے تو بڑی حمد کی سے۔ اگر آپ دنیا سے گئے تو لوگوں کو راضی چھوڑ کر جائیں گے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ابن عباسؓ ! تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری صحبت اور آپ کی رضا کا ذکر کیا ہے۔ تو واقعتاً یہ اللہ کا مجھ پر خاص احسان ہے۔ باقی میری دردمندی۔ تمہارے لیے ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔ خدا کی قسم! اگر تمام زمین سونا بن کر میرے قبضہ میں آئے تو اللہ کے عذاب

آپؐ کہا گیا کہ اپنا جانشین مقرر فرمادیں مگر آپؐ نے انکار کیا۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب میرے والد زخمی حالت میں پڑے تھے اور لوگ آپؐ کی تعریف کر رہے تھے۔ تو میں آپؐ کے پاس بیٹھا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ اللہ آپؐ کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے امید بھی ہے اور خوف بھی۔ لوگ کہنے لگے آپؐ اپنا جانشین مقرر فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ زندگی میں تو تمہارا بوجھ اٹھایا۔ اب مگر کبھی اٹھاؤ (یعنی اپنے ہاتھ سے مقرر کیے ہوئے جانشین کی غلطیوں کا گناہ قبر میں مجھے پہنچتا رہے گا۔) میں تو اب تک کی حکومت کا حساب صحیح دے سکا تو بڑا خوش ہوں گا۔ اس کا ثواب ملنا تو دور کی بات ہے۔ اگر میں جانشین مقرر کرتا ہوں تو بھی درست ہے۔ مجھ سے بہتر ابوبکر صدیق تھے۔ انہوں نے ایسا کیا تھا۔ اور اگر نہ کروں تو بھی درست ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہتر تھے۔ آپؐ ایسا نہیں کیا تھا۔ عبداللہ کہتے ہیں جب عمر فاروقؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا تو میں یقین کر گیا کہ اب آپؐ جانشین کا تقرر نہیں کریں گے (کیونکہ اتباع رسول ہی آپؐ کا شعار زندگی ہے)

اسے بخاری مسلم اور ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ لوگ کہہ رہے ہیں آپؐ اپنے بعد خلیفہ کا تقرر نہیں کر رہے؟ دیکھئے! اونٹوں یا بکریوں کا چرواہا کہیں چلا جائے اور ابو بکرؓ پر کوئی آدمی اپنے پیچھے نہ

اے طلحہ! یہ جبریل تمہیں سلام کہہ رہا ہے اور بشارت دے رہا ہے کہ تم قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گے۔ نہ ہی زیرِ پیر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ میں نے خود دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ حضرت زیرِ پیر بیٹھ کر (پٹکھا پلاتے اور) ملکھی دور کرنے رہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے زیرِ پیر! کیا جب سے میں سویا ہوا ہوں تم یہ کہہ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔

آپ پر میرے والدین قربان! تو آپ نے فرمایا۔ یہ حیرتِ تمہیں سلام کہہ رہا اور بشارت دے رہا ہے کہ میں قیامت کو تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اور تمہارے چہرے سے جہنم کی بلا دور کر دوں گا۔ نہ ہی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو محلِ اعتراض کیا جاسکتا ہے جنگِ بدر میں سعد نے اپنی کمان کو تیرہ تائیس باندھیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سعد تیرہ چلاؤ! تم پر میرے ماں باپ قربان“ اور نہ ہی عبد الرحمن بن عوف کو کوئی بُرا کہہ سکتا ہے جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حسن و حسین بھوک سے رو رہے۔ اور پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کون ہم سے دوستی کا ثبوت دیتا ہے۔ عبد الرحمن بن عوف یہ سن کر فوراً ایک تھال لے کر حاضر ہو گئے جس میں کھجور گھی اور سنتو سے بنی ہوئی مٹھائی اور روٹیاں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تمہاری دنیا تو

پہلے بھلی کر دی ہے۔ اور آخرت کا میں ضامن ہوں۔“

اسے حافظ ابو الحسن بن بشران نے اور دمشق نے اربعین طوال میں ذکر

کیا ہے۔

خواب میں حضرت عمر فاروق نے اپنی بشارت کا اشارہ پایا تھا

حدیث

معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ ایک جمعہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے تین یا چوتنی ماری ہے۔ اور میں اسے اپنی موت کا اشارہ سمجھتا ہوں۔ کچھ لوگ مجھے کہہ رہے ہیں کہ اپنا جگہ غلیفہ مقرر کر دو! مگر اللہ اپنا دین اپنی خلافت۔ اور اپنا اسلام جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کر آئے ضائع نہیں کرے گا۔ اگر مجھے جلد موت آگئی تو میرے بعد خلافت ان چھ آدمیوں میں سے کسی ایک کی ہوگی۔ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت و حال اپنی رضا کا اعلان کیا تھا۔ بعض لوگ میرے اس اعلان پر مجھے بڑا بھی کہیں گے۔ مگر میں انہیں اسلام کی بنیاد پر ایسے کام کی اپنے ہاتھ سے سزا دوں گا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ کیونکہ وہ دشمن خدا ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! میں انصار صحابہ میں افسران حکومت (کی جہارت) کی گواہی دیتا ہوں۔ میں نے انہیں عدل و انصاف۔ تبلیغ دین۔ اقامت سنت تقسیم مال اور لوگوں کے مشکل مسائل کے حل کرنے کے لیے افسر بنایا ہے یہ خطبہ جمعہ آپ کی زندگی کا آخری خطبہ ثابت ہوا۔ اور اس کے بعد آپ زخمی ہو گئے۔

حملہ کے بعد آپ کی ملاقات کے لیے پہلے مہاجرین کو بلایا گیا۔ پھر انصار کو۔ پھر شامی اور پھر عراقی وفد کو۔ تو ہم (عراقی لوگ) سب سے آخر میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ ایک سیاہ چادر سے آپ کا زخم بندھا ہوا تھا۔ مگر خون بہتا جا رہا تھا۔ ہم نے کہا۔ امیر المؤمنین! ہمیں کوئی وصیت (نصیحت)

پھوڑ جائے تو وہ بڑی زیادتی کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اور لوگوں کا معاملہ اونٹوں اور بکریوں سے کہیں اہم ہے۔ اگر آپ اپنی جگہ خلیفہ مقرر فرما کر نہ گئے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا عذر ہوگا۔ آپ کا باعید اللہ کہتے ہیں۔ میری اس بات سے آپ کو تکلیف پہنچی۔ آپ نے بڑی دیر سڑگوں رکھا۔ پھر اٹھایا۔ تو گویا ہوئے۔ ”اللہ اپنے دین کا محافظ ہے۔ دونوں کاموں میں میرے سامنے راہ سنت موجود ہے۔ اگر اپنا جانشین مقرر نہ کروں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مقرر نہیں فرمایا تھا۔ اور اگر جانشین کا تقرر کیے دیتا ہوں تو ابو بکر صدیق نے بھی کیا تھا۔ عبد اللہ کہتے ہیں۔ مجھے آپ کے اس جواب سے معلوم ہو گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرما رہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا تو میں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین۔ اگر آپ اپنی فکر کریں اور لوگوں کو کسی خلیفہ کے لئے کر دیں تو بہتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے بھلاؤ! عبد اللہ کہتے ہیں مجھے اس قدر خوف طاری ہوا کہ میں نے چاہم کاش میرے اور عمر کے درمیان مدینہ طیبہ کی چوڑائی جتنا فاصلہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ آپ نے میری بات پر کہا تھا کہ مجھے بھلاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ میں حکومت کا معاملہ اس (خدا) کے سپرد کر رہا ہوں۔ میں نے پہلی بار مجھے حکومت دی تھی۔

اسے ابو ذر غفاری نے کتاب العسل میں روایت کیا ہے۔

بعض دیگر صحابہ نے بھی آپ کو موت سے آگاہ کر دیا تھا۔

حدیث ۴۰

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق سے کہا: امیر المؤمنین! نوٹ کر لیں کہ تین دن کے اندر اندر آپ کا وصال ہونے والا ہے۔ واقعتاً تین دن نہ گزرے تھے کہ ابو لؤلؤ نے آپ پر حملہ کر دیا۔ لوگ آپ کے پاس آئے جن میں کعب الاحبار بھی تھے۔ آپ نے فرمایا: بات وہی ہے جو کعب نے کہی تھی تاہم مجھے موت کا ڈر نہیں۔ گناہ کا ڈر ہے۔

حدیث ۴۱

مروی ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ آپ اپنی حفاظت کیا کریں یا ان عجمیوں کو مدینہ طیبہ سے نکال دیں۔ خدا کی قسم! مجھے خوف ہے کہ کوئی عجمی آپ کو اس جگہ (اناف کے نیچے) خنجر نہ گھونپ دے۔ تو خدا کی شان اسی جگہ ابو لؤلؤ نے آپ کو خنجر گھونپا۔

حدیث ۴۲

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق کے ساتھ عرفات میں حیل رحمت پر وقوف کیے ہوئے تھے۔ کہ میں نے سنا۔ ایک شخص نے آواز دی۔ اے اللہ کے خلیفہ! توفور! امیر! عقب میں ایک گھائی سے کسی اعرابی نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ یہ کیا آواز ہے۔ اللہ تیری آواز کو بند کر دے۔ خدا کی قسم! اب کے بعد امیر المؤمنین اس جگہ وقوف نہیں کر سکیں گے۔ میں نے اس بات پر اسے سرزنش کی اور بھڑکا۔ جب ہم عمر فاروق کے ساتھ جمعرات کو نکر مار رہے تھے۔ ایک کنکر عمر فاروق کے سر میں آکر لگا۔ جس سے

فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: تم قرآن پڑھ کر دگرہ نہیں ہو گے۔ مہاجرین صحابہ کا احترام کرو۔ لوگ تو گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ انصار کا احترام کرو۔ انصار وہ گھاٹی میں جس میں اسلام نے پتہ لای۔ بدوؤں کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہی ہماری نسب کا اصل ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ بدو تمہارے بھائی اور دشمنوں کے دشمن ہیں۔ اور فرمایا۔ ذمیوں کی حفاظت کرو۔ کیونکہ ان کی ذمہ داری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائی ہے۔ اور تمہارے لیے رزق عیال کا ذریعہ بھی ہیں۔ اب آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی شہادت کے متعلق حضرت ابو موسیٰ کی خواب

حدیث

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک پہاڑ پر جلوہ فرمایا۔ آپ کے پہلو میں ابو بکر صدیق ہیں۔ جو زمین پر کھڑے حضرت عمر فاروق کو ہاتھ سے اشارہ کر رہے ہیں۔ کہ اوپر چڑھ آؤ۔ میں نے خواب سے اٹھ کر کہا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی قسم! امیر المؤمنین کا وصال قریب آچکا ہے۔ ابو موسیٰ سے لوگوں نے کہا یہ خواب عمر فاروق کو بکھڑے بھیجیں۔ انہوں نے فرمایا۔ مجھے موت کا پیغام دینے کی کیا ضرورت ہے۔

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس وقت بصرہ کے گورنر تھے۔ وہ وہاں فلدوقی و عثمانی میں ایک سہ ماہہ گورنر رہے۔

اگر اللہ کے ہاں میرے لیے بہتری ہے۔ تو وہ مجھے اس (کفن) سے بہتر (لباس) عطا فرمائے گا۔ نہیں تو یہ بھی پھینکے گا۔ قبر بنانے میں بھی سادگی سے کام لینا اگر اللہ کے ہاں میرا انجام بہتر ہے تو تاحد نظر میری قبر وسیع ہو جائے گی۔ نہیں تو قبر ایسے تنگ ہوگی۔ کہ دائیں بائیں پسلیاں باہم مل جائیں گی۔ میرے جنازہ کے ساتھ کوئی عورت نہ جائے۔ جو صفات مجھ میں نہیں ان سے میری تعریف مت کرنا۔ اللہ میرے حال سے خوب واقف ہے۔ جنازہ جلدے چلنا اگر اللہ کے ہاں میرا انجام اچھا ہے تو تم مجھے جلد اس تک پہنچا دو گے۔ نہیں تو میں ایک شرمسار ہوں گا۔ جیسے تم جلدی اپنے کندھوں سے اتار پھینکو گے۔

حدیث ۶

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر فاروق کے پاس آکر رونے لگی۔ میں نے کہا۔ اے صاحب رسول خدا! اے مسکین رسول! عمر فاروق نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ مجھے بھلاؤ۔ جو میں سن رہا ہوں میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ آپ اپنے سہارے پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ اے بیٹی! تم پر جو میرا باپ ہونے کی حیثیت سے اسحق ہے۔ میں تمہیں اس قسم دیتا ہوں۔ کہ اس کے بعد مجھ پر نہ بد لہ آہ و بکا امت کرتا۔ البتہ تیری آنکھوں پر میرا قبضہ نہیں۔ یاد رکھو! جس بھی میت پر آہ و بکا ہوتی ہے۔ فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں۔

سر کی ایک رگ پھٹ گئی۔ اور خون بہنے لگا۔ ایک شخص بولا۔ امیر المؤمنین !
کو نبلا دو کہ خدا کی قسم ! وہ آئندہ کبھی اس جگہ نہیں آئیں گے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو
یہ وہی گھاٹی میں سے بات کرنے والا اعرابی تھا۔
اسے ابن خنک نے روایت کیا ہے۔

آپ کی گونا گوں دینی اخلاقی وصیات :

آپ کی کچھ وصیات تو گزر چکی ہیں۔ جیسے قرض کے بارہ میں اپنے بیٹے کو وصیت
اپنے بعد جانشین کے تقرر کے طریقہ کار کی وصیت۔ مہاجرین و انصار و غیرہم کے بارہ
میں وصیت وغیرہ مزید وصیات درج ذیل ہیں۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق نے (حملہ کے بعد) اعلیٰ مرتبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔
اگر آپ کو حکومت کا کچھ حصہ ملے تو خدا کا خوف دل میں رکھنا محض بنی ہاشم کو لوگوں
کی گردنوں پر نہ بٹھلا دینا۔ پھر عثمان غنی کی طرف التفات کرتے فرمایا۔ اگر آپ کو
بھی کچھ ذمہ داری ملی تو بنو امیہ یا بنو ابی معیط کو انسانوں پر سوار نہ کر دینا۔ پھر آپ
نے حضرت سعد اور جناب زبیر کی طرف توجہ کر کے فرمایا۔ آپ دونوں بھی اگر ذمہ داریاں
اٹھائیں تو خوف خدا کو شامل حال رکھنا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اگر آپ کو
مسلمانوں کی حکومت ملے تو اپنے عزیزوں کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مجھے
یہ وصیت کی کہ جب مرنے والوں کو تو مجھے ایک حقیر سا انسان جاننا۔ کفن مختصر رکھنا

اسے قطعی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مردی ہے کہ ملک الموت آپ کی روح قبض کرنے کے لیے آئے۔ تو عمر فاروق نے سنا۔ کہ وہ ایک دوسرے فرشتہ سے کہہ رہے ہیں۔ یہ بے امیر المؤمنین کا گھر جس میں کچھ بھی نہیں۔ جیسے قبر ہوتی ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ اے ملک الموت جس کے پیچھے آپ جیسا فرشتہ لگا ہو۔ اس کا گھر ایسا ہی ہونا چاہیے۔

(حضرت عمر فاروق کی عمر کتنی ہے اور مدت خلافت کتنی)

ابن اسحاق کہتے ہیں آپ کی حکومت دس سال پچھ ماہ اور پانچ دن پر مشتمل تھی۔ آپ ہر سال لوگوں کے ساتھ حج کرتے تھے۔ البتہ درمیان میں متواتر دو سال حج پر نہ گئے۔

وفات کے دن آپ کی عمر کتنی تھی۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابو بکر صدیق کے برابر تھی (یعنی تربیٹھ سال)۔

اسے معاویہ اور ثعلبی نے روایت کیا ہے۔ کچھ لوگ پچپن سال بھی کہتے

ہیں۔ یہ روایت سالم بن عبد اللہ بن عمر سے ہے۔ جبکہ زہری کا کہنا ہے کہ چون سال۔ یہ تمام اقوال ابو عمر حافظ سلفی وغیرہ نے جمع کیے ہیں۔

حدیث

ابو عمر سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کی وفات سے دو یا تین سال قبل

آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میں اس وقت سناؤں یا اٹھاؤں برس کا ہوں۔ اور بنی مغیرہ سے تنقی رکھنے والے اپنے ماموں سے پہلے مجھے بڑھاپے نے آیا ہے۔

آپ کی تاریخ وفات کیا ہے حملہ کے بعد کتنے دن زندہ رہے

جنازہ کس نے پڑھا اور بوقت وصال آپ نے کیا کہا

اہل سیر کہتے ہیں۔ آپ ۲۶ ذوالحجہ ۳۱ھ کو فوت ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس تاریخ کو آپؐ حملہ ہوا۔ اور ذوالحجہ کی آخری تاریخ کو آپ کا وصال۔ تاہم اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حملہ کے بعد آپ تین دن زندہ رہے۔ تب وصال فرمایا۔ حضرت صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اسے ابن قتیبہ سلفی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر فاروق شہید ہوئے تو آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عثمان غنیؓ نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہا۔ حضرت صہیبؓ نے کہا۔ آپ دونوں پیچھے کھڑے رہیں مجھے عمر فاروق کی نماز جنازہ پڑھانے کا حق زیادہ ہے عمر فاروق کے حکم سے میں نے آپ سب لوگوں کو نماز پنجگانہ پڑھائی۔ تو کیا اب یہ نماز پڑھاؤں؟

اسے بخندی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ وقت وصال آپ کا سر عبد اللہ بن عمر کی گود میں تھا۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ میں نے اپنے نفس کو ظلم کیے۔ تاہم مسلمان ہوں۔ تمام نمازیں پڑھی اور روزے رکھے ہیں۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ ابن سمان نے موافقت میں یہ الفاظ بڑھائے ہیں۔ کہ پھر علی مرتضیٰ انٹاروئے کہ آنسوؤں سے دائرہ تزی ہو گئی۔

حدیث

عبدالرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر کو کفن دیکر چار پانی پر لٹا دیا گیا تھا تو علی مرتضیٰ آئے اور کہنے لگے کسی بھی شخص پر مجھے یہ رشک نہیں آتا کہ میں اس کا اعمال نامہ ہاتھ میں لیے بارگاہ خداوندی میں پیش ہوں۔ سوا اس شخص شخص کے۔ اے ابن خطاب ! اعد آپ پر رحم کرے آپ آیات خدا کے عالم تھے نشان خدائی آپ کے سینے میں بڑی گہری تھی۔ آپ مرنے خدا سے خائف تھے۔ اور دین خدا کے قیام میں کسی انسان سے خائف نہ تھے۔ آپ حق کے لیے سخی باطل کے لیے بخین۔ دنیا سے خالی پیٹ اور آخرت سے سیر شدہ تھے۔

حدیث

اوقرب بن حکیم سے روایت ہے کہ عمر فاروق کی شہادت پر میں نے فیصدہ کیا کہ جا کر حضرت علیؓ کے تاثرات معلوم کروں تو میں آپ کے ہاں پہنچا۔ وہاں کچھ لوگ بیٹھے حضرت علیؓ کا انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت علیؓ آ گئے۔ وہ نہایت غمزدہ تھے۔ انہوں نے اسلام کہا اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا عمر پر رونے والا کتنا خوش بخت ہے۔ ہائے عمر ! جس نے

اسے معلوم ہوا علی مرتضیٰ کے نزدیک عمر فاروق کی زندگی ایک عظیم اسوہ تھی جس کے ہونے ہوئے بہت یقینی ہو جاتی ہے۔ اور یہ ارشاد علیؓ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے۔ دیکھئے معانی الاخبار (شیخ صدوق) ص ۱۲

اسے بخندی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی شہادت پر جہان تاریک ہو گیا۔

حدیث

حسن بن ابی جعفر سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر زمین تاریک ہو گئی۔ بچے مارے خوف کے اپنی ماؤں سے پیٹ کر کہنے لگے کہ قیامت تو نہیں آگئی، مائیں کہنے لگیں نہیں بیٹو! عمر فاروق کو شہید کر دیا گیا ہے۔

(حضرت عمر فاروق کی شہادت پر صحابہ کی گریہ اور تعریف و توصیف)

اس فصل کے دوسرے ذکر میں آپ کی ثنا پر مشتعل ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول گزر چکا ہے۔ اسی طرح باب شعیب میں گزر چکا ہے کہ عمر فاروق کی جسد خاکی جب چارپائی پر کفن پڑا تھا تو حضرت علی نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشر فرمایا کرتے تھے کہ فلاں جگہ میں گیا میرے ساتھ ابو بکر و عمر تھے۔

یہ حدیث بخاری میں ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمر فاروق کو غسل و کفن کے بعد چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے تشریف لائے اور آپ کے سر ہاتھ کھڑے ہو گئے اور فرماتے لگے۔ خدا کی قسم مجھے بڑی شدید تڑپ ہے کہ جب میں بارگاہِ خدا میں حاضر ہوں تو اس مکفن شخص (عمر فاروق) کے اعمال نامہ جیسا اعمال نامہ میرے ہاتھ میں ہو زمین پر کوئی اور شخص ایسا نہیں جس پر میں اس طرح کا تشک کر سکوں۔

عمر فاروق کی شہادت سے نقص نہ آیا ہو۔ (یعنی ہر کسی نے آپ کی کمی محسوس کی۔)

حدیث

عبداللہ بن سلام عمر فاروق کے جنازہ پر کھڑے تھے۔ فرمانے لگے۔ اے عمر! آپ اسلام کے حق میں بہترین انسان تھے۔ آپ حق کے لیے سخی اور باطل کے لیے خلیل تھے۔ آپ رضا کے موقع پر راضی اور غضب کے موقع پر غضبناک ہوتے تھے۔ آپ کا دامن بنے مانع ہے۔ آپ نہ کسی کی بے جا تعریف کریں گے اور نہ کسی کی غیبت کریں گے۔

حدیث

حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ آپ نے (حذیفہ نے) کہا عمر فاروق کے دور میں اسلام آنے والے شخص کی طرح تھا۔ جو مسلسل قریب آتا جاتا ہے۔ اور آپ کی شہادت پر وہ جانے والے شخص کی طرح ہو گیا ہے جو مسلسل دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

حدیث

روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن غنم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کہا آج اسلام ایسے بچے کی طرح ہو گیا ہے جس کی نگہداشت رکھنا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ (کیونکہ اس کا وارث فوت ہو چکا ہے)

حدیث

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے علم ہو کہ فلاں کتنا عمر سے محبت کرتا ہے تو میں اس سے بھی پیار کر دوں گا۔ میری تو تمنا تھی کہ تمام زندگی عمر فاروق کا خادم رہوں۔ چاہے اس خدمت کے چھوڑنے پر مجھے تمام جہان

۱) امر حکومت کا ٹیڑھا بن سیدھا کر دیا۔ اور احکام کے لیے ایک اسوۂ سلطانی قائم کر دیا۔ ہائے وہ عمر! جو دنیا سے گیا تو اس کے کپڑے اچلے تھے (اس کی روداد حیات پر کوئی داغ نہ تھا)۔ اور عیب کم تھے۔ ہائے وہ عمر! جس نے سنت پر عمل کیا اور فتنہ سے محفوظ رہا۔ قسم بخدا! عمر بن خطاب نے خلافت کی بھدائیاں حاصل کر لیں اور برائیوں سے نجات یافتہ رہے۔ عمر کا ساتھی (ابو بکر صدیق) عمر کے لیے مثال قائم کر گیا ہے۔ جس پر وہ چلے۔ حضرت علیؓ کچھ دیر خاموش رہ کر پھر بولے۔ قافلے چلے مگر راستے انہیں گھاٹیوں میں لے آئے تو نہ بھول جائیو! لا راہ پاسکتا ہے اور نہ راہ پر چلنے والے کو منزل کا یقین ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

سعید بن زیدؓ کے متعلق روایت ہے کہ وہ (سعید) رو پڑے۔ لوگوں نے کہا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا میں اسلام کی حالت زار پر روتا ہوں۔ کیونکہ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت۔ اسلام میں ایسا روضہ ہے جو قیامت تک پیر نہ ہوگا۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضرت سعید بن زیدؓ عمر فاروقؓ کے جسد خاکی کے پاس آئے اور کسی شاعر کے اشعار پڑھ کر مرنیہ کیا۔

حدیث

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ اسلام کا قلعہ تھے۔ لوگ اس میں داخل ہوتے تھے۔ باہر نہیں آتے تھے۔ اب یہ قلعہ گر گیا۔ اب لوگ اس سے نکلتے ہیں داخل نہیں ہوتے۔

حدیث

حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا۔ کسی شہر یا گاؤں کا کوئی ایسا گھر نہ رہا جس میں

تھے۔ آپ کا سلام ایسے ہی عمدہ تھا۔ جیسے چیز کا ابتدائی حصہ بہتر ہوتا ہے۔
 آپ نیکی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ نے تمام کاموں کے لیے لائق افسران
 ڈھونڈ لیے تھے (اور یہی ایک عالم کی حقیقی فتح ہے۔
 اسے اسماعیلی اور طبرانی نے اپنے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

حدیث

آپ ہی فرماتی ہیں کہ محفل میں عمر کا ذکر کرنے سے گفتگو حسین ہو جاتی ہے۔ اس
 لیے اپنی محفلوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود اور عمر فاروق کے ذکر سے
 حزن کرو۔

(حضرت ابو عبیدہ نے تمنا کی کہ عمر فاروق سے میں مر جاؤں)

حدیث

ابی عبیدہ جراح سے روایت ہے کہ انہوں نے (ابو عبیدہ نے) کہا عمر فاروق
 کی وفات پر اسلام کمزور ہو جائے گا۔ ان کے بعد زندہ رہنے میں اگر تمام دنیا
 کی نعمتیں بھی ملیں تو بھی میں جینے کی خواہش نہ کروں گا کسی نے سوال کیا کیوں؟
 فرمایا اگر تم اس وقت زندہ ہوئے تو دیکھ ہی لو گے جو میں کہہ رہا ہوں عمر فاروق
 کے بعد دے حکمران نے اگر آپ جیسی گرفت کی تو لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے
 (بناوت ہو جائے گی) اور اگر کمزور رہا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(آپ کی شہادت پر حضرت زبیرؓ نے دفتر وظائف سے نایام اٹھا دیا)

حدیث

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ جب عمر فاروق فوت ہوئے حضرت زبیرؓ عوام

بلکہ کانٹے دار درخت بھی مل جائیں۔ تو بھی یہ خدمت نہ چھوڑوں۔ عمر فاروق کی ہجرت دین خدا کی نصرت بنی اور آپ کی خلافت رحمت ثابت ہوئی۔

حدیث :

عبد اللہ بن عمر نے ایک بار عبد اللہ بن مسعود سے صراطِ مستقیم کے بارے میں سوال کیا۔ جب کہ وہ مسجد حرام میں اپنے حلقہ میں بیٹھے تھے۔ ابن مسعود نے جواب دیا۔ رب کعبہ کی قسم صراطِ مستقیم وہی جس پر تیرا باپ قائم رہا۔ تا آنکہ جنت میں جا پہنچا اس پر ابن مسعود نے نین بار قسم اٹھائی۔

تشریح :

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فضل اسلام عمر میں احادیث گزر چکی ہیں۔ یہ وہی فصلِ نضال میں حدیثِ عمل اور حین سے کشتی والی حدیث بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے گزر چکی ہے۔ جو حضرت عمر سے ان کی گہری عقیدت پر دال ہیں۔

حدیث :

امیر معاویہ سے روایت ہے کہ میں نے مصعب بن صوحان سے کہا۔ مجھے عمر فاروق کی تعریف سنائیں۔ انہوں نے آپ کی تعریف یوں شروع کی کہ ”عمر فاروق خود شناس تھے۔ رعیت پر مہربان تھے۔ تکبر سے نفرت رکھنا۔ مغرت قبول کرنا۔ داد خواہوں کے لیے حجاب اٹھا کر اور دروازہ کھول کر رکھنا۔ بہتر عمل کی تلاش اور برے عمل سے دوری آپ کی صفات تھیں۔ آپ کمزوروں کے ساتھی۔ پسند آواز کم گو اور بُری باتوں سے کوسوں دور تھے۔“

حدیث :

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔ عمر فاروق سابق السلام

۴۔ اسے عمر آپ نے وہ فیصلہ کیے ہیں کہ فتوں کے سیلاب پیچھے رہ گئے۔ ایسے فتنے کہ جن کے چھلکے اتر رہے کہ وہ ظاہر نہ ہو سکے۔

اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مطلب بن زیاد سے روایت ہے کہ عمر فاروق کی رحلت پر جنوں نے بھی مرنے کیے جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔

۱۱۔ مَسْتَبْكِيكَ نِسَاءُ الْحَيَاتِ... مَبْكِيْنَ مُنْتَحِبَاتٍ

۱۲۔ وَتَحْمُسْنَ دُجُوْهَا... كَالْدَنَائِرِ النَّقِيَّاتِ

۱۳۔ وَيَلْبَسْنَ ثِيَابَ السُّوْرَا... بَعْدَ الْقَصَبِيَّاتِ

ترجمہ: ۱۔ (اے عمرؓ) آپ پر جنوں کی عورتیں آئیں بھر بھر کر روئیں گی۔

۲۔ اور اچھے دیناروں جیسے اپنے پہرے نوش لیں گے۔

۳۔ اور دیہات والیوں کے بعد شہر والیاں بھی کاٹے کپڑے پہن لیں گی۔

حدیث

معروف موصیٰ سے روایت ہے کہ عمر فاروق کی شہادت پر یہ آواز سنی گئی۔

۱۴۔ شاید ان اشعار سے شیعہ فرقہ ماتم کے جواز کی دلیلیں پکڑنے کی کوشش کر رہے مگر ایسا

اسناد لا قطعاً غلط ہوگا۔ جس کی پسند و جوہ ہیں۔ اس روایت کی کوئی تحقیق نہیں۔ اس کا

حوالہ تک موجود نہیں تو ایسی بے سند روایت قرآن و حدیث کے واقع فریق کے بالمقابل

کچھ وقت نہیں رکھتی۔ ۲۔ جس جن کے متعلق ان اشعار کی نسبت فرض کی گئی ہے اسے کیونکہ معلوم

ہو کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر عورتیں کاٹے کپڑے پہن لیں گی، کیا اس وقت ایسا ہوتا تھا۔ وہ

دور تو ثقافت اسلام کا زریں عہد تھا ایسے میں ماتم جیسی جاہلانہ رسم کہاں وجود تھا۔

نے دیوان سے اپنا نام کٹوا دیا۔

آپ کی شہادت پر جنوں کے مرثیے

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین روز قبل جنوں کا یہ نوہ سننے میں آیا۔

۱۔ أَبْعَدَ قَتِيلٍ بِالْمَدِينَةِ أَظْلَمَتْ
لَهُ الْأَرْضُ تَهْتَزُّ الْعَصَا بِسَوَاقٍ
۲۔ جَزَى اللَّهُ خَيْرًا مِنْ إِمَامٍ وَبَارَكْتَ
يَدَ اللَّهِ فِي ذَلِكَ الْأَدِيمِ الْمُتَرَبِّ
۳۔ فَمَنْ يَسْمُ أَوْ يَرْكُبُ جَنًّا حَى نَعْمَامَةٍ
لِيَدْبَرَكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبِقُ
۴۔ قَضِيَّتًا مُؤَلَّثَةً غَادَرَتْ يَعْدَ مَا
بَوَاقِي مِنْ أَلْمَا مِهَالَمُ تُفْتَتَبُ

ترجمہ: ار کیا مدینہ منورہ میں شہید ہونے والے شخص کے بعد درخت لڑ رہے ہیں اور اس کے دنیا سے چلے جانے پر زمین اندھیر ہو گئی ہے۔

۲۔ اللہ آپ کو کسی بھی امام سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اس پھٹے ہوئے چپڑے (اسلام) میں اللہ برکت رکھے۔

۳۔ اگر کوئی شخص یہ طاقت رکھے کہ شتر مرغ کے پردوں پر سوار ہو جائے

نہ کہ آپ جیسے (عمر فاروق جیسے) اعمال پائے تو وہ پیچھے ہی رہے گا۔
(کبھی آپ کا ہم سر نہ ہو سکے گا۔)

فصل دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارہ میں

آپ کے تیرہ بچے تھے۔ نو لڑکے اور چار لڑکیاں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ابن کی کینت ابو عبد الرحمن ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے
عبد اللہ | ساتھ ہی بچپن میں اسلام لائے۔ دس سال کی عمر میں
 اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی۔ یہ بات بخندی نے روایت کی ہے۔ پھر بدر واحد کے
 بعد والے تمام غزوات و واقعات میں موجود رہے ہیں۔

دارقطنی کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر کو احد کی لڑائی میں چھوٹا قرار دے کر شرکت
 کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔ بعد ازاں آپ نے پندرہ سال کی عمر میں جنگ خندق اور اس
 کے بعد تمام غزوات میں شرکت کی۔ بعض کہتے ہیں بدر میں بھی آپ حاضر ہوئے تھے۔
 مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بچپن کو دیکھ کر لڑائی کی اجازت نہ دی۔ البتہ اگلے سال احد
 میں آپ کو لڑنے دیا گیا تھا۔ اسے طائی نے روایت کیا ہے۔ تاہم طائی نے بھی پہلی بات
 کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مستند عالم عابد، متبع سنت قاطع بدعت و ناصح
 امت تھے آپ کو ایک بار کعبہ میں سر بسجود یہ دعا کرتے دیکھا گیا اے رب! تو جانتا
 ہے میں صرف تیرے خوف کی بنا پر اس دنیا میں قریش کی مزاحمت نہیں کرنا۔ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: عبد اللہ بن عمر نیکو کار آدمی ہے کہتے

۱۱۔ لَيَبْلُغْ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَتْ بَالِكِيَا
فَقَدْ أَذْشَكُوا هَلَكِي وَمَا قَدَّمَ الْعَهْدُ
۱۲۔ وَ أَذْ بَرَّتِ الدُّنْيَا وَ أَذْ بَرَّ خَيْرُهَا
وَقَدْ مَلَّهَا مَنْ كَانَتْ يُؤْمِنُ بِالنَّوْعِ

ترجمہ ۱۔ اسلام کی حالت ترار پر جو رونے والا ہے خوب روئے، قریب ہے کہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ زمانہ بھی کچھ زیادہ نہیں گزرا۔

۲۔ دنیا منہ پھیر گئی، اور اس کی خیر بھی۔ اور اسے ان لوگوں نے بھردیا جو

صرف وعدہ پر ہی ایمان لاتے ہیں ۲ سے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

(جن لوگوں نے عمر فاروق کو وفات کے بعد دیکھا۔)

حدیث عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عباس عمر فاروق کے گہرے دوست تھے۔ اور ان کے وصال کے بعد تمنا کرتے تھے کہ خواب میں ان کی دیدہ ہو۔ ایک سال بعد انہیں خواب میں عمر فاروق نے جو اپنی پٹنیانی سے پسینہ صاف کر رہے تھے۔ حضرت عباس نے پوچھا بھائی تمہارا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ابھی امتحان سے فارغ ہوا ہوں۔ تاہم میں اللہ رؤف الرحیم سے ملا ہوں۔ اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمر ابن العاص سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عمر فاروق کی اخروی حالت دریافت کرنے کی بڑی چاہت تھی۔ میں نے خواب میں ایک روز بڑا محل دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کس کا ہے؟ کہا گیا عمر بن خطاب کا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمر فاروق محل سے باہر آئے۔ آپ نے کہیں سا اوڑھ رکھا تھا۔ جیسے غسل کر کے آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ مجھے تم سے پھڑپھڑے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ میں نے کہا بارہ سال فرمایا ابھی میں حساب و کتاب دے کر بیٹا ہوں۔

نہیں ملتا۔ البتہ محلہ الطبع میں ایک جگہ خزانہ کہلاتی ہے۔ شائد ہی وہ جگہ ہو کیونکہ خزانہ کی نسبت بھی ام خرمان کی طرف کی جاسکتی ہے۔ جبکہ ابولقضان کے علاوہ دیگر مؤرخین کے نزدیک

کے وقت آپ کی عمر پورائی سال تھی۔ آپ نے اولاد بھی چھوڑی جبکہ دارقطنی کے نزدیک بوقت وصال آپ تہتر سال کے تھے۔

عبد اللہ بن عمر نے جن سے حدیث روایت کی ہے۔ یہ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سے بلا واسطہ) ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حضرت زبیر، عبد الرحمن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، زید بن خطاب، زید بن ثابت، ابوامامہ انصاری، ابویوب انصاری، ابوذر غفاری، ابوسعید خدری، زید بن حارثہ، اسامہ بن زید، عامر بن زبیر، حضرت طلحہ، صہیب رومی، عثمان بن طلحہ، رافع بن خدیج، عبد اللہ بن مسعود، کعب بن عمرو، تمیم داری، عبد اللہ بن عمرو، عبد اللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ انہیں آپ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور اپنی بیوی صفیہ بنت ابی عبید اللہ سے بھی روایت کی ہے۔

جبکہ صحابی میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے روایت ہے۔ آپ بڑے فقیہ، بڑے پرہیزگار اور آثار نبوت کے سوت متبع تھے اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

عبد الرحمن اکبر | یہ عبد اللہ بن عمر کے ماں باپ دونوں کی طرف سے سگے بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ زینب بنت مطلقہ ہے۔

میں۔ آپ دنیا سے تب ہی گئے ہیں جب آپ اپنے والد کی قتل ہو گئے تھے۔ سالم بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جس شخص کی طرف بھی دنیا مائل ہو وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ مگر عبد اللہ بن عمر کو میں نے ایسا نہیں پایا۔

حضرت سفیان نوری فرماتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر کی عادت تھی کہ جب انہیں اپنے ال میں کوئی چیز چھی لگتی تو اسے صدقہ کر دیتے۔ آپ کے غلام اس عادت سے واقف تھے۔ بسا اوقات آپ کا کوئی غلام کمر بستہ ہو کر مسجد میں چلا جاتا اور ہمہ تن عبادت میں مشاغل ہو جاتا۔ ابن عمر جب اسے ایسی حالت میں دیکھتے تو آزاد کر دیتے۔ بعض لوگوں نے کہا۔ جناب! یہ غلام آپ کو دھوکہ دیتے ہیں (آزاد ہو جانے کے بعد عبادتِ ام کی کوئی چیز انہیں یاد نہیں رہتی) آپ نے فرمایا جو شخص عبادت کے ساتھ ہمیں دھوکہ دے گا ہم اس کا دھوکہ کھالیں گے۔

آپ کے بیٹے نافع بن عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار یا اس سے زائد غلام آزاد کئے ہیں۔ یہ سارا کچھ طائی نے روایت کیا ہے۔ عبد الملک بن مروان کے دور تک بقیہ حیات رہے۔

ابو یقظان کہتے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حجاج نے آپ کے سچے ایک خفیہ قاتل لگا دیا تھا جس نے اپنے نیزے کی آئی زہر آلود کر کے آپ کے راستے میں پھینک دی جو آپ کے پاؤں میں چبھ گئی (اور آپ بیمار پڑ گئے)۔ حجاج مزاج پرہیز کے لئے آیا۔ کہنے لگا۔ اے ابو عبد الرحمن! آپ کو یہ زہر کس نے دیا ہے؟ فرمایا تم نے اسنے کہا یہ آپ کیوں کہہ رہے ہیں اللہ آپ پر رحم کرے۔ فرمایا تم نے ایسے شہر (مکہ) میں اسلحہ در آمد کیا ہے جس کو شہر امن قرار دیا گیا تھا چنانچہ آپ کا وصال ہو گیا۔ ردم (ایک جگہ) میں آپ کا جنازہ بڑا اور (مکہ میں) ام خروان کے باغ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

میں (صاحب کتاب) کہتا ہوں کہ آج اس نام کا کوئی باغ مکہ یا اس کے آس پاس

۵۔ زید اصغر - عبید اللہ ان دونوں کی والدہ ملیکہ بنت جردل خزاعیہ ہے۔ جبکہ دارقطنی ام کلثوم بنت جردل کہتے ہیں تو شاید ان کی والدہ کا نام ملیکہ اور کنیت ام کلثوم ہو عبید اللہ بڑے بہادر تھے عمر فاروق کی شہادت پر تلوار لہراتے ہوئے نکلے اور ابو لؤلؤ کے بیٹے اور پھر خزان کو مار ڈالا۔ یہ حقیقت میں ایمر معاویہ کے لشکر میں تھے وہیں وفات پائی۔ ان کی اولاد بھی ہے زید اصغر اور عبید اللہ کے ماں کی طرف سے دو بھائی اور ہیں۔ عبید اللہ بن ابی جہم بن حذافہ اور عاصم بن وہب خزاعی۔ جبکہ یہ عاصم صحابی بھی ہیں۔

۶۔ عبد الرحمن اوسط ان کی والدہ لمیہ ہے جو ام ولد تھیں یعنی لونڈی۔

اسلام فرمود اے فرزند اد شوہر تست،

ترجمہ: حضرت علی نے (عمر فاروق کے طلب رشتہ پر) فرمایا میں ام کلثوم کا آپ سے عقد کر کے اسے آپ کے ہاں بھیجتا ہوں تاکہ اگر وہ نکاح کے لائق ہو تو صرف آپ کے لیے ہو۔ چنانچہ آپ نے ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا اور اسے ان کے ہاں بھیج دیا حضرت عمر نے پیار کی نظر سے ام کلثوم کو دیکھا اور ان کی پینڈی سے کمر اٹھایا تو وہ غصے میں اٹھیں اور کہا اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو میں تمہارا ناک توڑ دیتی۔ بروایت تمہاری آنکھیں نکال دیتی یہ کہہ کر وہ اپنے باپ کے گھر اٹھیں اور کہا ایمان! آپ نے مجھے ایک برے بوڑھے کے پاس بھیج دیا؟ حضرت علی نے فرمایا اے فرزند! وہ تمہارے شوہر ہیں۔

شیعوں کی چار معتبر ترین کتب حدیث ”صحاح اربعہ“ میں سے ایک کتاب فرض کافی جلد ۲

ص ۳۱۱ میں ایک حدیث ان الفاظ میں موجود ہے کہ سلمان بن خالد نے ام جعفر سے پوچھا جس عورت شہرِ فحوت ہو جائے وہ عدت کہاں گزارے اپنے شوہر کے گھر میں یا جہاں چاہے؟ آپ نے فرمایا ”جہاں چاہے“ پھر آپ نے فرمایا دیکھو جب عمر فوت ہو گئے تو حضرت علی ام کلثوم کے پاس آئے

۳۔ زید اکبر | ان کی والدہ ام کلثوم میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں (یعنی

امام حسن و حسین کی سگی بہن) کہتے ہیں۔ زید کو دو قبیلوں کی باہمی جنگ کے دوران ایاتک پتھر لگ گیا جس سے وہ فوت ہو گئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زید اور ان کی والدہ ام کلثوم ایک ساتھ فوت ہوئے تھے۔ اس لیے نہ بیٹا ماں کا وارث بن سکا۔ نہ ماں بیٹے کی دونوں کی نماز جنازہ عبد اللہ بن عمر نے پڑھائی۔ زید کی نماز پہلے اور ام کلثوم کی بعد میں نماز پڑھی گئی۔ اور یونہی طریقہ جاری ہو گیا لہذا یہاں سے دوسری حکم معلوم ہو گئے۔ (ایک وراثت کا اور دوسرا نماز جنازہ کا)۔

۴۔ عاصم | ان کی والدہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے ان کا نام پہلے عاصیہ تھا جو نبی علیہ السلام نے بدل کر جمیلہ رکھا۔ عاصم بڑے فاضل

اور زائد تھے۔ ستر سال کی عمر وفات پائی اور اولاد بھی چھوڑی۔ عاصم کا والدہ کی طرف سے ایک بھائی عبد الرحمان بن زید بن حارثہ انصاری ہے۔ جو توبان اور عمر بن عبد العزیز سے روایت کرتا ہے۔ جبکہ عمر بن عبد العزیز رشتے میں (ایک طرح سے) عبد الرحمان کے نواسے لگتے ہیں۔ کیونکہ وہ عاصم بن عمر فاروق کی بیٹی ام عاصم کے پوتے ہیں۔ اور عاصم بن عمر فاروق، عبد الرحمان کا ایک لحاظ سے بھائی ہوا۔

یہ شادی کیسے ہوئی؟ صاحب تاریخ التواریخ نے حالات خلفاء جلد ۳ ص ۲۹۶ میں لکھا ہے کہ عمر فاروق نے حضرت علی سے درخواست کی کہ میں آل رسول کے ہاں دامادی حاصل کرنے کی تمنا رکھتا ہوں، پس علی علیہ السلام فرمود من اورا بالتزویج کنیم و بیوئے تو فرستم، مگر درخواستیں مقام باشد ترا باشد۔ دام کلثوم را عقد بستہ برائے عمر فرستاد۔ عمر با نظر ملاحظت بام کلثوم نظریست و دست بردہ ساق او را از جامہ مکشوف داشت۔ ام کلثوم در خشم شد و فرمود، اگر نہ این بود کہ امیر المومنین باشی، بی تو قادر بہم شکستم، بروایت فرمود چشم تو را بر میآورد ہم و از نزد او بیرون شد بھرت پدر آمد نفقات بختی الی شیخ السوط، علی علیہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

آپ کے چار بیٹیاں تھیں

۱۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کے نکاح کی تفصیل ہم اپنی کتاب مناقب امہات المؤمنین میں کریں گے۔ آپ عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن اکبر کی ماں شریکی بنی ہیں۔

اور اسے اپنے گھر لے گئے۔

فرمائیے! امام جعفر کے ہاں تو یہ نکاح اس قدر متحقق ہے کہ آپ اس سے شرعی مسائل کا استنباط فرما رہے ہیں مگر آپ کے امام جعفر کی محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس نکاح کے وجود ہی سے انکار کر رہے ہیں، محبت یہ تو ایسی ہے۔

۷۔ عبدالرحمان اصغر ان کی والدہ بھی ام ولد تھی۔

یاد رہے۔ حارث بن وہب، عبدالرحمان اوسط اور عبدالرحمان اصغر ان تینوں میں سے کسی ایک کو ابو شحمہ اور کسی دوسرے کو مجیر کہا جاتا ہے۔ ابو شحمہ تو وہ ہے جسے عمر فاروق نے سزا دی، اور وہ مر گیا تھا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ جبکہ مجیر کی اولاد تھی مگر ختم ہو گئی یہ باتیں ابن قتیبہ کے حوالے سے ہیں۔

دارقطنی کہتے ہیں عبدالرحمان اوسط کو ابو شحمہ کہا جاتا ہے۔ اس کو سزا ہوئی اور اس کی ماں ام ولد ہے جسے کہا جاتا ہے جبکہ عبدالرحمان اصغر کو ابو المجیر کہتے ہیں۔

۸۔ عیاض بن عمر فاروق اس کی والدہ عاتکہ بنت زیدہ ہے۔

۲۔ رقیب آپ زید اکبر کی ماں شریک بن میں جن سے ابوالاسیم بن نعیم بن عبد اللہ بن نجام نے نکاح کیا۔ آپ کا ابوالاسیم کے پاس ہی اولاد ہوئے بغیر وصال ہو گیا۔

۳۔ فاطمہ ان کی والدہ ام حکیم بنت عاصت بن بشام بن مغیرہ ہیں جن سے ان کے چچے کے بیٹے عبدالرحمان بن زید خطاب نے نکاح کیا جس سے عبداللہ نامی لڑکا ہوا یہ بات دارقطنی نے ذکر کی ہے۔

۴۔ زینب ان کی والدہ فکیہہ ام دلدہ ہیں۔ ان سے عبداللہ بن عبد اللہ بنی سراقہ نے نکاح کیا۔ انہوں نے اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

یہ باتیں ابن قتیبہ اور صاحب صفوہ نے روایت کی ہیں۔

واللہ اعلم والحمد للہ اولاد آخر اذ الصلوٰۃ والسلام علی
خیر الوہام محمد والہ واصحابہ اوی الصدق والصفاء
الی یوم الجزاء۔

آج بروز جمعرات بعد نماز عصر مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۵۶ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۵ء
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ریاض النظرہ پہلی جلد کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا اب دوسری
جلد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے مناقب میں آئیگی۔
اللہ اسے اپنی منشاء کے مطابق مجھے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ